نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفه

حضرت العلامه مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: سوم | پاره: ۲-۳ | باب: ۲۸۹-۵۱۸ | حدیث: ۴۱۶-۷۷۴

کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ
کتاب الاذان

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: سوم | پارہ: ۲-۳ | باب: ۲۸۹-۵۱۸ | حدیث: ۴۱۶-۷۷۴

کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، کتاب الاذان

ناشر مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نام .... نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری ﴿جلد سوم﴾

مؤلف .... حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

ناشر .... مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

﴿انتباہ﴾

اسٹاکسٹ: **مکتبہ خلیلیہ**

دوکان ۱۹، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ 0321-2098691

قدیمی کتب خانہ، کراچی
کتب خانہ اشرفیہ، اردو بازار، کراچی
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبۃ العلوم، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ قاسمیہ، لاہور
مکتبہ حقانیہ، ملتان
مکتبۃ العارفی، فیصل آباد

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی
کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
مکتبہ ندوہ، اردو بازار، کراچی
مکتبہ رحمانیہ، لاہور
مکتبہ حرمین، لاہور
ادارہ تالیفات، ملتان
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی
مکتبہ انعامیہ، اردو بازار، کراچی
مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی
ادارہ اسلامیات، لاہور
المیزان، لاہور
مکتبہ امدادیہ، ملتان
مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی

﴿ہر دینی کتب خانہ پر دستیاب ہے﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲۸۹

الصَّلٰوۃِ فِی مَرَابِضِ الْغَنَمِ

بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کا بیان

(۴۱۶) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُولُ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ (ابوالتیاح نے کہا) پھر میں نے اس کے بعد (انس رضی سے) سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ:
"کان یصلی فی مرابض الغنم"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۱ ومر مختصرا ص۳۷ ومطولا ص۵۵۹ تا ص۵۶۰ ومسلم اول ص۲۰۰ وترمذی اول ص۴۶

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے، گذر چکا کہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہے کہ نماز کیلئے کسی مکان کی قید نہیں، امم سابقہ کیلئے عبادت خانہ کی قید تھی لیکن اس امت کا امتیاز ہے ارشاد نبوی ہے جعلت لی الارض مسجدا وطھورا۔

پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے حدیث ۲۳۲ کی تشریح۔

باب ۲۹۰

الصَّلٰوۃِ فِی مَوَاضِعِ الْاِبِلِ

اونٹ کی جگہوں میں نماز پڑھنے کا بیان

۴۱۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اونٹ کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یصلی الی بعیرہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۱ ویاتی ص۷۲ مسلم جلد اول ص۱۹۵ ابوداؤد جلد اول فی باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ ص۱۰۱ ترمذی فی الصلوٰۃ الی الراحلۃ ص۴۶۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری کا مقصد جمہور کی موافقت وتائید ہے، علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ جمہور ائمہ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور صاحبینؒ وغیرہ کے نزدیک اونٹوں کی معاطن (تھانوں) میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ جگہ پاک ہو اور اس جگہ نجاست نہ ہو۔

امام احمدؒ اور اہل ظاہر کے نزدیک نماز درست نہیں۔ وعن احمدؒ فی روایۃ مشہورۃ عنہ اذا صلی فی اعطان الابل فصلاتہ فاسدۃ وھو مذھب اھل الظاھر (عمدہ) امام بخاریؒ کا مقصد انکی تردید ہے۔

امام بخاریؒ یہ تبلانا چاہتے ہیں کہ جن احادیث میں اونٹوں کے معاطن میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے وہ دوسری وجہ سے ہے کہ بعض اونٹ شریر ہوتے ہیں اگر بدک جائیں تو نماز پڑھنی مشکل ہوجائے ورنہ اگر سدھائے ہوں اور سواری کے ہوں تو ان کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی فساد نہیں

نماز درست ہوگی۔

تشریح البتہ ایک اشکال ہوتا ہے کہ باب تو ہے مواضع ابل یعنی اونٹوں کے رہنے کی جگہ (یعنی تھانوں میں) نماز پڑھنے کا بیان۔

اور جو حدیث نقل کی گئی ہے وہ ہے ایک اونٹ کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا ذکر، اس سے باب کی مطابقت نہیں ہوتی۔

جواب یہ ہے کہ مواضع ابل میں نماز کی ممانعت صرف اونٹوں کے قرب کیوجہ سے ہے بخاری بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر اونٹ مانع ہوتا تو استقبال میں بھی ممانعت ہوتی۔ باب سے بخاری نے بتلا دیا کہ اونٹ کا قرب نماز میں مخل نہیں۔

اور جن روایتوں میں مبارک ابل میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ ابوداؤد جلد اوّل باب النہی عن الصلوٰۃ فی مبارک الابل ص۷۲ میں حضرت براء بن عازب رضؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لا تصلوا فی مبارك الابل فانها من الشیاطین و سئل عن الصلوٰۃ فی مرابض الغنم فقال صلوا فیها فانها برکۃ۔

اس حدیث میں بالتصریح مرابض غنم اور مبارک ابل میں فرق معلوم ہوتا ہے، عند الجمہور جب سب جگہ جائز ہے تو وجہ تفریق کیا ہے؟

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اصحاب اونٹ اونٹ کی آڑ میں بیٹھکر پیشاب یا ئخانہ کرتے ہیں۔

۲ اونٹ جناتی مخلوق ہے ہمہ وقت خطرہ رہتا ہے جس سے نماز کا خشوع وخضوع مشکل ہے اور اس کا تقاضہ یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ اونٹ کی شیطنت وشرارت سے تحفظ واطمینان ہو تو اس کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳ ایک وجہ یہ بھی منقول ہے کہ اونٹ میں بدبو ہے۔ ۴ روایات ممانعت مکروہ تنزیہی پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم

بابُ ۲۹۱ مَنْ صَلّٰی وَقُدَّامَهٗ تَنُّوْرٌ اَوْ نَارٌ اَوْ شَيْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَاَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَاَنَا اُصَلِّيْ

جو شخص اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے سامنے تنور یا آگ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کیجاتی

ہو لیکن اس (نمازی) کی نیت اللہ عزوجل کی عبادت ہو (تو نماز درست ہے) اور زہری ؒ نے کہا کہ مجھ کو حضرت انس بن مالک ؓ نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے جہنم لائی گئی۔ اور میں (اس وقت) نماز پڑھ رہا تھا۔

تشریح والحدیث طرف من حدیث طویل یاتی موٹی مر الاعتصام ص ۱۰۸۳۔

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسوف کی) نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے نماز کی حالت میں) دوزخ دکھائی گئی چنانچہ میں نے آج کی طرح کا خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "اریت النار"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۶۱ و یاتی ص ۱۰۳ و ص ۱۴۳ تا ص ۱۴۴ و ص ۸۲ تا ص ۸۳، مطولا ومسلم اول ص ۲۹۸ ونسائی اول فی قدر القراءۃ فی صلوٰۃ الکسوف ص ۱۶۸

مقصد ترجمہ امام بخاری ؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھتا ہے جس کے سامنے جلتی ہوئی آگ یا تنور یا ایسی کوئی چیز ہو جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش (پوجا) کی جاتی ہو مثلاً پیپل کا درخت سامنے ہو لیکن نمازی کی توجہ اس طرف نہ ہو بلکہ نمازی کی نیت صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رضا حاصل کرنے کی ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

البتہ حنفیہ وحنابلہ نیز ابن سیرین رحمہم اللہ مکروہ کہتے ہیں جیسے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت تشبیہ بعبادۃ الاوثان کی وجہ سے بالاجماع مکروہ ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے انہ کرہ الصلوٰۃ الی التنور وقال ھو بیت نار یعنی ابن سیرین نے تنور کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے اور کہا کہ یہ آگ کا گھر ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری ؒ کے ترجمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہو جائیگی لیکن کراہت وعدم کراہت کی تصریح نہیں ہے لہٰذا یہ دیکھا جائے گا کہ نماز ایسی چیزوں کے ہٹانے یا سامنے

سے اِدہر اُدہر کرنے پر قادر ہے پھر نہیں کر رہا ہے تو نماز مکروہ ہو گی ورنہ نہیں (فتح اول ص۴۱۹)

اِمام بخاریؒ کا استدلال امام بخاریؒ نے اثبات ترجمہ کیلئے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ پہلی روایت میں حضرت انسؓ سے تعلیقاً ذکر کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جہنم (دوزخ) پیش کی گئی لیکن آپؐ نے نماز نہیں توڑی اور نہ نماز کا اعادہ فرمایا۔

جواب یہ ہے کہ اولاً تو وہ تکوینی امور و عالم غیب کی چیز تھی جو بحث سے خارج ہے اس لئے کہ اس وقت حضور اقدس علیہ السلام بھی عالم غیب میں ہو گئے۔

ثانیاً اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ نار دوزخ دائیں یا بائیں ہو بالکل سامنے نہ ہو۔

ثالثاً یہ بھی احتمال ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر ہو اور حضورؐ کیلئے حجابات اٹھا دیئے گئے ہوں۔ رابعاً یہ بھی احتمال ہے سامنے نہ ہو بلکہ پیچھے ہو تو جسطرح حضور اقدس علیہ السلام نمازیوں کے رکوع وسجود دیکھ لیتے تھے اسی طرح دوزخ کو بھی دیکھا۔

اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے استدلال درست نہیں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

دوسرا استدلال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے ہے، یہاں روایت مختصر ہے مفصل روایت آگے آئیگی وہاں پوری تفصیل بھی آئے گی۔ مختصراً یہ جواب ہے کہ مذکورہ احتمالات اس میں بھی ہیں اس لئے استدلال تام نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ استدلال کمزور ہے اور کوئی صریح حدیث بھی عدم کراہت کی نہیں ہے (واللہ اعلم)

باب ۲۹۲

كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ

قبرستان میں نماز کی کراہت کا بیان

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا فِىْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں اپنی نمازوں کا کچھ حصہ پڑھا کرو۔ اور انہیں بالکل قبریں نہ بنالو۔

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ولا تتخذوھا قبورًا"

کیوں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم گھروں کو مقابر بنانے سے منع فرمارہے ہیں، معلوم ہوا کہ قبریں محل صلوٰۃ نہیں ہیں لہٰذا قبرستان میں بلاسترہ نماز مکروہ ہوگی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صفحہ ۶۲ ویاتی ص۱۵۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد قبرستان میں نماز پڑھنے کی کراہت کو بیان کرنا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم الخ"

اس میں مِن تبعیضا ہے ای بعض صلوٰتکم اور مراد نوافل ہیں یعنی اپنے گھروں میں کچھ نوافل پڑھا کرو۔ ولا تتخذوھا قبورا۔ اور تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو یعنی مردے نماز نہیں پڑھتے ہیں تو حضور علیہ السلام گھروں کو مقابر بنانے سے منع فرمارہے ہیں معلوم ہوا کہ قبر محل نماز نہیں ہے مطلب یہ ہوا کہ تم میت کیطرح سے نہ ہوجاؤ کہ گھر تمہارا تمہارے واسطے مثل قبر کے ہوجائے بلکہ تم اپنے گھروں میں کچھ نمازیں پڑھا کرو جیسے زندہ مسلمان پڑھتے ہیں۔

باب ۲۹۳

الصَّلٰوۃِ فی مواضِعِ الخَسْفِ والعَذابِ وَیُذْکَرُ اَنَّ علیًّا رضی اللہُ عنہُ کَرِہَ الصَّلٰوۃَ بِخَسْفِ بَابِلَ۔

ایسے مقامات میں نماز پڑھنے کا حکم جہاں زمین دھنس جانے کا عذاب یا کوئی اور عذاب نازل ہوچکا ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بابل میں زمین دھنسنے کے عذاب کی وجہ سے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھا۔

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ بنُ عَبْدِ اللہِ قَالَ حَدَّثَنِی مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوا عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِیْنَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ فَاِنْ لَمْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَیْھِمْ لَا یُصِیْبُکُمْ مَا اَصَابَھُمْ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان معذبین کے مقاموں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ (اللہ تعالےٰ کے خوف سے) روتے ہوئے اور اگر تم رو نہ سکو

تو ان کے مقاموں میں مت جاؤ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لا تدخلوا علی ھٰؤلاء المعذبین الخ" کیونکہ معذبین کے مساکن و مقامات میں داخل ہونے سے روکا گیا تو لامحالہ نماز کی کراہت و ممانعت بھی ثابت ہوگئی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۲ وصـ۴۷۸ تا صـ۴۷۹ وفی المغازی صـ۶۳۷ وفی التفسیر صـ۶۸۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ان مقامات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ ترجمۃ الباب میں کراہت و عدم کراہت کے متعلق کوئی تصریح موجود نہیں ہے لیکن امام بخاریؒ نے حضرت علیؓ کا اثر "کرہ الصلوٰۃ" پیش کر کے مقصد ظاہر کر دیا (عمدہ) مگر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ امام کا مقصد کراہت کے ساتھ جواز بتانا ہے۔

تشریح الفاظ مواضع الخسف والعذاب قولہ "والعذاب من باب عطف العام علی الخاص" امام بخاریؒ نے اشارہ کر دیا ہے کہ یہ حکم عام ہے یعنی عذاب الٰہی خسف یعنی زمین دھنسنے کی صورت میں ہو یا کسی اور طرح کا عذاب ہو ان جگہوں میں نماز مکروہ ہوگی۔ کما یشیر الیہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلوا علی ھٰؤلاء المعذبین،

بابل علم اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے کما فی القرآن الحکیم وما انزل علی الملکین ببابل۔ الآیۃ (پ۱ ع۱۲)

بابل قدیم زمانہ میں یہ عظیم الشان شہر تھا جو دریائے فرات کے دونوں جانب واقع تھا بابل کی ساحری اور مےخواری مشہور ہے یہ مدت تک سلطنت عراق کا پایہ تخت رہا ہے یہاں نمرود بن کنعان بادشاہ نے ایک بہت بڑا اونچا محل بنوایا تھا جو پانچ ہزار گز بلند تھا جس سے نمرود کا مقصد یہ تھا کہ آسمان کی خبریں سنا کرے گا، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ قال اصحاب الاخبار بنی نمرود القصر بھا وطولہ فی السماء خمسۃ آلاف ذراع وھو البنیان الذی ذکرہ اللہ تعالٰی فی کتابہ العزیز بقولہ تعالٰی فاتی اللہ بنیانھم من القواعد الآیۃ (سورہ نحل آیت ۲۶)

(پھر اللہ کا حکم ان کی عمارت کی تباہی کیلئے ان کی بنیادوں کی جانب سے آپہنچا کہ اوپر سے ان پر چھت آگری جس سے دب کر سب ہلاک ہوگئے جو حفاظت کا سامان کیا تھا وہی ہلاکت کا سبب بن گیا)

خلاصہ یہ کہ حضرت علیؓ خسف بابل میں نماز کو مکروہ کہتے تھے چونکہ روایت میں ہے عن علیؓ قال

ماکنت لاصلی فی الارض خسف اللہ بھا ثلاث مرار (فتح) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی
اور سنن ابی داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال ان حِبّی (وفی نسخۃ حبیبی) علیہ
السلام نہانی الخ (ابوداؤد اول ص ۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا اور نیز مجھ کو منع فرمایا کہ میں سرزمین بابل میں نماز پڑھوں کیوں وہ ملعون جگہ ہے۔

علامہ علبی خطابی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں گفتگو ہے میرے علم میں کسی عالم نے سرزمین بابل میں نماز ادا کرنے کو حرام نہیں کہا۔ علاوہ ازیں اس باب کی پہلی حدیث میں ارشاد نبوی ہے جعلت لی الارض مسجدا وطہورا (میرے لئے ساری زمین سجدہ کے قابل اور پاک کردی گئی ہے)

جو اس سے زیادہ صحیح ہے اور صحیحین کی حدیث ہے اور اس کے معارض ہے، اگر یہ حدیث ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ نہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ نہانی (بصیغہ متکلم) سے بظاہر مترشح ہے۔ رہا یہ اشکال کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قیام کیا؟

تو جواب یہ ہیکہ خاص ارض بابل مراد ہے جیسا کہ گذرا خسف اللہ بھا ثلث مرار۔ اثبات ترجمہ کیلئے امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسرا استدلال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: لا تدخلوا علی ھؤلاء المعذبین سے کیا ہے جس کا تعلق تبوک کے سفر میں مقام حجر سے ہے اس کی تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص ۴۹۱ کا عنوان (مقام حجر) اور ص ۵۰۹ کا باب ۶۳۷ باب نزول النبی صلے اللہ علیہ وسلم الحجر۔

بَابٌ ۲۹۴ الصَّلٰوۃِ فِی الْبِیْعَۃِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ کَنَائِسَکُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْھَا الصُّوَرُ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُصَلِّیْ فِی الْبِیْعَۃِ اِلَّا بِیْعَۃً فِیْھَا تَمَاثِیْلُ۔

گرجا گھر میں نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (او نصرانیو) ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان مجسموں کیوجہ نہیں جاتے ہیں کہ اس میں تصویریں (مورتیاں) ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما گرجا گھر میں نماز پڑھ لیتے تھے مگر اس گرجا گھر میں نماز نہیں پڑھتے تھے جس میں مجسمے ہوتے۔

تشریح الفاظ بیعۃ بکسر الباء الموحدۃ گرجا گھر عیسائیوں کا عبادت خانہ جمع بِیَعٌ کنیسۃ یہودیوں کا عبادت خانہ جمع کنائس لیکن کنیسہ کا اطلاق بیعہ پر ہوتا ہے:

والکنائس ایضا للنصاریٰ کالبیعۃ کما قالہ الجوھری (قس)

تماثیل تمثال کی جمع ہے بمعنی مجسمہ، تصویر۔ التی فیہا الصور۔ جملۃ اسمیۃ لان الصور مبتداء مرفوع وقولہ فیہا خبرہ ای فی الکنائس والجملۃ صلۃ الموصول وقعت صفۃ للتماثیل لا للکنائس لفساد المعنی لان التماثیل ھی الصور (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ الصورُ مبتدا مرفوع ہے اور اسکی خبر فیہا ہے اور ضمیر ھا کنائس کیطرف راجع ہے۔

اور اگر الصورِ مجرور پڑھیں تو تماثیل سے بدل یا عطف بیان ہوگا۔

نیز یہ بھی جائز ہے کہ الصورَ کو منصوب پڑھیں اختصاص کی بناء پر یا اعنی فعل مقدر کا مفعول ہوگا۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحمہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بیعہ اور کنائس میں اسوقت نماز مکروہ ہوگی جبکہ اس میں تصاویر (مورتیاں) ہوں۔

۲۔ یا یہ کہا جائے کہ امام بخاری کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو بیعہ میں علی الاطلاق نماز پڑھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔

یہی حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ سے منقول ہے کہ کنائس اگرجا گھروں) میں نماز بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ تماثیل و تصاویر (یعنی اسباب شرک) نہ ہوں۔

وقال عمر رض علامہ عینی رح لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رض جب شام پہونچے تو وہاں کے ایک بڑے پادری نے کھانے کی دعوت کی اس پر حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان تصاویر کیوجہ سے نہیں داخل ہوتے ہیں کہ اس میں تصویریں (مورتیاں) ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر تصویر و مورتیوں سے پاک صاف ہو تو نماز جائز ہے۔

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَاَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

ترجمہ | حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جس کو انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا جس کو ماریہ کہا جاتا ہے (یعنی اس کا نام ماریہ تھا) حضرت ام سلمہؓ نے ان تصویروں (مورتیوں) کا بھی ذکر کیا جنہیں اس میں دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسے لوگ تھے کہ ان میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا (یا یوں فرمایا نیک شخص) تو وہ اس قبر پر مسجد بنا لیتے اور ان میں تصویریں رکھتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

مطابقۃ الترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور، لان الباب فی الصلوٰۃ فی البیعۃ وقد مر انھا تکرہ فی البیعۃ اذا کانت فیھا صور (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۲ ومر ص۶۱ ویاتی ص۱۷۹ وفی ھجرۃ الحبشۃ ص۵۴۷ ومسلم اول ص۲۰۱ ونسائی اول فی باب النہی عن اتخاذ القبور مساجدا ص۸۲

مقصد ترجمہ باب کے تحت مذکور ہے۔

تشریح اس حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۱۲۴ کی تشریح ملاحظہ فرمایئے۔

باب ۲۹۵

غیر منون لان الاعراب لا یکون الا بعد العقد والترکیب (عمدہ)

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَۃً لَّہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِھَا کَشَفَھَا عَنْ وَجْھِہٖ فَقَالَ وَھُوَ کَذٰلِکَ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الوفات نازل ہوا تو (یعنی اخیر وقت میں) اپنی چادر کو اپنے چہرۂ مبارک پر ڈالنے لگے اور جب اس سے گرمی محسوس ہوتی (گھبراہٹ ہوتی) تو اس کو چہرہ سے ہٹا دیتے آپؐ نے اسی حالت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہوئی یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا آپؐ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کاموں

سے ڈرا رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اتخذوا قبور انبيائهم مساجد، لانهم اذا اتخذوها مساجد يصلون فيها ويسمون المساجد البيع والكنائس والباب فی الصلوٰة فی البيع (عمدہ)

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۶۲ ويأتی ص۱۷۷ و ص۱۸۶ و ص۴۹۱ وفی المغازی ص۶۳۹، وفی اللباس ص۸۶۵ ومسلم ص۲۰۱ ونسائی اوّل فی "النهی عن اتخاذ القبور مساجد" ص۸۲

۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمه؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وهو كالفصل من الباب الذی قبله (ای کالفصل من الباب السابق) یعنی من وجہ باب سابق ہی سے متعلق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دونوں بابوں میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے پر زجر و توبیخ ہے حتیٰ کہ آپؐ نے مرض الوفات میں خاص طور سے یہود و نصاریٰ کی اس بدعت و مشرکانہ حرکت کا ذکر فرما کر اپنی امت کو ڈرایا کہ کہیں بندگی سے آپؐ کو بڑھا چڑھا کر خدائی تک نہ پہنچا دیں۔ جیسا کہ باب کی پہلی روایت میں تصریح ہے۔ "يحذر ما صنعوا"

حضور اقدس ﷺ یہودیوں ونصرانیوں کے فعل بد" اتخاذ القبور مساجد" سے ڈرا رہے تھے اور جب پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا حرام اور باعثِ لعنت ہے تو پیغمبروں کے علاوہ خواہ قطب و ابدال ہی کیوں نہ ہو کسی کی قبر پر سجدہ کرنا حرام اور باعثِ لعنت بطریق اولیٰ ہوگا۔

اشکال نصاریٰ کے صرف ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور حدیث میں صاف ارشاد ہے۔ بینی وبین عیسیٰ لیس نبی او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اب باب کی پہلی حدیث پر اشکال یہ تھا کہ نصاریٰ کا اپنے انبیاء کے قبور کو مساجد بنانے کا کیا مطلب ہے؟

جوابؔ: یہود کے بہت سارے پیغمبر گذرے ہیں اوران پیغمبروں کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں تو نصاریٰ کے بھی پیغمبر ہوئے۔

نمبر۲. قبور انبیائهم مجموعہ کے لحاظ سے فرمایا گیا ورنہ فی حد ذاتہ مراد یہود ہیں جیساکہ باب کے دوسری روایت میں اور کتاب المغازی یعنی نصر الباری کی آٹھویں جلد کی روایت نمبر۴۳۸ میں صرف یہود کا لفظ ہے۔

نمبر۳ نصاریٰ چوں کہ حواریین کو بھی پیغمبر جانتے ہیں۔

نمبر۴ ارشادِ نبوی بینی وبین عیسیٰ لیس نبی سے اولوالعزم پیغمبر یا نبی مرسل کی نفی ہے۔

بَابٌ ۲۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میرے لئے ساری زمین سجدہ اور پاک کرنیوالی بنائی گئی ہے۔ یعنی زمین کے ہر حصہ پر نماز پڑھنے اور تیمم کرنے کی اجازت ہے جبتک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔

۴۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ ...... هو ابو الحكم قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئی تھیں (ایک یہ کہ) ایک مہینہ کی مسافت تک (دشمنوں پر) میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی اور (دوسرے یہ کہ) ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اس لئے میری امت میں جس شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔ اور (تیسرے) میرے لئے اموال غنیمت حلال کر دیئے گئے اور (چوتھی چیز) یہ کہ (اگلے زمانے میں) نبی کو خاص اس کی قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، اور

(پانچویں) مجھ کو شفاعت کبریٰ ملی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "جعلت لی الارض مسجدا وطھورا"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۲ ومر فی التیمم ص۴۸ وخرجہ مسلم ص۱۹۹ و الترمذی اوّل ص۱۸۵ والنسائی اوّل فی باب التیمم بالصعید ص۴۸ تا ص۴۹۔

تشریح | تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ثانی حدیث ۳۲۷ کی تشریح۔

مقصد ترجمہ | روئے زمین کا ہر حصہ سجدہ گاہ بننے کے لائق ہے اور جن جن مقامات میں کراہت منقول ہے وہ عارض کیوجہ سے ہے عوارض کی بنیاد پر ہے، عوارض اگر ختم ہو جائیں تو اصلی حکم یعنی جواز نماز کا حکم لوٹ آئے گا۔ اور نماز پڑھنا درست ہوگا جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے" انا لاندخل کنائسکم من اجل التماثیل التی فیھا الصور الخ ملاحظہ ہو باب ۲۹۴۔

باب ۲۹۷

نوم المرأۃ فی المسجد

عورت کا مسجد میں سونا / مسافر عورت جس کا گھر نہ ہو مسجد میں سونا جائز ہے

۴۲۵۔ حدثنا عُبَیْدُ بنُ اِسْمٰعِیْلَ قال حدثنا ابو اُسامۃَ عن ھِشامٍ عن ابیہ عن عائشۃَ انّ ولیدۃً کانت سوداءَ لِحَیٍّ من العربِ فاعتقوھا فکانت معھم قالت فخرجت صبیۃٌ لھم علیھا وِشاحٌ احمرُ من سُیُورٍ قالت فوضعتہٗ او وقع منھا فمرّت بہٖ حُدَیّاۃٌ وھو مُلقًی فحسبتہٗ لحمًا فخطفتہٗ قالت فالتمسوہُ فلم یجدوہُ قالت فاتّھموني بہٖ قالت فطفقوا یفتّشون حتی فتّشوا قُبُلَھا قالت واللّٰہِ انّی لقائمۃٌ معھم اذ مرّت بہ الحُدَیّاۃُ فالقتہٗ قالت فوقع بینھم قالت فقلتُ ھٰذا الذی اتّھمتموني بہٖ زعمتم وانا منہ بریئۃٌ وھو ذا ھو قالت فجاءت الی رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاسلمت قالت

عَائِشَةُ فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينِي
فَتَحَدَّثُ عِنْدِي قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ۔
وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي
قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا
قُلْتِ هٰذَا؟ قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ۔

ترجمہ | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی باندی تھی جس کو ان لوگوں نے آزاد کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ ان ہی کے ساتھ رہا کرتی تھی اس باندی نے بیان کیا (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) اس قبیلہ کی ایک لڑکی (جو دلہن تھی نہانے کو) نکلی اس نے چمڑے کے تسمہ میں سرخ جڑاؤ والا ہار پہن رکھا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اس لڑکی نے وہ ہار اتار کر رکھ دیا یا اس کے بدن سے گر گیا پھر ایک چیل اس ہار کے پاس سے گذری وہ پڑا ہوا تھا چیل نے اسے گوشت سمجھا اور اچک لیا۔ قبیلہ والوں نے ہار تلاش کیا مگر انہیں نہیں ملا باندی نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے اس ہار کی چوری کی تہمت مجھ پر لگادی اور میری تلاشی لینے لگے۔ یہاں تک کہ شرمگاہ کی تلاشی لی۔ باندی نے بیان کیا خدا کی قسم میں ابھی (چپ چاپ صبر کئے ہوئے) ان لوگوں کے ساتھ کھڑی تھی کہ وہ چیل گذری اور ہار پھینکدیا۔ بیان کیا کہ وہ ہار ان لوگوں کے درمیان گرا۔ باندی نے بتایا کہ اب میں نے کہا یہی وہ ہار ہے جسکی تہمت تم لوگوں نے مجھ پر لگائی تھی حالانکہ میں اس سے بالکل بری ہوں۔ وہ ہار یہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر وہ باندی (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ منورہ میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مسلمان ہوگئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس باندی کا خیمہ یا (شک راوی) چھوٹا سا جھونپڑا مسجد نبوی میں پڑا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ (کبھی کبھی) میرے پاس آیا کرتی تھی اور باتیں کرتی تھی اور جب کبھی میرے پاس بیٹھا کرتی تو یہ شعر ضرور کہتی۔ ویوم الوشاح الخ

اور ہار کا دن ہمارے پروردگار کے عجائب میں سے ہے، اسی دن انھوں نے مجھ کو کفر کے شہر سے نجات دی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس باندی سے کہا کیا بات ہے کہ جب بھی کبھی تو میرے پاس آتی ہے تو یہی شعر پڑھتی ہے تب اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقة الحديث للترجمة فكان لها خباء في المسجد،

تعدد موضعہ | والحديث ههنا ص۶۲ تا ص۶۳ و باقی ص۵۴۱۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں ای ھو جائز وان کان احتمال ورود الطمث الخ (شرح تراجم)

یعنی مسجد میں سونا جائز ہے اگرچہ عورت کے سونے میں حیض آنے کا احتمال ہے حضرت شاہؒ فرماتے ہیں کہ حیض آنے پر مسجد سے نکل جائے گی۔

علامہ عینیؒ استنباط مسائل میں فرماتے ہیں: قال ابن بطال فیہ ان من لم یکن مسکن و لا مکان مبیت یباح لہ المبیت فی المسجد سواء کان رجلا او امرأۃ عند حصول الامن من الفتنۃ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نوم المرأۃ فی المسجد کا جواز رخصت کے درجہ میں ہے یعنی ضرورت کے وقت

تشریح وھوذا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ھو مبتدا اور ذا خبر اول اور ھو خبر ثانی ہے یا ھو ثانی اول کی تاکید ہے یا ھو اول مبتدا اور ذا مبتدا ثانی اور ھو ثانی خبر وغیرہ۔

باب ۲۹۸

نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ۔ وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءُ۔

مردوں کے مسجد میں سونے کا بیان (یعنی سونے کا جواز)

اور ابو قلابہ (عبداللہ بن زید) نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا کہ قبیلہ عکل کے چند افراد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور صفہ میں رہے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ صفہ میں رہنے والے فقیر لوگ تھے۔

۴۲۶ (حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ اَعْزَبُ لَا اَهْلَ لَهٗ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سویا کرتے تھے۔ درانحالیکہ جوان غیر شادی شدہ تھے اور ان کی بیوی نہ تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "کان ینام الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی بطولہ فی باب فضل قیام اللیل ص۱۵۱ و ص۱۵۵ و ص۵۲۹ ,, و ص۱۰۳۹ و ص۱۰۴۷ تا ص۱۰۴۱۔

۴۲۷ (حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِی حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ یَجِدْ عَلِیًّا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ اَیْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ کَانَ بَیْنِی وَبَیْنَهُ شَیْءٌ فَغَاضَبَنِی فَخَرَجَ فَلَمْ یَقِلْ عِنْدِی فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَیْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ فِی الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهٖ وَاَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُهُ عَنْهُ وَیَقُولُ قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ)

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہیں پایا آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ تمہارے چچا کے بیٹے (حضرت علیؓ) کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ایسی بات ہوگئی کہ مجھ پر خفا ہو کر باہر چلے گئے اور (آج) میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (سہل بن سعدؓ) سے فرمایا دیکھو وہ (علیؓ) کہاں ہیں؟ چنانچہ وہ دیکھ کر آئے اور عرض کیا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) آئے حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے ان کی چادر ایک طرف سے گر گئی (یعنی کھسک گئی) تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خود اپنے دست مبارک سے) ان کے بدن سے پونچھنے لگے اور فرمانے لگے ابوتراب اٹھو، ابوتراب اٹھو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ھو فی المسجد راقد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی فی مناقب علی ص۵۲۵ وفی الادب ص۹۱۵ تا ص۹۱۶ و ص۹۲۹ ومسلم ثانی ص۲۸۰

۴۲۸ (حَدَّثَنَا یُوسُفُ بْنُ عِیسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ رَاَیْتُ سَبْعِینَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ

مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر اصحاب کو دیکھا جن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو یا تو صرف تہبند تھا اور یا صرف کملی تھی جس کو وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے ان میں سے بعض کی کملیاں آدھی پنڈلیوں تک پہونچتی اور بعض کی ایسی جو ٹخنوں تک پہنچتی، اور یہ شخص اپنے ہاتھ سے پکڑے رکھتا اس خطرہ سے کہ شرمگاہ نہ دکھائی دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مُطابقۃ الحدیث للترجمۃ "رایت سبعین من اصحاب الصفۃ" کیوں کہ صفہ مسجد نبوی میں ایک حصہ تھا جس پر سائبان پڑا ہوا تھا اور اس میں غریب ونادار طلبہ رہتے تھے

والحدیث ھٰھنا ص۶۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد وہی ہے جو سابق باب میں بیان کیا گیا ہے کہ مسجد میں ضرورت کے وقت سونا جائز ہے خواہ مرد ہو یا عورت؟ اس لئے کہ روایات جو ذکر کی ہیں وہ جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اسی کے جمہور قائل ہیں اگرچہ بعض بزرگوں سے کراہت منقول ہے۔

امام بخاریؒ نے نوم المرأۃ کو نوم الرجال پر مقدم کردیا چونکہ عورت محل فتنہ ہے اس لئے عدم جواز کا وہم ہوتا۔ امام بخاریؒ نے اس کو مقدم کر کے جواز کو واضح کردیا مگر یہ جواز ضرورت کے وقت ہے یعنی جب کوئی گھر نہ ہو بلا ضرورت مالکیہ کے نزدیک ناجائز اور عندالجمہور مکروہ ہے واللہ اعلم

تشریح امام بخاریؒ نے ترجمہ کے ثبوت میں دو تعلیقات اور تین روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی تعلیق کو امام بخاریؒ نے کتاب المحاربین ص۱۰۰۵ میں موصولا اسی لفظ سے ذکر کیا ہے جس کا تعلق قبیلہ عکل وعرینہ سے ہے واقعہ کی تفصیل کیلئے دیکھئے نصر الباری، کتاب المغازی یعنی جلد ۸ ص۲۵۴۔ باب قصۃ عکل وعرینہ،

دوسری تعلیق کا تعلق اصحاب صفہ سے ہے کہ یہ حضرات غریب فقرا تھے، معلوم ہوا کہ ضرورۃً یہ

یہ حضرات مسجد کے ایک گوشہ میں رہتے تھے اور مسجد میں سونے کی اجازت رخصت کے درجہ میں ہے نہ کہ عزیمت۔

اس کے بعد امام بخاری رحؒ نے تین روایات ذکر کی ہیں ان تینوں سے بھی جواز ثابت کرنا مقصود ہے

این ابن عمك حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے چچا کے لڑکے نہ تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادہ تھے۔

جواب ۱؎ یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے ای ابن عم ابیك۔

۲؎ عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو چچا کا بیٹا کہہ دیتے ہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں؟ بلکہ قرابت کا ذکر فرمایا تاکہ حضرت فاطمہؓ کو محبت پیدا ہو۔

بابٌ ۲۹۹ الصَّلٰوۃِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَالَ کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْہِ۔

سفر سے واپسی پر نماز کا بیان۔ اور حضرت کعب بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور وہاں نماز پڑھتے

تشریح سنت یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان سفر سے اپنے محلہ میں آئے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعتیں نفل پڑھ کر گھر میں جائے یعنی حق تعالٰی کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو مع الخیر سفر سے واپس لایا اور گھر پہنچایا یعنی یہ نماز شکرانہ ہے۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاہُ قَالَ ضُحًی فَقَالَ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ وَکَانَ لِیْ عَلَیْہِ دَیْنٌ فَقَضَانِیْ وَزَادَنِیْ۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ محارب نے یہ بتایا کہ وہ چاشت کا وقت تھا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو، اور حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میرا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض تھا وہ آپؐ نے ادا کیا اور کچھ زیادہ دیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "صَلِّ رکعتین"

تعدد موضعہ حافظ عسقلانی لکھتے ہیں قد اخرجہ المصنف ایضا فی نحو من عشرین موضعا مطولا و مختصرا الخ (فتح الباری اوّل صفحہ ۴۲۶) تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) ھھنا ص۶۳ (۲) مفصلا ص۲۸۲ (۳) ص۳۰۹ تا ص۳۱۰ (۴) ص۳۲۱ (۵) ص۳۲۲ (۶) ص۳۲۴ (۷) ص۳۳۵ (۸) ص۳۵۵ (۹) ایضا ص۳۵۵ (۱۰) ص۳۷۵ (۱۱) ص۴۰۱ (۱۲) ص۴۱۶ (۱۳) ص۴۳۴ (۱۴) ایضا فی باب الطعام عند القدوم ص۴۳۴ (۱۵) فی النکاح ص۷۶۰ (۱۶) ص۷۸۹ (۱۷) ایضا ص۷۸۹۔

تلھذا قال العلامۃ العینی" اخرجہ البخاری فی سبعۃ عشر موضعا (عمدۃ ج۴ ص۲۰۱)۔

مقصد ترجمہ امام بخاری" کا مقصد تحیۃ القدوم من السفر کا استحباب بتلانا ہے یعنی جب کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز تحیۃ القدوم من السفر پڑھے۔

امام بخاری رح نے ترجمہ کے اثبات کیلئے حضرت کعب بن مالک رض کی روایت تعلیقاً ذکر کی ہے یہاں ترجمۃ الباب میں مفصل حدیث کعب بن مالک کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جو بخاری ص۶۳۴ کی آخری سطر ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل و عمل ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد امام بخاری" نے حضرت جابر رض بن عبداللہ رض کی حدیث ذکر کی جس میں حضور اقدس ص کا قول موجود ہے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے نہیں ہے کیوں کہ آپ ص نے حضرت جابر رض کو بھی اس نماز کا حکم فرمایا۔

اور چونکہ حضرت جابر رض کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب سفر سے واپس آئے تھے جیساکہ ص۲۸۲ کی روایت میں ہے عن جابر بن عبد اللہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ الخ اور ص۳۰۹ کی آخری حدیث میں ہے عن جابر بن عبد اللہ کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الخ اس لئے ترجمۃ الباب سے عدم مطابقت کا اشکال درست نہیں واللہ اعلم

فائدہ حضرت کعب بن مالک رض کی مفصل حدیث مع تشریح کیلئے نصر الباری کتاب المغازی یعنی نصر الباری آٹھویں جلد ص۴۸۹ ملاحظہ فرمایئے۔

بَابٌ ۳۰

اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے

۴۳۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ ـ

ترجمہ حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، الترجمۃ ومتن الحدیث سواء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی ص۱۵۶ وخرجہ مسلم اول فی باب استحباب تحیۃ المسجد ص۲۴۸ والبوداؤد اول فی "باب ماجاء فی الصلوٰۃ عند دخول المسجد ص۶۷ والترمذی فی باب ماجاء اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین ص۴۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں بتانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

تشریح فلیرکع اطلق الجزء واراد الکل (یعنی جزء رکوع بولکر کل (نماز) مراد ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قال ابن بطال اتفق ائمۃ الفتوی انہ محمول علی الندب (عمدہ) تقریباً یہی حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ائمہ اربعہ وجمہور فقہاء اسلام کے نزدیک تحیۃ المسجد مستحب ہے یہی ابن حزم ظاہری کا مذہب ہے۔

اور اہل ظاہر یعنی امام داؤد ظاہریؒ نے واجب کہا ہے (عمدہ، فتح)

بعض اہل ظاہر تو تہجد، چاشت اور فجر کی سنت کو بھی واجب کہتے ہیں گویا اتنے فرض وواجب کا اضافہ ہوگیا، پانچ نمازوں پر۔ مگر حنفیہ نے اگر حدیث سے نماز وتر کو واجب کہدیا تو یہ اہل حدیث

سلفی حضرات طعن کرنے لگے کہ ایک نماز زیادہ کردی فیا للعجب و المستغاث فلیبک ع ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ امر استحباب کیلئے ہے اگر تحیۃ المسجد واجب ہوتی تو صحابہ کرام رضی ضرور اہتمام کرتے حالانکہ ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی ہے کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخلون المسجد ثم یخرجون ولا یصلون الخ

قبل ان یجلس امام مالکؒ اس قید سے استدلال کرتے ہیں کہ تحیۃ المسجد اس کیلئے ہے جو مسجد میں بیٹھنے کا ارادہ کرے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ یہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کیلئے مستحب ہے جو مسجد جائے خواہ بیٹھنے کا ارادہ ہو۔

نیز حنابلہ اور شوافع کے نزدیک جلوس سے تحیۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے مگر حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک گرچہ افضل یہی ہے کہ بیٹھنے سے قبل پڑھنا چاہیئے لیکن بیٹھنے کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے

اذا دخل احدکم الخ حضرات شوافع کے نزدیک اپنے عموم کیوجہ سے تحیۃ المسجد ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے اگرچہ وقت مکروہ ہو۔ حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ جن نمازوں اور نوافل کے اسباب معلوم ہیں ان کے بارے میں یہ نہی نہیں ہے تحیۃ المسجد کا سبب دخول مسجد معلوم ہے اس لیے اوقات مکروہہ میں بھی پڑھنا جائز ہے۔

لیکن حنفیہ اور مالکیہ بلکہ جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تحیۃ المسجد بھی اوقات مکروہہ میں مکروہ ہے لہٰذا جو شخص اوقات منہیہ میں داخل مسجد ہو اس کیلئے تحیۃ المسجد اور کوئی نماز درست نہیں الا عصر یومہ عند الغروب۔

کیوں کہ مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی سے روایت موجود ہے۔

ثلٰث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہانا ان نصلی فیہن او ان نقبر فیہن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظہیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب	تین اوقات ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان میں نماز پڑھیں ۱ جس وقت آفتاب طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے ۲ جس وقت ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے ۳ اور جس وقت سورج ڈوبنے لگے یہاں تک کہ غروب ہو جائے

(مسلم شریف اول ص۲۷۶ وغیرہ

معلوم ہوا کہ ان تین اوقات میں نماز فرائض، نوافل ادا اور قضا حتی کہ نماز جنازہ اور سجدہ

تلاوت سب ممنوع ہیں الا عصر یومہ عند الغروب۔
اوقات مکروہہ کی مزید تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمان۔

محمد عثمان چلبل بیگوسرائے

بَابُ ۳۰۱ الحَدَثِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں حدث ہونے (یعنی وضو ٹوٹ جانے) کا بیان

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْہِ مَا لَمْ یُحْدِثْ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک فرشتے تم میں سے کسی بھی شخص کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں وضو ٹوٹنے سے پہلے بیٹھا رہے۔ فرشتے اس طرح دعا کرتے ہیں یا اللہ اسکی مغفرت فرما اے اللہ اس پر رحم کر۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "مادام فی مصلاہ الذی صلی فیہ ای فی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی ص۶۹ و ص۸۹ تا ص۹۰ و ص۹۰ تا ص۹۱ و ص۲۸۴ تا ص۲۸۵ و ص۴۵۸ ابوداؤد اول باب فضل القعود فی المسجد ص۶۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد حدث فی المسجد کا جواز بتلانا ہے یعنی اگر مسجد کے اندر بیٹھے بیٹھے ریح خارج کرنے کی ضرورت ہو جائے تو خارج کرنا جائز ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیان جواز کے ساتھ خلاف اولویت کو بھی بیان کرنا ہے یعنی کراہت تنزیہی کیطرف اشارہ ہے چونکہ روایت سے معلوم ہوا کہ فرشتے مصلی کے لئے دعا کرتے ہیں مالم یحدث یعنی جب تک باوضوء ہے اور جب بے وضو ہو گیا تو ملائکہ کی دعا سے محروم ہو گیا لہٰذا اس محرومی کے باعث خلاف اولیٰ ہوگا۔

ع غ بیگوسرائے

بابٌ ۳۰۲
بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

مسجد کی تعمیر کا بیان (یعنی مسجد بنانے کا بیان)

وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَاَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَاِيَّاكَ اَنْ تُحَمِّرَ اَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ وَقَالَ اَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُوْنَهَا اِلَّا قَلِيْلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى

ترجمہ اور حضرت ابوسعید خدری رضؓ نے فرمایا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور حضرت عمرؓ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور فرمایا کہ : لوگوں کو بارش سے بچاؤ اور (مسجد کو) سرخ رنگ یا زرد رنگ کرنے سے بچاؤ کہ (ایسا نہ ہو کہ رنگ کرکے) لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کردو (یعنی مسجد کے نقش ونگار دیکھکر اس میں مشغول ہوجائیں گے اور نماز میں خیال بٹ جائے گا) اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ لوگ مساجد کے بنانے میں فخر ومباہات کرینگے (مخزیہ مقابلہ کرینگے جیساکہ فی زمانہ شروع ہوگیاہے) مگر عبادت سے آباد بہت کم لوگ کریں گے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم بھی (آئندہ) مساجد کو ایسا ہی آراستہ اور منقش کروگے جیسے یہود ونصاریٰ نے (اپنے عبادت خانوں) کو کیا تھا۔

۴۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيْدُ وَعَمَدُهٗ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيْهِ اَبُوْبَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيْهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰى بُنْيَانِهٖ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ وَاَعَادَ عُمُدَهٗ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنٰى جِدَارَهٗ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهٗ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوْشَةٍ وَسَقَفَهٗ بِالسَّاجِ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے تیار کی گئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی

کے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے (اپنی خلافت میں) اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی البتہ حضرت عمر رضؓ نے مسجد کو بڑھایا اور اس کی تعمیر و توسیع کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی عمارت کے مطابق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون (نئے) کھجور کی لکڑی کے لگائے پھر حضرت عثمان رضؓ نے اس کو بدل دیا اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا اور اسکی دیواریں منقش پتھر اور گچ سے بنوائیں اور اس کی چھت ساگون کی کر دی۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ مبنیًّا باللبن الخ والحدیث ههنا ص۶۴

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحؒ کا اس باب سے دو مقصد ہیں (۱) تعمیر مساجد کے اہتمام کو بیان کرنا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو کام آپؐ نے کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ مساجد بنانے میں ایسے نقش و نگار، زیبائش و آرائش سے اجتناب و پرہیز کریں جس سے نمازی کا خشوع و خضوع متأثر ہو اور نماز میں خلل انداز ہو۔

تشریح | امام بخاری رحؒ نے اثبات ترجمہ کیلئے چار صحابہ کے آثار پیش فرمائے۔

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضؓ کا اثر مسجد نبوی کے متعلق ہے کہ حضور اقدس صلعمؐ نے سب سے پہلے مسجد بنانے کا اہتمام فرمایا اور بالکل سادہ نقش و نگار سے پاک و صاف بنایا۔

دوسرا اثر حضرت عمر رضؓ کا ہے جس میں دونوں مقصد واضح اور ظاہر ہیں کہ مسجد بنانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ آرائش و زیبائش سے اجتناب کا حکم موجود ہے پھر حضرت انس رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کے آثار پیش فرمائے ان آثار سے بھی مزخرفات سے ممانعت ظاہر ہے کیوں کہ مساجد کا مقصد نماز اور ذکر اللہ ہے

آخر میں امام بخاری رحؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی روایت پیش کی ہے جس میں مسجد نبوی کا پورا نقشہ آگیا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے خلفاء راشدین تک مسجد کی کس طرح توسیع اور ترقی ہوئی۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ضرورت کے مطابق عالیشان و عظیم الشان مسجدیں بھی بنانی جائز ہیں۔ کم من احکام تختلف باختلاف الزمان والمکان۔ لیکن ایسے نقش و نگار و زیبائش سے اجتناب ضروری ہیں جو نمازی کے نماز میں خلل انداز ہو اور لہو و لعب کا سبب بن جائے بالخصوص قبلہ کی جانب بالکل سادہ رکھنا چاہیئے اور فضول خرچی سے پرہیز لازم ہے۔

الفاظ کی تشریح | جرید النخل کھجور کی وہ شاخ جس کی پتی نکال لی گئی ہو وان لم یجرد لیسمی

سعفا یعنی اگر پتے صاف نہ کئے گئے ہوں بلکہ پتے موجود ہوں تو اس شاخ کو سعف کہتے ہیں۔
وقال اکنّ الناس علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "فیہ اوجہ" یعنی اکن میں مختلف لغات ہیں۔
۱ بفتح الھمزہ وکسر الکاف وفتح النون علی صورۃ الامر (عمدہ) یعنی باب افعال اکنان سے امر کا صیغہ ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ وھی الاظھر۔
۲ اُکنّ بضم الھمزہ وکسر الکاف وتشدید النون المضمومہ الخ (عمدہ) یعنی مضارع متکلم کا صیغہ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں۔
۳ کِنّ بحذف الھمزہ وکسر الکاف وتشدید النون اس صورت میں بھی امر ہی کا صیغہ ہوگا اور معنی اکنّ ہوگا ۴ بضم الکاف الخ

بَابٌ التعاون فی بناء المسجد وقول اللہ عزّ وجلّ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ الآیۃ۔

۴۳۳ حدّثنا مسدّدٌ قال حدّثنا عبدُ العزیز بن مختار قال حدّثنا خالدُ الحذّاءُ عن عکرمۃ قال قال لی ابنُ عبّاسٍ ولابنہ علیّ انطلقا الی ابی سعیدٍ فاسمعا من حدیثہ فانطلقنا فاذا ھو فی حائطٍ یصلحہ فاخذ رداءہ فاحتبی ثمّ انشأ یحدّثنا حتّی اتی علی ذکر بناء المسجد فقال کنّا نحمل لبنۃً لبنۃً وعمّارٌ لبنتین لبنتین فرآہ النبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فجعل ینفض التراب عنہ و یقول ویح عمّارٍ تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنّۃ ویدعونہ الی النار قال یقول عمّارٌ اعوذ باللہ من الفتن۔

باب۔ مسجد کی تعمیر میں باہمی تعاون کا بیان۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے، مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں درانحالیکہ وہ خود اپنے کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے سب اعمال اکارت (اور ضائع) ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔
(سورۃ توبہ آیت ۱۷ و ۱۸)

ترجمہ حضرت عکرمہؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علیؓ سے کہا کہ تم دونوں حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی حدیثیں سنو چنانچہ ہم لوگ گئے تو دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں اور اس کی اصلاح کر رہے تھے (انھوں نے ہمیں دیکھا تو) آپ

چادر لی اور احتباء کر کے بیٹھے (یعنی سُرین زمین پر رکھ کر گھٹنے کھڑے کر لئے) اور چادر کو کمر سے گھٹنوں تک لپیٹ کر بیٹھ گئے) پھر ہم سے حدیث بیان کرنے لگے حتیٰ کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو فرمایا ہم تو مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے۔ اور عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے افسوس ہے عمار پر اس کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی عمار انہیں جنت کی دعوت دینگے اور وہ عمار کو جہنم بلائیں گے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة "كنا نحمل لبنة لبنة" الخ

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ ۶۴ ويأتي في الجهاد صـ ۳۹۴۔

مقصد ترجمہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس میں اجر وثواب ہے۔

۲ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک وہم کا ازالہ ہے کہ جب حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کیلئے بنی نجار سے ان کے باغ کے متعلق گفتگو کی اور ثمن (قیمت) دریافت فرمائی تو بنی نجار نے صاف کہا لا نطلب ثمنه الا الى الله عز وجل الخ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی سبیل اللہ لینے سے انکار فرمایا۔

اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں کسی سے اعانت و مدد نہ لینی چاہیے۔

امام بخاریؒ نے باب التعاون فی بناء المسجد، کا ترجمہ قائم کر کے اس وہم کو دور کر دیا اور فرمایا کہ مسجد مسلمان باہمی تعاون سے تعمیر کریں اس لئے کہ مساجد عامة المسلمین کی ہیں اس کی تعمیر صرف مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ باہمی تعاون سے مساجد کی تعمیر کریں۔

اس کے اثبات کیلئے امام بخاریؒ نے آیت کریمہ ذکر فرما کر تبلادیا کہ مسجد کی تعمیر میں مسلمانوں سے تعاون لیا جائے گا مشرکین سے نہیں۔

لیکن اگر کوئی مشرک عقیدت اور محبت سے از خود مسجد میں چندہ دے تو اسکی دلجوئی کیلئے قبول کرنا جائز ہے اور مسجد کا غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں لگانا درست ہے مگر اصل مسجد کی بنیادی جگہ، نماز پڑھنے کی جگہ سے ہر حال میں پرہیز کرنا افضل و بہتر ہے۔ واللہ اعلم

محمد عثمان غنی چاچل

باب ۳۰۸

(الاستعانة بالنجار والصناع فی اعواد المنبر والمسجد)

بڑھئی اور کاریگروں سے مسجد کی تعمیر اور منبر کی لکڑیوں کو بنوانے میں مدد لینے کا بیان

۴۳۴- حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا عبد العزیز عن ابی حازم عن سهل بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم الی امرأة مری غلامك النجار یعمل لی اعوادا اجلس علیهن۔

ترجمہ حضرت سہل (ابن سعد ساعدی رضؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (عائشہ) کو کہلا بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دے کہ میرے لئے (منبر کی) لکڑیاں بنادے کہ میں ان پر بیٹھا کروں گا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی (مری غلامك النجار یعمل لی الخ

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۶۴ وص۵۵ ویاتی ص۱۲۵ وص۲۸۱ وص۳۴۹ ومسلم اول ص۲۰۶ ابوداؤد جلد اول ص۱۵۴ تا ص۱۵۵ نسائی اول کتاب المساجد الصلوٰة علی المنبر ص۸۵ تا ص۸۶ ابن ماجہ اول باب ماجاء فی بدء شان المنبر ص۱۰۳۔

۴۳۵- حدثنا خلاد بن یحیی قال حدثنا عبد الواحد بن ایمن عن ابیه عن جابر بن عبد الله ان امرأة قالت یا رسول الله الا اجعل لك شیئا تقعد علیه فان لی غلاما نجارا قال ان شئت فعملت المنبر۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کیلئے ایک چیز (یعنی منبر) نہ بنوا دوں جس پر آپ (خطبے کیوقت) بیٹھا کریں۔ کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑھئی۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم چاہو (یعنی اگر تیری مرضی ہو تو بنوا دو) چنانچہ اس نے منبر بنوا دیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۶۴ وهو طرف من حدیث یاتی فی الجمعة فی باب الخطبة علی المنبر ص۱۲۵ وفی البیوع فی باب النجار ص۲۸۱ وایضا ص۵۰۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر اور اس کے متعلقات مثلاً دروازے اور کھڑکی کی تیاری میں معماروں اور دوسرے کاریگروں کی ضرورت ہو تو ہر طرح کے کاریگروں سے مدد لینا جائز ہے چونکہ قاعدہ ہے کہ ہر کارے راہر مردے. مطلب یہ ہے کہ ہر کام ہر آدمی نہیں کر سکتا ہے بلکہ مختلف کام مختلف لوگوں کے ہوتے ہیں. اس لئے یہاں منبر بنانے کیلئے بڑھئی کی ضرورت تھی کہ لکڑیوں کے تختوں سے منبر تیار کروایا گیا. امام بخاری رح کے ترجمہ میں تعمیم بعد التخصیص سے صاف اشارہ ہے کہ بڑھئی کے علاوہ دوسرے کاریگروں سے بھی مسجد کی تعمیر میں مدد لینا جائز ہے۔

۲ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب سے کنز العمال کی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا. جنبوا مساجدکم من النجار والصناع اوکما قال ۲ بظاہر حدیث الباب سے تعارض ہے۔

جواب ۱ یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت کے مقابلے میں مرجوح ہے قابل استدلال نہیں

۲ بہتر جواب یہ ہے کہ کنز العمال کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ صُنّاع خود اپنا کام و پیشہ مسجد میں کرنے لگیں یہ جائز نہیں لیکن اگر مسجد کا کام مسجد میں کریں تو بلا شبہ جائز ہے یہی حدیث الباب سے ثابت ہے

تشریح نجّار بتشدید الجیم بمعنی بڑھئی. صُنّاع بضم الصاد وتشدید النون جمع صانع بمعنیٰ کاریگر۔

اشکال باب کی دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت ۴۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائش کی اور دوسری حدیث ۴۳۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عورت نے حضور اقدس ص سے درخواست کی۔

جواب: تطبیق کیصورت یہ ہے کہ پہلے خود عورت نے درخواست کی تھی اس وقت حضور اکرم ص نے ضروری نہیں سمجھا اور عورت کی مرضی پر چھوڑ دیا تو چونکہ حضور اکرم ص نے عورت کو اختیار دیا تھا اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیا. اِن شِئتِ، اس لئے عورت نے کوئی خاص عجلت نہیں سمجھی بعد میں تاخیر دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاددہانی کیلئے عورت کو بلا بھیجا. فلا اشکال۔

###

بَابُ ۳۰۵ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا

ای ھذا باب فی بیان فضل من بنی مسجدا

یعنی اس شخص کی فضیلت کا بیان جس نے کوئی مسجد بنائی

۴۳۶ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی عَمْرٌو اَنَّ بُکَیْرًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِیَّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِیْهِ حِیْنَ بَنٰی مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ اَکْثَرْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا قَالَ بُکَیْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ۔

ترجمہ عبید اللہ خولانیؒ نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے سنا جب آپ (حضرت عثمانؓ) نے مسجد کی (اپنے ذاتی خرچ سے منقش پتھر اور گچ سے) تعمیر فرمائی تو لوگوں کے اعتراضات کو سنکر فرمایا کہ تم لوگ بہت زیادہ تنقید کرنے لگے حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی، بکیر نے کہا میرا خیال ہے کہ عاصم نے کہا اس سے مقصود اللہ تعالےٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالےٰ اس کیلئے جنت میں مسجد کے مثل گھر بنائیں گے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لان الباب فی بیان فضل من بنی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا فی البخاری ص۶۴ و فی مسلم اول ص۲۰۱ والترمذی اول ص۴۳ وابن ماجہ اول ص۵۴۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد تعمیر مسجد کی فضیلت کا بیان ہے۔

تشریح اس سے دو باب قبل باب ۳۰۲ کی حدیث ۴۳۳ میں گذر چکا ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ اضافہ کر چکے تھے پھر نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جب حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی میں اپنے دورِ خلافت ۳۰ھ میں اچھا خاصا

اضافہ فرمایا اور اس کی دیواریں منقش پتھر اور چونے سے بنوائیں اور جاندار اور شاندار بنوادیا۔ اس پر لوگوں نے کثرت سے اعتراضات کرنے شروع کئے۔ جیساکہ مسلم شریف میں حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے۔

عن محمود بن لبید ان عثمان بن عفان رضؓ اراد بناء المسجد فکرہ الناس ذالک فاحبوا ان یدعہ علی ھیئتہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی مسجدا للہ بنی اللہ لہ فی الجنۃ مثلہ۔
(مسلم شریف جلد اول ص۲۰۱ وثانی ص۴۱۱)

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے جب مسجد (نبوی) کی تعمیر (جدید) کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اور لوگوں نے چاہا کہ اس مسجد کو اپنی سابق ہئیت پر باقی رکھیں اس پر حضرت عثمان رضؓ نے (لوگوں کے جواب میں) فرمایا (یعنی ایک حدیث سنائی) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے من بنی مسجدا للہ الخ

من بنی مسجدا۔ التنوین فیہ للشیوع فیتناول من بنی مسجد اکبیرا او صغیرا (عمدہ)
للہ یعنی خالصا لوجہ اللہ ہو۔ ریاء و نمود اور شہرت کیلئے نہ ہو حتی قال ابن الجوزی رحمہ من کتب اسمہ علی المسجد الذی یبنیہ کان بعیدا من الاخلاص (عمدہ)
یعنی جس نے اپنا نام کندہ کرایا وہ مخلص نہیں۔

اشکال وجواب

ارشادِ ربانی ہے: من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا الایۃ (انعام آیت ۱۶۰) اور اس حدیث میں ہے مثلہ فی الجنۃ جو باعثِ اشکال ہے۔

جواب ۱۔ حدیث میں مثلہ فرمایا گیا لیکن یہ نہیں کہ ایک گھر ہوگا یعنی کیفیت کے اعتبار سے جنت میں چھوٹا بڑا گھر ہوگا اور آیت کریمہ میں کمیت بتایا ہے۔ ای بنی اللہ لہ عشرۃ ابنیۃ مثلہ اذ الحسنۃ بعشر امثالھا فلا اشکال۔

۲۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث نزول آیت سے قبل کی ہے۔

۳۔ وقال البعض مثلیت سے زیادہ کی نفی نہیں ہے۔

۴۔ مثلیت سے مراد نفس مکان کی مثلیت مراد ہے لیکن جنت کا مکان نہایت قیمتی ہوگا۔ جیساکہ ایک حدیث میں ہے کہ مسجد بنانے والے کو جنت میں یاقوت اور موتیوں سے مرصع گھر ملے گا۔

۵۔ والاصل ان جزاء الحسنۃ الواحدۃ واحد بحکم العدل والزیادۃ علیہ بحکم الفضل

(قس) یعنی ہر عمل کے اجر میں برابری تو عدل ہے اور کم وکیف میں زیادتی اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے۔
(محمد عثمان غنی جلیل بیگوسرائے)

باب ۳۰۶
یاخذ بنصول النبل اذا مر فی المسجد

جب کوئی مسجد میں (تیر لئے ہوئے) جائے تو تیر کا پھل (دھار) تھامے رہے (تاکہ کسی کو زخم نہ لگ جائے)

۴۳۷۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا سفیان قال قلت لعمرو أسمعت جابر بن عبد اللہ یقول مر رجل فی المسجد ومعہ سہام فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسك بنصالها۔

ترجمہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا کہ تم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے یہ حدیث سنی ہے؟ کہ ایک شخص مسجد (نبوی) میں آیا اور اس کے ساتھ تیر تھے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیر کے پھل (یعنی ان کی نوکیں) پکڑے رہو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی امسك بنصالها۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۴ ویاتی فی الفتن ص۱۰۴۷ وخرجہ مسلم فی کتاب البر والصلۃ والادب ص۳۲۸ ونسائی اول فی "اظہار السلاح فی المسجد ص۸۳ تا ص۸۴ وابن ماجہ جلد ثانی ص۲۷۶۔

مقصد ترجمہ مقصد ظاہر ہے کہ اگر مزورۃ کوئی شخص جارح چیز لیکر مسجد سے گذرے تو اسکی دھار کو تھامے رکھے تاکہ کسی کو زخم نہ لگ جائے۔

باب ۳۰۷ المرور فی المسجد

مسجد میں سے گذرنے کا بیان (یعنی تیر وغیرہ لیکر)

۴۳۸۔ حدثنا موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا ابو بردۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا بردۃ عن ابیہ عن النبی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْیَاخُذْ عَلٰی نِصَالِھَا لَا یَعْقِرُ بِکَفِّہٖ مُسْلِمًا۔

ترجمہ ابو بردہ اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیر لیکر ہماری مسجدوں یا بازاروں میں سے گذرے تو اسے اس کے پھلوں کو پکڑ لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی من مر فی شیٔ من مساجدنا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۴ ویاتی فی کتاب الفتن ص۱۰۴۷ ومسلم جلد ثانی ص۳۲۸ ابوداؤد اول کتاب الجہاد ص۳۴۹ ابن ماجہ ابواب الادب ص۲۷۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ جب کوئی شخص ضرورت کے وقت مسجد سے گذرے یا بازار سے تو اس بات کا خیال ضرور رکھے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اگر اسکے ہاتھ میں کوئی جارح (زخمی کرنے والی) کوئی چیز ہو تو اس کے پھل نوک کو ہاتھ سے تھامے رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

تشریح سند کے اندر ہے حدثنا ابو بردۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا بردۃ عن ابیہ الخ ابو بردۃ بضم الباء وسکون الراء ہے۔ اس میں ابو بُردہ دو مرتبہ آیا ہے اول کا نام بُرید بضم الباء مصغر ہے۔

اور ثانی ابو بردہ کا نام عامر ہے جو ابو بردہ اول کا دادا ہے اسکی وضاحت ابن ماجہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ عن برید عن جدہ ابی بردۃ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ (ابن ماجہ ص۲۷۶)

بَابُ الشِّعْرِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں شعر پڑھنے کا بیان

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّہٗ سَمِعَ

حسّانَ بن ثابتٍ الانصاریَّ یَستشھدُ اباھُریرۃَ اَنشُدُكَ اللہَ ھل سمعتَ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ یاحسّانُ اَجِبْ عن رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِروحِ القُدُسِ قال ابوھریرۃ نعم۔

ترجمہ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف تابعی نے حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضؓ سے سنا کہ وہ (حسان رضؓ) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے گواہی چاہتے تھے کہ (اے ابوہریرہ) میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے (مشرکوں کو) جواب دو، اے اللہ روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) کے ذریعہ حسّان کی مدد فرما حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں (بے شک میں شہادت دیتا ہوں)

مُطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ غیر ظاھرۃ لانہ لیس فیہ صریحا انہ کان فی المسجد والترجمۃ ھو الشعر فی المسجد ولکن البخاری روی ھٰذا الحدیث فی کتاب بدء الخلق وفیہ التصریح انہ کان فی المسجد (عمدہ)

یعنی امام بخاریؒ یہی روایت کتاب بدء الخلق صفحہ ۴۵۶ میں لائے ہیں جس میں صراحۃً مسجد کی قید ہے مر عمر فی المسجد وحسان ینشد فقال کنت انشد فیہ وفیہ من ھو خیر منك الخ بخاری ص۴۵۶۔

حاصل یہ کہ ایک روز حضرت حسّان رضؓ حضرت فاروق اعظم رضؓ کے عہد میں مسجد نبوی میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کا گذر ہوا تو حضرت فاروق اعظم رضؓ نے گھور کر دیکھا اور ناگواری کا اظہار کیا اس پر حضرت حسّان رضؓ نے فرمایا کہ میں تو مسجد نبوی میں اشعار سنایا کرتا تھا جب کہ تم سے بہتر ذات یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی شہادت سے فاروق اعظم رضؓ کو مطمئن کیا۔ بہر حال مسجد میں اچھے اشعار کا پڑھنا اور سننا جائز ہے جو حمد، نعت اور دین اسلام کی خوبیوں پر مشتمل ہوں۔ یا دشمنانِ اسلام کے حملوں کا جواب دیا گیا۔ البتہ برے اشعار جو فرضی معشوقوں کے لب ورخسار وخرافات پر مشتمل ہوں پڑھنا جائز نہیں ایسے ہی خرافات کے بارے میں ارشاد ہے لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر من ان یمتلی شعرا (ابوداؤد ثانی کتاب الادب ص۶۸۳)۔

یعنی کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ اشعار سے بھرے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۴ تا ص۶۵ وباقی ص۴۵۶ وفی باب ھجاء المشرکین ص۹۰۹ ومسلم جلد ثانی فی فضائل حسان ص۳۰۰ ابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب فی ما جاء فی

الشعر ص۹۸۴ والنسائی جلد اول فی "الرخصۃ فی انشاد الشعر الحسن فی المسجد ص۸۳

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اشعار حسنہ یعنی جو اشعار اچھے ہوں مثلاً حمد باری تعالیٰ یا نعت رسول وغیرہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے یہی جمہور علماء اسلام کا قول ہے۔ واللہ اعلم

باب ۳۰۹ اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں نیزے والوں کے آنے (کے جواز) کا بیان

حِرَاب بکسر الحاء جمع ہے حَرْبَۃ بفتح الحاء کی بمعنی نیزہ۔

اگر جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے مشق و تمرین کیلئے آپس میں مظاہرہ کریں، کرتب دکھائیں تو جائز ہے خواہ مسجد ہی میں کیوں نہ ہو۔

۴۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَةُ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِهٖ اَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِهِمْ زَادَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ یَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ۔

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازے پر دیکھا اس وقت حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے (یعنی ہتھیار کی مشق کر رہے تھے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھ کو ڈھانپے ہوئے تھے میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم بن منذر نے اپنی سند سے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابراہیم بن منذر نے کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھ کو یونس نے خبر دی انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حبشہ کے لوگ اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "والحبشۃ یلعبون بحرابھم"۔

نیز امام بخاری رحمہ نے اس دوسری روایت کو ذکر کر کے یہ بھی بتلادیا کہ پہلی روایت جو صالح بن کیسان کی ہے اس میں اگرچہ مطلقاً لعب ہے لیکن مقصد وہاں بھی لعب بحرابہم ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی فی کتاب العیدین ص۱۳۰ و ص۱۳۵ و ص۴۰۷ و ص۵۰۰ و فی النکاح ص۸۰۷ و ص۸۸۴ و مسلم اول ص۹۱ تا ص۹۲

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ کا مقصد یہ ہے کہ نیزہ وغیرہ ساتھ لے کر بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور ایک باب پہلے جو گزرا ہے جس میں حکم تھا امسک بنصالھا اس کا مطلب یہ ہے کہ سرور کے وقت پھل کو تھامے رکھے۔ کنٹرول میں رکھے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے لیکن اگر جہاد کی نیت سے تمرین و مشق مقصود ہو تو چونکہ غفلت نہیں ہوتی ہے اس لئے مشق و مظاہر بھی کر سکتا ہے اوقات نماز کے علاوہ۔ واللہ اعلم

باب ۳۱

ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد کے منبر پر خرید و فروخت کے ذکر کرنے کا بیان

۴۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِي وَقَالَ أَهْلُهَا إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً إِنْ شِئْتِ أَعْتَقْتِهَا وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتْهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ابْتَاعِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ۔ أَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيَى

عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيَى سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہ رضؓ اپنے بدل کتابت کے سلسلہ میں ان کے پاس مدد مانگنے آئیں اس پر حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے آقا کو (بدل کتابت) دیدوں اور وَلاء (یعنی تیرا ترکہ) میرے لئے ہوگا اور بریرہ کے مالکوں نے کہا (حضرت عائشہ رضؓ سے) اگر آپ چاہیں تو جو بدل کتابت اس کے ذمہ باقی ہے وہ دیدیں۔ اور سفیان نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا (کہ مالکوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا) اگر آپ چاہیں تو اس کو (بدل کتابت دیکر) آزاد کر دیں اور حق وَلاء (ترکہ) ہمارا ہی ہوگا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ نے (یعنی میں نے) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا تو اس (بریرہ رضؓ) کو بے تامل خرید لے اور اس کو آزاد کر دے اس کے وَلاء کا حق اسی کیلئے ہے جس نے آزاد کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور کبھی سفیان نے کہا (بجائے قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صعد علی المنبر) یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ معاملہ میں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شخص کسی معاملہ میں ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس شرط کا اس کو کوئی فائدہ نہ ہوگا اگرچہ سَو شرطیں لگالے۔

اس حدیث کو امام مالک رضؓ نے یحییٰ سے روایت کیا انھوں نے عمرہ سے پھر حضرت بریرہ رضؓ کا قصہ بیان کیا اور منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ علی بن مدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالوہاب نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انھوں نے عمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے یوں نقل کیا میں نے عمرہ سے سنا عمرہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سنا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ .. علی المنبر فقال ما بال اقوام یشترطون شروطا الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی ص۲۰۲ وص۲۸۸ وص۲۹۰ وص۳۴۴ وص۳۴۸ چھ طریقے سے وص۳۴۹ فی باب اذا قال المکاتب اشترنی الخ وفی الھبۃ ص۳۵۰ وص۳۷۵ وص۳۷۶ وص۳۷۷ وص۳۸۱ وص۶۹۵ تا ص۶۹۶ وص۸۱۶ تا ص۸۱۷ وص۹۹۴ وص۹۹۹ و ص۱۰۰۰ ومسلم اول جلد مطولا ومختصرا ص۴۹۳ تا ص۴۹۴ ابوداؤد جلد ثانی کتاب العتق باب فی

بیع المکاتب الخ ص۵۴۸ وترمذی جلد ثانی ابواب الوصایا ص۳۴ ونسائی جلد ثانی کتاب البیوع۔ بیع المکاتب ص۳ وابن ماجہ ثانی ابواب العتق ص۱۸۴ مؤطا امام مالک باب بیع الولاء ص۳۴۵ تا ص۳۴۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ جو معاملہ خرید و فروخت کا گذر چکا ہے اس کا منبر پر آکر ذکر کر دیا جائے تو جائز ہے نیز بیع و شراء، خرید و فروخت کے مسائل کا بیان کرنا بھی درست ہے یہی مقصد حافظ عسقلانی وغیرہ نے بیان کیا ہے یعنی امام بخاری رح کی غرض یہ ہے کہ عقد بیع یعنی باضابطہ ایجاب وقبول مسجد میں ممنوع ہے البتہ معتکف کیلئے ضرورتاً بغیر احضار مبیع ایجاب وقبول کی اجازت ہے۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کی غرض یہ ہے کہ اگر مبیع حاضر نہ ہو تو عقد بیع یعنی ایجاب وقبول کرنا جائز ہے۔

لیکن حدیث الباب سے یہ مقصد واضح نہیں ہوتا ہے روایت سے تو صرف مسائل کے بیان کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔

تشریح یہ حدیث بخاری میں تقریباً پچیس [۲۵] جگہ ہے جیساکہ اوپر بقید صفحات مذکور ہے: قالت اتتها بریرة قالت کے فاعل میں دو احتمال ہے اگر حضرت عائشہ رض فاعل ہو تو التفات من الحاضر الی الغائب ہوگا۔ حضرت بریرہ رض کے شوہر کا نام اصح الاقوال میں مغیث بضم المیم ہے تسألها فی کتابتها الخ حضرت بریرہ مکاتبہ تھیں۔

مکاتب اور مکاتبہ اس غلام اور باندی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا (مالک) کے ساتھ ایک معین رقم پر معاملہ طے کرلے کہ اتنی رقم کی ادائے گی پر آپ مجھکو آزاد کردیں اور آقا قبول کرلے تو اس معاملہ کو مکاتبت کہتے ہیں اور اس معینہ رقم کو بدل کتابت۔ اب خواہ بدل کتابت ایک ساتھ ادا کرلے یا طے شدہ معاملہ کے مطابق قسط وار ادا کرے۔

حضرت بریرہ رض نے اپنے آقا سے قسط وار نو [۹] اوقیہ پر مکاتبت کرلی تھی اسی رقم (بدل کتابت) کے سلسلے میں مدد حاصل کرنے کیلئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کے پاس آئیں جب کہ ان کے ذمہ پانچ اواقی رہ گئے تھے۔

ذکرتہ ذالک بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اسی طرح بتشدید الکاف تذکیر سے ہے جس کے معنی آتے ہیں یاد دلانا۔ اس پر بعض لوگوں نے یہ اشکال فرض کرلیا کہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم تو پہلے سے نہیں تھا اسلئے مؤطا امام مالکؒ کی روایت راجح ہے مؤطا کے الفاظ ہیں فذکرتُ ذالک الخ بلاشبہ اس صورت میں تو اشکال ہی نہیں، لیکن روایت بخاری کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بہت ممکن ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو حضرت عائشہ رضؓ کے بیان سے قبل معلوم ہو چکا تھا مگر عائشہ رضؓ نے جب ولاء کی شرط سنکر ارادہ ملتوی کردیا تو حضور اکرم ﷺ نے معلوم فرمایا اور حضرت عائشہ رضؓ نے تذکیر کی فلا اشکال۔

بیع مکاتِب احناف وشوافع رحؒ کے نزدیک مکاتب کی بیع جائز نہیں لیکن اگر خود مکاتب راضی ہو تو جائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں خود مکاتبہ حضرت بریرہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے اظہار خیال کیا ہے فلا اشکال ولا اعتراض۔

سوال وجواب حدیث الباب میں ہے من اشترط لیس فی کتاب اللہ الخ یہاں سوال یہ ہے کہ کتاب اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب ۱۔ کتاب اللہ سے حکم اللہ مراد ہے یعنی اللہ تعالے کا حکم جس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم داخل ہے لقولہ تعالے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔

۲۔ اور ہوسکتا ہے کہ کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ ہو فلا اشکال۔

(بَابُ ۳۱۱ التَّقَاضِی وَالْمُلَازَمَۃِ فِی الْمَسْجِدِ)

۴۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِی یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ کَعْبٍ اَنَّہٗ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا کَانَ عَلَیْہِ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا حَتّٰی سَمِعَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ اِلَیْھِمَا حَتّٰی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِہٖ فَنَادٰی یَا کَعْبُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَیْنِکَ ھٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَیْہِ اَیِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُمْ فَاقْضِہٖ۔

باب، مسجد میں (قرضدار سے) تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا۔

ترجمہ حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن ابی حدرد پر اپنے قرض کا مسجدِ نبوی میں تقاضا کیا اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان آوازوں کو حجرہ میں سن لیا۔ اور آپ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور آپ نے پکارا اے کعب! کعب نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا اپنے اس قرض میں سے اتنا معاف کر دے اور آپ نے اشارہ کیا نصف کی طرف، کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کر دیا (یعنی حکم کے مطابق میں نے آدھا معاف کر دیا) پھر آپ نے ابن ابی حدردؓ سے فرمایا اٹھو اور ان کا قرض ادا کر دو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، تقاضی ابن ابی حدرد دینا الخ دراصل ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں یہاں صرف ایک جزء میں قرض کے تقاضا کا ذکر ہے اور دوسرے جزء یعنی قرضدار کے پیچھا کرنیکا ذکر نہیں ہے لیکن بخاری اوّل کتاب الصلح باب الملازمۃ ص۳۲۷ میں اسکی تصریح ہے فلقیہ فلزمہ۔

امام بخاری رحنے اپنی عادت کے مطابق دوسرے جزء کیلئے اشارہ کر دیا ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ومایلی ص۶۷ تا ص۶۸ و ص۳۲۶ و ص۳۲۷ و ص۳۷۳ و ص۳۷۴ ومسلم جلد ثانی ص۱۷ ابوداؤد ثانی، باب فی الصلح ص۵۰۶ ونسائی ثانی اشارۃ الحاکم علے الخصم بالصلح ص۲۶۳

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسجد میں اپنے قرض وغیرہ کا تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا جائز ہے۔

اس ترجمہ کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ ابن ماجہ میں ایک مرفوع حدیث ہے۔

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم الخ ص۵۵ بخاری رحنے بتایا کہ بوقت ضرورت جائز ہے بالخصوص جب مسجد سے باہر قرضدار سے ملاقات نہ ہوتی ہو۔

بَابٌ ۳۱۲ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيْدَانِ۔

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَوِ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ فَقَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ اَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَاَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔

(باب مسجد میں جھاڑو دینے اور مسجد سے چیتھڑے، کوڑے کرکٹ کو چننا)

کنس مصدر از باب نصر جھاڑو دینا التقاط مصدر زمین سے اٹھانا خِرَق بکسر الخاء وفتح الراء جمع خِرقۃ چیتھڑا، کپڑے کا ٹکڑا۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی پھر اس کا انتقال ہوگیا، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے (نہیں دیکھا تو) اس کیمتعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتلایا کہ اس کا انتقال ہوگیا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم لوگوں نے اس کی اطلاع مجھے کیوں نہیں دی؟ مجھے اس کی قبر بتلاؤ چنانچہ آپؐ اسکی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "کان یقم المسجد، ای یکنسہ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۵ ویاتی ص۱۷۸ واخرجہ مسلم فی الجنائز ص۳۰۹ تا ص۳۱۰ وابوداؤد ثانی فی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر ص۴۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے مسجد میں جھاڑو دینے اور ہر طرح کے کوڑے کرکٹ سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

علامہ عینیؒ نے ابن بطال سے نقل کیا ہے قال ابن بطال فیہ الحض علی کنس المساجد وتنظیفھا الخ

تشریح حدیث الباب سے ترجمۃ الباب کا صرف جزء اول یعنی کنس المسجد ثابت ہوتا ہے باقی اجزاء کو امام بخاریؒ نے اسی پر قیاس کرلیا ہے۔ والجامع التنظیف۔

ظاہر ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینا تنظیف کے واسطے ہوتا ہے اور خس وخاشاک لکڑیوں کے تنکے وغیرہ چن لینے میں بھی تنظیف وصفائی ہی ہے۔

ان رجلا الخ اس روایت میں شک کے ساتھ ہے اور یہ شک ثابت بنانیؒ کو ہوا ہے یا ابورافع تابعیؒ کو۔ فالشک ھنا من ثابت علی الراجح وسماھا فی روایۃ البیھقی ام محجن (قسطلانی) چنانچہ ایک باب کے بعد یعنی باب ۲۱۴ ص۳۱۲ میں یہی روایت آرہی ہے جس میں ابورافعؒ کے الفاظ ہیں. ولا اراہ الا امرأۃ، جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ عورت ہی تھی جس کا نام خرقاء اور کنیت ام محجن ہے۔

صلوٰۃ علی القبر فقال مالکؒ لا یصلی علی القبر وقال ابوحنیفۃؒ لا یصلی علی القبر الا الولی فقط اذا فاتتہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔

یعنی اگر جنازہ کی نماز ہوچکی ہے تو قبر پر نہیں پڑھی جائے گی البتہ اگر ولی دور رہنے یا اور کسی

وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہیں تھا تو قبر پر پڑھ سکتا ہے۔ وقال الشافعی واحمد وداؤد و جماعة یصلی علی القبر من فاتته الصلوٰة علی الجنازة۔ (بدایة المجتهد جلد اول)

یعنی حضرات شوافع وحنابلہؒ کے نزدیک جو لوگ نماز جنازہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ ام محجن کی نماز جنازہ ہو چکی تھی پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھی

جواب ۱ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے چنانچہ خود آپ کا ارشاد ہے:

ثمّ قال ان هٰذه القبور مملوءة ظلمةً علی اهلها وان الله ینورها لهم بصلاتی علیهم۔ (مسلم اول ص۳۱)

(قبر پر نماز پڑھنے کے بعد) آپؐ نے فرمایا قبر والوں پر یہ قبریں تاریک رہتی ہیں اور بلاشبہ ان پر میرے نماز پڑھنے سے اللہ تعالےٰ قبر والوں کیلئے منور کر دیتا ہے۔

اس سے حضورؐ کی خصوصیت صاف معلوم ہوئی جو دوسروں کیلئے ثابت نہیں ہے۔

۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے ولی ہیں تو آپؐ نے بحیثیت ولی میت قبر پر نماز ادا فرمائی۔ واللہ اعلم

باب ۳۱۲

تحریم تجارة الخمر فی المسجد

باب۔ مسجد میں شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان

۴۴۴۔ حدّثنا عبدان عن ابی حمزة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشة قالت لمّا اُنزلت الآیات من سورة البقرة فی الرّبٰو اخرج النبیّ صلّی الله علیه وسلّم الی المسجد فقرأهنّ علی النّاس ثمّ حرّم تجارة الخمر۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا جب ربٰوا (سود) کے متعلق سورہ بقرہ کی آیت نازل ہوئیں تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ان آیتوں کو پڑھکر لوگوں کو سنایا پھر آپؐ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ثم حرم تجارۃ الخمر"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی ص۲۷۹ و ص۲۹۷ وفی کتاب التفسیر ص۶۵۱ وایضا متصلا ص۶۵۱ " " وسلم ثانی ص۲۲ تا ص۲۳ والبوداؤد ثانی کتاب البیوع ص۴۹۳ وابن ماجہ جلد ثانی ابواب الاشربۃ فی باب التجارۃ فی الخمر ص۲۵۰

مقصد ترجمہ | امام بخاری کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجدیں عبادت کیلئے بنائی جاتی ہیں اس میں فواحش ومنکرات سے اجتناب لازم ہے اس لئے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شراب وسود جیسی حرام وخبیث چیز کا تذکرہ بھی مسجد میں نہ ہونا چاہیئے ان خبیث اشیاء کا نام لینا بھی مسجد میں ادب واحترام کے خلاف ہے۔

امام بخاری نے بتلادیا کہ یہ اشیاء بلاشبہ حرام وخبیث ہیں لیکن انکی حرمت کا مسئلہ بتانا جائز ہے باقی اشکال وجواب کیلئے نصر الباری کتاب التفسیر ص۹۳ ملاحظہ فرمائیے۔

بَابٌ ۳۱۴ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدِمُهُ۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَاَةً اَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا امْرَاَةً فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِهَا۔

مسجد کیلئے خدام مقرر کرنا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیتِ کریمہ نذرت لک الآیۃ (اے پروردگار میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ آزاد (رہے گا) کے متعلق فرمایا کہ وہ مسجد اقصیٰ کیلئے آزاد رہے گا کہ مسجد کی خدمت کرتا رہے۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا ایک مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا ابو رافع کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ عورت ہی تھی پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی (جو ایک باب قبل گذر چکی ہے) کہ آپ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کانت تقم المسجد"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۵ تا ص۶۶ وص۶۵ ویاتی ص۱۷۸۔ باقی مواضع کیلئے حدیث

۴۴۳ کے مواضع ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کیلئے خادم مقرر کرنا چاہیئے جو مسجد کی صفائی کرتا رہے خواہ اس کا وظیفہ مسجد کے مال یعنی مال وقف سے ہو تب بھی جائز ہے اور امام بخاری رح نے قال ابن عباس سے یہ ثابت کیا ہے کہ مسجد کی خدمت کیلئے خادم مقرر کرنا سنتِ قدیمہ ہے البتہ اگر کوئی مسلمان اپنے آپ کو خدمت کیلئے پیش کرے تو نورٌ علی نور۔

بَابُ ۳۱۵ الْاَسِيْرِ اَوِ الْغَرِيْمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ

قیدی یا قرضدار کا بیان کہ مسجد میں باندھ دیا جائے تو جائز ہے

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ اَوْ قَالَ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنات میں سے ایک سرکش جن گذشتہ رات اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے پھر اللہ تعالے نے اس پر مجھے قدرت دیدی تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم صبح کو آؤ اور تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان ع کی یہ دعا یاد آئی (جو سورہ ص میں ہے) پروردگار مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو میسر نہ ہو روح نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل کرکے واپس کردیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث "فاردت ان اربطہ الی ساریۃ من سواری المسجد"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ وبیاتی ص۱۶۱ وص۲۶۲ وص۴۸۶ تا ص۴۸۷ وجلد ثانی ص۷۰۱ ومسلم اول ص۲۰۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اسیر یعنی قیدی یا قرضدار کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے تو جائز ہے۔

اسیر کا مقید کرنا تو روایت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید شیطان پر قادر کر دیا تھا۔ جیساکہ حدیث الباب میں مصرح ہے فامکننی اللہ منہ فاردت ان اربطہ۔

لیکن غریم یعنی قرضدار کے باندھنے کا اثبات روایت سے معلوم نہیں ہوتا ہے علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ قلت بالقیاس علی الاسیر۔ یعنی قرضدار کو قیدی پر قیاس کر لیا۔ چونکہ وجوب حق میں دونوں شریک ہیں۔

تشریح عفریت سرکش دیو، وہ جن جو موذی اور خبیث ہو۔ تفلّت بفتح الفاء وتشدید اللام ای تعرض لی فلتۃً یعنی اچانک میرے سامنے آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنّات کا وجود ہے اور یہی علماءِ اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ فاردت ان اربطہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو باندھ دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو دیکھا ہے۔ وفی القرآن الحکیم انہ یرٰکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم (اعراف) بظاہر تعارض ہے لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم کا جملہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں ہے یعنی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنّات ہم کو دیکھتے ہیں اور ہم جنّات کو نہیں دیکھتے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی وقت بھی کوئی شخص کسی صورت میں ان کو نہ دیکھ سکے۔ پس آیت سے رویتِ جن کی بالکلیہ نفی پر استدلال کرنا کوتاہ نظری ہے۔

۲ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اغلب احوال واکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ انسان نہیں دیکھتا ہے اور جن انسان کو دیکھتا ہے۔

سوال وجواب سوال یہ ہے کہ جن ہو یا شیطان انسان کی طرح خاکی مخلوق نہیں ہے بلکہ لطیف ہے پھر اس کو کیسے باندھتے۔؟

جواب: جن یا شیطان کو اللہ تعالےٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت کے علاوہ انسان، حیوان، سانپ، بچھو، بلّی اور کتّا کی شکلوں میں متشکل ہو سکتے ہیں۔ تو جب انسان کی شکل میں ہوگا تو انسان

کے لوازمات اس میں آجاتے ہیں۔ من تزیا بزی شیٔ یاخذ حکمہ پھر اس کو باندھنے میں کیا اشکال ہے!
۲ بعض روایات میں ہے کہ یہ عفریت بلی کی شکل میں آیا تھا لہٰذا باندھنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر یہ عفریت اپنی اصلی صورت میں آیا ہو تو اس شکل میں دیکھنا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہوگی۔ دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

بَابٌ[۳۱۶] الِاغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ وَرَبْطِ الْأَسِيرِ أَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيمَ أَنْ يُحْبَسَ إِلَى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ۔

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ۔

باب۔ قبول اسلام کے وقت غسل کرنیکا بیان اور قیدی کو مسجد میں باندھنے کا بیان۔ اور قاضی شریح رہ قرضدار کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رض نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس[۳۰] سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور صحابہ نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (تیسرے روز) فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو، پھر وہ مسجد کے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کیا پھر مسجد میں آئے اور یہ کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ ترجمہ کے دو جز ہیں ۱ اغتسال الکافر اذا اسلم ۲ ربط الاسیر۔ لیکن بعض نسخوں میں یہاں باب بلا ترجمہ ہے علامہ عینی رہ فرماتے ہیں والصواب هنا النسخة التي فيها ذكر الباب مفرداً بلا ترجمة۔ اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں کہ باب در باب ہے اور بعض نسخہ میں باب الاغتسال اذا اسلم ہے۔ اس صورت میں بھی تکرار ترجمہ کا اشکال

نہیں ہوگا۔ باقی ترجمہ سے مطابقت کیلئے یہ کافی ہے فاغتسل ثم دخل المسجد الخ کیونکہ ثمامہ نے یہ غسل قبول اسلام ہی کیلئے کیا تھا۔

ہمارے ہندوستانی نسخہ کے مطابق ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں اور حدیث کی مطابقت جزء ثانی یعنی ربط الاسیر سے بالکل ظاہر ہے لیکن چونکہ اس حدیث سے ایک مستقل مسئلہ بھی ثابت ہوتا تھا اس لئے اغتسال اذا اسلم کو بھی ثابت کر دیا۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ربط الاسیر فی المسجد جائز ہے چونکہ عہد رسالت میں باقاعدہ قید خانہ نہیں تھا اس لئے مسجد ہی میں قید کیا جاتا تھا۔

۲ یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اغتسل اذا اسلم ہو اور ربط الاسیر ضمنا ہو

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ و یاتی ص۶۷ و ص۳۲۶ تا ص۳۲۷ والیضا متصلا فی الباب الآتی ص۳۲۷ و فی کتاب المغازی ص۶۲۷ یطولا۔ و مسلم ثانی ص۹۳ تا ص۹۴ و ابوداؤد جلد ثانی ص۳۶۳ تا ص۳۶۴ و نسائی اول تقدیم غسل الکافر اذا راد ان یسلم ص۲۳۔

اقوالِ ائمہ امام احمد حنبل کے نزدیک غسل کرنا واجب ہے خواہ موجب غسل پایا گیا ہو یا نہیں اور خواہ قبول اسلام سے قبل غسل کیا ہو یا نہیں اسلام قبول کرنے کے بعد غسل لازم ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کوئی موجب غسل پایا جا رہا ہو مثلاً احتلام یا جماع اور عورت کیلئے حیض و نفاس تو غسل واجب ہے ورنہ مستحب۔

۳ پھر اگر اسلام لانے سے پہلے موجب غسل پایا گیا اور اس نے بحالتِ کفر یعنی قبول اسلام سے پہلے غسل کر لیا تو حنفیہ کے نزدیک غسل معتبر ہوگا۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک وضو اور غسل کے اندر نیت شرط نہیں ہے بخلاف حضرات شوافع وغیرہ کے نزدیک وضو اور غسل میں نیت شرط ہے اس لئے قبول اسلام کے بعد غسل لازم ہے اور کفر کی حالت کا غسل معتبر نہیں ہوگا۔

تشریح حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ نصر الباری کتاب المغازی ص۴۴۹

محمد عثمان غنی غفرلہ چلمل ضلع بیگوسرائے

باب ۳۱۷

الخیمۃ فی المسجد للمرضٰی وغیرھم

مسجد میں بیماروں اور دوسرے لوگوں کیلئے خیمہ لگانے کا بیان

۴۴۸۔ حدثنا زکریا بن یحیی قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت اُصیب سعد یوم الخندق فی الاکحل فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب فلم یرعھم وفی المسجد خیمۃ من بنی غفار الا الدم یسیل الیھم فقالوا یا اھل الخیمۃ ما ھذا الذی یاتینا من قبلکم؟ فاذا سعد یغذو جرحہ دما فمات فیھا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ غزوہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذؓ کے بازو کی ایک رگ اکحل میں (تیر کا) زخم لگا تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرا دیا تھا تاکہ نزدیک سے انکی عیادت کرسکیں۔ اور مسجد میں ایک خیمہ قبیلہ بنی غفار کا تھا۔ تو وہ لوگ اس وقت گھبرا گئے جب خون انکی طرف بہہ بہہ کر آنے لگا۔ تو ان لوگوں نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو تمہاری جانب سے ہماری طرف بہہ کر آرہی ہے؟ دیکھا تو حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے چنانچہ حضرت سعدؓ کا اسی میں انتقال ہوگیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیمۃ فی المسجد الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ ویاتی ص۵۵۲ وفی المغازی مفصلاً ص۵۹۱ ومسلم جلد ثانی فی کتاب الجہاد والسیر ص۹۵ وابو داؤد جلد ثانی فی الجنائز فی باب فی العیادۃ ص۴۴۲ ونسائی اول کتاب المساجد فی ضرب الخباء فی المساجد ص۸۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت اور مصلحت کیوقت مسجد کے ایک طرف خیمہ لگانا جائز ہے خواہ مریض کیلئے ہو یا دیگر مسافروں کیلئے، اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں مریضوں کیلئے خیمہ لگانا درست نہ ہو اس لئے کہ مریضوں کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کس وقت کیا گذرے، اور مسجد کی نظافت کا حکم دیا گیا ہے لیکن امام بخاریؒ نے حدیث کے پیش نظر بتلادیا کہ جائز ہے۔

تشریح | احیب سعد یوم الخندق حضرت سعد بن معاذ رض کے اکحل میں حبّان بن عرقہ کا تیر لگا تھا۔

حبّان بکسر الحاء المهملة وتشديد الباء الموحدة ابن العرقة بفتح العين المهملة وكسر الراء وبالقاف والعرقة امّه وابوه قيس كما فى بعض النسخ وهو حبّان بن قيس عمده ج ۷/ص ۱۹۱ ۔ الاكحل بفتح الهمزه وسكون الكاف وباللام وهو عرق فى وسط الذراع (عمدہ)

فی المسجد مراد مسجد نبوی ہے جیساکہ احقر نے نصر الباری کتاب المغازی ص۱۷۶ حدیث ص۱۶۲ کے ترجمہ میں مسجد نبوی کی تصریح کر دی ہے۔ یہی امام بخاری رح کا رجحان معلوم ہوتا ہے۔

بعض اہل سیر نے اس کو مسجد لغوی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ مراد لی ہے۔ اس صورت میں امام بخاریؒ کا ترجمہ ثابت نہ ہوگا۔ فيها ای فی الخيمه اور فی تلك المرضة وفی رواية المستملی فمات منها ای من الجراحتہ۔

باقی واقعہ کی تفصیل کیلئے نصر الباری کتاب المغازی ص۱۷۶ کی مفصل روایت دیکھئے۔

باب ۳۱۸

اِدْخَالِ الْبَعِيْرِ فِى الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعِيْرِهٖ

۴۴۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ۔

باب ۔ کسی ضرورت (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے اونٹ کو مسجد میں داخل کرنے کا بیان۔ اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر بیٹھکر طواف کیا۔

ترجمہ حدیث | ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حجۃ الوداع) میں عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (یعنی پیدل طواف پر قادر نہیں ہوں) تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھ کر طواف کرلو چنانچہ میں نے طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے آپ سورہ والطور وکتاب مسطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله طوفى من وراء الناس وانت راكبة

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ ویاتی فی الحج ص۲۱۹ وص۲۲ وص۲۲۱ وفی کتاب التفسیر ص۷۱۹ تا ص۷۲ ومسلم اول ص۴۱۳ وابوداؤد جلد اول فی کتاب المناسك فی باب الطواف الواجب ص۲۵۹ ونسائی جلد ثانی فی کتاب الحج باب کیف طواف المریض ص۲۹ ابن ماجہ ثانی ابواب المناسك باب المریض بطوف راکبا ص۲۱۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ علالت یا نقاہت کی مجبوری کے وقت اونٹ کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے، اس کیلئے امام بخاری رح نے پہلے تو حضرت ابن عباس رض کا ایک ارشاد پیش کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا پھر اس ارشاد کو کتاب المناسک (یعنی کتاب الحج) میں مستقل ترجمہ باب المریض بطوف راکبا قائم کر کے حضرت ابن عباس رض کی یہ حدیث بسند متصل ذکر فرمائی ہے۔ (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت وھو علی بعیر الخ بخاری اول ص۲۲) معلوم ہوا کہ یہاں بھی للعلۃ سے مراد مرض ہی ہے نیز ممکن ہے کہ امام بخاری رح نے ابوداؤد کی روایت کیطرف اشارہ کیا ہو عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مکۃ وھو یشتکی نطاف علی راحلتہ الخ (ابوداؤد باب الطواف الواجب ص۲۵۹)

تشریح امام بخاری رح نے اثبات مقصد کیلئے باب کے تحت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رض کی روایت پیش کی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں اپنی علالت ونقاہت کی مجبوری ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ سواری پر سوار ہو کر طواف کرلو۔

اس سے امام بخاری رح یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ بیت اللہ مسجد حرام میں ہے اسلئے اس کا طواف سوار ہو کر کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے بناء پر مسجد میں اونٹ وغیرہ لیجانا جائز ہے۔
لیکن یہ استدلال بایں وجہ محل نظر ہے کہ عہد مبارک میں مسجد حرام کی یہ صورت نہیں تھی بلکہ مسجد حرام مطاف تک تھی بخاری میں ہے۔

لم یکن علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حول البیت حائط کانو یصلون حول البیت حتی کان عمر فبنیٰ حولہ حائطا۔ (بخاری اول ص۵۴)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کوئی دیوار نہیں تھی مسلمان بیت اللہ کے چاروں طرف نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رض کا دور آیا تو بیت اللہ کے گرد دیوار بنوادی الخ

بہرحال بغیر مجبوری کے جانوروں کو مسجد میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ہے البتہ اگر تلویث کا خطرہ نہ ہو اور معقول عذر ہو تو گنجائش ہے۔

بہت ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام سلمہؓ کا اونٹ سدھایا ہوا ہو۔ معلّم وٹرینڈ ہو اس۔ لئے ہر ایک کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۱۹

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَاَحْسِبُ الثَّانِیْ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَهْلَهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص اندھیری رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے ایک عبادؓ بن بشرؓ اور دوسرے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ وہ حضرت اسید بن حضیرؓ تھے ان دونوں اصحاب کے ساتھ (نور کے) دو چراغ ہو گئے۔ جو ان کے آگے آگے روشنی دے رہے تھے۔ پھر جب وہ دونوں (راستے میں) الگ الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ رہا یہانتک کہ وہ اپنے گھر پہونچ گئے۔

مطابقۃ الحدیث یہ باب بلا ترجمہ ہے اس سلسلے میں احقر نے نصر الباری جلد اول کے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے بیان کر دیا ہے ملاحظہ ص۵ تا ص۵۲۔ یہاں باب بلا ترجمہ ہے اور بخاری شریف کے باب بلا ترجمہ کے متعلق اکثر یہ توجیہ چل جاتی ہے کہ کالفصل من الباب السابق یعنی آئندہ مضمون نہ تو باب سابق سے بالکل متحد ہے اور نہ بالکل مغائر بلکہ من وجہ باب سابق سے متعلق ہوتا ہے اس لئے ترجمۃ الباب کی ضرورت نہیں اور چونکہ من وجہ مغائر ہے اس لئے باب لکھدیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں یہ مراد لینا دشوار ہے اس لئے کہ اس کے ذیل میں جو روایت مذکور ہے سابق ترجمہ ادخال البعیر۔ سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا کہ کالفصل من الباب السابق کہا جا سکے۔ البتہ ابواب مساجد سے اس باب کو مربوط کیا جا سکتا ہے کہ باب سابق میں ادخال البعیر فی المسجد للحاجۃ ہے اور اس باب میں اخراج السراج من المسجد للحاجۃ کا تذکرہ ہے۔ اور ادخال واخراج میں باہمی ربط ظاہر ہے۔

ﷺ ابواب مساجد سے ربط و مناسبت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ دونوں صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں دیر تک بیٹھے رہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تاریک رات میں بیٹھنا نماز عشاء

کیلئے انتظار میں تھے خداوند قدوس نے ان کو نور عطا فرما دیا جو ان کی کرامت تھی اور حضور اقدس ﷺ کا معجزہ۔

۳ امام بخاریؒ کا مقصد کلام فی المسجد کا جواز ثابت کرنا ہے۔

۴ امام بخاریؒ کبھی کبھی ترجمۃ الباب کو چھوڑ کر طلبہ حدیث کا امتحان اور ان کے ذہن کی تمرین کرانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ از خود حدیث ذیل سے کوئی مناسب ترجمہ قائم کرلیں۔ فضل المشی الی المسجد فی اللیلۃ المظلمۃ مطلب یہ ہے کہ مساجد تحصیل نور کا ذریعہ ہیں گویا اس میں حدیث بریدہ رضؓ کی طرف اشارہ ہوگا۔

بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ۔

(ابوداؤد جلد اول ص۸۳)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ ویاتی ص۵۱۶ و ص۵۳۷

بَابٌ ۳۲۰ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں کھڑکی اور راستہ رکھنے کا بیان

۴۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ نَا فُلَيْحٌ قَالَ نَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو (خطبہ میں) فرمایا کہ بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ نے (اپنے) ایک بندہ کو اختیار دیا ہے چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے وہ ان نعمتوں کو اختیار کرے جو اللہ کے پاس ہے چنانچہ اس بندے نے ان نعمتوں کو پسند کرلیا جو

اللہ کے پاس ہیں (یعنی آخرت کو پسند کرلیا) یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان شیخ کو کس چیز نے رُلایا؟ (حضرت ابوسعید خدریؓ پہلے یہ نہیں سمجھ سکے کہ بندے سے کون مراد ہے تو حضرت ابوبکرؓ کے رونے سے ان کو تعجب ہوا کہ رونے کیوں ہیں؟) اگر اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا اور اس بندے نے آخرت کو اختیار کرلیا پھر بعد میں مجھکو معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ آپ روئے مت بلاشبہ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اگر میں امت میں سے کسی کو اپنا خلیل (جانی دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا (یعنی جانی دوستی تو پیغمبر کو سوائے خدا کے کسی سے نہیں ہوسکتی) لیکن اسلامی اخوت و محبت ہے مسجد میں ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا تمام دروازے بند کردیئے جائیں۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "لایبقین فی المسجد باب الا سُدّ الاباب ابی بکر۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۶ تا ص۶۷ ویاتی ص۵۱۶ وص۵۵۲ ومسلم ثانی ص۲۷۲۔

۴۵۲ - حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ الجُعْفِيُّ قَالَ نا وَهبُ بنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنا أبِي قال سمعتُ يَعْلَى بنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَاسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَاثْنَى عليهِ ثُمَّ قَالَ إنَّهُ لَيسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ من اَبِي بَكْرِ بنِ اَبِي قُحَافَةَ وَلَوكُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ خُلَّةُ الاِسْلَامِ اَفْضَلُ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ اَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں ایک کپڑے سے سر باندھے ہوئے باہر نکلے (یعنی مسجد میں تشریف لائے) پھر منبر پر بیٹھ گئے پھر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعہ احسان کیا ہو اور اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل (دلی دوست) بناتا تو ابوبکرؓ

کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے (دیکھو) اس مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب کو بند کر دو۔ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی رہنے دو)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "سدوا عنی کل خوخۃ فی هذا المسجد۔ غیر خوخۃ ابی بکر۔"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۶۷ ویاتی مختصرا ص۵۱۶ " " و فی الفرائض ص۹۹۸۔

مقصد ترجمہ علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ والظاهر ان مراد البخاری من وضع هذه الترجمة الاشارة الی جواز اتخاذ الخوخة والممر فی المسجد لان حدیث الباب یدل علی ذالك۔ یعنی اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسجد میں آنے جانے کیلئے کہ جس سے بوقت ضرورت مسجد میں حاضری آسان ہو کھڑکی کھولنا جائز ہے بالخصوص اہل علم و فضل کیلئے کہ بمقابلہ عوام الناس ان کو حاضری کی زیادہ ضرورت و نوبت آتی ہے۔

تشریح خوخہ، روشندان، چھوٹی کھڑکی جو دیوار میں اذان کی آواز اور ہوا کیلئے کھولدیں یا بڑے پھاٹک میں چھوٹا دروازہ جس سے ضرورت کے وقت آنا جانا ہو۔

ممر: بفتح المیم وتشدید الراء۔ یہ مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے لیکن یہاں ظرف مکان راجح ہے۔ چنانچہ علامہ عینی رح اس کا ترجمہ لکھتے ہیں "موضع المرور" یعنی گذرگاہ اور یہ خوخہ کی تفسیر ہے چونکہ خوخہ مطلقا کھڑکی کو کہتے ہیں جس میں صرف ہوا آنے کا دریچہ ہو۔ تو امام بخاری رح نے خوخہ کے بعد ممر کا لفظ لاکر اشارہ کر دیا کہ یہاں وہ خوخہ مراد ہے جو گذرگاہ ہو جس سے ضرورت کیوقت آمد و رفت ہو۔

لو کنت متخذا الخ سوال یہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسلام سے پہلے تھی۔ اور ضرب المثل تھی۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان امن الناس علی الخ شاہد و ناطق ہے کہ سب سے زیادہ جان و مال کی قربانی کرنے والے اور دوستی میں پورا اترنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا؟

جواب یہ ہے کہ خلّۃ اس محبت کو کہتے ہیں جو خلل قلب میں ہو کما قال المتنبی:

عذل العواذل حول قلبی التائہ۔ وهوی الاحبۃ منہ فی سودائہ۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اللہ تعالی کی محبت سے بھرا ہوا تھا پھر اس میں دوسرے کیلئے کیسے محبت کی جگہ ہو سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خلیل اللہ اور حبیب اللہ دونوں تھے، چنانچہ حبیب اللہ ہونا تو دارمی وغیرہ میں مصرح ہے اور زبان زد خلائق ہے۔

اور صحیح مسلم شریف میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا (مسلم ثانی ص۲۷۳)

اور جب خلۃ خاص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تو اب کسی دوسرے کی گنجائش نہیں لیکن اس سے کم درجہ اخوت اسلامی اور مودّت اسلامی کا ہے اور اس میں حضرت ابوبکرؓ سب سے اعلیٰ و افضل ہیں۔

لا یبقین فی المسجد باب الا سدّ یہ ارشادِ گرامی چونکہ مرض وفات کا ہے جس میں آپؐ نے امامت صغریٰ کیلئے فرمایا تھا۔ لا یؤمہم الا ابوبکر۔

الا باب ابی بکر علامہ خطابی اور ابن بطال فرماتے ہیں۔ فی ھٰذا الحدیث اختصاص ظاھر لابی بکر وفیہ اشارۃ قویۃ الی استحقاقہ للخلافۃ الخ (فتح الباری ص۱۱)

خلاصہ یہ ہے کہ تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم خلافت سے کنایہ ہے۔ ای لا یطلبن احد الخلافۃ الا ابا بکر فانہ لا حرج علیہ فی طلبھا والی ھٰذا جنح ابن حبان فقال بعد ان اخرج ھٰذا الحدیث؛

فی ھٰذا الحدیث دلیل علی انہ الخلیفۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ حسم بقولہ سدوا عنی کل خوخۃ فی المسجد اطماع الناس کلھم علی ان یکونوا خلفاء بعدہٗ (فتح الباری ص۱۱)

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ (جانشین) ہونگے کیوں کہ آپؐ نے یہ کہکر کہ مسجد میں سوائے ابوبکر کے ساری کھڑکیاں بند کردی جائیں تمام لوگوں کی حرص خلافت کو بالکل ختم کردیا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ طبع سلیم رکھنے والوں کیلئے اس خطبے میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کیلئے استدلال بالکل واضح ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲ الْاَبْوَابِ وَالْغَلْقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَاَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبْوَابَهَا۔

۴۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ اَغْلَقَ الْبَابَ فَلَبِثَ فِيهِ

سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰی فِيْهِ فَقُلْتُ فِي أَيٍّ فَقَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى۔

باب۔ خانہ کعبہ اور مساجد میں دروازے بنانا اور ان کو قید کرنیکا بیان۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انھوں نے عبدالملک بن جریج سے انہوں نے کہا ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے کہا اے عبدالملک (یہ ابن جریج کا نام ہے) اگر تم ابن عباس کی مسجدیں اور ان کے دروازوں کو دیکھتے (تو تعجب کرتے، یعنی نہایت مضبوط اور پائیدار تھے) یہ ترجمہ بصورت شرطیہ ہے۔ لیکن اگر لو رأیت مساجد الخ میں لو تمنی کے واسطے ہو تو حذف عبارت کی ضرورت نہیں۔

ابن ابی ملیکہ نے یہ اس وقت کہا جب مدت گذرنے کی وجہ سے مسجد مندرس ہو چکی تھی تو فرمایا کاش تم دیکھتے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے سال) مکہ تشریف لائے تو آپؐ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا (جو کلید بردار تھے) انھوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھولا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بلالؓ اور اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ (چاروں حضرات) اندر تشریف لیگئے پھر آپؐ نے دروازہ بند کر لیا اور کچھ دیر اندر رہے پھر سب باہر آگئے، حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں (یہ خبر سنکر) جلدی سے آگے بڑھا اور بلال سے پوچھا (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا؟) تو بلال نے بتلایا کہ آپؐ نے اندر میں نماز پڑھی تو میں نے پوچھا کس جگہ؟ تو انھوں نے بتلایا کہ دو ستونوں کے درمیان۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ثم اغلق الباب" معلوم ہوا کہ دروازہ تھا۔ اور آپؐ نے بند کیا تاکہ ہجوم نہ ہو جائے۔

روایت میں صرف خانہ کعبہ کا تذکرہ ہے اور مساجد کو قیاساً ثابت فرمایا علت جامعہ دونوں میں بیت اللہ ہونا ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ ومر ص۵۷ ویاتی ص۷۲ " " وص۱۵۶ وص۲۱۷ وص۴۱۹ وفی المغازی ص۶۱۴ وص۶۳۱ ومسلم اول فی الحج ص۴۲۵ وابوداؤد فی الحج ص۲۷۷ نسائی کتاب المساجد "الصلوٰۃ فی الکعبۃ" ص۸۰

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کے اموال و اسباب کی حفاظت کیلئے یا اور کوئی ضرورت

ومصلحت ہو تو مسجد میں دروازے لگانا اور بند کرنا جائز ہے۔

قال ابن بطال اتخاذ الابواب للمساجد واجب (عمدہ)

اور ظاہر ہے کہ اموال مسجد کی حفاظت چوروں سے ضروری ہے نیز اگر دروازے نہ ہوں تو ہر طرح کے جانور کتے وغیرہ آمد و رفت کریں گے تو احترام مسجد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ باضابطہ دروازے ہوں اور اوقات نماز کے وقت کھول دی جائے اور الحمدللہ عام طور پہ اس پر تعامل بھی ہے۔

تشریح مسجدوں میں دروازے اور قفل لگانا بظاہر اچھا نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اس کو تو عبادت اور نماز کیلئے ہمہ وقت کھلا رہنا چاہیئے لہٰذا تالا لگانا، دروازوں کو بند کرنا بظاہر مسجد جانے سے روکنا ہے جبکہ آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی میں مساجد سے روکنے کی ممانعت آئی ہے۔

من اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه (بقرہ) — اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے کہ جو اللہ کی مسجدوں کو اس بات سے روکتا ہے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔

☆ ☆ ☆

اسی طرح ایک دوسری آیت ہے ارایت الذی ینهیٰ عبدا اذا صلیٰ (سورہ علق)

بہر حال ان آیات سے بظاہر وہم ہو سکتا ہے کہ منع اور بسبب منع داخل ظلم ہوگا۔

امام بخاری ؒ نے بتلا دیا کہ آیات کا موقع و محل الگ ہے اموال مساجد کی حفاظت ضروری ہے، لیکن اگر کہیں کسی طرح کا خطرہ نہ ہو تو تالا لگانا اور بند کرنا ضروری نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲۲ دُخُولِ الْمُشْرِكِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں مشرک کے داخل ہونے کا بیان

۴۵۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ

بن اثال تھا اور صحابہ نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ و مر ص۶۶ باقی مواضع کیلئے باب الاغتسال کی حدیث ص۳۴ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ کسی مشرک یا غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز اور درست ہے، احناف کا مشہور قول یہی ہے گویا امام بخاری رح اس مسئلے میں احناف کی موافقت کر رہے ہیں کیونکہ امام بخاری رح نے ترجمہ میں کوئی قید ذکر نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ مطلقا جواز کے قائل ہیں۔

ائمہ کے اقوال اس مسئلے میں اکابر امت کا اختلاف ہے ۱ حنفیہ کے نزدیک مطلقا جواز ہے علامہ شوکانی رح کہتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث بھی اس باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ثقیف کے قاصدوں کو جو مشرک تھے مسجد میں اتارا تھا۔

۲ مالکیہ کے نزدیک مطلقا عدم جواز

۳ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک مسجد حرام میں داخلہ ناجائز ہے اور دیگر مساجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ امام محمد رح کے نزدیک بھی شوافع کیطرح مسجد حرام میں دخول مشرک ناجائز ہے۔ کما فی السیر الکبیر والشامی علامہ کشمیری رح فرماتے ہیں کہ امام محمد رح کا مذہب اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہمارے بعض فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو درمختار۔

مجوزین کی دلیل امام بخاری رح نے استدلال کیا ہے کہ حضرت ثمامہ کافر تھے جس وقت آپ ؐ نے مسجد میں باندھا تھا۔

۲ علامہ شوکانی نے بنو ثقیف کے وفد سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ مشرک تھے اور حضور اکرم ؐ نے انہیں مسجد میں اتارا تھا۔ ۳ امام ابوداؤد رح نے ضمام بن ثعلبہ کے قصہ سے بھی اس پر استدلال کیا ہے۔

حضرات شوافع وغیرہ کی دلیل ارشاد الٰہی ہے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا (سورہ توبہ)

یعنی مشرکین بالکل ناپاک ہیں اس لئے اس سال (یعنی ۹ھ) کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ اس آیت میں دو باتیں ہیں ۱ مشرکین ناپاک ہیں۔ ۲ ان کی نجاست وناپاکی کا خاص دخل مسجد حرام میں ہے۔

جواب یہ ہے کہ آیتِ کریمہ میں نجاست سے مراد نجاست اعتقاد ہے نہ کہ نجاست ابدان جیسا کہ بنو ثقیف کے وفد کے سلسلے میں ارشادِ نبوی ہے:۔

انہ لیس علی الارض من انجاس الناس شئ انما انجاس الناس علی انفسھم (احکام القرآن جلد سوم ص۸۸)

انسان کے باطنی نجاستوں کا زمین پر (خارج میں) کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کی نجاست کا اثر تو ان کے دلوں پر ہے۔ فلا اشکال

رہ گیا سوال مسجد حرام کی ممانعت؟ دراصل مقصد حج وطواف سے روکنا ہے لیکن احترام مسجد اور احتیاط کا تقاضا بہرحال یہی ہے کہ مسجد حرام میں اجازت نہ ہونی چاہیئے چنانچہ اس وقت حکومت سعودیہ کا عمل بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲۳ رَفْعِ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں آواز بلند کرنیکا بیان

۴۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِیْحٍ الْمَدِیْنِیْ قَالَ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدِنِ الْقَطَّانُ قَالَ نَا الْجُعَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ خُصَیْفَۃَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنْتُ قَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِذْھَبْ فَأْتِنِیْ بِھٰذَیْنِ فَجِئْتُہٗ بِھِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَھْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَھْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُکُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت سائب بن یزید رض نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رض تھے پھر انہوں نے فرمایا کہ جاؤ اور ان دو شخصوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ میں ان دونوں کو بلا کر لایا تو حضرت عمر رض نے پوچھا تم دونوں کس قبیلہ کے ہو یا فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمر رض نے فرمایا اگر تم اس شہر (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ: لوکنتما من اھل البلد لاوجعتکما

ترفعان اصواتکما الخ
معلوم ہوا کہ مسجد میں شور مچانا ممنوع ہے۔
والحدیث ھٰھنا ص۶۷۔

۴۵۶۔ حَدَّثَنَا احمدُ بنُ صَالِحٍ قَالَ نا ابنُ وَهْبٍ قَالَ اَخبَرَنِي يونسُ بنُ يَزِيدَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبدُ اللهِ بنُ كعبِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ كعبَ بنَ مَالِكٍ اَخبَرَهُ اَنَّهُ تَقَاضَى ابنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيهِ فِي عَهدِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي المَسْجِدِ فارتفعَتْ اَصوَاتُهُمَا حتى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حتى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كعبَ بنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كعبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كعبٌ قد فعلتُ يا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ثُمَّ فَاقْضِهِ۔

ترجمہ حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد پر اپنے قرض کا مسجد نبوی میں تقاضا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازوں کو اپنے حجرہ میں سنا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور باہر تشریف لائے اور کعب بن مالکؓ کو آواز دی اور فرمایا۔ اے کعب! حضرت کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنے قرض میں سے آدھا چھوڑ دو حضرت کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے فرمایا " اٹھو اور ان کا قرض ادا کردو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث " فارتفعت اصواتهما " اور یہ قصہ مسجد نبوی میں پیش آیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ وص۶۵ وباقی ص۳۲۶ وص۳۲۷ وص۳۷۳ وص۳۷۴ باقی مواضع کیلئے حدیث ۴۴۲ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ای هو مکروه ولا ینبغی ان یقع من المتقی (شرح تراجم)

امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا صرف دونوں طرح کی روایت ذکر کر دی۔ پہلی روایت سے رفع صوت کی کراہت صاف معلوم ہوئی کہ حضرت عمر فاروق رض نے رفع صوت کیوجہ سے سزا کی دھمکی دی۔

اور دوسری روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ ارتفعت اصواتھما کے باوجود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت اور عدم ضرورت کا فرق ہے۔ اسی وجہ سے احناف رح کے نزدیک بلا ضرورت مکروہ ہے لیکن اگر دینی تعلیم اور وعظ و نصیحت کیلئے رفع صوت کی ضرورت ہو تو جائز ہے۔

امام مالک رح کے نزدیک علی الاطلاق مکروہ ہے، خواہ ضرورت بھی ہو۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح فرماتے ہیں والحدیث الاول من الباب بحسب الظاھر موقوف الخ یعنی باب کی پہلی حدیث بظاہر موقوف ہے چوں کہ اس میں آپ کے زمانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لیکن بخاری رح کے نزدیک یہ روایت مرفوع ہے چونکہ اس میں مسجد نبوی کا تذکرہ ہے، ایسی تین ہو روایات ہیں۔ جن کو بخاری رح نے مرفوع مانا ہے اور مسلم نے موقوف۔

بہر حال مسجد نبوی میں شور کرنا مکروہ ہے جس طرح حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ادب ضروری ہے اسی طرح جہاں آپ آرام فرما ہیں یعنی مسجد نبوی میں ادب ضروری ہے۔

واللہ اعلم۔ ع، غ بہاری

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرَىٰ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ۔

باب۔ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور یوں ہی بیٹھنا۔ یعنی موقع و محل کے اعتبار سے دونوں صورتیں جائز ہیں۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور

آپؐ اس وقت منبر پر تھے کہ آپ رات کی (یعنی تہجد کی نماز) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت پڑھو۔ پھر جب تم میں سے کوئی صبح صادق کے طلوع ہو جانے کا خطرہ محسوس کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے وہ ایک رکعت اس کی ساری نماز کو وتر (یعنی طاق) بنا دے گی۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت اپنی آخری نماز کو وتر بنا لو اسلئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ" سال رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر" اور ظاہر ہے کہ جب حضورؐ منبر پر تھے تو لوگ آپ کے سامنے حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہونگے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۸ ایضا ص۶۸ ویاتی ص۱۳۵ " ص۱۳۵ تا ص۱۳۶ و ص۱۵۳ واخرجہ الطحاوی فی معانی الاثار من اثنی عشر طریقا (قالہ العینیؒ)

۴۵۸ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے اس شخص نے عرض کیا رات کی نماز کس طرح پڑھیں؟ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب تمہیں طلوع صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت ملا کر وتر (طاق) پڑھ لو وہ تمہاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو طاق کر دے گی۔ اور ولید بن کثیر نے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ عمری نے بیان کیا کہ ان سے ان کے باپ عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وقت پکارا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ" ان رجلا نادی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۸ من الحدیث آنفا ص۶۸ و ص۱۳۵ " " ص۱۵۳۔

۴۵۹ - حدثنا عبد الله بن یوسف قال انا مالك عن اسحٰق بن عبد الله بن ابی طلحة ان ابا مرة مولی عقیل بن ابی طالب اخبرہ عن ابی واقد اللیثی قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المسجد فاقبل نفر ثلثة فاقبل اثنان الی رسول الله صلی الله علیه وسلم و ذهب واحد فاما احدهما فرای فرجة فی الحلقة فجلس واما الاخر فجلس خلفهم واما الاخر فادبر ذاهبا فلما فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الا اخبرکم عن النفر الثلثة اما احدهم فاوی الی الله فاواہ الله واما الاخر فاستحیی فاستحیی الله منه واما الاخر فاعرض فاعرض الله عنه۔

ترجمہ حضرت ابو واقد لیثی رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں تین آدمی (باہر سے) آئے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) آگئے اور ایک چلا گیا۔ ان دو آنے والوں میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے بیٹھا اور رہا تیسرا تو (باہر ہی سے) پیٹھ موڑ کر چلا گیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کے پاس ٹھکانا لیا تو اللہ نے ٹھکانا دیا۔ اور دوسرا شخص تو (لوگوں میں گھسنے سے شرم کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور رہا تیسرا تو اس نے اللہ سے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمه " فرأى فرجة فى الحلقة فجلس "

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ۶۸ ومر فی کتاب العلم ۱۵ تا ۱۶ وخرجه فی الترمذی ثانی ۹۷ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا بھی بوقت ضرورت جائز ہے مثلاً خطبہ سننے کیلئے وعظ و نصیحت کے وقت اسی طرح تعلیم کیلئے حلقہ بنا کر بیٹھنا درست ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یجوز ذلك خصوصا اذا كان لعلم او ذكر او قراءة قرآن (عمدہ)

تشریح حِلَق بفتح الحاء المهملة ويجوز كسرها واللام مفتوحة على كل حال جمع حلقة باسكان اللام (فتح) یعنی حلقہ بسکون اللام کی جمع ہے قوم کا دائرہ، گول۔

اشکال و جواب اشکال یہ ہے کہ بعض روایات سے حلقہ بنا کر بیٹھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحلق قبل الصلوٰۃ یوم الجمعۃ

(ابوداؤد جلد اول ص۱۵۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں صحابہ کرام کو حلقہ بنا کر بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ مالی اراکم عزین، کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو الگ الگ ٹکڑوں میں دیکھ رہا ہوں؟

اس سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کو مختلف حلقوں میں بیٹھنا آپ کو پسند نہ آیا اور آپ نے ناگواری کا اظہار فرمایا، بظاہر تعارض ہے۔

جواب: امام بخاری رح نے مستقل ترجمہ قائم کر کے بتایا کہ دونوں طرح کی روایات کا محمل الگ ہے۔

جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنا تو اس لئے منع ہے کہ جمعہ کے روز بڑا اجتماع ہوتا ہے حلقہ کیصورت میں صف بندی میں دشواری ہوگی۔

۲۔ اصل مقصد یہ ہے کہ بلا ضرورت حلقہ بنانا درست نہیں لیکن اگر بضرورت تعلیم یا وعظ سننے کیلئے بیٹھے تو اجازت و اباحت ہے۔ واللہ اعلم

صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں

نفل نماز دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے یا چار چار؟ ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک نوافل نماز میں مطلقاً چار چار رکعات افضل ہیں۔ خواہ دن کی نفلیں ہوں یا رات کی۔

(۲) امام شافعی رح و امام احمد رح کے نزدیک نفل نماز صرف مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو رکعت ہے یعنی رات کو ایک سلام سے چار رکعت نفلیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) حضرات صاحبین رح کے نزدیک دن کی نفلوں میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت اور رات میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رح یعنی جمہور کا مسلک یہ ہے کہ رات کی نفلوں کو دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک چار چار رکعات کر کے پڑھنا افضل ہے مگر دو دو رکعات کی نیت باندھنا امام اعظم رح کے نزدیک صحیح اور درست ہے اور روایات سے ثابت ہے جیسا کہ زیر بحث باب کی دو حدیثوں میں مثنیٰ مثنیٰ کی تصریح ہے۔

امام اعظم کی دلیل صحیحین میں حضرت عائشہ رضہ کی روایت ہے۔

یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنھن و طولھن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلثا الخ (بخاری اوّل کتاب التہجد ص۱۵۴ و مسلم ص۲۵۴)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے تھے اور تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو کہ وہ کیسا تھا پھر چار رکعت پڑھتے اور تم انکی خوبی اور درازی کے بارے میں نہ پوچھو پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔

نیز قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے اسلئے کہ چار رکعت میں طول تحریمہ کیوجہ سے مشقت زیادہ ہے: والاجر علی قدر النصب یعنی ثواب بقدر مشقت ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

جمہور کیطرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ یہ چار چار رکعتیں آپؐ دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بہرحال امام اعظم کے نزدیک مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو رکعت کرکے پڑھنا بھی درست ہے۔ باب کی تیسری حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد اوّل ح۶۵ ص۳۸۷ تا ص۳۸۸ ضرور ملاحظہ فرمالیجئے۔

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں چت لیٹنے کا بیان

۴۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔

ترجمہ حدیث عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپؐ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھ رکھا تھا اور ابن شہاب (یعنی امام زہری رح) سعید بن مسیبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ اور حضرت عثمان رضہ ایسا کرتے تھے (یعنی مسجد میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹتے تھے)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۸ و یاتی ص۸۸۲ و ص۹۳ و مسلم ثانی ص۱۹۸ وابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب ص۶۶۸ و ترمذی جلد ثانی ابواب الاستیذان والادب ص۱۰۰ ونسائی اول کتاب المساجد ص۸۴۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ دو چیزوں کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں ایک مسجد میں چت لیٹنا۔ دوسرے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ثبت فی الباب جواز الامرین الاستلقاء ووضع الرجل علی الرجل (شرح تراجم)

اشکال وجواب بعض روایات میں چت لیٹنے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنے کی ممانعت آئی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

لایستلق احدکم ثم یضع احدی رجلیہ علی الاخریٰ۔ تم میں سے کوئی چت نہ لیٹے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھکر (مسلم جلد ثانی کتاب اللباس ص۱۹۸)

مسلم ہی کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں لاتضع احدیٰ رجلیک علی الاخریٰ۔ نیز اس مفہوم کی روایت ابوداؤد جلد ثانی ص۶۶۸ میں بھی ہے۔ بظاہر تعارض ہے۔

جواب: دونوں روایتوں کا محمل اور محل الگ الگ ہے اگر کشف عورت کا اندیشہ ہو تو ممانعت ہے اور کشف عورت کا کوئی اندیشہ نہ ہو جیسے پائجامہ پہنکر یا کپڑا ہی اتنا بڑا ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہیں ہے تو اجازت ہے۔

۲ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ممانعت والی روایت منسوخ ہے۔

علامہ کرمانیؒ نے ابن بطال سے نقل کیا ہے کہ کان البخاری ذھب الی ان حدیث جابر منسوخ بھذا الحدیث واستدل علیٰ نسخہ بعمل الخلیفتین الخ

(شرح کرمانی ج۴ ص۱۳۷)

۳ اگر خلوت وتنہائی میں لیٹے تو اباحت واجازت اور مجامع ومحافل میں ممانعت وغیرہ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲۶ المَسجِدِ یَکُونُ فِی الطَّرِیقِ مِن غَیرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ فِیہِ

وَبِہٖ قَالَ الحَسَنُ وَاَیُّوبُ وَمَالِکٌ۔

۴۶۱ - حَدَّثَنَا یَحیَی بنُ بُکَیرٍ قَالَ نَا اللَّیثُ عَن عُقَیلٍ عَنِ ابنِ شِھَابٍ قَالَ اَخبَرَنِی عُروَۃُ بنُ الزُّبَیرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَت لَم اَعقِل اَبَوَیَّ اِلَّا وَھُمَا یَدِینَانِ الدِّینَ وَلَم یَمُرَّ

عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً وَلَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَافْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

باب۔ راستے میں مسجد کی تعمیر جائز ہے بشرطیکہ اس سے لوگوں کو نقصان نہ پہونچے۔

مسجد کی تعمیر اپنی مملوکہ زمین میں بالاجماع جائز ہے اور غیر کی زمین میں مسجد بنانا بالاجماع ناجائز ہے۔ اور مباحات میں (رفاہ عام جو کسی کی مملوکہ نہ ہو) مسجد بنا دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ کسی کا ضرر نہ ہو۔ حسن بصری؄ اور ایوب سختیانی؄ اور امام مالک؄ سب جواز کے قائل ہیں۔

ترجمہ حدیث | نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اس وقت سے اپنے والدین کو اسلام کا متبع پایا یعنی میرے ہوش سے پہلے ہی وہ دین اسلام قبول کر چکے تھے اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح اور شام ہمارے یہاں تشریف نہ لائے ہوں پھر حضرت ابوبکر رضؓ کے دل میں ایک بات آئی تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے کے میدان میں ایک مسجد بنائی اور وہ اسی میں نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس تعجب سے کھڑے ہو جاتے اور آپ کی طرف دیکھتے رہتے اور حضرت ابوبکر رضؓ بڑے رونے والے شخص تھے اور جب قرآن مجید پڑھتے تو اپنی آنکھوں سے آنسو روک نہ سکتے تھے، چنانچہ مشرکین قریش کے اشراف کو حضرت ابوبکرؓ کے اس طرز عمل نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فابتنیٰ مسجدا بفناء دارہ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۸ تا ص۶۹ ویاتی ص۲۸۷ وص۳۰۷ ویاتی فی باب ھجرۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واصحابہ مفصلا ومطولا ص۵۵۲ تا ص۵۵۵ وفی المغازی ص۵۸۷ ویاتی ص۸۶۴ وص۸۹۵۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری؄ کا مقصد یہ ہے کہ عام راستہ جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو بلکہ عام

انسانوں کا حق مشترک ہو اس میں مسجد کی تعمیر جائز ہے بشرطیکہ ضرر نہ ہو۔ یعنی ضرورت کیمطابق گذرنے کا راستہ چھوڑ کر مسجد بنائے کہ گذرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تو مسجد بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

امام مالک و حسن بصری اور ایوب سختیانی رحمہم اللہ سے بھی یہی جواز منقول ہے علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح وغیرہ نے لکھا ہے کہ جمہور کی یہی رائے ہے لیکن چونکہ امام بخاری رح کو ان تین بزرگوں کی رائے صراحت اور صحیح نقل کے ساتھ معلوم ہوئی تھی اس لئے ان حضرات کے ناموں کی تصریح کی ہے۔

لیکن امام بخاری رح کے، استاذ ربیعۃ الرائی کا اختلاف ہے یعنی جائز نہیں کہتے ہیں۔ امام بخاری رح نے انکی تردید فرمائی۔

تشریح پوری تفصیل تو بخاری کتاب الکفالہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمٰن

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رح مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر لی ابھی کچھ دور ہی گئے تھے کہ راستہ میں ابن الدغنہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت صدیق اکبر رض نے جواب دیا کہ میری قوم نے مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا، ابن الدغنہ نے کہا اے ابو بکر آپ میرے ساتھ مکہ چلیئے میری ذمہ داری ہے آپ جیسا انسان رہنا چاہیئے چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ لے گئے اور قریش مکہ کے سامنے صدیق اکبر رض کے اوصاف پیش کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے انکو امن دیدیا ہے قریش نے ان کی بات مان لی اور ابو بکر رض سے تعرض نہ کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن قریش نے یہ شرط لگا دی کہ ابو بکر رض سے کہدو کہ وہ اپنے گھر ہی میں عبادت کریں۔ حضرت ابو بکر رض نے چند دنوں اس پر عمل کیا۔ ثُمَّ بَدَا لِاَبِیْ بَکْرٍ رض الخ پھر حضرت ابو بکر رض نے اپنے گھر کے سامنے یعنی گھر سے باہر میدان میں مسجد بنالی۔ اس کا ترجمہ دیکھیئے۔

بَابٌ ۳۲۷ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ السُّوْقِ وَصَلّٰی ابْنُ عَوْنٍ فِیْ مَسْجِدٍ فِیْ دَارٍ یُغْلَقُ عَلَیْهِمُ الْبَابُ

بازار کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان، اور عبد اللہ بن عون نے گھر کی ایسی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ بند کیا جاتا تھا

۴۶۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ تَزِیْدُ

عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِی بَیْتِہٖ وَصَلٰوتِہٖ فِی سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً اَوْ حَطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا کَانَتْ تَحْبِسُہٗ وَتُصَلِّی الْمَلٰئِکَۃُ عَلَیْہِ مَادَامَ فِیْ مَجْلِسِہِ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ مَا لَمْ یُؤْذِ یُحْدِثْ فِیْہِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز انسان کا اپنے گھر میں یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے پچیس۲۵ گنا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے کہ تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کرے (یعنی فرائض کے ساتھ سنن و مستحبات کا لحاظ کر کے وضو کرے) اور مسجد میں صرف نماز ہی کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالےٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے اور جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک کہ نماز اس کو مسجد میں روکے تو وہ نماز ہی میں ہے (یعنی جب تک وہ نماز کے انتظار میں مسجد میں رکا رہے گا اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا۔) اور جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے اس وقت تک فرشتے اس کیلئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخش دے اور اے اللہ اس پر رحم فرما جبتک کہ وہ مسجد میں حدث کر کے (یعنی ریاح خارج کر کے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " وصلوٰتہ فی سوقہ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ ومر ص۶۳ ویاتی ص۸۹ وص۹۰ و ص۲۵۴ تا ص۲۸۵ وص۲۵۸ ومسلم اول ص۲۳۱ وابوداؤد باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ ص۸۲ والترمذی ابواب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی فضل الجماعۃ ص۳۰ وابن ماجہ فی الصلوٰۃ باب المشی الی الصلوٰۃ ص۵۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسجد سوق یعنی بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس ترجمہ کیضرورت اس لئے ہوئی کہ بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ حافظ عسقلانیؒ نے مسند بزار کے حوالہ سے نقل کیا ہے شر البقاع اسواقھا الخ یعنی بازار بدترین مقامات ہیں۔ اور مساجد خیر البقاع۔ برتر و بہتر مقامات ہیں (فتح)

اور ظاہر ہے کہ بازار میں شور وغل، مکر وفریب اور جھوٹی قسموں کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ اسے شیاطین کا مستقر وخرافات کا مرکز سمجھنا چاہیئے اس لئے اس کو شر البقاع کہا گیا۔ اس سے وہم ہو سکتا ہے کہ بازار میں نماز پڑھنا اور مسجد بنانا (یعنی نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کرنا) جائز نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ نے بتادیا کہ نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور مسجد السوق کہکر یہ بتادیا کہ بازار میں نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔

اس کے لئے امام بخاری رحمہ نے پہلے ابن عون کا اثر ذکر کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کیلئے مقرر کردہ جگہ اگرچہ شرعی واصطلاحی مسجد نہیں ہے مگر نماز درست ہے۔

بعض فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص گھر کی مسجد جو شرعی واصطلاحی مسجد اگرچہ نہیں ہے لیکن نماز باجماعت پڑھے تو تارک جماعت نہ ہوگا بلکہ باجماعت نماز کا ثواب ہوگا۔ البتہ مسجد کی جماعت کا ثواب نہیں ملیگا۔ واللہ اعلم

تشریح

صلی ابن عون فی مسجد الخ بظاہر ترجمہ سے مناسبت نہیں ہے:۔

جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ نے مسجد سوق کو قیاس کیا ہے مسجد دار پر جو بند کر دیجائے تو جیسے گھر کی مسجد (جائے نماز) محجوب ہے عام اجازت نہیں ہوتی ہے اسی طرح بازار میں نماز پڑھنے کی جگہ بھی محجوب ومخصوص ہوتی ہے پس مناسبت واضح ہوگئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باجماعت نماز میں بہ نسبت تنہا نماز کے جو گھر میں پڑھے یا بازار میں پچیس ۲۵ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

یعنی تنہا اور باجماعت نماز کے ثواب میں تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ لیکن اسی بخاری ص۸۹ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ۔ بظاہر تعارض ہے؟

جواب ۱: عدد اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔ ۲ یہ اجر وثواب کی زیادتی وکمی نمازی کے خشوع وخضوع کے اختلاف پر مبنی ہے کہ بعض کو ستائیس ۲۷ گنا اور بعض کو پچیس ۲۵ گنا۔ ۳ الزائد اولیٰ من الناقص ۴ صلوٰۃ جہریہ میں ستائیس ۲۷ گنا اور سریہ میں پچیس ۲۵ گنا ۵ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر بڑی جماعت ہے تو ستائیس ۲۷ گنا ورنہ پچیس ۲۵ گنا۔

بَابُ ۳۲۸ تَشْبِيْكِ الْاَصَابِعِ فِى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ۔

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ نَا عَاصِمٌ نَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

ابنِ عُمَرَ او ابنِ عَمْرٍو وقالَ شَبَّكَ النبيُّ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ اصابِعَهٗ
وَقالَ عاصِمُ بنُ عليٍّ نا عاصِمُ بنُ مُحمّدٍ قالَ سَمِعتُ هٰذا الحديثَ
مِنْ اَبِي فَلَمْ اَحفَظْهُ فقوَّمَهٗ لي واقِدٌ عن اَبِيهِ قالَ سمِعتُ اَبي
وَهُوَ يقولُ قالَ عبدُاللهِ بنُ عَمْرٍو قالَ رسُولُ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ
وَسلّمَ يا عبدَاللهِ بنَ عَمْرٍو كيفَ بِكَ اِذا بَقِيتَ في حُثالةٍ من النّاسِ
بِهٰذا۔

باب۔ مسجد اور غیر مسجد میں انگلیوں کو قینچی کرنے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے) کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایکدوسرے میں داخل کیا) اور عاصم بن علی نے کہا کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے والد محمد بن زید سے سُنی پھر وہ مجھے یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اس کو اپنے والد سے صحیح طریقہ پر بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو کوڑا کرکٹ جیسے خراب لوگوں میں باقی رہ جائے گا اس طرح (یعنی آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے میں کرکے صورت واضح کردی)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ شبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصابعہ، والحدیث ھٰھنا م۶۹۔

۴۶۴۔ حدّثنا خَلّادُ بنُ يحيىٰ قالَ نا سُفيانُ عن اَبي بُردَةَ بنِ عبدِاللهِ بنِ اَبي بُردَةَ عن جدِّهٖ عن اَبي مُوسىٰ عنِ النبيِّ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ اَنّهٗ قالَ اِنّ المؤمِنَ لِلمُؤمِنِ كالبُنيانِ يَشُدُّ بَعضُهٗ بَعضًا وشَبَّكَ اَصابِعَهٗ۔

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن دوسرے مومن کیلئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے (یعنی اعانت و مدد کرتا ہے) اور آپؐ نے (تمثیلاً) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا (یعنی مسلمانوں کو اس طرح آپس میں شیر و شکر ہو کر مل جل کر رہنا چاہیے)

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " شبّک اصابعہ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھُنا صـ۶۹ وباقی صـ۱۳۳ و صـ۸۹ ومسلم ثانی صـ۲۱۳ والترمذی جلد ثانی ابواب البر والصلۃ صـ۱۵ نسائی اوّل کتاب الزکوٰۃ صـ۲۷۵۔

۴۶۵ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ نَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شام کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی، ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے تو اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا پھر مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کی جانب تشریف لے گئے اور اس سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ غصے میں ہیں اور آپؐ نے داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا اور اپنے انگلیوں کے درمیان تشبیک کی (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا) اور آپ نے اپنے داہنے رخسار مبارک کو اپنے بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے باہر نکل گئے اور (آپس میں) کہنا شروع کیا کہ نماز میں کمی کر دی گئی ہے اور اس وقت لوگوں میں حضرت ابوبکر رضؓ

حضرت عمرؓ بھی تھے مگران دونوں حضرات پر آپؐ سے بات کرنے میں ہیبت مانع ہوئی (کیونکہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی) اور لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے دونوں ہاتھ کچھ لمبے تھے انہیں ذو الیدین کہا جاتا تھا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ بھول گئے ہیں یا نماز (کی رکعتیں) کم کردی گئی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے، پھر آپؐ نے (لوگوں کیطرف مخاطب ہو کر) پوچھا ایسا ہی ہوا ہے جیسا ذو الیدین کہتے ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا جی ہاں "یہ معلوم کر کے آپؐ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوڑ دی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور (سہو کا) سجدہ کیا۔ عام سجدہ کی طرح یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے بہت بار ابن سیرینؒ سے پوچھا کہ پھر آپؐ نے سلام پھیرا؟ (یعنی سجدہ سہو کے بعد آپؐ نے سلام پھیرا یا نہیں؟ تو ابن سیرینؒ جواب دیتے تھے کہ مجھکو خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "وشبّک بین اصابعہ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ ویاتی ص۹۹ " فی باب اذا سلّم فی رکعتین ص۱۶۳ و ص۱۶۴ " وایضاً فی باب یکبر فی سجدۃ السھو ص۱۶۴ و ص۸۹۴ و ص۱۰۷۰ و مسلم اوّل ص۲۱۳ و ص۲۱۴، ابو داؤد اوّل فی باب فی سجدتی السہو ص۱۴۴ و نسائی جلد اوّل "ما یفعل من اثنتین ناسیا ص۱۳۷ و ابن ماجہ اوّل فی الصلوٰۃ فی " باب فیمن سلّم من ثنتین او ثلث ساھیا ص۸۵ وایضاً طحاوی شریف۔

مقصد ترجمہ تشبیک کے معنی ہیں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا۔ امام بخاری کا مقصد تشبیک کا جواز بیان کرنا ہے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: غرضہ اثبات جوازہ للشاہ (شرح تراجم) تقریباً یہی حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں، "جنوح البخاری الی جوازہ فی غیر الصلوٰۃ الخ" (الفیض الجاری)

اشکال بعض روایات میں تشبیک کی ممانعت آئی ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے تشبیک کی کراہت پر مستقل باب قائم کر کے حضرت کعب بن عجرہؓ کی روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا توضأ احدکم فاحسن وضوءہ ثم خرج عامدا الی المسجد فلا یشبکن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا ارادہ کر کے نکلے تو اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں

بین اصابعه فانه فی صلوٰۃ. (ترمذی اول ص۵۱) میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز (کے حکم) میں ہے
نیز ابوداؤد جلد اول ص۸۲
اس سے معلوم ہوا کہ تشبیک اصابع جائز نہیں ہے۔
بلکہ بعض روایت میں تو آیا ہے اذا صلی احدکم فلا یشبکن بین اصابعه فان التشبیك من الشیطان (عمدہ)
امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ دونوں روایتوں کا محمل الگ الگ ہے۔
اگر تشبیک علی وجہ العبث کرے خواہ مسجد میں یا خارج مسجد ممنوع ہے اسی طرح اگر نماز کی حالت میں ہو تو بھی ممنوع ہوگا کیونکہ اس سے تکاسل پیدا ہوتا ہے اور نیند آنے لگتی ہے اس لئے اجازت نہ ہوگی۔
لیکن اگر کسی صحیح مقصد کیلئے ہو جیسے کسی اہم بات کو سمجھانے کیلئے ہو تو بلاشبہ جائز ہے، اور یہ تشبیک مسجد اور غیر مسجد دونوں میں درست ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے فلا تعارض ولا اشکال۔

کلام فی الصلوٰۃ کا مسئلہ اور ائمہ عظام کے اقوال

حنفیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے راجح قول پر کلام فی الصلوٰۃ عمداً ہو یا نسیاناً قلیل ہو یا کثیر، جہلاً عن الحکم ہو یا خطاءً، اصلاح صلوٰۃ کی غرض سے ہو یا اس غرض سے نہ ہو بہر صورت ناجائز اور مفسد صلوٰۃ ہے۔

۲۔ شافعیہ فرماتے ہیں کہ کلام اگر نسیاناً ہو اور مختصر ہو تو مفسد صلوٰۃ نہیں۔

۳۔ مالکیہ کے نزدیک کلام قلیل اگر اصلاح صلوٰۃ کیلئے ہو تو جائز ہے مفسد صلوٰۃ نہیں۔ حضرات شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ حضرت ذوالیدین کی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں آپؐ اور صحابہؓ سب کا کلام کرنا ثابت ہے۔

حضرات احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالیدین کی روایت اس زمانہ کی ہے جب نماز میں گفتگو کی اجازت تھی بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے:

قال کنا نتکلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل صاحبه وهو الی جنبه فی الصلوٰۃ حتی نزلت وقوموا لله قانتین فامرنا بالسکوت ونهینا عن الکلام مسلم اول ص۲۰۴ ایضا بخاری جلد ثانی کتاب التفسیر ص۶۵ واللفظ لمسلم ایضا بخاری اول ص۱۶۰ ابوداؤد جلد اول فی "باب

النهي عن الكلام في الصلوٰة ص١٣٧ ۔
حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث ذوالیدین ان احادیث سے منسوخ ہے۔
مزید تفصیل آئے گی جہاں امام بخاریؒ کلام فی الصلوٰۃ کیلئے مستقل ترجمہ باب ماینھٰی من الکلام فی الصلوٰۃ منعقد کرینگے۔ بخاری اول ص١٦١ بہرحال اس پر اجماع ہے کہ کلام فی الصلوٰۃ اگر عمداً ہو اور اصلاح صلوٰۃ کیلئے نہ ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ عغ چلدی

بَابٌ ٣٢٥ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٦٦ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَاَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرّٰى اَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَاَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْاَمْكِنَةِ قَالَ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْاَمْكِنَةِ وَسَاَلْتُ سَالِمًا فَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْاَمْكِنَةِ كُلِّهَا اِلَّا اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ ۔

باب: ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ کے راستے پر (یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان) واقع ہیں اور (اس راستہ کے) ان مواضع کا بیان جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔

ترجمہ | موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے) راستے میں ان مقامات کو ڈھونڈھتے تھے (جہاں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی) پھر وہاں نماز پڑھتے تھے۔ اور بیان کرتے تھے کہ ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور یہ کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقاموں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا ابن عمرؓ سے کہ وہ (عبداللہ بن عمرؓ) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور میں نے سالم سے (ان مقاموں کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے وہی تمام مقامات بتلائے جو نافع نے بتائے تھے مگر یہ کہ شرف روحاء کی مسجد کے بارے میں دونوں کا اختلاف رہا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحديث للترجمۃ في "انه راى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في تلك الامكنة" ۔

تعدد موضوع | والحديث ههنا ص٦٩ تا ص٧٠ ويأتي متصلا من طريق نافع ص٧١ ويأتي ص٢٠٨ و

ص ۳۱۴ و مقطعات ۱۰۹۱۔

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ نَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِىْ حَجَّتِهٖ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِىْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ اِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ وَكَانَ فِىْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ فَاِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِىْ عَلٰى شَفِيْرِ الْوَادِى الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتّٰى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْاَكَمَةِ الَّتِىْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُصَلِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فِىْ بَطْنِهٖ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّىْ فَدَحَا فِيْهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتّٰى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِىْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّىْ فِيْهِ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ نافع سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کیلئے سفر فرماتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کی نیت سے گئے تو ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت کے نیچے اس جگہ نزول فرماتے جہاں اب ذوالحلیفہ کی مسجد ہے اور جب آپ کسی غزوہ سے یا حج و عمرے سے (مدینہ منورہ کو) واپس آتے اور اس (ذوالحلیفہ والے) راستہ میں ہوتے تو وادی (عقیق) کے نشیب میں اترتے پھر جب وادی کے نشیب سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحاء میں بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر واقع ہے چنانچہ آخر شب میں وہاں اتر کر صبح تک آرام کرتے۔ یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد ہے بلکہ وہاں ایک گہرا نالہ تھا حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اس وادی کے نشیب میں ریت کے تودے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر سیلاب (پانی کی رو) نے وہاں کنکریاں لاکر ڈالدیں یہاں تک کہ اس جگہ کو پاٹ دیا (یعنی برابر کر دیا) جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یصلی"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مختصراً ویاتی مختصراً فی المناسك فی " باب الصلوٰة بذی الحلیفة" ص۲۰۶ ویاتی متصلاً فی " باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الطریق الشجرة ص۲۰۶ وایضاً ص۲۴۲۔

۴۶۸ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی حَیْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِیْرُ الَّذِیْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُعْلِمُ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ یَمِیْنِكَ حِیْنَ تَقُوْمُ فِی الْمَسْجِدِ تُصَلِّیْ وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِیْقِ الْیُمْنٰی وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّةَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْمَسْجِدِ الْاَکْبَرِ رَمْیَةٌ بِحَجَرٍ اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو شرف الروحاء میں ہے اور عبد اللہ بن عمرؓ اس جگہ کا پتہ تبلاتے تھے۔ جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرماتے تھے کہ جب تم مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوگے تو وہ جگہ تمہارے داہنے ہاتھ کی طرف پڑے گی اور یہ (چھوٹی) مسجد مکہ کیطرف جاتے ہوئے داہنی راہ کے کنارے پر واقع ہے اور اس چھوٹی مسجد اور بڑی مسجد کے درمیان ایک پتھر کی مار کا فاصلہ ہے۔ یا اس سے کچھ کم وبیش (یعنی دونوں کے درمیان کچھ کم وبیش اتنا فاصلہ ہے کہ ایک مسجد سے پتھر پھینکا جائے تو دوسری مسجد میں گرے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة " یُعْلِم المکان الذی کان صلّی فیه النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۶۹ - وَاَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ اِلَی الْعِرْقِ الَّذِیْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ اِنْتِهَاءُ طَرَفِهٖ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِیْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّةَ وَقَدِ ابْتُنِیَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ یَکُنْ عَبْدُ اللّٰهِ یُصَلِّیْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ کَانَ یَتْرُکُهٗ عَنْ یَسَارِهٖ وَوَرَائَهٗ وَیُصَلِّیْ اَمَامَهٗ اِلَی الْعِرْقِ نَفْسِهٖ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا یُصَلِّی الظُّهْرَ حَتّٰی یَاْتِیَ ذٰلِكَ الْمَکَانَ فَیُصَلِّیْ فِیْهِ الظُّهْرَ وَاِذَا اَقْبَلَ مِنْ مَکَّةَ فَاِنْ مَرَّ بِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ اَوْ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰی

يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس چھوٹی پہاڑی کیطرف نماز پڑھتے جو روحار کے اخیر کنارے پر ہے اور یہ چھوٹی پہاڑی (عرق الظبیہ) وہاں ختم ہوتی ہے جہاں راستہ کا کنارہ ہے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور روحار کے آخری حصہ کے درمیان میں ہے مکہ کو جاتے ہوئے اور اب اس جگہ ایک مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمرؓ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس کے آگے خاص عرق الظبیہ میں نماز پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ دوپہر ڈھلنے کے بعد روحار سے چلتے مگر ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھتے جبتک اس جگہ نہیں پہونچ جاتے پھر اس جگہ پہنچکر ظہر کی نماز پڑھتے اور جب وہ مکہ سے (مدینہ منورہ) آتے تو اگر صبح سے ایک ساعت پہلے یا اخیر سحری کے وقت وہاں سے گذرتے تو وہاں اتر پڑتے یہاں تک کہ فجر کی نماز یہیں پڑھتے۔

۴۷۰ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيْقِ فِيْ مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ اَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيْدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيْلَيْنِ وَقَدْ انْكَسَرَ اَعْلَاهَا فَانْثَنٰى فِيْ جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلٰى سَاقٍ وَفِيْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيْرَةٌ ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؒ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے جو (درخت) راستہ کے داہنی طرف اور راستہ کے سامنے کشادہ ہموار نرم جگہ میں مقام رویثہ کے قریب واقع ہے یہانتک کہ آپؐ اس ٹیلے سے پار ہوجاتے جو رویثہ کے ڈاک گھر سے دو میل کے قریب ہے جس درخت کے نیچے آپؐ نزول فرماتے اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ میں سے دوہرا ہوکر جڑ پر کھڑا ہے اور اس کی جڑمیں ریت کے بہت سارے ٹیلے ہیں۔

۴۷۱ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَّرَاءِ الْعَرْجِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ اَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُوْرِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيْقِ بَيْنَ اُولٰئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ اَنْ تَمِيْلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّيْ

الظُّهْرَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے (یہ بھی) بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلے کے کنارے پر نماز پڑھی جو کہ مقام عرج کے پیچھے ہے۔ ہضبہ پہاڑی کیطرف جاتے ہوئے۔ اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں ان قبروں پر بڑے بڑے پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ راستے کی داہنی جانب ان درختوں کے پاس واقع ہیں جو راستے میں ہیں۔ ان درختوں کے درمیان (نماز پڑھی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ دوپہر کو سورج ڈھلنے کے بعد مقام عرج سے چلتے پھر ظہر کی نماز اس مسجد میں پڑھتے۔

۴۷۲ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ فِيْ مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشٰى ذٰلِكَ الْمَسِيْلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ قَرِيْبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ اِلٰى سَرْحَةٍ هِيَ اَقْرَبُ السَّرَحَاتِ اِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ اَطْوَلُهُنَّ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع رح سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس اترتے جو راستے کے بائیں طرف اس نالہ (یعنی نشیبی حصہ) میں واقع ہیں جو ہرشیٰ پہاڑی کے قریب ہے وہ نالہ ہرشیٰ کے کنارے سے مل گیا ہے اسمیں اور راستہ میں ایک تیر پھینکنے کے بقدر فاصلہ ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے جو سب درختوں میں راستہ سے قریب تر ہے اور سب سے اونچا ہے (مگر اب نہ درخت موجود ہے اور نہ ہی علامات کے ذریعہ معلوم کرنا ممکن ہے۔

۴۷۳ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ اَدْنٰى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ اِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ (نشیبی حصہ) میں نزول فرماتے تھے جو مرّ الظہران کے قریب ہے (جس کو اب بطن مرو کہتے ہیں) مدینہ کیطرف (یعنی مدینہ سامنے پڑتا ہے) صفراوات سے اترتے وقت آپؐ اس نالہ کے نشیب میں اترتے یہ مکہ کو جاتے ہوئے راستہ کے بائیں طرف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل اور راستہ کے درمیان

ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے۔

۴۷۴۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْزِلُ بِذِیْ طُوًی وَیَبِیْتُ حَتّٰی یُصْبِحَ یُصَلِّی الصُّبْحَ حِیْنَ یَقْدَمُ مَکَّۃَ وَمُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ عَلٰی اَکَمَۃٍ غَلِیْظَۃٍ لَیْسَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بُنِیَ ثَمَّ وَلٰکِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ عَلٰی اَکَمَۃٍ غَلِیْظَۃٍ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں نزول فرماتے تھے اور صبح تک رات وہیں گذارتے اور صبح کی نماز پڑھ کر مکہ مکرمہ تشریف لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (ذی طوی میں) ایک بڑے ٹیلے پر تھی یہ ٹیلہ اس مسجد میں نہیں جہاں اب مسجد بنا دی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑے ٹیلے پر ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ویاتی ص۲۳۷ ایضا ص۲۳۸ وخرجہ مسلم فی کتاب الحج ص۴۱۰۔

۴۷۵۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَیِ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَبَلِ الطَّوِیْلِ نَحْوَ الْکَعْبَۃِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِیْ بُنِیَ ثَمَّ یَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَکَمَۃِ وَمُصَلَّی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْہُ عَلَی الْاَکَمَۃِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْاَکَمَۃِ عَشَرَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَھَا ثُمَّ تُصَلِّیْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَیْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَ الْکَعْبَۃِ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کیطرف رخ کیا جو پہاڑ آپؐ کے اور اس لمبے پہاڑ کے بیچ میں تھا کعبہ کیطرف تو ابن عمرؓ اس مسجد کو جو وہاں تعمیر ہوئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ٹیلے کے کنارے پر واقع ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ رنگ کے ٹیلے پر ہے، تم اس ٹیلے سے دس ہاتھ یا کم وبیش چھوڑ دو پھر اس پہاڑ کے دونوں کونوں کیطرف رخ کر کے نماز پڑھو جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ومسلم شریف اوّل ص۴۱۰۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن مقامات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں ان مقامات کو خاص شرف اور تقدس حاصل ہو گیا ہے اس لئے وہاں پہنچکر نماز کیلئے خاص طور سے اہتمام کرنا اور وہاں سے خیر و برکت حاصل کرنا جائز و مستحسن ہے۔

اور اس کو حضرت ابن عمر رض کے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض باقاعدہ اہتمام کرتے تھے ویسے بھی حضرت ابن عمر رض کی اتباع سنت میں شدت واہتمام مشہور ہے حتی کہ اگر کسی جگہ حضور اقدس ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت ابن عمر رض اس جگہ پیشاب کرنے کیلئے بیٹھ جاتے تھے گو اس وقت پیشاب کی حاجت نہ رہی ہو۔

حضرت گنگوہی رح سے بھی تقریباً یہی قول منقول ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج کے مواضع نزول کا ذکر ہے تاکہ لوگ ان مقامات میں نمازیں پڑھ کر برکت حاصل کریں اور دعائیں کریں (لامع)

بہر حال یہ استبراک خود حضور اقدس ﷺ کے زمانہ سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عتبان بن مالک رض کی روایت میں گذر چکا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حضور ﷺ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اسی کو اپنے لئے نماز گاہ بنا لوں اور آپ ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا یہ واضح دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کے آثار سے استبراک یعنی برکت حاصل کرنا مستحسن ہے۔

اشکال حضرت عبداللہ بن عمر رض کے والد محترم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرز عمل تو استبراک کے مسئلہ میں بالکل برعکس نظر آتا ہے اور اس معاملہ میں بہت زیادہ سخت واقع ہوئے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر رض نے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوتے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو حضرت فاروق اعظم رض نے فرمایا جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لینی چاہیئے ورنہ آگے بڑھ جانا چاہیئے۔

انما هلك اهل الكتاب انهم كانوا اتبعوا آثار انبيائهم فاتخذوها كنائس وبيعاً

(عمدہ)

سیدنا عمر فاروق رض لوگوں کے اس دوڑ دھوپ اور شدت اہتمام پر نکیر فرما رہے ہیں کہ امر مستحسن و مستحب کو واجب کا درجہ دیا جا رہا ہے اب اگر عمر فاروق رض نکیر نہ فرماتے اور تائید کرتے تو بعد کو آنیوالے لوگ واجب و فرض ہی قرار دیتے چونکہ سیدنا فاروق رض خلفاء راشدین میں تھے اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوجاتے اور ظاہر ہے کہ ایک مستحب کو فرض واجب کا درجہ دینا غلط ہے اور اس کا ترک ضروری ہے ورنہ بجائے استبراک کے بدعات میں داخل ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین امت نے اہتمام کو نہیں اپنایا چنانچہ اب وہ مقامات نزول و مواضع صلوٰۃ مٹ چکے ہیں صرف مسجد ذی الحلیفہ اور مسجد روحاء باقی ہیں جنہیں وہاں کے لوگ پہچانتے ہیں لیکن حضرت ابن عمرؓ سے یہ خطرہ قطعاً نہیں تھا حضرت ابن عمرؓ فرق مراتب سے خوب واقف تھے۔

تشریحات

امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایتیں ذکر کی ہیں۔

باب کی دوسری روایت یعنی ۴۶۷ اس لمبی حدیث کو امام بخاریؒ نے ایک سیاق میں نقل کیا ہے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سیاق نو حدیثوں پر مشتمل ہے، علامہ قسطلانیؒ نے ان احادیث کو الگ الگ نو اجزاء میں تقسیم کر دیا ہے اور باقاعدہ سب پر نمبر شمار لگایا ہے اسی کے مطابق ان احادیث کی الگ الگ مختصر شرح کی جاتی ہے۔

اس لمبی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان منازل کا تذکرہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ میں جاتے ہوئے نزول فرمایا ہے اور جہاں آپؐ نے نمازیں پڑھی ہیں ایسے کل مقامات دس ہیں اور جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا ہے وہ کل سات منازل ہیں۔

منازل سبعہ ۱ ذوالحلیفہ ۲ شرف الروحاء ۳ رُویثہ ۴ عرج ۵ ہرشٰی ۶ مرّ الظہران ۷ ذو طویٰ۔

کان ینزل بذی الحلیفۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت کے نیچے نزول فرماتے تھے۔

ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا مشہور میقات ہے وھو من المدینۃ علی اربعۃ امیال (عمدہ) یعنی مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ آجکل اس کو بیر علی کہتے ہیں۔

سمرۃ بضم المیم ببول کا درخت بطحاء وہ کشادہ نالہ جہاں پانی بہنے کیوجہ سے کنکریاں جمع ہوجائیں الشرقیۃ یہ بطحاء کی صفت ہے (عمدہ، قس، کرمانی)

یعنی بطحا کے دو جانب ہیں، شرقیہ، وغربیہ، یا یہ وادی کی صفت ہے عرّس ثم تعریس کے معنی ہیں مسافر کا اخیر رات میں تھوڑی دیر استراحت کیلئے اترنا۔

لیس عند المسجد ای لیس تعریسہ صلے اللہ علیہ وسلم عند المسجد الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استراحت کی جگہ اس مسجد کے پاس نہیں تھی جو پتھر کی ہے اور نہ اس ٹیلے پر بلکہ بطحاء شرقیہ میں آپ کا

قیام ہوتا تھا ثمر ثاء مثلثہ کو فتحہ بمعنی ہناک خلیج نہر، کسی سمندر یا بڑے دریا سے جو نالہ نکلے یعنی دھانہ۔

اس میں ایک منزل یعنی پہلی منزل کا بیان تھا اور دو جگہ نماز پڑھنے کا۔

دوسری منزل یعنی حدیث ۴۶۸ اب یہاں سے دوسری منزل کا ذکر کرتے ہیں۔ دوسری منزل شرف روحاء ہے جو مدینہ منورہ سے دو رات کی مسافت پر ہے (یعنی دو دن کے فاصلے پر ہے)

اس کا مختصر تعارف باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث ۴۶۶ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔

اب دوسری منزل میں دو مسجدوں کا ذکر ہے ایک چھوٹی مسجد ہے جو شرف روحاء کی بڑی مسجد کے قریب ہے ان دونوں کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک مسجد سے پتھر پھینکا جائے تو وہ دوسری مسجد میں گریگا۔ (باقی ترجمہ دیکھئے)

حاصل یہ کہ مکہ جاتے وقت راستہ کی تین مسجدوں اور دو منزلوں کا بیان ہوا ایک منزل ذوالحلیفہ دوسری روحاء۔

وکان عبد اللہ یروح اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب روحاء سے چلتے تھے تو وہاں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ آخر روحاء میں نماز پڑھتے تھے اور جب مکہ سے (مدینہ) واپس آتے تھے رات کا کچھ حصہ باقی ہوتا تو وہیں رات گذارتے تھے پھر صبح کی نماز پڑھ کر آگے چلتے تھے۔

حدیث ۴۶۹ ترجمہ گذر چکا ہے علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان ابن عمر کان یصلی الی العرق بکسر العین وسکون الراء المهملتین وبالقاف، الجبل الصغیر او عرق الظبیة الوادی المعروف الذی عند منصرف الروحاء، بفتح الراء فیهما ای عند آخرها۔ وذلك العرق انتهاء طرفه علی حافة الطریق، ولابی ذر عن الکشمیهنی انتهی طرفه بالقصر ورفع طرفه «دون» ای قریب او تحت "المسجد الذی بینه

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ عرق کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے عرق عین کے کسرہ اور سکون راء سے ہے یعنی چھوٹی پہاڑی یا اس سے مراد عرق الظبیہ ہے جو ایک مشہور وادی ہے جو روحاء کے موڑ پر پڑتی ہے جہاں روحاء کا مقام ختم ہو جاتا ہے اور الروحاء کی راء بھی مفتوح ہے اور منصرف کی راء بھی مفتوح ہے مراد روحاء کا آخری حصہ ہے (وذلك العرق مبتدا ہے اور اسکی خبر پورا جملہ علی حافة الطریق تک ہے پس اس میں انتهاء طرفه مبتدا اور علی

وبین المنصرف بفتح الراء وانت ذاھب الی مکۃ وقد ابتنی۔ بضم المثناۃ الفوقیۃ مبنیا للمفعول "ثم ای ھناک مسجد فلم یکن عبد اللہ یصلی" وللاصیلی فلم یکن عبد اللہ بن عمر یصلی" فی ذٰلک المسجد کان" وللاصیلی وکان یترکہ عن یسارہ وورائہ" بالنصب علی الظرفیۃ بتقدیر فی او الجر عطفا علی سابقہ "ویصلی امامہ" ای قدام المسجد" الی العرق نفسہ وکان عبد اللہ یروح من الروحاء" فلا یصلی الظھر حتی یاتی ذٰلک المکان فیصلی فیہ الظھر واذا اقبل من مکۃ فان مر بہ قبل الصبح بساعۃ" او من اٰخر السحر ما بین الفجر الکاذب والصادق والفرق بینہ وبین قولہ قبل الصبح بساعۃ" انہ اراد باٰخر السحر اقل من ساعۃ وحینئذ فیغایر اللاحق السابق عرس حتی یصلی بھا الصبح۔

حافۃ الطریق کائن سے متعلق ہو کر خبر پھر پورا جملہ ذٰلک العرق کی خبر ہے) اور ابو ذر نے کشمیہنی سے یوں نقل کیا ہے وذٰلک العرق مبتدا انتھٰی طرفہ ماضی معروف اس کا فاعل طرفہ مرفوع اور علی حافۃ انتھٰی سے متعلق ہے (حافۃ تخفیف فاء بمعنی کنارہ ہے) دون کے معنی قریب یا نیچے" المسجد الذی بینہ وبین المنصرف" اس میں بھی راء کو فتحہ ہے، دون، ذٰلک العرق کا ظرف مستقر ہے اور بینہ کی ضمیر بھی عرق کیطرف لوٹتی ہے یعنی وہ مسجد عرق اور منصرف کے بیچ میں پڑتی ہے مکہ جاتے وقت اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے مگر وہ عین نماز گاہ کے پاس نہیں ہے اسلئے عبد اللہ بن عمرؓ اس نئی بنی ہوئی مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھتے تھے قولہ ابتنی ماضی مجہول ہے ثم بمعنی ہناک ہے، اصیلی کے نسخہ میں یہاں بھی عبد اللہ کے بعد ابن عمر کا اضافہ ہے اور اس بنی ہوئی مسجد کو بائیں طرف پیچھے چھوڑ دیتے تھے (اسمیں عن یسارہ موضع ظرف میں ہے اور عن کیوجہ سے مجرور ہے اور ورائہ میں دونوں حرکتیں جائز ہیں منصوب تو یترک کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے اور یسارہ پر عطف کیوجہ سے مجرور۔ ویصلی امامہ اور اس مسجد کے آگے نماز پڑھتے تھے. خود عرق الظبیہ پہاڑی کے پاس، اور عبد اللہ بن عمرؓ (مدینہ سے جاتے ہوئے) منصرف الروحاء سے دن ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تھے مگر اس عرق الظبیہ تک پہنچنے سے پہلے ظہر کی نماز نہیں پڑھتے تھے. عرق الظبیہ پہنچکر ہی ظہر پڑھتے تھے اور جب مکہ سے آتے ہوئے مدینہ کو جانا ہوتا تو اگر منصرف الروحاء سے گذر صبح ہونے سے ایک گھنٹہ یا اس سے کم بھی موقع ملتا تو یہیں منصرف الروحاء میں اتر پڑتے اور عرق الظبیہ کے پاس نماز فجر پڑھتے اور من اٰخر السحر سے مراد صبح کاذب اور صبح صادق کے بیچ کا حصہ ہے جس میں ایک گھنٹہ سے بھی کم وقت ملتا ہے اس طرح قبل الصبح بساعۃ اور اٰخر السحر معطوفین کے درمیان مناسبت

ہوگئی عرس آرام کرنے کیلئے یہاں اترتے اور یہیں صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

حدیث ۴۷۰ تیسری منزل وان عبد اللہ حدثہ یہاں سے تیسری منزل رویثہ کا ذکر ہے یہ ایک قریہ جامعہ یعنی بڑی آبادی ہے اور یہ رُویثہ مدینہ منورہ سے سترہ فرسخ یعنی اکاون میل کے فاصلہ پر ہے اور روحاء سے چودہ میل کا فاصلہ ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ آپؐ (رویثہ) میں ایک بہت بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے اور غالباً اسی درخت کے نیچے نماز پڑھتے تھے اور یہ درخت راستہ کے دائیں طرف اور سامنے تھا (مطلب یہ ہیکہ سڑک پورے طور پر سیدھی نہیں تھی بلکہ ایسا گھوم تھا کہ دائیں طرف ہونے کے باوجود سامنے معلوم ہوتا تھا) اس کے بعد پھر ترجمہ پر نظر ڈالئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس بڑے درخت کی کتنی علامتیں بتائیں۔ بہرحال آپؐ ٹیلہ سے گذرتے ہوئے بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے اور نماز پڑھتے۔

حدیث ۴۷۱ چوتھی منزل ان عبد اللہ بن عمر حدثہ یہاں سے چوتھی منزل عرج کا بیان ہے عرج بفتح العین المہملۃ وسکون الراء ثم جیم قریۃ جامعۃ علی طریق مکۃ من المدینۃ بینہا وبین الرویثۃ اربعۃ عشر میلا (عمدہ) یعنی عرج مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک بڑی بستی ہے اس کے اور رویثہ کے درمیان چودہ میل کا فاصلہ ہے۔ باقی حدیث کا ترجمہ دیکھئے سلمات جمع ہے سلمۃ کی بمعنی پتھر۔

حدیث ۴۷۲ پانچویں منزل یہاں سے پانچویں منزل ہرشیٰ کا بیان ہے ہرشیٰ بفتح الھاء وسکون الراء وفتح الشین المعجمۃ اس کے بعد الف مقصورۃ بروزن فعلیٰ (عمدہ)

یہ ہرشیٰ ایک پہاڑی ہے جو مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایسی جگہ واقع ہے جہاں شام اور مدینہ منورہ کے راستے مل جاتے ہیں سرحات سرحۃ کی جمع ہے بمعنی بڑا درخت مسیل پانی بہنے کی جگہ نالہ۔ کراع کے معنی ہیں کنارہ۔ اس کے علاوہ کراع گائے بکری کے پائے کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں بمعنی کنارہ ہے مزید وضاحت کیلئے ترجمہ دیکھئے۔

حدیث ۴۷۳ چھٹی منزل یہاں چھٹی منزل مرّ الظہران کا تذکرہ ہے یہ میم کے فتحہ، راء کی تشدید ظاء کے فتحہ اور ہاء کے سکون کے ساتھ ہے۔

یہ ایک وادی ہے جہاں سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ سولہ میل رہ جاتا ہے آپؐ مرّ الظہران کی وادی میں بائیں جانب نزول فرماتے تھے جبکہ جانے والا مکہ مکرمہ کا قصد کررہا ہو آپؐ راستے سے اتنی دور نزول فرماتے تھے

کہ مقام نزول اور راستہ کے درمیان صرف پتھر پھینکنے کے بقدر فاصلہ رہتا۔ (باقی ترجمہ دیکھئے)

حدیث ۴۷۴ ساتویں منزل

یہ آپ کی ساتویں منزل اور آخری منزل ذی طوی ہے۔ طُوَیٰ بضم الطاء للاکثر (فتح، عمدہ) یعنی اکثر کی روایت بضم الطاء ہے۔ وقال النووی "ذوطوی بالفتح افصح ویجوز ضمها وکسرها الخ (عمدہ) یعنی اکثر کی روایت بضم الطاء ہے وقال النووی رح ذوطوی بالفتح افصح ویجوز ضمها و کسرها الخ (عمدہ)

خلاصہ یہ کہ طاء پر تینوں حرکتیں جائز ہیں اور واؤ کے بعد الف مقصورہ ہے یہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے صرف تین میل کا فاصلہ ہے۔

اس کے بعد حدیث ۴۷۴ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں نزول فرماتے تھے۔ اور صبح تک وہاں قیام کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازگاہ ایک بڑے ٹیلے پر ہے وہاں جو مسجد بنی ہے اسمیں نہیں بلکہ اس سے نیچے ہے۔

بعض روایت میں ہے حتی یصبح ویغتسل ثم یدخل مکۃ نہارا، ان تمام روایات کے پیش نظر چند باتوں کا استحباب معلوم ہوا۔

(۱) جس شخص کے راستے میں ذوطوی پڑے اس کو وہاں رات گذارنا مستحب ہے۔

(۲) صبح کی نماز ذوطوی میں پڑھنا مستحب ہے (۳) دخول مکہ کیلئے غسل کرنا مستحب ہے گرچہ وضو کرلینا بھی کافی ہے (۴) مکہ مکرمہ میں بجائے رات کے دن کو داخل ہونا افضل ہے گرچہ رات کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونا مکروہ نہیں کیوں کہ رات کو داخل ہونا عمرہ جعرانہ سے ثابت ہے۔

حدیث ۴۷۵ آٹھویں مسجد فرضتی الجبل

فرضۃ کا تثنیہ فرضتین ہے اضافت کی وجہ سے نون گرگیا۔ تو فرضتی الجبل ہوگیا۔ فرضۃ الجبل کے معنی ہیں مدخل الطریق الی الجبل (عمدہ) یعنی پہاڑ پر جانے کا راستہ یا پہاڑ کا نشیبی حصہ خواہ بیچ پہاڑ میں ہو یا کونے میں، یہاں دو مسجدیں ہیں ایک تو وہ ہے جو اکمہ یعنی اونچے ٹیلے پر ہے اور دوسری اس سے بائیں طرف ہٹ کر ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں نماز نہیں پڑھی بلکہ آنحضور مسجدوں کو بائیں طرف چھوڑ کر کالی پہاڑی میں سے دس ہاتھ نیچے اتر کر نماز پڑھتے تھے۔

لیکن یہ مستقل کوئی منزل نہیں ہے بلکہ صرف آپ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

اس موقع پر نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص۲۲۷ کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ
محمد عثمان غنی چلملوی

بَابٌ ۳۲ سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ

امام کا سترہ ان لوگوں کا بھی سترہ ہے جو اس امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں یعنی مقتدیوں کو علیحدہ سترہ لگانا ضروری نہیں امام کا سترہ کافی ہے

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَالِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ میں دیوار کے علاوہ (کسی اور چیز کا) سترہ کرکے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے بعض حصہ کے سامنے سے گذرا اور اتر گیا اور میں نے گدھی کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور خود صف میں شامل ہو گیا پھر کسی نے اس سلسلہ میں مجھ پر اعتراض نہیں کیا (یعنی نہ حضور اقدس ﷺ نے اور نہ ہی کسی صحابی نے اعتراض کیا۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مستنبط من قولہ الی غیر جدار، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ لفظ غیر جدار، یعنی دیوار کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف منہ کر کے یعنی سترہ بنا کر نماز پڑھا رہے تھے۔

قابلِ غور یہ ہے کہ جدار کی نفی کا فائدہ تو جب ہی ہوگا کہ دوسری چیز یعنی لاٹھی، نیزہ وغیرہ کا سترہ ہو پس ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہو گئی۔

اشکال یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع بھی ہوئی؟ ہو سکتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ دوسری صف یا آخری صف میں شامل ہوئے ہوں، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یری فی الصلوٰۃ

من ورائہ کما یری من امامہ (قس) فلا اشکال۔
اس حدیث کی مزید تشریح کیلئے نصر الباری جلد اول حدیث ۷۵ کی تشریح کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا ۷۱ و مرّ ۶۱ و یاتی ۱۱۹ و ۲۵
وفی المغازی ۶۳۳۔

۷۷۴۔ حدّثنا اِسحٰقُ قال نا عبدُ اللّٰہِ بنُ نُمیرٍ قال نا عُبَیدُ اللّٰہِ عن ابنِ عُمرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ کانَ اِذا خرجَ یومَ العیدِ اَمرَ بالحَرْبَۃِ فتوضعُ بَینَ یدیہِ فیُصلّی اِلیھا والنّاسُ وراءَہٗ وکانَ یفعلُ ذٰلکَ فی السَّفرِ فمِن ثَمَّ اتَّخذَھا الاُمَراءُ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کیلئے) نکلتے تو (اپنے خادم کو) نیزہ لے چلنے کا حکم دیتے چنانچہ وہ نیزہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ اس کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے رہتے اور آپ سفر میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امراء نے اس کو اختیار کیا ہے (یعنی نیزہ ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔)

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی امر بالحربۃ فتوضع بین یدیہ فیصلی الیھا والناس وراءہ۔

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا ۷۱ و یاتی فی باب الصلوٰۃ الی الحربۃ ۷۱ و فی العیدین ۱۳۲ و فی باب حمل العنزۃ او الحربۃ بین یدی الامام یوم العید ۱۳۳۔

۷۷۸۔ حدّثنا ابُو الولیدِ قال نا شُعبۃُ عن عَونِ بنِ ابی جُحَیفۃَ قالَ سمعتُ ابی یقولُ انّ النبیَّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ صلّی بِھِمْ بالبطحاءِ بینَ یدیہِ عَنَزَۃٌ الظھرَ رکعتینِ والعصرَ رکعتینِ تمُرُّ بینَ یدیہِ المرأۃُ والحِمارُ۔

ترجمہ حضرت جحیفہؓ (وہب بن عبداللہ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (میدان) بطحاء میں ظہر کی نماز دو رکعت اور عصر کی دو رکعت نماز پڑھائی (اور مسافر ہونے کی وجہ سے) اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گذرتے رہتے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی بین یدیہ عنزۃ۔

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا ۷۱ و مرّ ۳۱ و ۵۲ و یاتی ایضا باب الصلوۃ الی العنزہ ۷۱

وص ۷۲ وص ۸۸ ، وص ۵۰۲ وص ۵۰۳ وص ۸۶۱ وص ۸۷۱ واخرجہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ ص ۱۹۵ تا ص ۱۹۶

مقصد ترجمہ شیخ المشایخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں "غرض المؤلف من عقد ھذا الباب ان سترۃ الامام کاف للقوم الخ (شرح تراجم)

یعنی جماعت کی نماز میں ہر شخص کو الگ الگ سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ امام کیلئے جو سترہ قائم کیا گیا ہے وہی سترہ پوری قوم کیلئے ہے۔

یعنی امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے کافی ہوگا۔ مقتدیوں کو علیحدہ سترہ قائم کرنیکی ضرورت نہیں۔

تشریحات سترہ بضم السین ما یستتر بہ یعنی سترہ کے لغوی معنی ہیں ہر وہ چیز جس کے ذریعہ پردہ یا آڑ قائم کیجائے۔

فقہاء کی اصطلاح میں سترہ وہ چیز ہے جو نمازی کے آگے گذرنے والوں سے آڑ قائم کیجائے جس کی اونچائی یعنی طول کے اعتبار سے ایک ذراع اور موٹائی میں ایک انگلی کے برابر ہو تو کافی ہے اور سترہ بالکل پیشانی کی سیدھ میں نہ رکھنی چاہئے بلکہ دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے کرلینا چاہیئے۔

امام بخاریؒ مسجد کے احکام سے فراغت کے بعد سترہ کے احکام کو بیان کر رہے ہیں چونکہ عام طور پر مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس لئے احکام مسجد کے بعد سترہ کا بیان شروع فرمایا کہ اگر مسجد کے علاوہ کھلے میدان میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو سترہ قائم کرلینا چاہیئے۔

اور یہ سترہ قائم کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق مستحب ہے صرف امام احمدؒ سے بعض حضرات نے وجوب کا قول نقل کیا ہے واللہ اعلم

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جماعت کی نماز میں امام کیلئے سترہ قائم کرلینا کافی ہے۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ جو سترہ امام کا ہوتا ہے وہی مقتدیوں کیلئے بھی ہوتا ہے یا مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

جمہور ائمہ ثلاث حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ تو یہی کہتے ہیں کہ جو سترہ امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے۔ لیکن مالکیہ کے یہاں معتمد اور مشہور قول یہ ہے کہ امام کا سترہ تو وہی ہے جو امام کے سامنے قائم کیا گیا ہے لیکن مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

بَابٌ ۳۳ قَدْرِ کَمْ یَنْبَغِی اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَ الْمُصَلِّی وَالسُّتْرَۃِ

نمازی اور سترہ کے درمیان کتنی مقدار کا فاصلہ ہونا چاہیئے؟

۴۷۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَۃَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ

اَبِیْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

ترجمہ حضرت سہل بن سعد رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز (یعنی موضع سجود) اور دیوار قبلہ کے درمیان ایک بکری کے گذر سکنے کے بقدر فاصلہ تھا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "کان بین مصلی رسول اللہ صلی علیہ وسلم وبین الجدار ممر الشاۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ملک ویاتی فی کتاب الاعتصام ص۱۰۹۱ واخرجہ مسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ وابوداؤد فی کتاب الصلوٰۃ ص۱۰۱۔

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا۔

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی دیوار منبر سے اتنی قریب تھی کہ بمشکل بکری گذر سکے۔

ثلاثیات بخاری ھٰذا الحدیث من ثلاثیات البخاری ای بینہ وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ رجال۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ کان جدار المسجد عند المنبر ما کادت الشاۃ تجوزھا۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ مصلی (نمازی) کیلئے سترہ سے جو فاصلہ باب کے دونوں حدیثوں میں مذکور ہے اس سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ یعنی سترہ نمازی کے سجدہ گاہ سے بالکل قریب ہونا چاہیئے اتنا قریب کہ ایک بکری بھی بمشکل گذر سکے۔

اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ گذرنے والوں کا راستہ بھی تنگ نہ ہوگا۔

بَابٌ ۳۳۲ الصَّلٰوةِ اِلَى الْحَرْبَةِ

نیزہ کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ

عن عبد اللہ بن عمر اَنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کان یُرکز لہٗ الحربۃ فیصلی الیہا۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپؐ اسکی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی کان یرکز لہ الحربۃ فیصلی الیہا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ویاتی ص۱۳۳ ، وص۷۱ برقم ۴۷۷۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک شبہ کا ازالہ ہے چونکہ بعض اقوام ہتھیاروں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بُت پرستوں کے تشبہ سے بچنا شریعت مطہرہ کا ایک اصول ہے جیسے آگ کیطرف رخ کرکے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

اس سے شبہ ہوسکتا تھا کہ ہتھیاروں کا سترہ بنانا، انکی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنا جائز نہ ہو۔ امام بخاریؒ نے حدیث پیش کرکے اس کا جواز ثابت کردیا چنانچہ آنے والا باب سے بھی یہی مقصد ہے۔

باب ۳۳۳ الصلوٰۃ الی العنزۃ

عنزہ (یعنی چھوٹے نیزے) کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۲۔ حدثنا آدم قال نا شعبۃ قال نا عون بن ابی جحیفۃ قال سمعت ابی قال خرج الینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالھاجرۃ فاُتی بوضوءٍ فتوضأ فصلی بنا الظہر والعصر وبین یدیہ عنزۃ والمرأۃ والحمار یمُرّان من ورائہا۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ "وھی اقصر من الحربۃ" (قسطلانی)

ترجمہ حدیث حضرت ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کا پانی لایا گیا اور آپؐ نے وضو کیا اور آپؐ نے ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپؐ کے سامنے (بطور سترہ) چھوٹا نیزہ تھا۔ اور عورتیں اور گدھے اس کے پیچھے سے گذر رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فصلی بنا الظہر والعصر وبین یدیہ

عنزۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ومر ص۳۱ و ص۵۴ ویاتی ص۴۲ و ص۸۸ و ص۵۰۲ و ص۵۰۳ ومسلم ص۱۶۹۔

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ اَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ اَوْ عَصًا اَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا اِدَاوَةٌ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْاِدَاوَةَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت کیلئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا آپؐ کے پیچھے چلتے درانحالیکہ ہمارے ساتھ سنان دار ڈنڈا یا لاٹھی یا چھوٹا نیزہ ہوتا تھا اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک لوٹا ہوتا تھا پھر جب آپؐ اپنی حاجت سے فارغ ہوجاتے تو ہم آپؐ کو لوٹا دیدیتے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ومعنا عکازۃ او عصا او عنزۃ۔ اس میں او تنویع کیلئے ہے یعنی ان تین چیزوں سے کوئی ایک چیز ساتھ ہوتی تھی جس سے دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ سترہ کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ومر ص۲۷ 〃 〃 و ص۳۵

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سترہ میں تعمیم ہے خواہ بڑا نیزہ ہو یا چھوٹا نیزہ۔ تو سابق باب میں بڑے نیزے کا بیان تھا اور اس باب میں چھوٹے نیزے کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ہاتھ کا بھی سترہ ہو تو کافی ہے باقی تفصیل کیلئے نصر الباری جلد دوم حدیث نمبر ۱۵۱ اور حدیث ۱۵۲ کا مطالعہ کیجئے۔

بَابُ ۳۳ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا

مکہ معظمہ اور اسکے علاوہ دوسری جگہوں میں سترہ قائم کرنیکا بیان

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ۔

ترجمہ حضرت جحیفہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور آپ نے بطحا میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں اور اپنے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ قائم کر لیا اور آپ نے وضوء کیا تو لوگ آپ کے وضو کے پانی کو (بطور تبرک) اپنے منہ پر ملنے لگے

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ونصب بین یدیہ عنزۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۷۲ ومر م۳۱ وص۵۴ ویاتی م۸۸ وم۵۰۲ وم۵۰۳ وم۸۶۱ و م۸۷۱ باقی حوالہ کیلئے باب م۲۵۵ کی حدیث م۳۶۸ ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ سترہ کے مسئلہ میں مکہ مکرمہ اور دوسرے مقامات میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح غیر مکہ میں کھلے میدان میں نماز پڑھنے کیلئے سترہ قائم کیا جاتا ہے اسی طرح اگر مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنی ہو تو اور لوگوں کے آمد و رفت کا امکان ہو تو سترہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

حکمت سترہ سترہ میں دو حکمت ہے (۱) ربط خیال یعنی نمازی کا خیال منتشر نہ ہو یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیطرف پوری توجہ رہے خشوع ضائع نہ ہو۔

دوسری حکمت ہے حد بندی یعنی مصلی اپنی جائے نماز کو محدود کر لیتا ہے گویا زبان حال یعنی اپنے عمل سے گذرنے والے کو تبلا رہا ہے کہ یہ جگہ محدود و محفوظ ہے یہاں غلام اپنے مالک کے سامنے بصد تعظیم کھڑا ہو کر ہمکلامی کا شرف حاصل کر رہا ہے ایسی حالت میں درمیان سے گذرنا سخت منع اور بے ادبی ہے اس لئے سترہ قائم کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حکمت کا تقاضا ہے کہ جہاں بھی کسی کے گذرنے کا امکان ہو۔ خواہ مکہ مکرمہ ہو یا اور کہیں سترہ کا حکم ہوگا۔ واللہ اعلم ع غ بیگوسرائے

باب ۳۳۵ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْاُسْطُوَانَۃِ وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ اَحَقُّ بِالسَّوَارِیْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِیْنَ اِلَیْھَا وَرَاٰی ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بَیْنَ اُسْطُوَانَتَیْنِ فَاَدْنَاہُ اِلٰی سَارِیَۃٍ فَقَالَ صَلِّ اِلَیْھَا۔

۴۸۵ - حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ نَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ کُنْتُ اٰتِیْ مَعَ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَۃِ الَّتِیْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاکَ تَتَحَرَّی الصَّلٰوۃَ عِنْدَ ھٰذِہِ الْاُسْطُوَانَۃِ قَالَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَحَرَّی الصَّلٰوۃَ عِنْدَھَا۔

باب۔ ستون کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان لوگوں سے جو اس پر ٹیک لگا کر باتیں کریں۔

اور حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر ایک ستون کے قریب کر دیا اور فرمایا اس طرف رخ کر کے نماز پڑھو

تشریح اسطوانہ بضم الھمزہ ستون، کھما جمع اساطین المصلون احق نمازی زیادہ مستحق ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے والے اور باتیں کرنے والے ستون کی ضرورت میں دونوں مشترک ہیں یعنی باتیں کرنیوالوں کو ٹیک لگانے کی ضرورت ہے اور نماز پڑھنے والوں کو سترہ بنانے کی ضرورت ہے لیکن نمازی چونکہ عبادت میں ہے اس لئے زیادہ حقدار ہے (عمدہ)

سواری سارية کی جمع ہے، بمعنی ستون، اب ترجمۃ الباب سے اثر کی مطابقت بھی واضح ہو گئی لان السواری ھی الاساطین۔

ترجمہ حدیث یزید بن ابی عبیدؒ (مولیٰ سلمہ بن اکوعؓ) نے بیان کیا کہ میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) آیا تھا تو وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جہاں مصحف یعنی قرآن شریف رکھا رہتا تو میں نے کہا اے ابو مسلم (کنیت حضرت سلمہؓ) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے ہیں (اسکی کیا وجہ ہے؟) تو حضرت سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فیصلی عند الاسطوانۃ"۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ اَدْرَكْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابۂ کرامؓ کو دیکھا کہ مغرب (کی اذان) کے وقت ستون کیطرف (دو رکعت پڑھنے کیلئے) لپکتے اور شعبہ نے عمرو بن عامر سے انھوں نے حضرت انسؓ سے اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرہ سے) باہر تشریف لائیں۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی یبتدرون السواری عند المغرب، لان السواری ھی الاساطین کما مر آنفا

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۲ ویاتی ۸۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے سترہ کے معاملہ میں توسع وتعمیم کی وضاحت ہے کہ ایک تو سترہ کیلئے حربہ، عنزہ اور لاٹھی ہی ضروری نہیں ہے بلکہ سترہ سے مقصود حدبندی ہے خواہ جس چیز سے بھی ہو۔

دوسرے یہ کہ سترہ کی ضرورت اگرچہ میدان میں زیادہ ضروری ہے مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ فرض سے قبل یا بعد کے سنن ونوافل بھی کسی ستون کی آڑ میں پڑھے تاکہ نمازیوں کو نکلنے میں یا اندر جانے میں سہولت ہو، سنن ونوافل میں اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی ستون کے قریب پڑھے کسی آنے جانیوالوں کیلئے رکاوٹ نہ بنے۔

باب ۳۳۶ الصَّلوٰۃِ بَیْنَ السَّوَارِیْ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ

دو ستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنے کا بیان (یعنی جائز ہے)

۴۸۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ نَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ وَاُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَکُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰی اَثَرِہٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَیْنَ صَلّٰی فَقَالَ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ الْمُقَدَّمَیْنِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر تشریف لیگئے اور (آپ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ (کلید بردار) اور بلالؓ (بھی اندر گئے) آپ دیر تک اندر رہے پھر باہر نکلے اور میں پہلا شخص تھا جو آپؐ کے بعد داخل ہوا اور حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ تو انھوں نے کہا کہ آگے کے دو ستونوں کے درمیان

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فسالت بلالا این صلی فقال بین العمودین المقدمین۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۲ ویاتی متصلا ۲ ومر ۵۷ و ۶۷ و ۲۱۷، و ۴۱۹ و ۶۱۴ و ۶۳۱ ومسلم فی الحج ۴۲۸ وابوداؤد فی المناسک فی باب الصلوٰۃ

فی الکعبہ ص۲۷ ونسائی کتاب المساجد فی الصلوٰۃ فی الکعبہ ص۸۰

۴۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهِ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَائَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَقَالَ لَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ فَقَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ -

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان بن طلحہ حجبیؓ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے پھر عثمان بن طلحہؓ نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور آپؐ کعبہ کے اندر ٹھہرے رہے پھر جب آپؐ باہر نکلے تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کام کیا؟ تو انھوں نے تبلایا کہ آپؐ نے ایک ستون کو تو اپنے بائیں طرف کیا اور ایک ستون کو اپنے داہنی طرف کیا اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے چھوڑا اور اس زمانہ میں بیت اللہ میں چھ ستون تھے۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں اور ہم سے اسماعیل بن ابی ادریس نے کہا کہ مجھ سے امام مالکؒ نے یہ حدیث یوں بیان کی کہ آپؐ نے اپنے داہنی طرف دو ستونوں کو کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة "جعل عمودا عن يساره وعمودا الى اخره"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۲ باقی صفحات کیلئے حدیث مذکورہ بالا دیکھئے۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "اى هى جائزة والكراهة ليس الا فى الصلوٰة بين السوارى فى الجماعة"

یعنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا جائز ہے کراہت تو صرف جماعت کی نماز میں ہے یعنی اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو دو ستونوں کے درمیان پڑھ سکتا ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں "فی غیر جماعۃ" کی قید لگا کر واضح کر دیا کہ بعض روایات میں جو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اس کا تعلق نماز جماعت سے ہے امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایات

ذکر کرکے ثابت کر دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔
معلوم ہوا کہ ستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنا جائز ہے۔

اشکال باب کی دوسری روایت یعنی امام مالکؒ کی روایت میں یہ اشکال ہے کہ جعل عمودا عن یسارہ اور عمودا عن یمینہ تو یہ دو یعنی دو ستون ہوئے اس کے بعد فرمایا: وثلاثۃ اعمدۃ وراءہ۔ یعنی تین ستون آپؐ نے پیچھے چھوڑے تو مجموعہ پانچ ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں وکان البیت الخ یعنی اس زمانے میں بیت اللہ میں چھ ستون تھے (عمدہ)

علامہ عینیؒ علامہ کرمانی کے حوالہ سے جواب نقل کرتے ہیں کہ لفظ عمود جنس ہے ایک اور دو سب کا احتمال ہے جیسا کہ امام مالکؒ ہی سے دوسری روایت ذکر کرکے اشکال کو دور کر دیا حدثنی مالک فقال عمودین عن یمینہ۔ اس سلسلہ میں امام مالکؒ سے مختلف الفاظ منقول ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے عمودین عن یسارہ وعمودا عن یمینہ۔

مزید تفصیل کیلئے عمدۃ القاری کا مطالعہ کیجئے۔

بابٌ ۳۴۷ بلا ترجمہ

۴۸۹- حَدَّثَنَا اِبرَاهِيمُ بنُ المُنذِرِ قَالَ نَا اَبُو ضَمرَةَ قَالَ نَا مُوسٰى بنُ عُقبَةَ عَن نَافِعٍ اَنَّ عَبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ الكَعبَةَ مشٰى قِبَلَ وَجهِهٖ حَيْنَ يَدخُلُ وَجَعَلَ البَابَ قِبَلَ ظَهرِه فَمَشٰى حَتّٰى يَكُونَ بَينَهٗ وَبَينَ الجِدَارِ الَّذِى قِبَلَ وَجهِهٖ قَرِيبًا مِن ثَلٰثَةِ اَذرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخَّى المَكَانَ الَّذِى اَخبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيهِ قَالَ وَلَيسَ عَلٰى اَحَدِنَا بَاسٌ اِن صَلّٰى فِى اَىِّ نَوَاحِى البَيتِ شَاءَ۔

بابٌ هٰذا باب بالتنوين من غير ترجمة۔

ترجمہ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو اپنے سامنے کی جانب بڑھتے چلے جاتے اور خانہ کعبہ کے دروازے کو اپنی پشت کی طرف کر لیتے اور آگے بڑھتے یہاں تک کہ جب انکے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو سامنے کی جانب میں تھی قریب تین ہاتھ کے فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے اور اسی جگہ قصد کرکے نماز پڑھتے جس جگہ کے بارے میں حضرت بلالؓ نے انہیں اطلاع دی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ ہم میں سے کسی کیلئے اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ بیت اللہ کے جس گوشہ میں چاہے نماز پڑھے

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے باب سابق میں بین السواری نماز کا بیان تھا اور اس باب روایت میں بین السواری نماز کی تصریح نہیں ہے اس لئے پورے طور پر باب سابق سے متعلق نہیں ہے کہ آپؐ نے دیوار کعبہ سے تین ذراع کے فاصلہ پر نماز پڑھی ہے اور یہ جگہ ستونوں کے درمیان ہی تھی اس لئے باب سابق سے ایک گونہ تعلق ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۷۲ و مر ص۵۷ و ص۷۱ ۔ باقی کیلئے حدیث سابق دیکھئے۔

مقصد | امام بخاریؒ نے خود حضرت ابن عمرؓ کے قول سے وضاحت کردی کہ حضرت ابن عمرؓ کا اتباع و تتبع واجب و ضروری سمجھ کر نہیں تھا صرف مندوب و مستحب خیال کر کے کرتے تھے جیسا کہ فرمادیا: ولیس علی احدنا الخ یعنی بیت اللہ کے اندر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

باب ۳۲۵ الصلوٰۃ الی الراحلۃ والبعیر والشجر والرحل۔

سواری اور اونٹ اور درخت اور کجاوہ کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۰۔ حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی البصری قال نا معتمر بن سلیمان عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یعرض راحلتہ فیصلی الیھا قلت افرأیت اذا ھبت الرکاب قال کان یاخذ الرحل فیعدلہ فیصلی الی آخرتہ او قال مؤخرہ وکان ابن عمر یفعلہ۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو سامنے عرض (چوڑائی) میں بٹھالیتے پھر اسکی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے۔ نافع کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا بتائیے تو کہ اگر سواری حرکت کرنے لگے (پیاس سے پانی پینے یا چرنے چلی جائے) تو آپؐ کیا کرتے تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ آپؐ کجاوہ لیتے اور اس کو اپنے سامنے سیدھا رکھتے پھر اسکی پچھلی لکڑی کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھتے۔ نافع کہتے ہیں کہ اور ابن عمرؓ بھی ایسا کیا کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ یعرض راحلتہ فیصلی الیھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ ومرّ ص۶۱ ومسلم ص۱۹۵

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کیلئے سترہ میں توسع ہے جیسے درخت ودیوار کو سترہ بنا کر نماز پڑھ سکتے ہیں اسی طرح اونٹ وغیرہ کو بھی سترہ کے طور پر استعمال کرنا درست ہے حیوان کو سترہ بنانے کے مسئلہ میں امام مالک رح اور امام شافعی رح سے کراہت منقول ہے۔

لیکن جمہور حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک حیوان کو سترہ بنانا درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ یہی امام بخاری رح کا بھی مذہب ہے گویا امام بخاری رح جمہور حنفیہ وحنابلہ کی موافقت وتائید کر رہے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رض کی روایت پیش کر دی۔ یعرض راحلتہ فیصلی الیہا۔

اس سلسلہ میں امام ابوداؤد رح نے مستقل باب قائم کیا ہے باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ" اور حضرت ابن عمر رض کی حدیث نقل کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الی بعیرہ۔

(ابوداؤد اول ص۱۰۰)

بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى السَّرِيْرِ [۳۳۹]

تخت (یا چارپائی) کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ نَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِیْرِ فَیَجِیْءُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَتَوَسَّطُ السَّرِیْرَ فَیُصَلِّیْ فَاَكْرَهُ اَنْ اُسَنِّحَهٗ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِیْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِیْ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ہم (عورتوں) کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا بلاشبہ میں نے اپنے تئیں دیکھا (یعنی بے شک مجھے خوب یاد ہے) کہ میں چارپائی پر لیٹی رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور چارپائی کے بیچ میں آجاتے اور نماز پڑھتے پھر مجھے برا معلوم ہوتا کہ آپ کے سامنے رہوں تو میں چارپائی کی پائنتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے نکل جاتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فیتوسط السریر فیصلی"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ و مرص۵۶ " " ومایاتی ص۷۳ " " " وص۴۷ " وص۱۳۶ وص۱۶۱ وص۹۳۸ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ تا ص۱۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس باب سے سترہ کے مسئلہ میں مزید توسع اور عموم بتانا چاہتے ہیں کہ سترہ کیلئے اگر لاٹھی ونیزہ کے علاوہ گھر کی چارپائی وپلنگ وغیرہ کو سترہ بناکر نماز پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔

باب ۳۴۷ لِیَرُدَّ الْمُصَلِّی مَنْ مَرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِی التَّشَہُّدِ وَفِی الْکَعْبَۃِ وَقَالَ اِنْ اَبٰی اِلَّا اَنْ یُّقَاتِلَہٗ قَاتَلَہٗ۔

۴۹۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا یُوْنُسُ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ ھِلَالٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ نَا حُمَیْدُ بْنُ ھِلَالِ الْعَدَوِیُّ قَالَ نَا اَبُوْ صَالِحِ السَّمَّانُ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ یُصَلِّیْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِیْ اَبِیْ مُعَیْطٍ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فِیْ صَدْرِہٖ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ یَجِدْ مَسَاغًا اِلَّا بَیْنَ یَدَیْہِ فَعَادَ لِیَجْتَازَ فَدَفَعَہٗ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰی فَنَالَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی مَرْوَانَ فَشَکَا اِلَیْہِ مَا لَقِیَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِیْدٍ خَلْفَہٗ عَلٰی مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَکَ وَلِابْنِ اَخِیْکَ یَا اَبَا سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْفَعْہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ۔

باب۔ اگر کوئی نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے تو اسے روک دینا چاہیئے، حضرت ابن عمرؓ نے التحیات پڑھتے وقت اور کعبہ میں (گذرنے والے کو) روکا اور فرمایا کہ اگر کوئی گذرنے والا لڑائی کے بغیر باز نہ آئے تو اس سے لڑنا چاہیئے۔

ترجمہ حدیث ابوصالح السمان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو دیکھا وہ جمعہ کے دن لوگوں سے آڑ کئے ہوئے (یعنی کسی چیز کا سترہ قائم کرکے) نماز پڑھ رہے ہیں، ابومعیط کی اولاد میں سے ایک جوان (ولید بن عقبہ) نے ان کے سامنے سے گذرنا چاہا تو حضرت ابوسعیدؓ نے اس کے

سینے پر ہاتھ مار کر ہٹا دیا اس پر جوان نے (ادھر ادھر) دیکھا مگر سوائے ان کے سامنے گذرنے کے کوئی راستہ نہیں پایا پھر دوبارہ گذرنا چاہا تو حضرت ابوسعید رضؓ نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے دھکا دیا تو اس (بدتمیز) نے حضرت ابوسعید خدری رضؓ کو گالی دی پھر مروان کے پاس پہنچا اور حضرت ابوسعید رضؓ سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی. اس کی شکایت کی اور حضرت ابوسعید رضؓ بھی اس کے پیچھے ہی مروان کے پاس پہنچے، مروان نے کہا اے ابوسعید آپ کے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوسعید رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم سے کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھے اور کوئی اس کے سامنے گذرنا چاہا تو وہ اس کو روک دے پھر اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے قتال کرے کیونکہ وہ گذرنے والا شیطان ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۳۷ وباقی ص۴۶۳ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ وابوداؤد اول فی الصلوٰۃ ص۱۰۱

مقصد ترجمہ | چونکہ حدیث پاک کے فلیدفعہ میں اختلاف ہے کہ یہ امر کیا ہے؟ حنفیہ کے نزدیک اباحت کیلئے ہے یعنی رخصت ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک استحباب کیلئے ہے ۳ ظاہریہ کے نزدیک وجوب کیلئے۔ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور یعنی ائمہ ثلاث رحؒ کی موافقت وتائید ہے یعنی دفع المار مستحب ہے۔

تشریح | اس حدیث میں دو چیزیں مذکور ہیں (۱) دفع المار یعنی گذرنے والے کو دفع کرنا، روکنا۔ (۲) مقاتلہ یعنی گذرنے والا اگر اشارے سے یا تسبیح سے باز نہ آئے تو سختی کرے یعنی دھکا دیدے۔

دفع المار کا ایک فائدہ تو مصلّی کا ہے کہ خشوع زائل نہ ہو، اور دوسرا فائدہ گذرنے والے کا ہے کہ نمازی کے آگے گذرنے کے گناہ سے بچ جائے گا۔

دوسری چیز مقاتلہ ہے قال عیاض اجمعوا علیٰ انہ لا تلزمہ مقاتلتہ بالسلاح ولا بما یؤدی الی ھلاکہ الخ (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ ہتھیار سے یا ہتھیار جیسے مہلک اشیاء سے لڑنا لازم نہیں کیونکہ اس صورت میں عمل کثیر ہوگا جو مفسد صلوٰۃ ہوگا۔

اس لئے محتاج تاویل ہے ۱ یہ ارشاد بطور تغلیظ ہے فی الواقع قتال کی اجازت مقصود نہیں۔

۲ قتال مراد لعنت ہے۔
۳ یہ منسوخ ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب نماز کے اندر افعال و اقوال جائز تھے لیکن جب آیت شریفہ قوموا اللہ قانتین نازل ہوئی تو یہ سب منسوخ ہو گئے۔
۴ بعض حضرات نے بعد الصلوٰۃ پر محمول کیا ہے کہ نماز کے بعد تنبیہ کرے بہرحال نمازی کو تو حالت نماز میں دفع المار سے بھی پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔ چہ جائے کہ قتال و فساد۔

واللہ اعلم

بَابُ ۳۲۳ اِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

نمازی کے سامنے سے گذرنیوالے کے گناہ کا بیان

۴۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِي جُهَيْمٍ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً۔

ترجمہ حدیث بسر بن سعید رض سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی انصاری رض نے انہیں (یعنی بسر بن سعید کو) حضرت ابو جہیم انصاری رض کی خدمت میں بھیجا کہ وہ حضرت ابو جہیم رض سے یہ پوچھیں کہ انھوں نے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے تو حضرت ابو جہیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا یہ جانتا کہ اس گذرنے پر کتنا گناہ ہوگا تو البتہ چالیس تک کھڑا رہنا اس کو پسند ہوتا اس سے کہ سامنے گذرے۔ ابو النضر کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ بسر بن سعید رض نے چالیس دن کہا تھا یا چالیس مہینے یا چالیس سال؟

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لو یعلم المار بین یدی المصلی

ماذا علیہ الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ وخرجہ مسلم اوّل ص۱۹۷
وابن ماجہ ص۶۸۔

مقصد ترجمہ باب سابق کی حدیث میں تھا فلید فعہ ، اس کی تشریح میں بتایا گیا تھا کہ اس میں دو احتمال ہے ۱ مصلی کا فائدہ کہ وصلہ خداوندی ختم نہ ہو ، خشوع زائل نہ ہو۔ دوسرا فائدہ دفع المار سے گذرنے والے کا ہے۔

امام بخاریؒ کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

امام بخاریؒ نے اس مقصد کا استدلال حدیث پاک کے " ماذا علیہ " ای من الاثم سے کیا ہے۔ یعنی گذرنے والا اگر مصلّی کے سامنے سے گذرے گا تو گنہگار ہوگا لہٰذا اس گناہ اور اس گناہ کے وبال سے بچانے کیلئے فلیدفعہ کا حکم دیا جیسے کوئی اندھا جا رہا ہو اور اس کے آگے کنواں آجائے جس میں اس اندھے کے گرجانے کا احتمال ہو تو اس مصلّی کو نماز توڑ دینی ہوگی اسی طرح یہاں چونکہ گذرنے والا ایک بڑے وبال سے گذر رہا ہے لہٰذا اس سے اس کو بچانا ضروری ہے اور حکم ہوا فلیدفعہ۔

قال اربعین یہاں روایت میں ابہام ہے لیکن بعض روایت میں تصریح ہے وقد وقع فی مسند البزار من طریق ابن عیینۃ التی ذکرھا ابن القطان لکان ان یقف اربعین خریفا
(فتح الباری جلد اوّل ص۶۹۷)

اس سے متعین ہوگیا کہ چالیس سال کھڑا رہنا پسند کریگا لیکن گذرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔

باب ۳۴۲ اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَهُوَ يُصَلِّي ذَكَرَهُ عُثْمَانُ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَهٰذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهِ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهِ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الرَّجُلِ۔

۴۹۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُونَا كِلَابًا لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيرِ فَتَكُونُ لِي الْحَاجَةُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ

اِسْنَادًا وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ ۔

باب ۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو دوسرے شخص کا اس نمازی کیطرف منہ کرنے کا بیان ۔ اور حضرت عثمان نے مکروہ قرار دیا ہے کہ کوئی شخص نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھے ۔

امام بخاری رح کہتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ جب کہ نمازی کا دھیان بٹے لیکن اگر اس کا دھیان نہ بٹے تو حضرت زید بن ثابت رض نے فرمایا کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کیوں کہ مرد کا سامنے سے آنا مرد کیلئے قاطع نماز نہیں ہے ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ان کے (یعنی حضرت عائشہ رض کے) سامنے ان چیزوں کا تذکرہ ہوا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چنانچہ لوگوں نے کہا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتی ہیں ۔ (یعنی اگر نمازی کے آگے ان میں سے کوئی آجائے) اس پر حضرت عائشہ رض نے فرمایا! تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتا بنا دیا (یعنی کتے کے برابر کر دیا) حالانکہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور میں آپ کے اور آپ کے قبلہ کے درمیان تخت پر لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی ضرورت ہوتی ۔ تو میں آپ کے سامنے منہ کرنا ناپسند کرتی تو میں (پائنتی سے) کھسک جاتی ۔ اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انھوں نے حضرت عائشہ رض سے اسی طرح روایت کیا ہے ۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في ,, واكره ان استقبله ۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۳، وص ۵۶ ,, ,, وص۷۲ ویاتی ص۷۳ ,, وص۷۴ ,, وص ۱۳۶ وص ۱۶۱ وص ۹۳۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے ہونا قاطع صلوٰۃ نہیں ہے

اشکال اشکال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب ہے استقبال الرجل الرجل یعنی مرد کا مرد کے سامنے ہونا اور روایت میں عورت کا مرد کے سامنے ہونا ہے ۔

جواب : جب عورت کے سامنے آنے سے نماز میں کوئی خلل وفساد نہیں آتا تو مرد کے سامنے آنے سے بدرجہ اولیٰ فساد نہ ہوگا ۔

بَابُ ۳۴۳ الصَّلٰوةِ خَلْفَ النَّائِمِ

سونے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۵۔ حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ قال نا ھشام قال حدثنی ابی عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں آپؐ کے بچھونے پر آڑے (جنازے کی طرح) سوتی رہتی پھر جب آپؐ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے بیدار کر دیتے اور میں وتر پڑھتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یصلی وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ"

اشکال ترجمۃ الباب خلف النائم ہے اور حدیث شریف میں خلف النائمۃ ہے۔ فکیف التطبیق؟

جواب ۱ احکام شرعیہ میں مرد و عورت یکساں ہیں۔ الا ماخصہ الدلیل۔

۲ جب سونے والی عورت کے پیچھے نماز جائز ہے تو سونے والے مرد کے پیچھے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

۳ ترجمۃ الباب میں خلف النائم سے مراد خلف الشخص ہے خواہ مرد ہو یا عورت (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳ و ص۵۶ ،، و ص۷۲ وباقی ص۷۳ ،، ،، و ص۷۴ و ص۱۳۶ و ص۱۶۱ و ص۹۳۸۔

مقصد ترجمہ چونکہ ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت سے سونے والے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس لئے امام بخاری رحؒ نے صاف کر دیا کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ تفصیل یہ ہے کہ اگر سونے والے کی کسی حرکت سے نماز کے خشوع کے قاطع و زائل ہونے کا اندیشہ ہو۔

ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی روایت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا خلف النائم و لا المتحدث۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

(ابوداؤد جلد اوّل ص۱۰۱)

ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باتیں کرنے والے

يصلى خلف المتحدث والنائم۔ اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ص۷۹۔

امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ ان روایتوں میں بھی وہی تاویل کیجائے گی کہ سونے والا مثلاً زور سے خرّاٹے لیتا ہے یا باتیں کرنے والا زور سے باتیں کرتا ہے جس سے نمازی کی طبیعت میں انتشار پیدا ہو جائے۔ یا سونے والے کو ضراط وغیرہ خارج ہو تو خشوع میں فرق پڑے۔ تو ان صورتوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیئے کہ نماز میں وصلہ خداوندی نے فاسد ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن اگر سونے والے یا باتیں کرنے والے سے اس طرح کی کسی حرکت کا اندیشہ نہ ہو تو نماز جائز ہے جیسا کہ امام بخاری رح نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت پیش کرکے ثابت کیا ہے اور اس طرح کی روایت مسلسل آرہی ہیں۔

بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ

عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَاىَ فِي قِبْلَتِهِ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔

ترجمہ حدیث | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی جگہ میں ہوتے پھر جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو ہاتھ سے مجھکو چھو دیتے (یعنی پاؤں پر ہاتھ رکھدیتے) تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ ان دنوں گھر میں چراغ نہ ہوتے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقة الحديث للترجمة في "كنت انام بين يدى رسول الله صلى عليه وسلم ورجلاى فى قبلته"

تعدد موضعہ | والحديث ههنا ص۲۳ باقی صفحات کے لئے حدیث سابق حدیث ص۴۹۵ کے صفحات دیکھیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت سامنے لیٹی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے رہا یہ اشکال کہ یہ جواز کا حکم تو فرض نماز ہو یا نفل سب جائز ہے پھر نفل کی خصوصیت کیوں ؟

جواب: چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرائض ہمیشہ مسجد ہی میں ادا فرماتے تھے گھر میں تو سنن ونوافل ہی پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بعض حضرات سے جو خلف المرأۃ کی کراہت منقول ہے امام بخاریؒ کو تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے مختلف ابواب کے اندر مختلف طور سے جواز ثابت کر دیا۔

یا یہ کہا جائے کہ کراہت اس وقت ہے جبکہ نمازی کے خشوع میں خلل کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں نیز اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ مس مرأۃ ناقض وضو نہیں ہے

بَابٌ ۳۴۵ مَنْ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ نَا الْاَعْمَشُ قَالَ نَا اِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ ح قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِیْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ ذُکِرَ عِنْدَهَا مَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ اَلْکَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَۃُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْکِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَاِنِّیْ عَلَی السَّرِیْرِ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ مُضْطَجِعَۃٌ فَتَبْدُوْ لِیَ الْحَاجَۃُ فَاَکْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَیْهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جو نماز توڑ دیتی ہیں یعنی کتا، گدھا اور عورت (یعنی ان چیزوں کا نمازی کے سامنے گذرنا قاطع صلوٰۃ ہے) تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم لوگوں نے ہم (عورتوں) کو گدھوں اور کتوں کے مشابہ قرار دیا، خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں اس بات کو پسند نہ کرتی کہ میں آپؐ کے سامنے بیٹھکر آپ کو تکلیف دوں تو میں چارپائی کی پائنتی سے کھسک کر نکل جاتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ یدل علی ان الصلوٰۃ لا یقطعها شیٔ۔

یعنی حدیث پاک کا مضمون و مفہوم صاف دلالت کر رہا ہے کہ نماز کسی بھی چیز کے سامنے آنے سے نہیں ٹوٹتی۔

رہا یہ اشکال کہ مسلم شریف وغیرہ کی روایت یقطع الصلوٰۃ المرأۃ والحمار والکلب ویقی ذٰلک مثل موخرۃ الرحل (مسلم اوّل ص۱۹۷)

امام نووی رح لکھتے ہیں کہ "قال مالک وابوحنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہم والجمہور العلماء من السلف والخلف لا تبطل الصلوٰۃ بمرور شئ من ھؤلاء ولا من غیرھم (شرح نووی ص۱۹۷)

جمہور علماء نے ان روایتوں کی تاویل کی ہے۔

قطع صلوٰۃ سے مراد وصل خداوندی اور خشوع صلوٰۃ کا انقطاع ہے۔

۲۔ قطع صلوٰۃ والی روایات ابتداء اسلام پر محمول ہیں اور لا یقطع الصلوٰۃ شئ متاخر ہے۔ لہٰذا قطع صلوٰۃ والی روایت منسوخ ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ ومرّ مرارا۔

۴۹۸۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ نَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِھَابٍ اَنَّہٗ سَاَلَ عَمَّہٗ عَنِ الصَّلٰوۃِ یَقْطَعُھَا شَیْءٌ قَالَ لَا یَقْطَعُھَا شَیْءٌ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَاِنِّیْ لَمُعْتَرِضَۃٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ عَلٰی فِرَاشِ اَھْلِہٖ۔

ترجمہ ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے اپنے چچا ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کیا نماز کو کوئی چیز توڑتی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ہے مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے اور (تہجد کی) نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان آپ کے گھر کے بچھونے پر عرض میں (جنازے کی طرح) لیٹی رہتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قول الزھری لا یقطعھا شئ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ ومرّ مرارا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد جمہور کی موافقت و تائید ہے کہ کوئی چیز قاطع صلوٰۃ نہیں ہے۔ خلافا للظاھریہ۔

باب ۳۴۶ اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهٖ فِي الصَّلٰوةِ

جب نماز میں چھوٹی بچّی کو اپنی گردن پر اٹھالے؟ (تو نماز فاسد نہیں ہوگی)

۴۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمامہ (اپنی نواسی) کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کی اور ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس (آپ ﷺ کے داماد) کی بیٹی تھیں چنانچہ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ان کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو ان کو اٹھا لیتے (یعنی اپنی گردن پر اٹھا لیتے)

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في "كان يصلي وهو حامل امامة بنت زينب۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۴ وياتي ص۸۸۷ مسلم اول في الصلوٰة ص۲۰۵ وابوداؤد في باب العمل في الصلوٰة ص۱۳۲۔

مقصد ترجمہ قال ابن بطال اراد البخاري ان حمل المصلي الجارية" اذا كان لا يضر الصلوٰة فمرورها بين يديه لا يضر الخ (فتح الباری اوّل ص۶۰۳) یعنی جب بچی کا اٹھانا قاطع صلوٰۃ نہیں تو پھر عورت کا سامنے سے گذر جانا بدرجہ اولیٰ قاطع نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ بخاری رحؒ جواز بتانا چاہتے ہیں۔

چنانچہ علاّمہ قسطلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ انما فعل ذٰلك عليه الصلوٰة والسلام لبيان الجواز وهو جائز لنا وشرع مستمر الى يوم الدين وهذا مذهبنا الخ

اور یہی جمہور علماء حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے کہ یہ صورت مفسد صلوٰۃ نہیں اور نہ ہی اس کو عمل کثیر کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو ہاتھ تک لگانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی بلکہ امامہ خود ہی

چڑھ جاتی تھی پھر رکوع اور سجود میں جاتے وقت گرنے کے خوف سے اتر جاتیں اور پھر سجدہ سے اٹھتے وقت کاندھے پر (یا گردن پر) بیٹھ جاتیں۔

عمل کثیر تو اس وقت ہوتا جب دونوں ہاتھ کا استعمال ہو۔

۲ سب سے بہتر تعریف تو یہ ہے کہ دیکھنے والے شک میں پڑ جائے کہ نماز پڑھ رہا ہے یا نہیں؟ واللہ اعلم

بَابٌ إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ

۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي۔

۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا عَلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

باب۔ ایسے بستر کی طرف رخ کرکے نماز پڑھے جس پر حیض والی عورت پڑی ہو (تو نماز درست ہے)

ترجمہ حدیث ۵۰۰ عبداللہ بن شداد بن ہاد نے کہا کہ میری خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رض بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا بستر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کے برابر میں ہوتا پھر کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کا کپڑا میرے بدن پر پڑ جاتا جب کہ میں اپنے بستر پہ ہوتی (یعنی حیض کی حالت میں جیسا کہ اگلی روایت میں تصریح آرہی ہے۔

ترجمہ حدیث ۵۰۱ ام المؤمنین حضرت میمونہ رض فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ میں آپ کے پہلو میں سوتی رہتی پھر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا میرے جسم پر آپڑتا اور میں حیض کی حالت میں ہوتی۔

مطابقۃ الحدیثین للترجمہ مطابقت واضح ہے صرف پہلی روایت میں حیض کی تصریح نہیں تھی لیکن دوسری روایت سے وضاحت ہوگئی کہ پہلی روایت بھی اسی پر محمول ہوگئی، الحدیث یفسر بعضہ بعضا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ حائضہ نمازی کے پہلو میں ہو یا برابر

میں تو عورت کے گذرنے سے بطریق اولیٰ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور ترجمۃ الباب میں الیٰ کا لفظ ہے یعنی بچھونے کیطرف۔ تو شاید الیٰ عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بائیں طرف۔ بہر حال نماز درست ہے۔

بَابُ ۳۴۸ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ ؟

کیا مرد سجدہ کرتے وقت اپنی عورت کا بدن چھو سکتا ہے سجدہ کیلئے؟

۵۰۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا يَحْيَى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت برا کیا کہ ہم (عورتوں) کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا۔ بلا شبہ میں نے خود اپنے تئیں دیکھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے پھر جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میری پیروں کو چھو دیتے تو میں ان کو سمیٹ لیتی۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا اراد ان یسجد غمز رجلیّ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۴۴، ومر ۵۵ تا ۵۶ " " ، وص۴۲ و۴۳ " " وباقی ۱۳۶ ص ۱۶۱ و ص ۹۲۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ جب نماز میں عورت کا چھو دینا مفسد نماز نہیں ہے تو صرف آگے سے عورت کا گذر جانا بطریق اولیٰ قاطع نماز نہ ہوگا۔

بَابُ ۳۴۹ الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذَى

باب، عورت اگر نمازی کے بدن پر سے کچھ گندگی پھینکدے؟ (تو کیا حکم ہے؟)

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّرْمَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلَى هٰذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلَى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْئُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور کفار قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں بیٹھی تھی اتنے میں ان میں سے ایک کہنے والے (ابوجہل) نے کہا کہ کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے؟ تم میں کون ہے جو آل فلاں کی ذبح کی ہوئی اونٹنی کے پاس جائے اور اس کا گوبر، خون اور بچہ دانی اٹھالائے پھر ان صاحب کا انتظار کرے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ کریں تو ان کے مونڈھوں کے درمیان رکھدے چنانچہ اس جماعت کا سب سے بدبخت انسان (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اٹھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے یہ سب آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھدیا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی میں ٹھہرے رہے کفار ہنسنے لگے یہاں تک کہ ہنسی کے سبب بعض بعض پر جھک جاتے ایک جانیوالا حضرت فاطمہ رض کے پاس گیا حضرت فاطمہ رض چھوٹی لڑکی تھیں یہ سنکر وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور آپ اس وقت تک سجدہ ہی کی حالت میں تھے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رض نے حضور اقدس کے کاندھے سے گرادیں پھر حضرت فاطمہ رض نے کفار کو مخاطب کرکے انہیں برا بھلا کہا پھر جب رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو دعا کرنے لگے اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لیلے۔ پھر آپؐ نے نام لیکر فرمایا اے اللہ عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو اپنی گرفت میں لیلے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودرضؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ان تمام نامزد لوگوں کو غزوہ بدر والے دن مردہ حالت میں پڑے دیکھا پھر ان کی لاشوں کو کھینچکر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کنویں والوں پر لعنت مسلّط کر دی گئی (یعنی آخرت میں بھی مزید ذلیل وخوار ہوں گے)

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، فاقبلت تسعیٰ وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجداً حتی القتہ عنہ۔

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا ص۷۴ وص۳۷ ج ۔ ویاتی ص۴۱۱ ص۴۵۲ وص۵۴۳ تا ص۵۴۴ وص۵۶۵۔

مقصد ترجمۃ امام بخاریؒ کا مقصد عورت کے غیر قاطع صلوٰۃ ہونیکا اثبات ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ نمازی کے بدن پر سے کوئی بھاری چیز ہٹانے کیلئے عورت ہو تو جس طرف سے بھی سہولت ہو خواہ نمازی کیسامنے سے ہی ہو ہٹا سکتی ہے اس سے نماز فاسد ہو گی

اس سے صاف معلوم ہوا کہ عورت کا نمازی کے سامنے ہونا یا سامنے سے گذرنا مفسد صلوٰۃ نہیں۔

ع۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رحؒ نے اس سے اشارہ کیا ہو کہ مسّ مرآۃ ناقض وضو نہیں ہے جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے تو اس صورت میں حنفیہ کی تائید ہو گی۔ واللہ اعلم ع ۶ جلیل بیگو سرائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ

کتاب اوقات نماز کا بیان

بَابٌ ۳۵۰ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ وَفَضْلِهَا وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَوْقُوْتًا مُوَقَّتًا وَقَّتَهٗ عَلَيْهِمْ ـ

۵۰۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ؟ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ اَوَ جِبْرِيْلُ هُوَ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ ـ

باب، نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ نساء میں) بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے مقررہ وقتوں میں۔

فرماتے ہیں موقوت صیغہ اسم مفعول بمعنی موقت ہے۔ موقت کہتے ہیں جسکی حد بندی کی گئی ہو اور وقتہ علیھم یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نماز کا وقت مقرر کر دیا ہے۔

(یہی آیت کریمہ اوقات نماز میں اصل ہے جو نماز کی صحت کیلئے شرط ہے) امام بخاری رح نے یا تو استدلالاً ذکر فرمائی ہے کہ اس کا ثبوت قرآن حکیم سے بھی ہے۔

یا استبراک کیواسطے یہ آیت ذکر فرمائی ہے۔

ترجمہ حدیث | ابن شہاب (یعنی محمد بن مسلم بن شہاب زہری رح) سے روایت ہیکہ حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے

ایک دن (عصر کی) نماز میں تاخیر کر دی تو ان کے پاس عروہ بن زبیر پہونچے اور ان سے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے ایک دن جبکہ وہ عراق میں تھے نماز میں تاخیر کر دی تو حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ ان کے پاس گئے اور کہا اے مغیرہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جبرئیل علیہ السلام (لیلۃ المعراج کی صبح کو آسمان سے) اترے اور نماز پڑھی (ظہر کی) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انھوں نے نماز (عصر) پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انھوں نے نماز (مغرب) پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے (عشاء) کی نماز پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے (فجر کی) نماز پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے (یعنی ان اوقات میں نماز پڑھنے کا)

اس پر عمر بن عبدالعزیز رضؓ نے عروہ سے کہا خوب سوچ سمجھ لو کہ تم کیا بیان کر رہے ہو کیا جبرئیل عم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا وقت مقرر کیا تھا؟ عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابی مسعود اپنے والد (حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ) سے اسی طرح حدیث بیان کرتے تھے۔

عروہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ان جبرئیل علیہ السلام نزل فصلی الی آخرہ وھی خمس مرات فدل ان الصلوٰۃ موقتۃ بخمسۃ اوقات (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۵، ویاتی ص۴۵۵ ایضا فی المغازی ص۵۷۱ تا ص۲۷۲ وحدیث عائشۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر الخ ھٰھنا ص۵۷ ویاتی ص۷۷ و ص۷۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے پہلے تو استقبال قبلہ کے ابواب ذکر کئے تھے جو نماز کی ایک شرط ہے اس کے بعد قبلہ کی حفاظت کیلئے سترہ کے ابواب ذکر کئے اب نماز کی دوسری شرط اوقات صلوٰۃ کو بیان فرما رہے ہیں یعنی امام بخاری رح کا مقصد اوقات نماز کی فرضیت وفضیلت کو بیان کرنا ہے۔

تشریحات ہمارے ہندی نسخوں میں اسی طرح ہے کہ بسملہ کے بعد کتاب مواقیت الصلوٰۃ ہے اور اسی طرح اکثر نسخوں میں ہے مثلاً عمدۃ القاری ارشاد الساری وغیرہ لیکن بعض نسخوں میں ہے کتاب مواقیت وفضلھا۔ باب مواقیت الصلوٰۃ، کما فی الحاشیۃ۔

حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہی نسخہ راجح ہے جو حاشیہ پر ہے یعنی کتاب میں مواقیت وفضل دونوں کا ذکر ہونا افضل وراجح ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ کتاب جملہ مضامین کے واسطے

جامع ہوتی ہے اس واسطے اس میں مواقیت اور فضل دونوں ہوں گے۔ لیکن اگر یہی نسخہ ہو جو ہمارے سامنے ہے تب بھی کوئی اشکال نہیں رہے گا چونکہ امام بخاری رح یہاں مواقیت و فضل مواقیت دونوں کو ذکر فرما رہے ہیں مواقیت تو ابو مسعود رض کی روایت میں ہے اور فضل اس طرح ثابت ہوگا کہ عروہ نے عمر بن عبدالعزیز کی تاخیر پر انکار فرمایا تھا یہ انکار بنا پر فضیلت ہی کے تھا۔

اخر الصلوٰۃ یوما یعنی ایک دن تاخیر کردی، اس سے معلوم ہوا کہ عادت تاخیر کی نہ تھی بلکہ ایک روز کسی مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہوگئی تھی اگرچہ ان کے خاندان کے لوگ یعنی بنو امیہ تاخیر صلوٰۃ کے عادی تھے اور یہ عصر کی نماز تھی جیسا کہ بخاری بدء الخلق ص۴۵۷ میں تصریح ہے اخر العصر شیئًا، نیز لفظ شیئًا سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تاخیر زائد نہیں تھی معمولی سی تھی کہ آپ رح کا معمول جس وقت مستحب پر پڑھنے کا تھا اس میں کچھ تاخیر ہوگئی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے۔

اس تاخیر پر عروہ رح نے عمر بن عبدالعزیز رح پر نکیر کی اور فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رض نے تاخیر کی تھی۔ تو حضرت ابو مسعود رض انصاری ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ما ھذا یا مغیرہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اوقات نماز کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل ع کو حضور اقدس ص کے پاس بھیجکر اوقات کی تعیین فرمائی پھر کوتاہی کیوں؟

اخر الصلوٰۃ یوما وھو بالعراق یہ بھی نماز عصر ہی تھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رض نے عصر کی نماز میں تاخیر کردی تھی جیسا کہ کتاب المغازی ص۵۷۱ کی روایت میں ہے کہ اخر المغیرۃ بن شعبۃ العصر وھو امیر الکوفۃ، یہاں لفظ عراق اور کوفہ سے اشکال نہ ہونا چاہیئے کہ کوفہ عراق ہی کا ایک مشہور و معروف شہر ہے اور یہ مغیرہ بن شعبہ رض حضرت امیر معاویہ رض کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ ان جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم الخ امام المغازی محمد بن اسحاق نے لکھا ہے کہ لیلۃ المعراج کی صبح میں اترے تھے اور صبح سے مراد معراج کی رات گذرنے کے بعد آنیوالا دن ہے اور سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی گئی ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں تصریح ہے کہ آپ نے فرمایا: امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظھر فی الاولیٰ منھما۔

(ترمذی اول ص۲۱)

سوال: یہ پیدا ہوتا ہے کہ فجر کی نماز کیوں نہ پڑھی؟

جواب ۱: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں فجر کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے تھے۔

۲۔ بلاشبہ نماز کی فرضیت رات میں ہوچکی تھی لیکن بیان سے قبل ادا کا وجوب نہیں ہوا تھا اور فجر کے وقت سے بیان کا سلسلہ اس لئے شروع نہیں کیا گیا کہ وہ سونے اور منفلات کا وقت ہوتا ہے اسلئے سب کی موجودگی

دشوار تھی۔ اور مقصود یہ تھا کہ بیان اوقات ایسے وقت سے شروع کیا جائے جب کہ سب موجود ہوں اس لئے فجر کی نماز کے بجائے ظہر کا وقت اختیار کیا گیا۔

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاء تعقیب مع الوصل کیلئے آتی ہے مگر یہ تعقیب اجزاء صلوٰۃ کے اعتبار سے ہے یعنی آپؐ ہر ہر جزء جبرئیل علیہ السلام کے کرنیکے بعد فرماتے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کے ساتھ ساتھ نماز پڑھی جیساکہ ترمذی کی روایت مذکور ہے امنی جبرئیل الخ

ثم صلی فصلی الخ ثم تراخی کیلئے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ الگ الگ مختلف اوقات میں نزول ہوا اور اوقات کی فضیلت بھی ثابت ہو گئی کہ حق تعالےٰ کے نزدیک اوقات صلوٰۃ کی اتنی اہمیت وفضیلت ہے کہ اس کی تعیین کیلئے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا اور الگ الگ پانچ اوقات میں بھیجکر اوقات کی ابتداء وانتہاء واضح فرمادی۔

سوال روایت میں اوقات صلوٰۃ کا بظاہر بیان نہیں ہے بلکہ صرف صلوٰۃ جبرئیلؑ اور اقتداء رسولؐ کا تذکرہ ہے۔

جواب: روایت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل پانچ دفعہ آئے یہ آمد اوقات کی تعیین ہی کیلئے تو تھی، تفصیلی روایت ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔

اشکال حضرت جبرئیلؑ فرشتہ ہیں فرشتے نماز پنجگانہ کے مکلف نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہو چکی تھی۔ اس سے اقتداء المفترض خلف المتنفل کا جواز معلوم ہوتا ہے جو حنفیہ کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت جبرئیلؑ حق تعالےٰ کے حکم سے امامت کیلئے آئے تھے تو امامت پر مامور ہونے کی وجہ سے جبرئیلؑ پر امامت فرض ہو گئی اس لئے اقتداء المفترض خلف المفترض ہے جیساکہ خود روایت میں موجود ہے۔ بھذا امرت۔ تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ

اعلم ما تحدث بہ یہ امر کا صیغہ ہے کہ اب یا تو علم سے ہے اس میں معنی ہوگا۔ سوچ سمجھ لو کیا بیان کر رہے ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو امامت جبرئیل والی حدیث کا علم پہلے سے نہ تھا اس لئے ان کو اشکال ہوا کہ امامت تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے اس لئے اس صورت میں مفضول کی امامت لازم آتی ہے۔

اور اگر اعلام سے امر کا صیغہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ نشاندہی کر دو یعنی سند بیان کر دو چنانچہ عروہ نے سند بیان کر دی قال عروۃ کذلک کان بشیر بن ابی مسعود الخ

اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے اس جملہ اوان جبرئیل ھو اقام الخ سے یہی النسب معلوم ہوتا ہے

اس لئے کہ عروہ نے اس کے بعد سند بیان کر دی اور سند بیان کرنے کے بعد مزید فرمایا ولقد حدثتنی عائشۃ الخ یعنی مجھ سے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی اس اثر کے ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ عروہ جو اشکال کیا تھا اس کا تعلق نماز عصر ہی سے تھا۔ اور نماز عصر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اول وقت میں پڑھنے کا تھا تو اس کی تائید میں عروہ نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت کو ذکر فرمایا ہے اس سے نماز عصر میں تعجیل وتاخیر کا مسئلہ نکلتا ہے اسکی تفصیل عنقریب آئے گی۔ " باب وقت العصر، بخاری ص۷۸ " میں انشاء اللہ الرحمان۔

بَابُ ۳۱۵ قولِ اللهِ عزّ وجلّ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ۔ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلوٰةِ وَإِيتَاءُ الزَّكوٰةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيرِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ روم میں) اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور اور نماز کو قائم کرو اور مشرکین میں سے مت بنو۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینے میں پہونچ سکتے ہیں اس لئے آپ ہمیں ایسی بات بتلائیے جس کو ہم بھی اپنا معمول بنالیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (وطن میں) رہ گئے ہیں ان کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں (جن باتوں کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں) اللہ پر ایمان لانا پھر آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسکی تفسیر کی اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ میرے پاس داخل کرنا اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے سے، سبز ٹھلیا سے، روغنی برتن سے اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن سے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة من حيث ان فى الاية المذكورة اقتران نفى الشرك باقامة الصلوة وفى الحديث اقتران اثبات التوحيد باقامتها (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۷۵ وص۱۳ وص۱۹ وغیرہ ملاحظہ ہو نصر الباری جلد اول ص۳۵۶

تشریح مفصل بحث گذر چکی ہے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اوّل ص۳۵۱ تا ص۳۵۶

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ کا مقصد اس باب سے نماز کی اہمیت اور اوقات نماز کی اہمیت کا بیان ہو کیوں نماز اہم ترین عبادت اور کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ سے تو منقول ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے تفصیل عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

باب ۳۵۲ البيعة على اقام الصلوٰة

نماز کے قائم رکھنے پر بیعت لینے کا بیان

۵۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى بايعت النبى صلى الله عليه وسلم على اقام الصلوٰة۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۷۵ ومر ص۱۳ وص۱۴۱ ويأتى ص۱۸۸ وص۲۸۹ وص۳۷۹ وص۱۰۶۹۔

مقصد ترجمہ مقصد نماز کی فضیلت بیان کرنا ہے جو بالکل واضح ہے کہ نماز کی اہمیت اس قدر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضہ سے اقامت صلوٰۃ پر بیعت لی ہے اور اقامت

صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام شرائط وارکان وآداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اور چوں کہ اقامتہ صلوٰۃ مواقیت ہی میں ہوگی اس لئے مواقیت سے بھی مطابقت ہو جائے گی۔

تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم توحید کے بعد نماز پر بیعت لیتے تھے کیوں کہ نماز ساری بدنی عبادات میں اہم اور اصل ہے پھر زکوٰۃ پر جو ساری مالی عبادات میں اہم ہے۔ اس کے بعد چونکہ جریر رضؓ اپنی قوم کے سردار تھے۔ اس لئے انہیں تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی تاکید کی گئی تھی جیسے عبدالقیس کے لوگوں کو مال غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ چوں کہ یہ لوگ مجاہدین تھے۔ کفار مضر سے مقابلہ رہا کرتا تھا۔ اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مشائخ کو بیعت کے وقت ہر شخص کے مناسب جو بات ہو اس کو ذکر کرکے بیعت لینی چاہیے۔ بحمداللہ مشائخ عظام اس کا خیال ولحاظ بھی کرتے ہیں۔

باب ۵۲ الصَّلوٰةُ كَفَّارَةٌ

نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ أَنَا كَمَا قَالَهُ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلوٰةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا أُرِيْدُ وَلٰكِنَّ الْفِتْنَةَ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا لَبَابًا مُغْلَقًا قَالَ أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْنَا أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ۔

ترجمہ حدیث حضرت حذیفہ رضؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر) فرمایا تم میں سے کسی کو فتنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے۔؟ میں نے (یعنی حذیفہ رضؓ نے) کہا مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح کہ آپ نے فرمایا تھا حضرت

عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک تم تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم (کی بات بیان کرنے) پر یا اس روایت کے بیان کرنے پر جری ہو (حذیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ انسان جو اپنے اہل وعیال اور اپنے مال واولاد اور ہمسایہ کے بارے میں مبتلائے فتنہ ہوتا ہے تو نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا مقصد اس فتنہ کے بارے میں معلوم کرنا نہیں ہے میرا مقصد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موج کیطرح جوش زن ہوگا (یعنی وہ عالمگیر فتنہ جو امنڈ آئے گا) حذیفہ رضؓ نے کہا اے امیرالمومنین آپ کو اس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے بلا شبہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ تبلاؤ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضؓ نے کہا توڑا جائے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر کبھی بند نہ کیا جاسکے گا۔ شقیق کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت حذیفہ رضؓ سے کہا "ہاں اسی طرح جانتے تھے جیسے تم، کل سے پہلے رات ہونے کو جانتے ہو، حضرت حذیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے (یعنی عمر رضؓ سے) وہ حدیث بیان کی جو پہیلی نہ تھی (یعنی غلط نہ تھی) شقیق کہتے ہیں کہ ہمیں (دروازہ) کے متعلق) حضرت حذیفہ رضؓ سے دریافت کرنے میں ڈر لگا (یعنی ان کا رعب مانع ہوا) تو ہم نے مسروق سے کہا تو انہوں نے پوچھا تو حذیفہ رضؓ نے فرمایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر رضؓ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ تکفرھا الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہٖ | والحدیث ھٰھنا ص۷۵ ویاتی ص۱۹۳ و ص۲۵۴ و ص۵۰۷ و ص۱۰۵۱۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِي هٰذَا قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ۔

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اپنا قصور بیان کیا تو اللہ تعالےٰ نے (سورہ ہود کی) یہ آیت نازل فرمائی۔ دن کے دونوں کناروں (صبح وشام) اور رات کے کچھ حصوں میں

نماز قائم رکھو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم خاص میرے لئے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میری تمام امت کیلئے یہی حکم ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ان الحسنات یذھبن السیئات"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۵ و یاتی ص۶۷۸۔

مقصد ترجمہ اب یہاں امام بخاری رح نماز کی بڑی فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ نماز اتنی بڑی اور عظیم ترین فضیلت کی چیز ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیئات۔

تشریحات تکفرھا الصلوٰۃ الخ حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ مرجیہ نے اس باب کی دونوں حدیثوں کے ظاہر سے یہ استدلال کیا ہے کہ افعال خیر کبائر و صغائر سب معاصی کیلئے کفارہ ہو جاتے ہیں لیکن جمہور اہل سنت کے نزدیک صرف صغائر معاف ہوتے ہیں کیوں کہ بعض روایت میں قید مذکور ہے اذا اجتنب الکبائر (مسلم)

نیز قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:-

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ النساء آیت ۳۱) اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دینگے۔

بہر حال کبائر کی معافی کیلئے ضابطہ ہے توبہ کما فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ التحریم)

اہل سنت کے نزدیک بلا توبہ بھی معاف ہو سکتا ہے لیکن ضابطہ توبہ ہے۔

ایکسر ام یفتح ممکن ہے کہ حضرت عمر رض نے کسر سے کنایہ کیا ہو قتل سے اور فتح سے کنایہ کیا ہو موت سے۔

دوسری روایت ص۷۶ میں ہے ان رجلا اصاب الخ اس رجل کے سلسلہ میں اصح الاقوال یہ ہے کہ حضرت ابوالیسر رض (بفتح الیاء والسین المہملۃ (عمدہ)

مزید تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری کتاب التفسیر یعنی جلد نہم ص۲۹۷ تا ص۲۹۸

التنویر بصلوٰۃ الفجر افضل علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ وفی الآیۃ المذکورۃ اقم الصلوٰۃ طرفی النھار الخ دلیل علیٰ قول ابی حنیفۃ رح الخ (عمدہ)

فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں ابو حنیفہ رح کی دلیل ہے کہ فجر میں اسفار اور عصر میں تاخیر افضل ہے اس لئے کہ دن

کے دکو کنارے طلوع و غروب ہیں ان دونوں اوقات میں بالاتفاق نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے مجازی معنی یعنی قریب طلوع اور قریب غروب متعین ہوگا یعنی فجر کی نماز طلوع آفتاب کے قریب پڑھی جائے یعنی اسفار میں۔

اسی طرح عصر کی نماز غروب آفتاب کے قریب پڑھی جائے لیکن چونکہ غروب آفتاب سے قبل اصفرار شمس وقت مکروہ ہے اس لئے وقت مکروہ میں یعنی اصفرار شمس سے پہلے پڑھی جائے گی۔

نیز آیت کریمہ میں زلفامن اللیل ہے اور زلف جمع زلفۃ کی اور اقل جمع تین ہے اس لئے رات کے حصے میں تین وقت ایسے ہونے چاہیں کہ جن میں نماز پڑھی جائے جن میں دو یعنی مغرب اور عشاء تو بالکل ظاہر ہے اور تیسری نماز وتر ہے۔

تفصیل اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ۔ محمد عثمان غنی بیگوسرائے

باب فَضْلِ الصَّلٰوۃِ لِوَقْتِھَا

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ الْوَلِیْدُ بْنُ الْعَیْزَارِ اَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّیْبَانِیَّ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ ھٰذِہِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ۔

ترجمہ حدیث | ابو عمرو سعد بن ایاس شیبانی کہتے ہیں کہ ہم سے اس گھر والے نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گھر بتلایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔ پھر پوچھا اس کے بعد کونسا عمل؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ (تین) باتیں مجھ سے بیان کیں اور اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو آپ اور زیادہ بیان فرماتے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی الصلوٰۃ علی وقتھا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ههنا ص۷۵ تا ص۷۶ و یاتی فی کتاب الجهاد ص۳۹۰ و ص۴۸۲ و ص۱۱۲۴ مسلم اوّل ص۶۲۔

مقصد ترجمہ | باب سابق میں بیان کیا گیا تھا الصلوٰۃ کفارۃ۔ اس باب سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ گناہوں کا کفارہ نماز ہوگی جو وقت پر پڑھی جائے جیسا کہ ترجمہ میں امام نے تصریح کردی ہے "لوقتها"، اگر بے وقت پڑھی جائے گی تو یہ فضیلت و انعام تو در کنار اس پر استغفار کی ضرورت ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ ترجمہ شارحہ ہے چونکہ حدیث الباب میں الصلوٰۃ علی وقتها تھا اس لئے امام نے شرح فرمادی کہ یہاں علیٰ لام کے معنی میں ہے اس لئے کہ علیٰ سے بظاہر شبہ ہوتا تھا کہ وقت سے پہلے پڑھے کیونکہ علیٰ استعلاء کیلئے ہے اس لئے وضاحت کردی اور مطلب یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھی جائے قضا نہ کیجائے۔

ای العمل احب الخ اس کی پوری تفصیل جلد اوّل میں آچکی ہے کہ جوابات کے اختلاف کا سبب مختلف ہے کبھی سائل کے احوال کا اختلاف اور کبھی اختلاف ازمنہ و واقعات وغیرہ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص۲۱۹ بعنوان اشکال۔

ولو استزدته لزادنی یعنی اگر میں اور اعمال و اشیاء کے متعلق پوچھتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مزید بتلاتے لیکن ملول کے خیال سے میں نے مزید سوال چھوڑ دیا۔

بَابٌ ۳۵۵ الصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا إِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا۔

۵۱۰۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهَا الْخَطَايَا۔

باب، پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں جب کوئی ان نمازوں کو جماعت سے یا (عند العذر) بغیر جماعت کے اپنے وقت پر پڑھے۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ

فرماتے تھے کہ بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ پانچ مرتبہ کا غسل کرنا اس کے میل کچیل کو باقی رہنے دے گا؟ صحابہ نے عرض کیا جی نہیں یہ غسل اس میل کچیل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دے گا. آپ نے فرمایا بس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ انکے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے.

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ذلک مثل الصلوات الخمس یمحوا اللہ بہا الخطایا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومسلم اوّل ص۲۳۵ وترمذی ثانی فی ابواب الامثال ص۱۱۱ ونسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ صلوات خمسہ کفارہ ہیں جب کہ ان کو اپنے اوقات میں ادا کیا جائے۔

اور ایک باب پہلے جو گذرا ہے باب ۳۵۵ اس میں خمسہ کی قید نہیں ہے اور یہاں قید ہے تو معلوم ہوا کہ پہلا باب عام ہے اور یہ باب خاص ہے پس تکرار کا اشکال ختم ہو گیا.

تشریح کیلئے حدیث ۵۰۵ ملاحظہ فرمائیے مرجیہ کا استدلال وجواب.

بَابُ ۳۵۶ فِیْ تَضْیِیْعِ الصَّلٰوۃِ عَنْ وَقْتِہَا

باب، نماز کو بیوقت کر کے ضائع کر دینے کے بیان میں

۵۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَھْدِیٌّ عَنْ غَیْلَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِمَّا کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِیْلَ الصَّلٰوۃُ قَالَ اَلَیْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِیْہَا۔

ترجمہ حدیث | حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھیں انمیں سے میں اب کوئی بات باقی نہیں پاتا ہوں عرض کیا گیا کہ نماز؟ (یعنی نماز تو باقی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ نماز کے اندر بھی تم نے وہ ہیر پھیر کر رکھی ہے جو کر رکھی ہے؟

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ الیس صنعتم ما صنعتم فیہا۔ بعض نسخہ میں ہے الیس ضیعتم ما ضیعتم فیہا

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں: وھو اوضح فی مطابقۃ الترجمۃ. یعنی یہ نسخہ ترجمۃ الباب

کے زیادہ مناسب ہے۔

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ اَبُوْ عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ اَخِيْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا اَدْرَكْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ نَحْوَهٗ ۔

ترجمہ ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالواحد بن واصل ابوعبیدہ حدّاد نے بیان کیا اور ان سے عثمان بن ابی روّاد نے جو عبدالعزیز بن روّاد کے بھائی ہیں۔ بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ میں نے امام زہری سے سُنا وہ فرمارہے تھے کہ میں دمشق میں (جو ملک شام کا عظیم و مشہور شہر ہے) حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گیا وہ رُو رہے تھے میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ (یعنی رونے کا سبب کیا ہے؟) تو فرمایا میں نے جو چیزیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں) دیکھی ہیں اب ان میں سے کوئی چیز نہیں پاتا۔ صرف ایک نماز ہے اور یہ نماز بھی برباد کردی گئی ہے اور بکر بن خلف نے کہا کہ ہم سے محمد بن بکر برسانی نے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن ابی روّاد نے اسی طرح بیان کیا۔

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھٰذہ الصّلوٰۃ قد ضیّعت"۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس سے پہلے بتلایا کہ نمازوں کو وقت پر پڑھنا بڑی فضیلت کی چیز ہے اور مکفر سیئات ہے اب اپنی عادت کریمہ قدیمہ کے طور پر اسکی ضد بیان کررہے ہیں کہ جو وقت چھوڑ کر بے وقت ادا کریگا اس پر گناہ لازم۔

۲۔ بہت ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ سے سورہ مریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہو:

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصّلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیّا۔ (سورہ مریم آیت ۵۹)

پھر ان (سلف صالحین) کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کردیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے لگ گئے۔ سو یہ لوگ عنقریب گمراہی (یعنی عذاب) میں مبتلا ہوں گے۔

❁ ❁ ❁

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک وقت مستحب سے تاخیر مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز کا وقت بالکل نکالکر وقت کے بعد پڑھے اور بتادیا کہ یہ لوگ اس وعید میں داخل ہیں۔

تشریح امام بخاری نے اس باب میں حضرت انس بن مالکؓ کی دو روایتیں پیش کی ہیں پہلی روایت میں اختصار ہے مسند احمد میں تفصیل ہے: عثمان بن سعد کہتے ہیں کہ:

سمعت انس بن مالك يقول ما اعرف شيئا مما عهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اليوم فقال ابو رافع يا ابا حمزة ولا الصلوٰة فقال اوليس قد علمت ما صنع الحجاج في الصلوٰة۔

میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں آج ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی محفوظ نہیں پاتا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھا تھا تو ابو رافع نے کہا اے ابو حمزہ اور نہ نماز کو؟ تو فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حجاج نے نماز میں کیا کیا۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۰۸)

اشکال بخاری کی اس ص کی روایت میں تو یہ ہے کہ نماز بھی صحیح نہ تھی لیکن بخاری ص ۱۰۰ پر حضرت انسؓ سے منقول ہے ما انكرت شيئا الا انكم لا تقيمون الصفوف۔

بظاہر دونوں میں تعارض ہے اس لئے کہ اس باب کی روایت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کچھ ضائع کر دیا اور ص ۱۰۰ کی روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک تھا صرف صفوں کے اندر خرابی تھی۔

جواب: اس باب والی روایت کا تعلق دمشق سے ہے اور ص ۱۰۰ والا واقعہ مدینہ کا ہے جیسا کہ خود روایت تصریح ہے۔

صورت یہ ہے کہ حضرت انسؓ اس نیت سے دمشق تشریف لیگئے کہ وہاں جاکر ولید بن عبدالملک کے پاس حجاج کی شکایت کریں وہاں جاکر دیکھا کہ ان لوگوں (یعنی بنی امیہ والے) نے جس طرح اور چیزوں کو ضائع کر رکھا تھا نماز کو بھی ضائع کر رکھا تھا وقت پر ادا نہ کرتے تھے یہ منظر دیکھ کر حضرت انسؓ رو نے بیٹھ گئے اور یہ فرمایا لا اعرف الخ اور جب وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ مدت کے بعد آئے ہیں ہمارے اندر کوئی تغیر تو نہیں پایا تو فرمایا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے صرف اتنی بات ہے کہ صفوں کے اندر سیدھا پن نہیں ہوتا یہ کوتاہی ہوتی ہے۔

بَابُ ۳۵۷ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ

نمازی نماز میں اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے

۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى يُنَاجِي رَبَّهُ

فَلَا يَتْفُلَنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ۔

ترجمہ حدیث | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا صلّی یناجی ربّہ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ۶ ومرّ الحدیث ۳۸ ۵۸ و ۵۹ " " و ۱۶۳۔

۵۱۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ وَاِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ فَاِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا يَتْفُلُ قُدَّامَهُ اَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ وَقَالَ شُعْبَةُ لَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ وَقَالَ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْزُقُ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ۔

ترجمہ | حضرت انسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ کتے کی طرح نہ بچھائے اور جب تھوکنا چاہے تو اپنے سامنے یا داہنی جانب ہرگز نہ تھوکے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے پروردگار سے سرگوشی کر رہا ہے، اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ اپنے آگے یا سامنے (شک راوی) نہ تھوکے لیکن اپنے بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے اور شعبہ نے قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نمازی اپنے سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکے۔ لیکن اپنے بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے اور حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قبلہ کیطرف نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب البتہ اپنے بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فانّہ یناجی ربّہ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ۶ ومرّ آنفا ۶ ویاتی ۱۶۳۔

مقصد ترجمہ | مقصد یہ ہے کہ جب نمازی نماز میں اپنے پروردگار سے مناجات وسرگوشی کا شرف حاصل

کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ پروردگار سے مناجات وسرگوشی عظیم ترین مرتبہ وبلند درجہ ہے تو اس سے لازم ہے کہ مومن اپنے اندر نماز کی لگن پیدا کرے اور سبقت کرے، فرائض کو اس کے وقت پر ادا کرنے کا پورا پورا اہتمام کرے چونکہ نماز مواقیت ہی میں ادا ہوتی ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا فافکر سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قرب ہوتا ہے اس لئے پورے شرائط وآداب کا لحاظ ضروری ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر کلائیاں اٹھائے رکھے۔

تشریح امام بخاریؒ نے متعدد سندوں سے تھوکنے کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ تو چونکہ اس کی حدیث ۳۹۵ سے باب ۲۶۹ حدیث ۴۰۵ تک۔

خلاصہ یہ ہے کہ سامنے تھوکنے کی ممانعت مناجات وسرگوشی کیوجہ سے ہے اور داہنی طرف کی ممانعت فرشتوں کیوجہ سے۔

بَابٌ ۳۵۸ اَلْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

باب. گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَنَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ حدیث صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ ہم سے عبدالرحمان بن ہرمز اعرج وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نافعؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی اور ان دونوں حضرات ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اس لئے کہ گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہوتی ہے (یعنی جہنم کی حرارت کے انتشار کیوجہ سے ہے)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ابردوا بالصلوٰۃ" لان المراد بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظہر۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ۵۱۵ وسیاتی الحدیث ۵۱۷ مع زیادۃ ذکر اشتکاء النار ویاتی

تلک الزیادۃ نقطہ فی بدء الخلق فی باب صفۃ النار ص۶۶۲ وابن ماجہ ص۴۹ وابوداؤد فی باب وقت صلوٰۃ الظہر ص۵۸ تا ص۵۹ ومسلم ص۲۲۴۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ۔

ترجمہ حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ گرمی میں) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذن (بلالؓ) نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو ٹھنڈا ہونے دو یا فرمایا ٹھہر جا ٹھہر جا اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے (یعنی جہنم کی حرارت کے انتشار سے ہوتی ہے) اس لئے جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا وقت کے انتظار میں مؤخر کر دیا کرو یہانتک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

تلول بضم التاء المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف اللام جمع تل بفتح اولہ الخ یعنی ٹیلا قسطلانی

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ لان المراد بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظہر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۶ تا ص۷۷ ویاتی فی باب الابراد بالظہر فی السفر ص۷۷ و یاتی ص۸۸ تا ص۸۹ وص۴۱ تا ص۴۶۲۔

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَارَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اور یہ کہ جہنم نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ اور کہا اے پروردگار میرے بعض حصے نے بعض حصے کو

کھالیا تو پروردگار نے اس کو (سال میں) دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں اور وہی سخت گرمی ہے جس کو تم (موسم گرما میں) محسوس کرتے ہو اور سخت سردی ہے جو تم (جاڑے میں) سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

مُطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ"

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا مکرر وھٰذا الحدیث لہ طرفان اما طرفہ الاول وھو طرف الابراد بالصلوٰۃ فقد مر ممکن واما طرفہ الثانی وھو طرف اشتکاء النار فیاتی ص۴۶۲ واخرجہ النسائی فی الصلوٰۃ۔

۵۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ تَابَعَہٗ سُفْیَانُ وَیَحْیٰی وَاَبُوْ عَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اس روایت کو اعمش سے بیان کرنے میں سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان اور ابوعوانہ نے حفص بن غیاث کی متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ابردوا بالظھر فان شدۃ الحر من فیح جھنم۔

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا مکرر ویاتی ص۴۶۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب الابراد سے ان حضرات کی تردید ہے جو لوگ نماز ظہر میں علی الاطلاق تعجیل کو مستحب قرار دیتے ہیں اور ابراد کے منکر ہیں۔

نیز ان حضرات کی بھی تردید داخل مقصود ہے جو ابراد کے واسطے شروط و قیود کو مانتے ہیں مثلاً جیسے کا مکان مسجد سے دور ہو اور راستہ سایہ دار نہ ہو (۲) گرم ملک ہو (۳) مسجد جماعت میں آنا ہو تو اس وقت ابراد مستحب ہے جیساکہ حضرات شوافع رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے رد کردیا کہ انفراد و جماعت دور و نزدیک کی کوئی قید نہیں بلکہ ابراد کا سبب فقط شدت حر (گرمی کی شدت) ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کو مطلق رکھکر تبلادیا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو

ابراد اولیٰ وافضل ہوگا خواہ کسی وقت ہو، کسی مکان میں ہو، جماعت کی نماز ہو یا منفرد کی، ہر حال میں گرمی کی شدت کے وقت ابراد افضل ہوگا۔
یعنی امام بخاریؒ نے جمہور بالخصوص احناف کی موافقت کی ہے۔

تشریح امام بخاریؒ نماز کی فضیلت کے بعد اوقات نماز کا بیان شروع کر رہے ہیں اور پانچوں نمازوں کے الگ الگ اوقات تفصیل سے بیان کر رہے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے نماز ظہر کا ذکر کیا ہے اس وجہ سے کہ امامت جبرئیلؑ کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضور اقدسؐ کو سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔

سوال قاعدہ کے مطابق امام بخاریؒ کو چاہیئے تھا کہ پہلے ظہر کا بیان کرتے اس کے بعد ابراد بالظہر کو ذکر فرماتے کیونکہ ابراد بالظہر اوصاف میں سے ہے اور اوصاف موصوف کے تابع ہوتا ہے۔
جواب: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں انما قدم ابراد بالظہر علی باب وقت الظہر للاھتمام بہ (عمدہ) یعنی ابراد بالظہر کا اہتمام بیان کرنے کیواسطے اس کو مقدم کر دیا۔
حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ باب سابق میں امام بخاریؒ نے مناجات کا باب قائم کیا کہ نماز کے اندر اللہ تعالےٰ سے مناجات ہوتی ہے، مسلمانوں کی معراج ہوتی ہے تو یہ باب باب سابق کیلئے بطور تکملہ کے ذکر فرمایا کہ جب نماز پروردگار عالم کے ساتھ مناجات و سرگوشی ہے تو ابراد کے وقت صحیح ہوگی جو سکون و اطمینان کا وقت ہے شدت گرمی میں صحیح نہیں ہوسکتی اسکی وجہ ایک یہ ہے کہ سکون قلب میسر نہ ہوگا۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ شدت گرمی غضب خداوندی کے مظاہرہ کا وقت ہے اس لئے اس وقت تاخیر کر کے ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔
تیسری حدیث یعنی حدیث ۵۱۷ میں ہے اشتکت النار ای قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتکت النار الخ اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ شکایت بزبان قال تھی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام عیاض، قرطبی اور امام نوویؒ کی یہی رائے ہے بلاشبہ حق تعالےٰ کو قدرت ہے کہ کسی بھی مخلوق کو قوت گویائی عطا کر دے جیسا کہ ہدہد کا واقعہ شاہد ہے۔ تفصیل کیلئے عمدۃ القاری دیکھئے۔
اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ شکایت نار کنایہ ہے غلیان جوش مارنے سے اور اکل کنایہ ہے بعض اجزاء کے ازدحام سے تنفسہا مجاز عن خروج ما یبرز منہا (عمدہ)

سوال جہنم نے شکایت کیوں کی؟ جواب: یہ تو حق تعالےٰ ہی جانتے ہیں کہ البتہ بیان اس واسطے کر دیا کہ جہنم کی

شدت معلوم ہوجائے پھر بندہ اعمال صالحہ اختیار کرے۔

نفس فی الشتاء ونفس فی الصیف الخ جہنم کے دو سانس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے دو طبقے ہیں ایک نار اور دوسرا زمہریر کا، جہنم اپنے طبقہ نار کے سانس سے گرمی پھینکتی ہے اور طبقہ زمہریر کے سانس سے سردی پس دونوں طبقوں کو شکایت ہوگئی تھی جیساکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں: وھواشد ماتجدون من الحر الخ

بَابٌ ۳۵۹ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ

باب سفر میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

۵۱۹ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَفَيَّؤُ يَتَمَيَّلُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوذر غفاری رضؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ مؤذن نے ظہر کی نماز کیلئے اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہوجانے دو پھر (کچھ دیر بعد) مؤذن (حضرت بلال رضؓ) نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہوجانے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔ پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے اس لئے جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا یتفیؤ کے معنی ہیں یتمیل یعنی جھکتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کنا فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظھر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد "

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۷ ومر ص۷۶ ویاتی ص۸۵ تا ص۸۸ وص۴۶۱ تا ص۴۶۲ ومسلم فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد غالباً امام شافعیؒ پر رد ہے کیوں کہ امام شافعیؒ ابراد کے واسطے انتیاب من بعید کی قید لگاتے ہیں یعنی یہ ابراد اس وقت پر محمول ہے جب لوگ دور سے نماز پڑھنے

کیلئے مسجد میں آتے ہوں ان لوگوں کی رعایت سے نماز مؤخر کرنا بہتر ہے۔

امام بخاری رح نے حدیث الباب سے رد کردیا کہ حدیث الباب میں سفر کا واقعہ ہے اور سفر میں انتیاب من بعید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ سفر میں تمام نمازی ساتھ تھے، کسی شخص کے دور سے آنے کا احتمال نہیں تھا اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض کو بار بار ابراد کا حکم دیا، چنانچہ امام ترمذی رح باوجود شافعی ہونے کے فرماتے ہیں۔

قال ابو عیسیٰ ومعنی من ذہب الی تاخیر الظہر فی شدۃ الحر ہو اولیٰ واشبہ بالاتباع واما ما ذہب الیہ الشافعی ان الرخصۃ لمن ینتاب من البعد وللمشقۃ علی الناس فان فی حدیث ابی ذر ما یدل علی خلاف ما قال الشافعی الخ (ترمذی ص۲۳ ج۱)

حافظ عسقلانی کی تاویل

حافظ عسقلانی رح نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ قد کان ذلک فی السفر فلعلہ اخر الظہر حتی یجمعہا مع العصر (فتح)

حافظ فرماتے ہیں کہ یہ سفر کا واقعہ ہے اس لئے آپ کا قصد نماز ظہر کو عصر کے وقت میں پڑھنا تھا یعنی یہ تاخیر جمع بین الصلوٰتین کیلئے تھی۔ نہ کہ اس وجہ سے کہ ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے۔

جواب: یہ تاویل بالکل درست نہیں اس لئے کہ اس طرف نہ روایت میں کوئی اشارہ ہے اور نہ ہی ترجمۃ الباب میں۔

یہاں تو امام بخاری رح ابراد فی السفر کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ باب سابق میں ابراد فی الحضر کو بیان فرمایا ہے نیز خود الفاظ روایت میں غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ آپ نے ابرد ابرد فرمایا اگر مقصد جمع بین الصلوٰتین ہوتا تو فرماتے "اخر حتی نجمع"

امام بخاری رح کے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ گرمی کی شدت کے موقع پر ظہر کی نماز میں ابراد کا حکم (یعنی ٹھنڈا ہوجانے تک تاخیر کا حکم) سفر و حضر دونوں میں عام ہے۔

امام بخاری رح کی عادت مبارکہ

امام بخاری رح کی عادت ہے کہ جب حدیث پاک میں کوئی ایسا لفظ آجائے جو قرآن مجید میں بھی آیا ہے تو قرآن مجید کے لفظ کی بھی تفسیر کردیتے ہیں یہاں حدیث پاک میں فی کا لفظ آیا تھا۔ (بفتح الفاء وسکون الیاء بعدہا ہمزہ ہو ما بعد الزوال فی الظل) اور اسی مادّہ سے قرآن مجید سورہ نحل آیت ۴۸ میں یتفیؤ ظلالہ آیا تھا اس لئے اس کی تفسیر بیان کردی کہ بمعنی یتمیل ہے یعنی اس کے سائے دائیں بائیں جھک جاتے ہیں۔

حتی رأینا فیئ التلول تلول بضم المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف اللام جمع تل بفتح اولہ بمعنی ٹیلہ۔ حضرت ابوذر رض فرماتے ہیں کہ پھر حضرت بلال رض نے اتنی تاخیر کی کہ ہم لوگوں نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا، اور یہ مشاہد ظاہر

ہے کہ ٹیلے منبسط یعنی عریض و پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے اسکا سایہ دیر میں ظاہر ہوتا ہے۔
بخاری رح کی ایک اور روایت میں ہے حتی ساوی الظل التلول، (بخاری ص۸۷ تا ص۸۸) یعنی ٹیلوں کا سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا یعنی سایہ ایک مثل ہو گیا تب نماز پڑھی جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ نماز مثل ثانی میں ہوئی اور ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے یہی حنفیہ کے یہاں مفتی بہ قول ہے۔

بَابٌ ۳۶۱ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ۔

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

باب، سورج ڈھلنے کے وقت سے ظہر کا وقت (شروع ہوتا ہے) یعنی زوال کے بعد سے ظہر کا وقت ہو جاتا ہے بالاتفاق اور حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کی گرمی میں پڑھتے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رض بن مالک سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے وقت باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا۔ اور یہ بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے امور پیش آئیں گے پھر فرمایا جو شخص بھی کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ لے۔ جبتک میں اس جگہ ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھوگے میں تبلا دوں گا۔

یہ سنکر لوگ خوف کے مارے رونے لگے اور آپ بار بار یہی فرماتے کہ مجھ سے سوال کرو چنانچہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رض کھڑے ہوئے اور پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر آپ بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو تو حضرت عمر رض (ادب سے) دو زانو بیٹھکر عرض کرنے لگے ہم اللہ تعالے کے پروردگار

ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں اس پر آپؐ نے سکوت فرمایا پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس دیوار کے گوشے میں ابھی جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں تو میں نے (جنت کی طرح) بہتر اور (جہنم کیطرح) بدتر کوئی چیز نہیں دیکھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "خرج حین زاغت الشمس فصلی الظہر"

تعدد موضعہ | قولہ وقال جابر، ہو طرف من حدیث وصلہ فی باب وقت المغرب ص٧٩ والحدیث ھھنا ص٧٧ ومر ص٢٠ ویاتی ص٦٦٥ و ص٩٤١ و ص٩٦٠ و ص١٠٥١ " " و ص١٠٨٣ " " "

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ وَيُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ مَرَّةً فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

ترجمہ | حضرت ابو برزہ اسلمی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کوئی (نماز سے فارغ ہوکر) اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپؐ اس میں ساٹھ آیات سے لیکر سَو آیتوں تک پڑھتے، اور ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا، اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی مدینہ کے آخری کنارے تک چلا جاتا تھا (یعنی گھر لوٹ جاتا تھا) اور آفتاب متغیر نہیں ہوتا (یعنی آفتاب کا رنگ زرد نہ ہوتا) راوی (ابوالمنہال) نے کہا کہ مغرب کے بارے میں میں بھول گیا کہ ابو برزہ رضؓ نے کیا کہا تھا۔ اور آپؐ عشاء کی نماز میں ایک تہائی رات مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے پھر ابوالمنہال نے کہا کہ نصف رات تک مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے اور معاذ بن معاذ بصری نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ پھر میں ابوالمنہال سے ایک بار ملا تو انھوں نے کہا تہائی رات (یعنی مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ویصلی الظہر اذا زالت الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۷ ویاتی ص۴۸ وفی باب القرأۃ ص۱۰۶۔

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَالِبُ نِ الْقَطَّانُ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُزَنِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالظَّھَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰی ثِیَابِنَا اِتِّقَاءَ الْحَرِّ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوپہر دن میں ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے تو گرمی سے بچنے کیلئے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان صلوٰتھم خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالظھائر یدل علی انھم کانوا یصلون الظھر فی اول وقتہ وھو وقت اشتداد الحر عند زوال الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۷ ومر ص۵۶ ویاتی ص۱۶۱۔

مقصد ترجمہ اس ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک تو ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو لوگ قبل الزوال وقت الظہر کے قائل ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے، علامہ ابن رشد فرماتے ہیں: اتفقوا علی ان اول وقت الظھر الذی لا تجوز قبلہ ھو الزوال الا خلافا شاذا روی عن ابن عباس والا ما روی من الخلاف فی صلوٰۃ الجمعۃ علی ما سیاتی۔

(بدایۃ المجتہد ص۶۷)

یعنی ظہر کے وقت کی ابتداء عند الزوال یعنی سورج ڈھلتے ہی ہو جاتی ہے اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ، ھو الذی استقر علیہ الاجماع (فتح)

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں عند الزوال کی قید سے قائلین قبل الزوال پر رد کر دیا۔

ع۲ نیز ان لوگوں پر بھی رد مقصود ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ زوال کے بعد فوراً ظہر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے بلکہ زوال کے بعد بقدر الشراک سایہ کے بعد ظہر کا وقت ہوتا ہے۔

بہر حال امام بخاریؒ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کہ ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ باب کی پہلی حدیث میں ہے خرج (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حین زاغت الشمس فصلی الظھر الخ اور معلوم ہے کہ فا تعقیب بلا تاخیر کیلئے ہے یعنی آپ نے سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

۳۔ نیز امام کا مقصد یہ بھی بتلانا ہو سکتا ہے کہ سابق باب میں جو ابراد بالظہر یعنی شدید گرمی کے وقت ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا چاہیئے یہ حکم استحبابی ہے۔

نیز اس باب کی دوسری روایت اور تیسری روایت سے بھی ثابت ہے کہ ظہر کا وقت بعد الزوال بلا تاخیر شروع ہو جاتا ہے اور قبل الزوال نہ ظہر جائز ہے اور نہ جمعہ جائز۔

بَابُ تَاخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ

باب، ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرنے کا بیان

۵۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ أَيُّوبُ لَعَلَّهُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ قَالَ عَسَى۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہتے ہوئے (یعنی حالت اقامت میں) سات رکعتیں اور آٹھ رکعتیں نماز (ایک ساتھ) پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کو ملا کر سات رکعتیں اور ظہر اور عصر کو ملا کر آٹھ رکعتیں (ترجمہ سے ظاہر ہو گیا کہ لف ونشر غیر مرتب ہے) ایوب سختیانی رح نے جابر بن زید رح سے کہا شاید بارش کی رات میں ایسا کیا ہو گا؟ جابر نے کہا ہو سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "سبعا وثمانیا"۔ اس کی وضاحت مقصد ترجمہ سے ہو گی ان شاء اللہ

تعدد موضع والحدیث ھھنا ص۷۸ ویاتی ص۹۰ وص۱۵۷ امسلم اول ص۲۴۶ ابوداؤد ص۱۷۱ فی باب الجمع بین الصلوٰتین۔ والنسائی ص۷ فی الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں امام بخاری رح نے ظہر کا ابتدائی وقت بتایا تھا۔ وقت الظہر عند الزوال۔ اس باب میں ظہر کے انتہاء وقت کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں۔ "تاخیر الظہر الی العصر" یعنی ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔

اس سے امام بخاری رح نے ان لوگوں پر رد فرما دیا جو لوگ ظہر اور عصر کے درمیان وقت مشترک یا وقت مہمل مانتے ہیں امام نے تبلا دیا کہ ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔

یعنی ظہر کا آخری وقت اس وقت ہوتا ہے جب عصر کا ابتدائی وقت ہوتا ہے. معلوم ہو گیا کہ ظہر اور عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے اور نہ مہمل بلکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے وقت الظهر مالم يحضر العصر۔

۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے جمع صوری کو بیان کرنا ہو جس کے قائل حنفیہ ہیں ہیں گویا امام بخاری حنفیہ کی موافقت و تائید کر رہے ہیں۔

ظہر کا آخری وقت ظہر کے وقت کی ابتداء باتفاق ائمہ زوال کے بعد سے ہوتی ہے جس کی تفصیل باب ۳۶ میں گذر چکی ہے۔

ظہر کے آخری وقت میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے:۔

(۱) جمہور علماء اور صاحبین کے نزدیک مثل واحد ہے یہی ایک روایت امام اعظم سے بھی ہے۔

(۲) امام اعظم رح اور سفیان ثوری رح سے مشہور و ظاہر روایت یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے یعنی ہر شے کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

(۳) تیسرا قول امام مالک رح کا ہے کہ ظہر کا وقت مثل واحد تک ہے جمہور کے موافق لیکن مثل واحد کے بعد یعنی مثل ثانی کے شروع میں چار رکعت کی مقدار وقت ظہر و عصر دونوں کا مشترک وقت ہے اس کے عصر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

بہر حال امام بخاری رح کا رجحان و میلان یہی معلوم ہوتا ہے کہ ظہر و عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے اور نہ مہمل۔

جمع بین الصلوٰتین اس پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ بغیر کسی عذر کے جمع بین الصلوٰتین حقیقی جائز نہیں البتہ ائمہ ثلاثہ رح عذر کی صورت میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز کہتے ہیں، مثلاً سفر، مرض اور مطر یعنی بارش کی وجہ سے حقیقی جمع جائز ہے۔

پھر عذر کی تفصیل میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

جمع حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ وقت کے اعتبار سے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا۔ اور جمع صوری کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے بالکل اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں (مثلاً ظہر کی نماز بالکل آخری وقت اور عصر کی نماز بالکل شروع وقت میں ادا کی جائے) اس طرح دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہونگی۔ لیکن ایک ساتھ ہونے کی بنا پر صورتاً جمع بین الصلوٰتین کہہ دیا گیا۔

جمع بین الصلوٰتین میں مذاہب

(۱) امام شافعیؒ، امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سفر اور مطر (بارش) کیوجہ سے جمع بین الصلوٰتین جائز ہے

(۲) امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سفر و مطر کے علاوہ مرض کیوجہ سے بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے

(۳) سفر، مرض اور مطر کے بغیر یعنی بلا کسی عذر کے جمع بین الصلوٰتین ابن سیرینؒ ربیعۃ الرایؒ اور ابن منذر اور اہل حدیث کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اسکو عادت نہ بنالی جائے۔

(۴) امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ اور حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ جمع بین الصلوٰتین حقیقی صرف ایام حج میں عرفات اور مزدلفہ میں مشروع ہے اس کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں البتہ جمع صوری جائز ہے۔

اس اختلاف کا سبب ان روایات کی توجیہ میں ہے جو جمع بین الصلوٰتین کے بارے میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اس باب میں حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت میں ہے صلی بالمدینۃ سبعا وثمانیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہتے ہوئے سات رکعتیں اور آٹھ رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں۔

سبعا سے مراد مغرب اور عشاء ہے اور ثمانیا سے مراد ظہر اور عصر ہے تو چونکہ ظاہر لفظ حدیث سے شبہ ہو سکتا ہے کہ مثلاً ظہر وعصر کے وقت میں پڑھ لی یا اس کے برعکس اسی طرح مغرب وعشاء دونوں مغرب کے وقت میں پڑھ لی یا علی العکس۔

تو امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب سے صورت متعین کردی کہ ظہر کی تاخیر عصر تک ہے یعنی ظہر کی نماز کو ظہر کے آخری وقت تک مؤخر فرمادیا اور عصر کو اول وقت میں پڑھ کر جمع صوری فرمائی۔

جیسا کہ بخاریؒ ص۱۵۷ میں حضرت ابن عباسؓ کی یہی روایت ان کے شاگرد ابوالشعثاء (وہ جابر بن زید) نے یہی مفہوم بیان کیا ہے ابوالشعثاء جابر بن زید کا بیان ہے۔

قال سمعت ابن عباس قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظہر وعجل العصر وعجل العشاء واخر المغرب قال وانا اظنہ۔

(بخاری اول ص۱۵۷)

جابر بن زید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں ملاکر (ظہر و عصر کی) اور (مغرب وعشاء کی) سات رکعتیں ملاکر پڑھیں عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر میں جلدی (ابتدائی

وقت میں) اور عشاء میں جلدی کی (یعنی ابتدائی وقت میں) اور مغرب میں تاخیر کی (یعنی آخری میں پڑھی) ابوالشعثاء نے کہا میں بھی سمجھتا ہوں۔

نیز بعض روایت میں ہے من غیر خوف ولا مطر (نسائی ص ۱) اور بعض روایت میں ہے من خوف ولا سفر (نسائی ص ۲)

بہرحال احادیث جمع بین الصلوٰتین محتمل ہیں گنجائش دونوں معنی کی ہے۔

نیز اس قصہ کو سفر تبوک پر محمول کرنا مشکل ہے کیوں کہ سفر میں قصر کی وجہ سے ثمانیا مشکل ہے اس لئے دو دو رکعت کرکے اربعا ہوتا۔

۲ لفظ مدینہ کی صراحت ہے ۳ نسائی کی روایت میں صراحۃً سفر کی نفی موجود ہے۔

دلائل احناف

احناف کے اصول میں سے یہ ہے کہ وہ اختلافات روایات کے وقت اوفق بالقرآن کو اختیار کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا اوفق بالقرآن ہے

(۱) قول تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

(۲) حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

ان آیات میں یہ بات واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور ان کی محافظت واجب ہے ان اوقات کی خلاف ورزی باعث عذاب ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آیات قطعی الثبوت والدلالۃ ہیں اور اخبار آحاد اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں بالخصوص جب کہ اخبار آحاد محتمل وگنجائش توجیہ ہو۔

(۳) نیز بعض صحیح احادیث میں جمع صوری ہونے کی تصریح موجود ہے مثلاً بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے: قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر فی السفر یوخر صلوٰۃ المغرب حتی یجمع بینہا وبین العشاء قال سالم وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ اذا اعجلہ السیر یقیم المغرب فیصلیہم ثلاثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء الخ (بخاری اول ص ۱۴۹)

اس میں صراحت ہو رہی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر ٹھہر جاتے تھے پھر اس کے بعد نماز عشاء پڑھتے تھے۔

تو حضرت ابن عمرؓ کا مغرب پڑھ کر ٹھہرنا صرف اس لئے تھا کہ وقت عشاء کے دخول کا تیقن چاہتے تھے۔ خود حافظ ابن حجر نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس میں جمع صوری کی دلیل ملتی ہے۔

(فتح الباری جلد ۲ ص ۴۶۵)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّی صلوٰۃ الا لمیقاتہا الا صلاتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع الخ (مسلم اوّل ص۴۱۷ و بخاری اول ص۲۲۸)

صحیح بخاری و مسلم شریف کی یہ حدیث بالکل صریح اور صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نماز کو غیر وقت پر پڑھتے نہیں دیکھا سوائے مزدلفہ کے وہاں آپؐ نے مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا پس ایام حج کے علاوہ جمع بین الصلوٰتین کی روایات جمع صوری پر محمول ہونگی۔ واللہ اعلم ابوعمران محمد عثمان

بَابُ ۳۱۶ وَقْتِ الْعَصْرِ

باب۔ عصر کے وقت کا بیان

۵۲۴ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ دھوپ ان کے حجرے سے باہر نہ نکل پاتی تھی۔

مُطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتہا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومرّ الحدیث ص۷۷ وياتی ص۷۷۔

۵۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی کہ دھوپ ابھی ان کے حجرے میں تھی اور سایہ ان کے حجرے سے بلند نہ ہوا تھا (یعنی دیوار پر نہیں چڑھا تھا۔

مُطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہا صلی العصر والشمس فی حجرتہا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۸ تا ص۸۰ و یاتی ص۸۰ و ص۴۳۷ نسائی ص۵۹۔

۵۲۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِیْ حُجْرَتِیْ وَلَمْ یَظْھَرِ الْفَیْءُ بَعْدُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ مَالِكٌ وَیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَشُعَیْبٌ وَابْنُ اَبِیْ حَفْصَةَ وَ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَظْھَرَ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ دھوپ میرے حجرے میں ہوتی تھی اور سایہ ابھی تک نہ چڑھا ہوتا۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید اور شعیب بن ابی حمزہ اور ابن ابی حفصہ نے اپنی روایتوں میں یہ کہا کہ دھوپ ابھی اوپر نہ چڑھی ہوتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولھا یصلی صلوٰۃ العصر و الشمس طالعۃ فی حجرتی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۸ و ص۷۸ و ص۷۸ و ص۸۰ و ص۴۳۷۔

۵۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَیَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِیْ عَلٰی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ فَقَالَ لَہٗ اَبِیْ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْھَجِیْرَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْاُوْلٰی حِیْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَیُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰی رَحْلِہٖ فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْعَتَمَةَ وَکَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَھَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَھَا وَکَانَ یَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حِیْنَ یَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِیْسَہٗ وَیَقْرَأُ بِالسِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ۔

ترجمہ سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے والد نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن وقتوں میں پڑھتے تھے حضرت

ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو اس وقت پڑھتے تھے، جب دوپہر ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز (ایسے وقت پر) پڑھتے کہ پھر ہم میں سے کوئی اپنے گھر کی جو مدینہ کی اخیر میں ہوتا واپس پہونچ جاتا اور آفتاب ابھی زندہ ہوتا۔ سیار کہتے ہیں کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے مغرب کے بارے میں کیا کہا اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں جس کو تم عتمہ کہتے ہو تاخیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سوجانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ انسان اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومر فی ص۷۷ ویاتی ص۷۸ وص۸۴ وص۱۰۶۔

۵۲۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِی طَلْحَۃَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلٰی بَنِی عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَیَجِدُھُمْ یُصَلُّونَ الْعَصْرَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر انسان بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں (جو قبا میں تھا) جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ ھٰذا الحدیث ومطابقۃ بقیۃ احادیث ھٰذا الباب للترجمۃ من حیث ان دلالتھا علی تعجیل العصر وتعجیلہ لا یکون الا فی اول وقتہ وھو عند صیرورۃ ظل کل شیٔ مثلہ اومثلیہ علی الخلاف (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۸ ومر ص۷۸ ویاتی ص۱۰۹۰ ومسلم ص۲۲۵ والنسائی ص۵۹ تا ص۶۰۔

۵۲۹ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ أَخْبَرَنَا

ابُوبَکرِ بن عُثمان بنِ سَھْلِ بْنِ حُنَیفٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَۃَ یَقُولُ صَلَّیْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عبد العَزِیْزِ الظُّھْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حتی دَخَلْنَا عَلیٰ اَنَسِ بن مَالِكٍ فوجَدْنَاہُ یُصَلِّی العَصْرَ فَقُلْتُ یَا عَمِّ مَا ھٰذِہِ الصَّلوٰۃُ الَّتِی صَلَّیْتَ قَالَ العَصْرُ وَھٰذِہٖ صلوٰۃُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّتِی کُنَّا نُصَلِّی مَعَہٗ۔

ترجمہ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ظہر کی نماز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (خلیفہ) کے ساتھ پڑھی پھر ہم نکل کر حضرت انس بن مالکؓ کے پاس پہونچے تو ان کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں میں نے عرض کیا، چچا یہ کونسی نماز ہے؟ جو آپ نے پڑھی فرمایا عصر کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی جس کو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقت کیلئے حدیث بالا یعنی حدیث ۵۲۸ کی مطابقت دیکھئے۔

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بنِ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابنِ شِھَابٍ عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی العَصْرَ ثُمَّ یَذھب الذاھبُ مِنَّا اِلیٰ قُبَاءَ فَیَاتِیْھِمْ وَالشمسُ مُرْتَفِعَۃٌ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا تک (جو مدینہ منورہ سے ایک کوس ہے) جاتا تو وہاں پہونچ جاتا اور آفتاب بلند ہوتا۔

مطابقۃ للترجمہ ملاحظہ فرمایئے حدیث ۵۲۸ کی مطابقت۔

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِكٌ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی العَصْرَ وَالشمسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلیٰ العَوَالِی فَیَاتِیْھِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ وَبَعْضُ العَوَالِی مِنَ المَدِیْنَۃِ عَلیٰ اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ نَحْوِہٖ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت

پڑھتے کہ آفتاب بلند اور زندہ ہوتا پھر جانے والا عوالی جاتا تو وہ ایسے وقت میں پہونچ جاتا کہ آفتاب بلند رہتا اور بعض مدینہ سے چار میل یا اس کے قریب دوری پر واقع ہیں۔

مقصد ترجمہ باب سابق ص۳۶۱ میں گذر چکا ہے کہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے وقت الظهر مالم يحضر العصر۔

جس سے امام بخاری رح کا رجحان و میلان بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ظہر اور عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے نہ مہمل ہے بلکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ امام بخاری رح عصر کے اول وقت کو بیان کر چکے ہیں اب اس باب میں امام بخاری وقت مستحب و افضل کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ نماز عصر میں تعجیل مستحب ہے یا تاخیر؟

بخاری رح کا رجحان بظاہر تعجیل کیطرف ہے بخاری نے اس باب کے تحت آٹھ روایات ذکر کی ہیں لیکن ان روایتوں میں کوئی روایت ایسی نہیں ہے جو تعجیل یا اوّل وقت میں پڑھنے کی صریح دلیل ہو۔ اس لئے امام نے ان ہی محتمل روایات سے استدلال کر لیا ہے۔

پہلی تین روایتیں (۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶) حضرت عائشہ رض کی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ دھوپ حجرہ مبارکہ میں ہوتی تھی حجرہ مبارکہ سے باہر نہ نکل پاتی تھی، دوسری روایت اور تیسری روایت میں ہے کہ سایہ حجرہ مبارکہ سے اوپر دیوار پر نہ چڑھا تھا۔

جواب:- ۱ امام طحاوی رح فرماتے ہیں کہ حجرہ مبارکہ چھوٹا تھا اس لئے دھوپ غروب شمس کے قریب تک رہتی تھی (طحاوی اوّل باب صلوٰۃ العصر ہل تعجیل او تؤخر ص۹۴)

۲ والشمس فی حجرتها سے وہ دھوپ مراد ہے جو حجرہ شریف کے دروازے کی طرف سے آرہی تھی اس لئے کہ حجرۂ عائشہ رض مسجد نبوی کے مشرق میں ہے اور مسجد نبوی حجرہ سے مغرب میں ہے۔ اور اسی طرف حجرہ کا دروازہ ہے تو جب حجرہ کا دروازہ کھلا ہوگا تو مسجد کی جانب سے حجرہ میں غروب کے قریب تک دھوپ رہیگی اس لئے تعجیل پر استدلال صحیح نہیں۔

۳ حضرت علی بن شیبانی رض فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے (تو دیکھا کہ) آپ نماز عصر پڑھنے میں تاخیر کرتے تھے جبتک سورج سفید اور صاف رہتا (ابوداؤد ص۵۹ ج۱)

یہ حدیث تاخیر عصر کے بارے میں بالکل صریح ہے۔

۴ حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں تم سے زیادہ جلدی کرتے تھے

اور تم عصر میں جلدی کرتے ہو (ترمذی اوّل ص۲۳)

بہر حال احادیث دونوں طرح کے ملتے ہیں بعض سے تعجیل کی افضیلت اور بعض سے تاخیر کی۔

حضور اقدس شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی قطعی حکم کسی ایک جانب کا نہیں ہے اسلئے حضرات مجتہدین رحمہم اللہ نے قرائن واشارے دیکھکر اجتہاد سے ایک جانب کو ترجیح دی ہے امام شافعیؒ کے یہاں قاعدہ کلیہ ہے کہ اول وقت میں نماز افضل ہے اس لئے عصر میں تعجیل کو افضل قرار دیتے ہیں

امام اعظمؒ کی اول نظر قرآن حکیم پر جاتی ہے وہ اختلاف روایات کے وقت اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اوفق بالقرآن ہو اور تاخیر عصر کی روایات اوفق بالقرآن ہیں۔

۵ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰) یعنی طلوع وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے۔ طلوع شمس سے پہلے فجر کی نماز ہوئی اور غروب سے پہلے عصر کی۔

عرف میں قبل اور بعد سے مراد متصل زمانہ ہی مراد ہوتی ہے زیادہ دیر قبل اور بعد نہیں ہوتا۔ اس آیت کا تقاضہ تاخیر فی الفجر والعصر ہے جیسا کہ حنفیہ کا مسلک ہے۔

۶ دوسری آیت ہے اقم الصلوٰۃ طرفی النهار (سورہ ھود آیت ص۱۱۴)

یعنی دن کے دونوں کناروں میں نماز کو قائم کرو۔ اس سے تاخیر کی تائید ہوتی ہے

۷ قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی ممانعت ہے اس لئے اس کی تاخیر کیصورت میں نوافل کیلئے وقت زیادہ ملتا ہے اور تعجیل میں نوافل کا دروازہ بند ہوتا ہے۔

چوتھی روایت یعنی ۵۲۷ میں ہے اقصى المدينة" اور پانچویں یعنی ۵۲۸ میں ہے الی بنی عمرو بن عوف۔ اس سے مراد اہل قبا ہیں۔

ان دونوں روایتوں سے بظاہر تعجیل پر استدلال درست نہیں اسلئے کہ قبا مسجد نبوی سے تین میل یعنی ایک کوس ہے جو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کی مسافت ہے اس لئے تعجیل پر استدلال قطعاً درست نہیں دو مثل پر عصر پڑھکر آسانی سے جا سکتا ہے۔

اور بعد کی روایات میں عوالی کا لفظ آیا ہے۔

عوالی عالیۃ کی جمع ہے جس کے معنیٰ بلند کے ہیں مراد اس سے مدینہ منورہ کے اردگرد وہ بستیاں ہیں جو نجد کی جانب بلندی کیطرف ہیں اس کے مقابل تہامہ کیجانب کو سافلہ کہتے ہیں جمع سوافل۔

اربعۃ امیال یہ امام زہریؒ کا قول ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ساری بستیاں چار میل پر نہیں تھیں

ابوداؤد کی روایت میں صاف ہے دو میل یا تین میل، پھر یہ چلنے والے پر موقوف ہے سریع السیر کیلئے ایک گھنٹہ میں چار میل جانا کوئی مشکل نہیں پھر گرمی کے موسم اور سردی کے موسم کا فرق ہوگا۔

غالب گمان ہے کہ عوالی سے بھی مراد قبا ہی ہے فلا اشکال۔

بَابُ ۳۶۳ اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

باب۔ اس شخص کے گناہ کا بیان جسکی نماز عصر فوت ہوگئی (قضا ہوگئی)

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلْتَ لَهُ قَتِيلًا اَوْ اَخَذْتَ مَالَهُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت (قضا) ہوگئی تو گویا اس کا گھر بار، مال اسباب سب لٹ گیا۔

امام بخاریؒ نے کہا (سورہ محمد میں جو آیا ہے لَنْ يَتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ) یہ يَتِرَ مشتق ہے وترت الرجل سے جب کسی کے آدمی کو قتل کر دو یا اس کا مال لوٹ لو۔

مُطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "الذی تفوتہ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اھلہ ومالہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۸ ومسلم اول ص۲۲۶ وابوداؤد اول ص۶۰ والنسائی ص۶۰ ترمذی اول ص۲۴ ابن ماجہ ص۵۰۔

مقصد ترجمہ اس باب سے اور آنے والے باب سے امام بخاریؒ کا مقصد صلوٰۃ عصر کی اہمیت بیان کرنا ہے اور خصوصی ترغیب ہے چونکہ صلوٰۃ عصر صلوٰۃ وسطی ہے جس کی محافظت کا خاص طور سے حکم ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

وجہ تخصیص عصر کا وقت ہر موسم میں مشغولیت کا وقت ہے اہل تجارت ہو یا زراعت، مزدور ہو یا صنعتکار (کاریگر) ہو ہر ایک کی مشغولیت وانہماک کا وقت ہوتا ہے۔ نیز یہ وقت شہود ملائکہ اور نزول برکات کا وقت ہے اس لئے بلا شرعی عذر و مجبوری کے نماز عصر کا فوت ہونا باعث اثم (گناہ) ہے اس غفلت و سستی پر وعید آئی ہے اس لئے امام بخاریؒ اس پر توجہ دلا رہے ہیں۔

وتر اھلہ ومالہ

علامہ نووی کہتے ہیں " بنصب اللامین ورفعھما والنصب ھو الصحیح المشھور الذی علیہ الجمھور الخ (شرح مسلم ص۲۲۶)

تقریبا یہی علامہ عینی فرماتے ہیں " بنصب اللامین فی روایۃ" الاکثرین لانہ مفعول ثان لقولہ وُتِر وھو علی صیغۃ" المجھول الخ

یعنی اھلہ ومالہ دونوں لام کو نصب ورفع دونوں درست ہے لیکن عند الجمھور مشہور تر نصب کے ساتھ ہے اھلَہ ومالَہ نصب کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں وُتِر کے معنی کمی کرنے اور گھٹانے کے ہونگے اور متعدی بدو مفعول ہوگا اور اَھلہ ومالہ مفعول ثانی ہونے کی بنا پر منصب ہوگا اور وُتِر کا نائب فاعل یعنی مفعول اول ضمیر مستتر ہوگی جو الذی کیطرف راجع ہے کما فی القرآن الحکیم لن یترکم اعمالکم ای لن ینقصکم اعمالکم اس سے امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے متعدی بدو مفعول کیطرف۔

دوسری صورت رفع کی ہے کہ وتر اھلُہ ومالُہ رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو متعدی الی مفعول واحد ہوگا یعنی اھلُہ ومالُہ نائب فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہوگا۔ اس صورت میں معنی ہونگے، اس کے اہل ومال چھین لیے گئے۔ اس کا گھر بار مال ومتاع لٹ گیا۔ اسی کیطرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے وترت الرجل سے الخ (عمدہ)

سوال

فوات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اقوال مختلف ہیں لیکن ارجح الاقوال والاصح یہ ہے کہ والمراد بفواتھا تاخیرھا عن وقت الجواز بغیر عذر الخ (عمدہ) لیکن بلا کسی عذر کے نماز عصر کو وقت جواز سے مؤخر کرنا (یعنی وقت ختم ہونے کے بعد پڑھنا)

سوال ۲:- یہ وعید وگناہ عامد پر ہے یا ساہی پر؟

جواب:- عند الاکثر ساہی پر محمول ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے اسی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے۔ " باب ماجاء فی السھو عن وقت صلوۃ العصر" نیز امام بخاریؒ کا بھی یہی رجحان ومیلان معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ عامد کیلئے متصلا مستقل باب قائم کیا ہے،، باب اثم من ترک العصر"

اس سے ان حضرات کا اعتراض بھی دفع ہوجاتا ہے جن لوگوں نے امام بخاریؒ پر تکرار ترجمہ کا اعتراض کیا ہے کیونکہ پہلا ترجمہ غیر عامد پر محمول ہے اور یہ دوسرا ترجمہ عامد پر ہے کہ جن لوگوں نے عمدًا وقصدًا نماز عصر

کو چھوڑ دیا اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو گئے۔

اشکال اگر فوات سے مراد غیر عامد ہے تو یہ غیر اختیاری ہے پھر فوات غیر اختیاری یعنی ناسی پر گناہ کا کیا مطلب ہے حدیث میں آتا ہے ان اللہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب: فوات اگرچہ غیر اختیاری طور پر ہوا لیکن جن اسباب کی بنا پر یہ کوتاہی ہوئی وہ اسباب غیر اختیاری نہ تھے۔ مال ومتاع، اہل وعیال کی مشغولیت اس درجہ نہ ہونی چاہیئے کہ صلوٰۃ وسطی صلوٰۃ عصر بھی فوت ہو جائے چنانچہ جن دو اسباب کیوجہ سے یہ کوتاہی ہوئی ہے اس روایت میں انہیں کا ذکر ہے وتر اھلہ ومالہ۔

بَابُ [۳۶۴] اِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ

باب۔ اس شخص کے گناہ کا بیان جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی

۵۳۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

ترجمہ ابو الملیح (عامر بن اسامہؒ) نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں حضرت بریدہ رضؓ کے ساتھ تھے۔ اس دن ابر تھا تو حضرت بریدہ رضؓ نے فرمایا کہ عصر کی نماز جلدی پڑھ لو کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز کو چھوڑ دیا ہے اسکا عمل اکارت ہو گیا (یعنی اس کے اعمال صالحہ کا ثواب باطل وضائع ہو گیا۔ (والحکم محمول علی الزجر والتوبیخ)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی من ترك صلوٰۃ العصر حبط عملہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ۸۲ ویاتی ص۸۳ والنسائی ص۵۵ فی باب من ترك صلوٰۃ العصر۔

مقصد ترجمہ سابق باب یعنی باب ۳۶۳ دیکھیے۔

تشریح اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ دونوں باب میں فرق ہے امام بخاریؒ اس باب میں اختیاری طور پر نماز کو ترک کرنے کا حکم بیان کر رہے ہیں باب سابق کی روایت میں وتر اھلہ ومالہ آیا ہے اور اس باب میں حبط عملہ آیا ہے اور ظاہر ہے کہ حبط اعمال مال ودولت اور اہل وعیال کے چھین لیے جانے سے بہت اشد وشدید تر ہے کیونکہ باب اول میں اہل ومال کا نقصان متعلقات کا نقصان ہے اور اس باب میں حبط اعمال کا نقصان خود اپنا نقصان ہے۔

اشکال عمداً وقصداً نماز کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حبط اعمال تو شرک وکفر کی سزا ہے؟ لقولہ تعالیٰ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ (مائدہ آیت ۵) اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون (سورۂ انعام آیت ۸۸) اور ظاہر ہے کہ ترک صلوٰۃ شرک وکفر نہیں ہے۔

جواب ۱ ترک نماز علی سبیل الانکار ہے۔

۲ علی سبیل الاستہزاء مراد ہے۔

۳ زجر وتوبیخ پر محمول ہے کما فی الحدیث من ترك الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔

بَابٌ ۳۶۵ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ

باب۔ نمازِ عصر کی فضیلت کا بیان

۵۳۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً وَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ قَالَ إِسْمٰعِيلُ افْعَلُوا لَا تَفُوتَنَّكُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے ایک رات (یعنی چودھویں کی رات) چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو یقیناً اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، پروردگار کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن و مزاحمت نہ ہوگی پس اگر تم یہ کر سکو کہ آفتاب نکلنے سے پہلے کی (یعنی صبح کی) اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے کی (یعنی عصر کی) نماز سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو (ضرور) کرو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی " وسبح بحمد ربك الاية (طٰہٰ آیت ۱۳۰) یعنی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کے حمد کی تسبیح بیان کرو (یعنی نماز پڑھا کرو) اسماعیل بن ابی خالد نے کہا کہ افعلوا کا مطلب یہ ہے کہ یہ نمازیں تم سے فوت نہ ہو جائیں یعنی قضا نہ ہونے دو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله " وقبل غروبها " اى قبل غروب الشمس والصلوٰة هذا الوقت هى صلوٰة العصر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۰ ويأتى الحديث فى باب فضل صلوٰة الفجر ص۸۱ وفى تفسير سورة قٓ ص۷۱۹ وفى التوحيد ص۱۱۰۵ و ص۱۱۰۶ ومسلم ص۲۲۸۔

۵۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر وہ فرشتے جو رات بھر تمہارے ساتھ رہے تھے وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں تو ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے. تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا فرشتے کہتے ہیں کہ ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں. اور

جب ہم ان کے پاس پہونچے تھے تو بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ویجتمعون فی صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ العصر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ وباقی ص۴۵۷ وص۱۱۰۵ وص۱۱۱۵ ومسلم ص۲۲۷ والنسائی فی باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ ص۵۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد نمازِ عصر کی خصوصی فضیلت کو بیان کرنا ہے۔
قاعدہ ہے الرھبوت خیرمن الرحموت،

تو امام بخاری رح نماز عصر کے فوات اور ترک کے مضرات ونقصانات پر تنبیہ فرمانے کے بعد بالفاظ دیگر ترہیب کے بعد نمازِ عصر کی خصوصی فضیلت یعنی ترغیب کا مضمون بیان فرماتے ہیں قال الحافظ ای علی جمیع الصلوات الا الصبح (فتح)

یعنی نماز عصر کو نماز فجر کے علاوہ تمام نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔

علامہ عینی رح فرماتے ہیں: لوقال باب فضل صلوٰۃ الفجر والعصر لکان اولی (عمدہ) یعنی امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں والفجر کو حذف کر دیا ہے یہ من باب الاکتفاء ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں سرابیل تقیکم الحر میں صرف گرمی کے ذکر پر اکتفا ہے مگر مراد سردی بھی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی والفجر شامل ہے۔

لیکن ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے بس یہ کافی ہے کہ یہاں صلوٰۃ عصر کی تخصیص کیوجہ یہ ہے کہ ابواب میں جو وعید ہے وہ صرف صلوٰۃ عصر ہی کے ترک پر ہے اس لئے یہاں عصر کا ذکر ہے اور آگے جب ابواب الفجر آئینگے تو صلوٰۃ فجر کا فضل تبلائینگے۔ فلا اشکال۔

لیلۃ بخاری ص۸۱ کی روایت میں ہے لیلۃ البدر، چنانچہ ترجمہ حدیث کے قوسین چودہویں کی رات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

لا تضامون اس میں دو روایتیں ہیں ۱ بضم المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف المیم ای لا ینالکم ضیم فی رویتہ ای تعب اوظلم الخ (قس)

یعنی بضم التاء وتخفیف المیم بروزن تباعون۔ اس صورت میں ضیم سے مشتق ہوگا، یعنی تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے یعنی رویت باری تعالے کیوقت کوئی کسی پر ظلم کرکے تعب ومشقت میں ڈالکر دھکا دے کر رویت باری تعالے سے محروم نہ کر سکے گا پس تشبیہ رویت کی رویت سے ہے نہ کہ مرئی کی مرئی کے ساتھ فافہم فانہ دقیق۔

۲ تضامون۔ بفتح اولہ وتشدید المیم۔ اس صورت میں ضم سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں ملنا یعنی ازدحام ناظرین کیوجہ سے تم رویت باری تعالےٰ سے محروم نہ ہو گے۔

ستروں ربکم۔ بے شک تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جسطرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور چاند کو دیکھنے میں ازدحام نہیں کر رہے ہو۔

رویت باری تعالےٰ

اس مسئلہ میں تمام صحابۂ کرام و ائمۂ عظام رضی اللہ عنہم غرض اہلسنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ صرف فرق ضالہ خوارج اور معتزلہ رویت باری کے منکر ہیں۔

آیاتِ قرآنی

وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ (سورۃ القیامۃ آیت ۲۲ و ۲۳) اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہونگے اور اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہونگے۔

اس صریح آیت کے بعد اہل ایمان کو رویت باری میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں چنانچہ تمام اہلسنت والجماعت بالاتفاق یہی مطلب لیتے ہیں کہ آخرت میں اہل جنت اللہ تعالےٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

۲ اسی کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون (سورہ المطففین آیت ۱۵)

ہرگز نہیں، وہ کفار اپنے رب کے دیدار سے روک دیئے جائیں گے (یعنی محروم ہوں گے) اس آیت میں حجاب کی تخصیص کفار کیلئے ہے اب اگر مؤمنین بھی محجوب ہوں بقول معتزلہ تو تخصیص بے معنی ہو کر رہ جائیں گی جو قانون بلاغت کے خلاف ہے۔

قال الشافعی رح فی الآیۃ دلالۃ علیٰ ان اولیاء اللہ یرون اللہ (مظہری)

اور ظاہر ہے کہ مؤمن و کافر دونوں رویت باری سے آخرت میں محجوب ہوتے تو کافروں پر حجاب سے کچھ الزام نہیں ہو سکتا ہے۔

احادیث نبویہ

۱ انکم سترون ربکم الخ (بخاری ص۸۰) ۲ بعض روایت میں ہے سترون ربکم عیانا (بخاری ص۱۱۰۵ تا ص۱۱۰۶)

یعنی تم اپنے رب کو علانیہ دیکھو گے۔

(۲) ایک حدیث میں ہے واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا (فتح الباری جلد ۸ ص۱۹۳)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ مرنے کے بعد یعنی آخرت میں پروردگار عالم کا دیدار ہوگا۔

(۳) مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے۔ فیکشف الحجاب فما اُعطوا شیئًا احبّ الیھم من النظر الی ربھم (مسلم اول ص۱۰۰) یعنی پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز محبوب تر نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے۔

معتزلہ وغیرہ کا جواب اب رہ گیا معاملہ فلسفیانہ موشگافیوں کا کہ رویت باری تعالٰی کے جواز کی صورت میں حق تعالٰی کی ذات مرئی ہوگی جو رائی (ناظر) کے جہت مقابلہ کی وجہ سے جسمانیت کو مستلزم ہے اور ذات باری تعالٰی جسمانیت وجسمیت سے منزّہ ہے اس سلسلے میں گذارش کافی ہے کہ حاضر کا قانون غائب پر، آئین سفلیات کو علویات پر، عالم دنیا کے اصول کو عالم آخرت پر جاری کرنا کونسا علم ودانش ہے۔

ع برین عقل ودانش بباید گریست

؎ خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد ∴ جو چاہے آپ کی طبع کرشمہ ساز کرے

ان شئت التفصیل فلیراجع الی علم الکلام۔

یتعاقبون فیکم ملائکۃ الخ ملائکہ تمہارے پاس یکے بعد دیگرے یعنی نوبت بہ نوبت آتے ہیں۔

سُوال یہاں فاعل جب مظہر ہے تو فعل مفرد ہونا چاہیئے۔

جواب۔ یہ علی وجہ البدل ہے یعنی یتعاقبون کی ضمیر مبدل منہ ہے اور ملائکۃ الخ بدل واقع ہے (عمدہ ص۲) راوی کا اختصار ہے کہ اصل عبارت ہے الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار، وبھذا اللفظ رواہ البخاری فی بدء الخلق فلا اشکال۔

ویجتمعون الخ سب جمع ہو جاتے ہیں۔

سوال تعاقب اور اجتماع میں منافات ہے؟

جواب: دو وقتوں پر محمول ہے۔

حکمت سوال وھو اعلم بھم الخ حق تعالٰی علیم وخبیر ہیں، وہ فرشتوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر فرشتوں سے سُوال کرنے میں کیا حکمت ہے۔

جواب: فرشتوں سے شہادت لینا اور اقرار مقصود ہے کہ بنی آدم میں بھی تم جیسے اور تمہاری ہی شہادت سے تسبیح وتقدیس کرنیوالے ہیں۔

گویا فرشتوں نے جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کیوقت کہا تھا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء الخ (سورہ بقرہ)

نیز فرشتوں نے اپنی قابلیت و استحقاق میں کہا تھا نحن نسبح بحمدک ونقدس لک الخ سب کا جواب دینا مقصود ہے۔

۳ استعطاف مقصود ہے تاکہ بندوں پر مہربانی کریں۔

سوال کیف ترکتم عبادی الخ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیف وجدتم عبادی حین اتیتم کیوں نہ فرمایا؟

۲ چونکہ ارحم الراحمین کا مقصد انعام کرنا ہے اسلئے احوال خیری کا سوال کرتے ہیں۔ فیقولون ترکناهم وهم یصلون واتیناهم وهم یصلون۔ چونکہ فرشتے سمجھ گئے تھے کہ اللہ تعالے انعام فرمائیں گے اس لئے سوال ان سے ایک کا تھا لیکن جواب فرشتوں نے دونوں دیئے۔

بَابٌ ۳۶ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

باب۔ اس شخص کا بیان جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا

۵۳۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی نماز سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پوری کرلے اور جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی نماز میں سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پوری کرلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا ادرک احدکم سجدۃ من العصر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ ویاتی ص۸۲ وابوداؤد ص۵۹ والترمذی ص۲۶

۵۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْنَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ اَيْ رَبَّنَا اَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَاَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا اَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ اَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ تمہاری بقا ان امتوں (یہود و نصاریٰ) کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک، توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی تو انھوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ جب آدھا دن گذرا تو وہ تھک گئے تو ان لوگوں کو (ان کے عمل کا بدلہ) ایک ایک قیراط دیا گیا پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انھوں نے عصر کی نماز تک عمل کیا پھر تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر ہم مسلمانوں کو (عصر کے وقت) قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو قیراط دیئے گئے اس پر دونوں اہل کتاب نے کہا اے ہمارے پروردگار آپ نے مسلمانوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک قیراط حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کیا میں نے تمہارے اجر میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ تو میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "الی غروب الشمس" فدل علی ان وقت العصر الی غروب الشمس وان من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب فقد ادرک وقتھا فلیتم ما بقی (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۹ وباقی ص۳۰۲ ایضا ص۳۰۲ وص۴۹۱ وص۷۵۱ وص۱۱۱۲ و۱۱۲۴

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا اِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ فَاسْتَاجَرَ آخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَاجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ۔

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کیطرح ہے جس نے کچھ لوگوں کو مزدور رکھا کہ اس کیلئے رات تک کام کریں چنانچہ ان لوگوں نے آدھے دن تک کام کیا اور کہنے لگے کہ ہمیں تیری مزدوری کی ضرورت نہیں پھر اس نے دوسرے لوگوں کو مزدوری پر رکھا اور کہا تم دن کے بقیہ حصہ پورا کرو۔ اور تم کو وہی مزدوری ملے گی جو میں نے طے کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا یہاں تک جب عصر کا وقت شروع ہوا تو کہنے لگے ہم نے کچھ کام کیا وہ تیرے لئے (یعنی تیرے مفت ہے اُجرت کی ضرورت نہیں ہم سے شام تک کام نہیں ہو سکتا) پھر اس نے دوسرے لوگوں کو (یعنی تیسرے مزدوروں کو) مزدوری پر رکھا اور ان لوگوں نے دن کے بقیہ حصہ میں سورج ڈوبنے تک کام کیا اور انھوں نے پچھلی دونوں جماعتوں کی پوری مزدوری حاصل کر لی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة هذا الحديث للترجمة بطريق الاشارة لا بالتصريح ببيان ذلك ان وقت العمل ممتد الى غروب الشمس واقرب الاعمال المشهورة بهذا الوقت صلوٰة العصر وانما قلنا بطريق الاشارة لان هذا الحديث تقصد به بيان الاعمال لا بيان الاوقات (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ۵۳۸ ۷۹ و باقی ۳۰۲

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الہند رح فرماتے ہیں: غرض البخاری منه اثبات وقت العصر الی غروب الشمس۔ یعنی اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد غروب آفتاب تک عصر کا وقت ثابت کرنا ہے یعنی جو حضرات عصر کے وقت کا منتہی اصفرار شمس کو قرار دیتے ہیں

اور اصفرار شمس کو وقت عصر سے خارج سمجھتے ہیں ان حضرات پر رد کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عصر کا آخر وقت غروب آفتاب ہے نہ کہ اصفرار شمس۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ بھی تقریباً یہی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر کسی نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی اور بقیہ رکعتیں غروب آفتاب کے بعد پڑھیں تو نماز ہو گئی قضاء کی ضرورت نہیں۔

تشریح امام بخاری اس باب میں تین حدیثیں لائے ہیں پہلی حدیث حضرت ابو ہریرۃ کی ہے جس کے الفاظ ہیں اذا ادرک احدکم سجدۃ الخ

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں ادرک رکعۃ ذکر کر کے حدیث پاک کی تفسیر کر دی کہ سجدہ سے مراد رکعت ہے (فتح)

علامہ عینی بھی یہی فرماتے ہیں کہ قلت المراد من السجدۃ الرکعۃ (عمدہ)

نیز اسی بخاری صـ۸۲ میں خود ابو ہریرہ سے بجائے سجدۃ کے رکعۃ مروی ہے۔

اور وجہ اسکی یہ ہے کہ قبل السجدہ چونکہ رکعت نامکمل رہتی ہے اس لئے سجدہ پر رکعت کا اطلاق کر دیا ہے اور رکعت اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اہم امور رکوع ہے اگر رکوع نہ ملے تو رکعت فوت ہو جاتی ہے اسی واسطے اس کو رکوت کہتے ہیں۔

سوال حدیث پاک میں صلوٰۃ عصر اور صلوٰۃ صبح دونوں کا ذکر ہے لیکن ترجمۃ الباب میں فقط صلوٰۃ عصر ہے۔

جواب: ترجمۃ الباب میں صبح کا ترک باب الاکتفاء سے ہے (عمدہ)

فلیتم صلوٰتہ ای فلیؤدھا علی وجہ التمام یعنی اپنی نماز پوری پڑھے۔

اگر حدیث کو بنظر غائر دیکھا جائے تو مطلب صاف ہے کہ اگر کوئی شخص بقدر سجدہ بھی غروب شمس سے قبل صلوٰۃ عصر کا وقت پالے یا طلوع شمس سے قبل صلوٰۃ صبح کا وقت پالے تو اس نے وجوب صلوٰۃ پالیا اسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اس پر نماز فرض ہو گئی۔

اس حدیث میں رکعت کی قید بھی نہیں ہے بلکہ لفظ سجدہ ہے یعنی پوری رکعت مراد نہیں بلکہ نماز کا کوئی حصہ مراد ہے۔

اسی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کوئی تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے کی مقدار بھی وقت پالے یعنی اہل ہو جائے تو اس پر وہ نماز فرض ہو جائے گی اور پوری نماز پڑھنی ہو گی مثلاً حائضہ حیض سے پاک

ہوجائے، یا بالغ بچہ بالغ ہوجائے۔ یا غیر مسلم مسلمان ہوجائے۔ تو اس پر نماز فرض ہوجائے گی۔ اور صحیح وقت پر پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ حدیث پاک میں ادراک سے مراد ادراک وقت ہے اور اس پر قرینہ ہے قبل ان تغرب الشمس اور قبل ان تطلع الشمس. جس سے صاف معلوم ہو کہ صلوٰۃ سے مراد وقت صلوٰۃ ہے۔ اور اس تقریر پر انشاء اللہ کوئی اشکال بھی نہیں ہوگا۔

لیکن ائمہ ثلاثہ ادراک سے ادراک نماز مراد لیتے ہیں یعنی نماز کا وقت پانا مراد نہیں ہے بلکہ نماز پڑھنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے عصر کی ایک رکعت پڑھی اور سورج غروب ہوگیا اسی طرح اگر ایک شخص نے فجر کی ایک رکعت پڑھی اور سورج طلوع ہوگیا تو ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ دونوں کا حکم ایک ہے اور نمازی اپنی باقی نمازیں پوری کرلے، اس پر قرینہ یہ پیش کرتے ہیں کہ روایت میں فلیتم صلوٰتہ اور بعض روایت میں فلیضف اور بعض میں ہے۔ فلم یفتہ العصر یعنی اسکی عصر فوت نہیں ہوئی

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ فیصلہ آسان نہیں ہے کہ یہ سارے تعبیرات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہیں بہت ممکن ہے کہ حضرات رواۃ سے روایت بالمعنی کے طور پر تنوع پیدا ہوگیا ہے اور اصل حدیث کے الفاظ وہ ہیں جو بخاری شریف صفحہ ۸۲ میں ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی ہی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ادرک من الصبح رکعۃ قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح ومن ادرک رکعۃ من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر۔

اور اسی کے متصل دوسری روایت ہے من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک الصلوٰۃ "

تشریح حدیث ۵۳۷ | انما بقاؤکم فیما سلف۔ علامہ عینی رح اور علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں ظاهرہ لیس بمراد الخ (عمدہ)

یعنی چونکہ فی ظرفیت کیلئے آتا ہے اس لئے ظاہر حدیث سے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ اس امت محمدؐ کی بقا امم سابقہ کے زمانہ میں ہوئی حالانکہ یہ مطلب قطعاً نہیں ہے انما معناہ ان نسبتکم الیھم کنسبۃ وقت العصر الی تمام النھار (عمدہ)

حاصل یہ ہے کہ فی بمعنی الی ہے اور عبارت میں مضاف یعنی نسبۃ محذوف ہے عبارت ہوگی انما بقاؤکم بالنسبۃ الی ما سلف الخ

مطلب یہ ہوا کہ تمہاری بقاء (مدت) کی نسبت امم سابقہ کے اعتبار سے وہی ہے جو نسبت عصر کے وقت سے مغرب کے وقت کو پورے دن سے ہے اور ظاہر ہے کہ پورے دن کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کا وقت بہت کم ہے۔

اس حدیث سے مذہب احناف کی تائید ہوتی ہے کہ عصر کا وقت دو مثل گذرنے کے بعد ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دن کے تین حصے کئے ایک حصہ صبح سے دوپہر تک دوسرا حصہ دوپہر سے عصر تک اور تیسرا عصر سے غروب آفتاب تک۔

یہود نے دوپہر تک کام کیا اور نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک اور ان دونوں نے یہ شکایت کی کہ نحن کنا اکثر عملا۔ یعنی ہم نے بمقابلہ اس امت کے زیادہ کام کیا۔

اور یہ اسی وقت درست ہوگا جب ظہر کا وقت عصر سے زیادہ مانا جائے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک اور دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہو ورنہ بعض موسم میں عصر کا وقت ظہر سے زیادہ ہو جائے گا یا کم از کم برابر۔ واللہ اعلم

التوراۃ والانجیل اسمان اعجمیان الخ (کشاف)

یعنی یہ دونوں کلمے عجمی ہیں کیوں کہ ایک قرأت یعنی امام حسن بصریؒ کی قرأت انجیل بفتح الھمزہ ہے جو اسکی عجمیت پر واضح دلیل ہے اس لئے کہ أفعیل کا وزن عربی زبان میں معدوم ہے۔ اب توراۃ کو وری سے تفعلۃ کے وزن پر اور انجیل کو افعیل کے وزن پر نجل سے اشتقاق کے تکلفات صحیح نہیں۔

حدیث ۵۳۸ حدیث ۵۳۷ حدیث ابن عمرؓ اور حدیث ۵۳۸ یعنی حدیث ابو موسیٰ اشعریؓ دونوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی تمثیل بیان فرمائی ہے زمانہ کے قصر وکثرت کے لحاظ سے پھر فرمایا کہ باوجود قصر زمانہ کے اس امت کو اللہ تعالےٰ نے امم سابقہ سے دوگنا اجر عطا فرمایا کہ پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کو ایک ایک قیراط اور اس امت کو دو دو قیراط ملے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ایک اشکال یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے یہود ونصاریٰ کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدت بقاء کم معلوم ہوتی ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہود کی مدت زیادہ سے زیادہ دو ہزار سال ہے اس میں تو ابھی اشکال نہیں ہے لیکن نصاریٰ کی مدت زیادہ سے زیادہ چھ سو سال ہے جب کہ مسلمانوں کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں اور معلوم نہیں کہ قیامت تک اور کتنا زمانہ باقی ہے

پھر یہ کہ یہود و نصاریٰ کیجانب سے روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے زیادہ کام کیا ہے اس لئے مسلمانوں کی مدت بقاء کا کم ہونا اور یہود و نصاریٰ کا کام کا زیادہ ہونا باعث اشکال ہے۔

جواب: یہاں امت سے امت کا تقابل نہیں ہے بلکہ آحاد و افراد امت کا آحاد سے تقابل ہے اس امت محمدیہ کے افراد کی عمروں کا اوسط حدیث پاک کی رو سے ساٹھ سے ستر کے درمیان ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر امتی من ستین سنۃً الی سبعین (ترمذی ثانی ص۵۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر تک ہے۔

نیز آج کی طرح افکار و نت نئے امراض بھی نہ تھے مشہور ہے کہ فرعون کو پانچ سو سال تک درد سر کی نوبت کبھی نہ آئی۔

تو ہمارے لئے پچھلی امتوں کے مقابلہ میں عمل کا وقت کم اور قوای کمزور اسلئے پروردگار عالم نے اپنے حبیب کے صدقے میں ہماری ہر نیکی کو دس کے برابر کر دیا جب کہ امم سابقہ کو ایک نیکی پر ایک ثواب ملتا تھا۔ آحاد سے آحاد کے تقابل کی دلیل یہ ہے کہ لفظ قیراط کو تکرار کے ساتھ قیراطاً قیراطا اور قیراطین قیراطین فرمایا گیا ہے اگر تقابل امت کا امت کے ساتھ ہوتا تو قیراطا کافی تھا تکرار کی ضرورت نہیں تھی مطلب یہ ہے کہ پوری امت کو ایک قیراط نہیں بلکہ امم سابقہ کے ہر ہر فرد کو ایک ایک قیراط اور امت محمدیہ کے ہر ہر فرد کو دو دو قیراط ملے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں آحاد کا آحاد سے تقابل منقول ہے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ما اعمارکم فی اعمار من مضی الا کما بقی من النہار فیما مضی منہ۔ (مسند احمد ص۱۱۶ ج۲)	تمہاری عمریں گذری ہوئی امتوں کے عمروں کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے گذرے ہوئے دن کے مقابلہ میں دن کا بقیہ حصہ۔

باب ۳۶۷ وَقْتِ المَغْرِبِ وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

مغرب کیوقت کا بیان اور عطاء بن ابی رباح ؒ نے فرمایا کہ مریض مغرب اور عشاء کی نماز جمع کرسکتا ہے، تعلیق سے ترجمۃ الباب کی مناسبت یہ ہے کہ مغرب کا انتہاء وقت متصل بوقت العشاء ہے

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو النَّجَاشِیِّ هُوَ عَطَاءُ بْنُ صُهَیْبٍ مَوْلٰی رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ یَقُوْلُ کُنَّا نُصَلِّی الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهٗ لَیُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضؓ کے آزاد کردہ غلام ابوالنجاشی عطاء بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور ہم میں سے کوئی (مسجد سے) لوٹتا تو اتنی روشنی رہتی کہ) وہ اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "کنا نصلی المغرب الی آخرہ۔ یعنی مغرب کی نماز میں اتنی جلدی کرتے تھے کہ اگر کوئی نماز کے بعد تیر اندازی کرتا تو تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔ اتنی روشنی رہتی۔

تعدد موضعہٗ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ ویاتی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۴۶ وابوداؤد ص۱۶۱ وابن ماجہ ص۵۰۔

۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِیَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اَحْیَانًا وَاَحْیَانًا اِذَا رَاٰهُمْ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُمْ اَبْطَئُوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ کَانُوْا اَوْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْهَا بِغَلَسٍ۔

ترجمہ حدیث محمد بن عمرو نے فرمایا کہ حجاج (مدینہ کا حاکم بنکر) آیا (اور نماز میں تاخیر کرنے لگا تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے (اوقات نماز کے بارے) میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھا یا کرتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت میں کہ آفتاب صاف ہوتا تھا اور مغرب کی نماز جب آفتاب غروب ہو جاتا اور عشار کی نماز کبھی اس وقت (یعنی سویرے) اور کبھی اس وقت (یعنی دیر سے) آپ جب دیکھتے کہ سب جمع ہو گئے ہیں تو جلد پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ کہ صحابہ نے آنے میں دیر کی تو آپ بھی دیر کر دیتے اور صبح کی نماز صحابہ کرام رضؓ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ والمغرب اذا وجبت۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ ویاتی ص۸۰ فی باب العشاء اذا اجتمع الناس الخ ومسلم اول ص۲۳۰ وابوداؤد ص۵۵۔

۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب سورج چھپ جاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۲۲۸ ابوداؤد فی "باب وقت المغرب ص۶۰ والترمذی ص۲۳ ابن ماجہ ص۵۰۔

۵۴۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا جَمِيعًا۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات رکعت ایک ساتھ (یعنی مغرب وعشاء) اور آٹھ رکعت ایک ساتھ (یعنی ظہر وعصر) پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جمیعا۔ ای سبع رکعات وھی المغرب والعشاء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ ومرّ ص۷۷ ویاتی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۴۶ وابوداؤد ص۱۷۱ والنسائی ص۶۸ فی باب فی الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمہ سے مغرب کے وقت کی ابتدا اور انتہار کو بیان کرنا ہے چنانچہ حضرت عطار بن ابی رباح کا اثر نقل کر کے مغرب کا منتہٰی بیان کر دیا کہ

وقت عشاء سے متصل ہے۔

اور وقت مغرب کی ابتداء غروب آفتاب سے ہے اور روایات نقل کر کے بیان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب کی نماز غروب آفتاب سے متصل رکھا ہے۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت چار روایتیں ذکر کی ہیں جن میں پہلی تین روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، نیز مغرب کا وقت اس کے نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور بالاتفاق مغرب میں تعجیل اولیٰ ہے۔

اور باب کی تیسری روایت یعنی حدیث ۵۴۱ جو ثلاثیات بخاری میں سے چوتھی ثلاثی ہے اس میں اس کی تصریح ہے کہ آپؐ مع صحابہ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب آفتاب چھپ جاتا تھا امام نووی رحؒ فرماتے ہیں کہ اس میں شیعہ کا اختلاف ہے جو قابل توجہ نہیں ہے

حضرات شیعہ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد اشتباک نجوم کے وقت مغرب کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور حضرت ابو بصرہ غفاریؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے حتی یطلع الشاھد والشاھد النجم (نسائی اول صفحہ ۶۱ فی تاخیر المغرب)

اس کا صاف اور واضح جواب یہ ہے کہ یہ آخری ٹکڑا مدرج ہے۔

۲ اس نجم سے مراد وہ ستارہ ہے جو آفتاب کے غروب ہوتے ہی نظر آنے لگتا ہے۔

۳ ان تمام احادیث صحیحہ مشہورہ سے تعارض ہوگا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتزال امتی بخیر حتی یؤخر المغرب الی اشتباک النجوم۔

۴ وقال علیہ السلام بادروا الی صلوٰۃ المغرب قبل طلوع النجم۔

یہ روایت شیعہ حضرات کی تردید کیلئے کافی ہیں۔

باب کی چوتھی روایت یعنی حدیث ۵۴۲ یعنی آخری حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کا مسئلہ ہے، یہ مسئلہ گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے باب ۳۶۱ باب تاخیر الظہر الی العصر۔

باب ۳۶۸ مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَاءُ

اس شخص کا بیان جس نے اسکو مکروہ سمجھا ہے کہ مغرب کو عشاء کہا جائے

۵۴۳ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ ـ

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نماز مغرب کے نام پر اعراب غالب نہ آجائیں، حضرت عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ اعراب اس نماز (مغرب) کو عشاء کہتے ہیں۔

مُطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " لا تغلبنکم الاعراب علی اسم صلوٰتکم المغرب الی آخرہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا منہ

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح مغرب وعشاء کے لغوی معنی الگ ہیں غروب آفتاب کے وقت اور عشاء (بکسر العین) کے معنی ہیں اول ظلام اللیل یعنی رات کی تاریکی کا ابتدائی حصہ جس کا آغاز غروب شفق سے ہوتا ہے اسی طرح شریعت کی اصطلاح میں مغرب اور عشاء الگ الگ مستقل دو نمازوں کے نام ہیں جن کے احکام الگ الگ ہیں اور اوقات متعین ہیں۔ تو چونکہ مغرب پر عشاء کا اطلاق باعث التباس و اشتباہ ہوگا اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تمہاری نماز مغرب کے نام پر اعراب غالب نہ آئیں (کہ تم اعراب کی تقلید واتباع میں مغرب کو عشاء کہنے لگو۔

اس میں غلبہ اعراب سے نہی صاف موجود ہے، مقصد یہ ہے کہ تم ان کی متابعت نہ کرو ورنہ ان اعراب کی اصطلاح تم پر غالب آجائے گی۔ اور مغرب وعشاء میں التباس ہوجائے گا۔

چنانچہ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں: فعلی ھٰذا لایکرہ ان یقال للمغرب العشاء الاولیٰ ویؤیدہ قولھم العشاء الآخرۃ کما ثبت فی الصحیح (عمدہ)

حدیث پاک کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ امام بخاری رحؒ جزم کے ساتھ باب قائم کرتے " باب کراھیۃ ان

يقال للمغرب العشاء۔

لیکن امام بخاریؒ نے "باب من کرہ ان یقال الخ" لکھا جس سے بظاہر تردد معلوم ہوتا ہے چنانچہ علامہ ابن منیرؒ امام بخاریؒ کے ترجمہ پر نقد کیا اور اس نقد کو حافظ عسقلانیؒ نے فتح الباری میں نقل کیا شاید حافظ بھی اس نقد سے متفق ہیں۔ واللہ اعلم

تشریح الاعراب قال القرطبي الاعراب من كان من اهل البادية وان لم يكن عربيا (عمدہ) یعنی اعراب گاؤں کے رہنے والے دیہاتیوں کو کہتے ہیں خواہ عربی ہو یا عجمی؟ اور عربی عرب کے رہنے والے خواہ دیہاتی ہوں یا شہری۔

باب ذِكْرِ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَآهُ وَاسِعًا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَالْاِخْتِيَارُ اَنْ يَّقُوْلَ الْعِشَاءُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَاَعْتَمَ بِهَا وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ وَقَالَ اَبُوْبَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

۵۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

باب، عشاء اور عتمہ کے ذکر کا بیان اور جن لوگوں نے اس کو (یعنی لفظ عتمہ کا اطلاق عشاء پر) جائز خیال کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ منافقین

پر عشاء اور فجر کی نماز تمام نمازوں سے زیادہ گراں ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو عتمہ (عشاء) اور فجر کی نماز میں ہے تو (ان کیلئے گھسٹتے ہوئے آئیں) لا توھما ولوحبوا ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ عشاء کی نماز کہے کیوں کہ اللہ تعالے نے (سورۂ نور میں) فرمایا "مِنۡ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَاءِ" اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض سے منقول ہے کہ ہم لوگ عشاء کی نماز کے وقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری جایا کرتے تھے تو (ایک مرتبہ) آپؐ نے اس نماز میں تاخیر کی (یعنی دیر سے پڑھی) اور حضرت ابن عباس رض اور حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اندھیرے میں پڑھی) اور بعض راویوں نے حضرت عائشہ رض سے یوں روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ کی نماز (عشاء کی نماز) تاخیر کرکے پڑھی۔ اور حضرت جابر نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ وسلم عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور حضرت ابوبرزہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تاخیر کرتے تھے اور حضرت انس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) پچھلی عشاء کی نماز دیر سے پڑھی اور حضرت ابن عمر رض اور حضرت ابوایوب اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی اور یہ وہی نماز ہے جسے لوگ عتمہ کی نماز کہتے ہیں پھر آپؐ نماز سے فارغ ہوکر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم اپنی اس رات کو یاد رکھنا اسلئے کہ آج جو لوگ روئے زمین پر ہیں ان میں سے کوئی بھی اس صدی کے آخر تک باقی نہیں رہے گا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فان فيه ذكر العشاء والعتمة۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۸۰ ومر ص۲۲ ويأتي ص۸۴ ومسلم شريف ثاني ص۳۱۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد خود امام کے جملہ سے واضح اور ظاہر ہے۔ قال ابو عبداللہ والاختيارات يقول العشاء الخ

یعنی مختار و پسندیدہ تو یہی ہے کہ عشاء ہی کہا کرو کیوں کہ ارشاد باری تعالے یعنی قرآن حکیم میں اسی کا ذکر آیا ہے۔ من بعد صلوٰۃ العشاء، (سورہ نور)

یعنی عشاء کو عتمہ کہنا جائز خلاف اولیٰ ہے یا یہ کہا جائے کہ چونکہ بعض روایات میں عشاء پر عتمہ

کا اطلاق ہوا ہے جس سے عتمہ کہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی حدیث ہے "لو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو حبوا" بخاری اوّل ص۸۶۔

لیکن بعض روایتوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتغلبنکم الاعراب علی اسم صلوٰتکم العشاء فانھا فی کتاب اللہ العشاء وانھا تعتم بحلاب الابل (مسلم اول ص۲۲۹)

بہترین تطبیق یہ ہے کہ ممانعت کو اکثار پر محمول کیا جائے کہ ہمیشہ اور اکثر عتمہ نہ کہو کہ غلبۂ اعراب ہوجائے۔ مگر کبھی کبھی اس لفظ عتمہ کو استعمال کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سوال جب دونوں میں (یعنی مغرب کو عشاء کہنے اور عشاء کو عتمہ کہنے میں) ممانعت ایک طرز پر ہے یعنی لا تغلبنکم الاعراب الخ پھر امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں فرق کیوں کر دیا؟

جواب: وجہ فرق ۱۔ مغرب پر عشاء کا اطلاق روایات میں کہیں نہیں ہے۔

۲۔ مغرب پر عشاء کے اطلاق سے التباس و اشتباہ کا خطرہ ہے کیوں کہ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ہے اور عشاء کا وقت غروب شفق سے شروع ہوتا ہے یعنی دونوں کا الگ الگ وقت ہے اس لئے باب سابق میں کراہت کی تصریح کردی اور اس باب میں چونکہ عشاء پر عتمہ کا اطلاق روایات سے ثابت ہے اس لئے کراہت کی تصریح نہیں کی ہے بلکہ فرمایا والاختیار الخ یعنی پسندیدہ اور بہتر ہے کہ عشاء کہا جائے۔ اور جن لوگوں نے مکروہ کہا ہے اس سے مراد مکروہ تنزیہی ہے جو جواز سے معارض نہیں ہے۔

تعلیقات ترجمۃ الباب اس باب کے تعلیقات کل کے کل متصل السند حدیثیں ہیں امام بخاریؒ نے محض اختصار کیلئے ان کو تعلیقات (یعنی سندیں حذف کرکے) ذکر فرمایا ہے مثلاً ۱۔ تعلیق کیلئے دیکھئے صفحہ ۹ فی باب فضل صلوٰۃ العشاء فی الجماعۃ۔

۲۔ دوسری تعلیق کیلئے ملاحظہ ہو ص۸۶ باب الاستہام فی الاذان۔

ویذکر عن ابی موسیٰ اس تعلیق کو امام بخاری رحؒ نے اسی صفحہ ۸۰ پر باب فضل العشاء کے تحت مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

سوال پھر یہاں صیغہ تمریض سے کیوں ذکر کیا گیا ہے۔

جواب: صیغہ تمریض کی روایات دو قسم کی ہیں ۱۔ جس کی سند ضعیف ہو۔

۲۔ جس کی سند ضعیف نہ ہو پھر اگر وہ بخاری شریف ہی میں ہو تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روایت مختصر ہے

اگر امام بخاری رحمہ اپنی ضرورت کے مطابق صرف ایک جزء کے نقل پر اکتفا کرلیں تب بھی صیغہ تمریض استعمال کر لیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تعلیقات بخاری میں صیغہ تمریض سے ہونا ضعف کی دلیل نہیں ہے کبھی ویسے بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

تشریح حدیث اس حدیث کی تشریح یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت وغیرہ کیلئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر صفحہ ۳۹۰ تا صفحہ ۳۹۳ کا مطالعہ کیجیے نیز نصر الباری جلد اول صفحہ ۵۰۲ حدیث نمبر ۱۱۵ ملاحظہ فرمائیے۔

بَابٌ ۳۷ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا

عشاء (کی نماز) کیوقت کا بیان جب لوگ (جلدی) جمع ہوجائیں یا لوگ دیر کریں

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت محمد بن عمرو رحمہ جو حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر میں پڑھتے تھے اور عصر کی ایسے وقت پڑھتے کہ سورج زندہ یعنی صاف ہوتا اور مغرب کی جب سورج غروب ہوجاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ بہت ہوجاتے تو آپ جلد پڑھ لیتے اور جب حاضرین کم ہوتے تو نماز پڑھنے میں تاخیر فرماتے اور صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "والعشاء اذا اکثر الناس عجل واذا قلوا اخر"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا صفحہ ۸۰ ومر صفحہ ۷۹ ومسلم صفحہ ۲۳۰ وابوداؤد صفحہ ۵۸۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جنہوں نے عشاء اور عتمہ کے اطلاق میں اس طرح فرق کیا ہے کہ اگر عشاء کی نماز جلدی پڑھی جائے تو اس کا نام عشاء ہے اور اگر تاخیر سے پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہتے ہیں۔

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تردید کی کہ سب پر عشاء ہی کا اطلاق ہوگا خواہ معجل ہو یا مؤخر۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ھٰذا کلام واہٍ یہ بیکار بات ہے۔ یعنی علامہ عینی رحمہ اللہ نے حافظ کی تردید کی اور کہا کہ ترجمۃ الباب میں اس کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد نماز عشاء کا مختار و مستحب وقت بتانا ہے اور وہ نمازیوں کے اجتماع و تکثر پر ہے کہ اگر اول وقت میں نمازی جمع ہو جائیں تو اول وقت میں پڑھ لینا مختار و پسندیدہ ہے اور اگر دیر سے جمع ہوں تو تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے۔

بَابُ[۳۷۱] فَضْلِ الْعِشَاءِ

باب۔ عشاء کی فضیلت کا بیان

۵۴۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی اور یہ واقعہ (اطراف عرب میں) اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا ہے (یعنی اس وقت تک مدینہ منورہ کے سوا کہیں مسلمان نہیں تھے) چنانچہ آپ گھر سے نہیں نکلے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے پھر آپ باہر تشریف لائے اور اہل مسجد سے فرمایا کہ روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ما ینتظرها احد من اهل الارض

غیرکم

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۰ و یاتی ص۸۰ تا ص۸۱ و یاتی ص۱۱۹ ایضا ص۱۱۹ و مسلم شریف اول ص۲۲۸ -

۵۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِي الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِيَ فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِيْ بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَصْحَابِي وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِيْ بَعْضِ اَمْرِهٖ فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ عَلٰى رِسْلِكُمْ اَبْشِرُوْا اِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ اَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحٰى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ حدیث | حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے فرمایا کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں آئے تھے۔ بطحان کے میدان میں اترے ہوئے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خاص شہر) مدینہ میں تھے۔ تو ان میں سے چند آدمی ہر رات نماز عشار کیوقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آتے رہتے پھر اتفاق سے ایک رات میں اور میرے چند ساتھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اس رات کسی کام میں مشغول تھے۔ تو آپؐ نے (عشار کی) نماز میں دیر کی یہانتک کہ آدھی رات ہو گئی اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حاضرین سے فرمایا۔ ذرا ٹھہرے رہو۔ خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس وقت (ساری دنیا) میں تمہارے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اس وقت نماز پڑھی ہو۔ ابو موسیٰ نے فرمایا کہ یہ معلوم نہیں کہ آپ نے ان دونوں جملوں میں سے کیا جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر ہم لوگ بہت خوش خوش واپس

ہوئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ان من نعمة الله عليكم انه ليس احدٌ من الناس يصلى هٰذه الساعة غيرُكم۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸ ومسلم اول ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد نماز عشار کی فضیلت بیان کرنا ہے جیسا کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشار کے واسطے انتظار کو مشروع قرار دیا اور منتظرین صلوٰۃ کو خوشخبری دی ہے کہ تمہارے علاوہ اور کوئی نماز کا منتظر نہیں ہے حاصل یہ ہے کہ نماز عشار ایسی فضیلت والی نماز ہے کہ اس کے واسطے انتظار کرنا مشروع ہے بخلاف اور نمازوں کے کہ اس کے اندر انتظار نہیں ہوتا۔ ع۲ یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز عشار اس امت کے خصائص میں سے ہے کہ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: فانكم قد فضلتم بها على سائر الامم ولم تصلها امة قبلكم (ابو داؤد ص۶۱)
اس روایت سے صلوٰۃ عشار کا امت محمدیہ کے خصائص میں سے ہونا واضح ہے جو فضیلت عشار پر واضح دلیل ہے۔

بَابُ ۳۷۲ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ

باب۔ اس نیند کا بیان جو عشار سے پہلے مکروہ ہے

۵۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشار کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشار کی نماز کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله كان يكره النوم قبل العشاء۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸ ويأتى ص۸۴ وص۱۰۱ وترمذی اول ص۲۴۔

مقصد ترجمہ مشہور بین العلماء ہے فقہ البخاری فی تراجمہ، بلاشبہ حق ہے کہ امام بخاریؒ تراجم کے انعقاد میں جس تفقہ اور وقت نظر و بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ صرف ان ہی کا حصہ ہے امام بخاریؒ یہ نہیں کہتے ہیں کہ عشاء سے قبل سونا علی الاطلاق مکروہ ہے بلکہ وہ کہتے ہیں ما یکرہ من النوم، یعنی نیند کی کونسی ایسی صورت ہے کہ جس میں کراہت ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ بعض صورت میں کراہت ہے اور بعض صورت میں کراہت نہیں ہے چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ کے نزدیک قبل دخول وقت العشاء رخصت ہے والکراھۃ علی ما بعد دخولہ (عمدہ)

نیز اگر کوئی جگانے والا موجود و متعین ہو تو سونے میں کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کراہت کی وجہ یہ ہے کہ جماعت جانے یا وقت مستحب کے چلے جانے یا نماز قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو کراہت ہوگی ورنہ نہیں۔

والحدیث بعدھا نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے جبکہ دینی اور دنیوی مصلحت سے خالی ہو یعنی فضول قصے کہانی مکروہ ہے لیکن علم دین کا پڑھنا، پڑھانا، وعظ و نصیحت کرنا غرض جسمیں دینی مصلحت یا دنیوی ضرورت و فائدہ ہو تو قطعاً کراہت نہیں۔

بَابُ[۳۷۳] النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ

باب، نیند کا غلبہ ہو تو عشاء سے قبل سونے کا بیان

۵۴۹ - حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ عَنْ سُلَیْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰی نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوۃَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا یَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَیْرُکُمْ قَالَ وَلَا تُصَلّٰی یَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِیْنَۃِ قَالَ وَکَانُوْا یُصَلُّوْنَ الْعِشَاءَ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کردی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ نماز (یعنی نماز

کیلئے تشریف لائے عورتیں اور بچے سو گئے، چنانچہ آپؐ حجرہ سے نکلے اور فرمایا کہ اہلِ زمین سے تمہارے علاوہ کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں (باقاعدہ جماعت کے ساتھ) نماز نہیں ہوتی تھی اور حضور اقدسؐ اور صحابہ کرامؓ عشار کی نماز شفق کے غائب ہو جانے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک پڑھ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "نام النساء والصبیان"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا منہ ۸۰ تا ۸۱ ومرّ آنفا فی باب فضل العشاء منہ ۸۰ ویاتی صہ ۱۱۹ ومسلم اوّل صہ ۲۲۸۔ حتی ناداہ عمر الصلوٰۃ بالنصب بفعل مضمر تقدیرہ صلّ الصّلوٰۃ۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْھَا لَیْلَۃً فَاَخَّرَھَا حَتّٰی رَقَدْنَا فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ غَیْرُکُمْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یُبَالِیْ اَقَدَّمَھَا اَمْ اَخَّرَھَا اِذَا کَانَ لَا یَخْشٰی اَنْ یَغْلِبَہُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِھَا وَکَانَ یَرْقُدُ قَبْلَھَا قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً بِالْعِشَاءِ حَتّٰی رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَیْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَیْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوۃَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ الْاٰنَ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ مَاءً وَاضِعًا یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُصَلُّوْھَا ھٰکَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً کَیْفَ وَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِہٖ یَدَہٗ کَمَا اَنْبَاَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِیْ عَطَاءٌ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ شَیْئًا مِنْ تَبْدِیْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِہٖ عَلٰی قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّھَا یُمِرُّھَا کَذٰلِکَ عَلَی الرَّاْسِ حَتّٰی مَسَّتْ اِبْھَامُہٗ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا یَلِیْ

الوَجْهِ عَلَى الصُّدغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ إِلَّا كَذٰلِكَ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هٰكَذَا.

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشار کی نماز کے وقت مشغولیت پیش آگئی تو آپ نے عشار (کی نماز کیلئے آنے) میں دیر کی یہاں تک ہم لوگ مسجد میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ (اس وقت) ساری دنیا میں سوائے تمہارے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو نماز کا انتظار کر رہا ہو اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ عشار کی نماز جلدی پڑھیں یا دیر سے پڑھیں بشرطیکہ انہیں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ نماز کے وقت نیند سے مغلوب ہو جائیں گے اور وہ (کبھی) عشار کی نماز سے پہلے سو جاتے تھے، ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جو نافع سے سنی تھی عطار بن ابی رباح سے بیان کی تو عطار نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشار کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے۔ اور بیدار ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور (جاکر آپؐ سے) عرض کیا الصلوٰۃ (یعنی نماز یا رسول اللہ عورتیں اور بچے سونے لگے) عطار کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے گویا میں اس وقت بھی آپؐ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے آپؐ اپنے ہاتھ کو سر پر رکھے ہوئے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو یقیناً انہیں حکم دیتا کہ عشار کی نماز اس طرح (یعنی اسی وقت) پڑھا کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطار سے مزید تحقیق حال کی درخواست کی کہ جیسے ابن عباسؓ نے آپ کو بتایا تھا آپ بھی مجھے بتلائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر اپنے ہاتھ کو کیسے رکھا تھا تو عطار نے اپنی انگلیاں قدرے کشادہ کیں پھر انگلیوں کے کنارے سر کے کونے پر رکھے پھر انگلیوں کو سر پر اس طرح گذارا کہ انگوٹھے نے کانوں کے اس کنارے کو مس کیا جو کنپٹی پر داڑھی کے کونے پر چہرے کے قریب ہے نہ آپؐ اس میں کمی کر رہے تھے اور نہ مضبوط پکڑ رہے تھے بس ایسے کر رہے تھے جیسے میں کر رہا ہوں اور پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے امت کیلئے باعث مشقت نہ سمجھتا تو ان کو حکم دیتا کہ عشار کی نماز اسی وقت پڑھا کریں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ حتی رقدنا فی المسجد (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ملاہ وباقی الحدیث فی کتاب التمنی مرسلا ۱۰۷۵ ار

مسلم اوّل ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ یہ باب سابق باب سے بمنزلہ استثناء کے ہے کہ اگر نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے یعنی چونکہ اس سلسلے میں روایات دونوں طرح کی وارد ہیں کراہت کی بھی اور اجازت کی بھی۔

امام بخاریؒ کا مقصد تطبیق بین الروایات کو بیان کرنا ہے کہ اگر کسی کو نیند کا غلبہ ہو جائے کہ لعلہ یستغفر فیسب نفسہ یعنی بجائے دعا کرنے کے بد دعا نکلے تو ایسی صورت میں سو جانے کی اجازت ہے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔ عورتیں اور بچے سو گئے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود علم کے اس پر کوئی نکیر و ممانعت نہیں فرمائی۔ اسی سے امام بخاریؒ نے اپنا ترجمہ اخذ کر لیا۔

نیز باب سابق میں تشریح گذر چکی ہے کہ جاگنے کا غالب گمان ہو تو یا جگانے کا انتظام ہو تو اس کے لئے بھی سونے کی اجازت ہے۔

اور کراہت اس صورت میں ہے کہ جبکہ جماعت یا نماز کے فوت ہونیکا اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم

بَابُ ۴۷ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَاخِيرَهَا

باب، عشاء کا وقت نصف رات تک ہے اور حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں دیر کرنا پسند فرماتے تھے

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ قَالَ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوا أَمَا إِنَّكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ لَيْلَتَئِذٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) عشاء کی نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرما دیا پھر نماز پڑھائی اور فرمایا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے سن لو تم لوگ

جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز ہی میں رہے (یعنی نماز کا ثواب ملتا رہا) ابن ابی مریم نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک اس رات میں دیکھ رہا ہوں (یعنی پورے طور پر استحضار ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مُطابقۃ الحدیث لِلترجمہ فی۔ اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العشاء الیٰ نصف اللیل"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۱ ویاتی فی باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء ص۸۴ وص۹۱ وص۱۱۱ وفی اللباس ص۸۷۳ ومسلم اول ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ قائم کیا ہے باب وقت العشاء الی نصف اللیل" اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد کیا ہے۔؟

قال النووی رحمہ اللہ معناہ وقت لادائھا اختیارا واما وقت الجواز فیمتد الی طلوع الفجر (فتح)
یعنی امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقت مختار و مستحب کو بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن وقت جواز تو طلوع فجر تک ہے۔ یہی شارح بخاری رحمہ اللہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں قلت المراد من الترجمۃ" الوقت المختار من العشاء"۔ یعنی ترجمۃ الباب سے مراد عشاء کی نماز کا وقت مختار ہے (شرح کرمانی)
یہی علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (عمدہ)

ویسے یہاں ترجمہ میں دونوں صورتیں مراد ہو سکتی ہیں کہ وقت مستحب اور وقت جواز کا دونوں کا بیان ہو چنانچہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی تعلیق سے وقت مستحب کا بیان ہے کہ نصف لیل تک تاخیر وقت مستحب اور حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کا وقت نصف لیل تک بلا کراہت جائز و درست ہے۔

یہی اکثر شراح و جمہور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ غروب شفق کے بعد نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور طلوع فجر یعنی صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے البتہ ثلث لیل تک وقت مختار و مستحب ہے۔ اور نصف لیل تک وقت جواز بلا کراہت ہے اور نصف لیل کے بعد جائز مع الکراہت ہے اور یہ کراہت کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس سلسلے کی تمام روایات پر نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کا وقت غروب شفق سے لے کر پوری رات صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔

چنانچہ حدیث الباب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو آدھی رات تک مؤخر فرمایا ثمّ صلّی پھر نماز پڑھی یعنی آدھی رات کے بعد نماز پڑھی۔

ایک روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ کی ہے اعتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ذھب عامۃ اللیل الخ (مسلم اول ص۲۲۹)

یعنی ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا بڑا حصہ (یعنی اکثر حصہ) گذر گیا الخ

ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ عشاء کا وقت پوری رات طلوع فجر تک ہے۔
مطلب یہ ہے کہ نصف لیل کے بعد بھی نماز ادا ہو گی قضاء نہیں یہی حنفیہ کا مذہب ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔

وقال الاصطخری من الشافعیۃ۔ ونتھاالی نصف اللیل الخ (شرح کرمانی)
اور اصطخری شافعیؒ کا قول ہے کہ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے نصف شب گذرنے کے بعد عشاء کا وقت فوت ہو جاتا ہے۔

بَابٌ ۳۷۵ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَالْحَدِیْثِ

نماز فجر کی فضیلت کا بیان اور نماز فجر کی فضیلت میں وارد حدیث کا بیان

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسٌ قَالَ قَالَ لِیْ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ اَوْ لَا تُضَاھُوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ زَادَ ابْنُ شِھَابٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبد اللہؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں آپؐ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا پھر فرمایا، سن لو کہ تم لوگ اپنے پروردگار کو (قیامت میں) اسی طرح دیکھو گے جس طرح (اس وقت) اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری نہ ہو گی یا یہ فرمایا کہ تمہیں کوئی اشتباہ نہ ہو گا تو اگر یہ کر سکو کہ طلوع آفتاب سے پہلے کی نماز

(نماز فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے کی نماز (عصر) میں کسی مشغولیت سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو ایسا کرلو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الآیۃ (آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے) امام بخاری رح کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے اسماعیل سے انہوں نے قیس سے انھوں نے حضرت جریر رض سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں اتنا زیادہ ہے آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے پروردگار کو کھلی آنکھوں سے دیکھو گے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ، علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۱ ومر ص۸۰ ویاتی ص۱۹ و ص۱۱۰۵ و ص۱۱۰۶ مسلم اول ص۲۲۸۔

۵۵۳ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ بِهٰذَا۔

ترجمہ | حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو ٹھنڈے وقتوں کی نمازیں (فجر اور عصر) پڑھے گا۔ وہ جنت میں جائے گا اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا انھوں نے ابو جمرہ سے ان کو ابو بکر بن عبداللہ بن قیس نے اس حدیث کی خبر دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، من صلی البردین دخل الجنۃ لان احد البردین صلوٰۃ الفجر۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۱ ومسلم اول ص۲۲۸۔

۵۵۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ترجمہ حدیث ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ ہم سے حبان بن ہلال نے کہا کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوجمرہ نصر بن عمران نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اور انھوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے روایت کی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا یعنی یہی حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "مثلہ"۔
یہ حدیث سابق ہی ہے۔

مقصد ترجمہ یہاں ترجمۃ الباب میں دو جز ہیں۔ پہلا جز فضل صلوٰۃ الفجر ہے جو محتاج بیان نہیں ہے بالکل واضح ہے کہ نماز فجر کی فضیلت کا بیان مقصود ہے۔

دوسرا جز والحدیث ہے اس کے متعلق شراح نے مختلف عبارت آرائیاں فرمائی ہیں۔
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وقع فی روایۃ ابی ذر ولم یقع فی روایۃ غیرہ"
یعنی یہ لفظ صرف ابوذر کی روایت میں ہے اور اس کے علاوہ دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔
حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ اس لفظ کیلئے یہاں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور علامہ کرمانیؒ نے جو اس سے غرض بیان کی ہے کہ "باب فضل صلوٰۃ الفجر و باب الحدیث الوارد فی فضل صلوٰۃ الفجر" یہ بات بعید از فہم ہے کیوں کہ یہ زیادتی کسی مستخرج میں میں نے نہیں دیکھا ہے اور نہ کسی شارح نے اس طرف توجہ کی ہے اسلئے یہ وہم اور غلط ہے (فتح)
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ کرمانی کی توجیہ کو بعید از فہم اور وہم کہنا وہم ہے۔
آخر تو علامہ عینیؒ بڑے اور استاد ہیں، محقق ہیں فرماتے ہیں کہ کرمانی کا مقصد یہ ہے کہ امام بخاریؒ ترجمہ کے پہلے جز سے نماز فجر کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے جز سے اس حدیث کی فضیلت اور عظیم منقبت بیان کرنا مقصود ہے جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں رویت باری تعالیٰ کی بشارت مذکور ہے جو مومن کیلئے عظیم ترین اور سب سے بڑی عظمت ہے اس لئے امام بخاریؒ نے نماز فجر کی فضیلت ثابت فرماتے ہوئے اس حدیث کی فضیلت کو بھی ثابت فرمادیا۔ واللہ اعلم

تشریح ستروں ربکم تمام صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین و محدثین رحمہم اللہ سب کا اتفاق ہے کہ آخرت میں اہل جنت مؤمنین حق تعالیٰ کی زیارت و دیدار سے مشرف ہونگے یہ اجماعی مسلک ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے احقر کی "نصر المنعم ص۲۹ تا ص۲۱۱"

باب کی دوسری حدیث من صلی البردین دخل الجنۃ۔ بردین سے مراد صلوٰۃ فجر و عصر ہے

اور اس کو بردین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نمازیں دن کے دونوں طرف واقع ہیں جن اوقات میں ہوا، خوشگوار ہوتی ہے نیز گرمی نہیں ہوتی ہے۔

اشکال اشکال یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو نمازوں کی پابندی پر جنت کی بشارت ہے۔

جواب: ان دونوں نمازوں کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے چونکہ فجر کا وقت راحت و آرام بلکہ سونے کا وقت ہے، اور عصر کا وقت خرید و فروخت، تجارت و دوکانداری کی مشغولیت کا اسلئے آپؐ نے ان دونوں اوقات کی اہمیت بیان فرمادی کہ جب کوئی شخص ان دو وقتوں کی پابندی کرلیگا تو بقیہ اوقات میں بطریق اولیٰ آسانی سے ادا کرے گا۔

مطلب یہ کہ فجر و عصر کی پابندی دیگر اوقات کی پابندی کو مستلزم ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف دو نمازیں پڑھنا کافی ہیں۔ واللہ اعلم۔

بَابُ وَقْتِ الْفَجْرِ

باب نماز فجر کے وقت کا بیان

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ أَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِي آيَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضؓ نے ان سے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز (فجر) کیلئے کھڑے ہو گئے (حضرت انس رضؓ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز کے درمیان کتنا فصل تھا تو انھوں نے فرمایا کہ پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھنے کے بقدر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہم قاموا الی الصلوٰۃ بعد ان تسحروا بمقدار قراءۃ خمسین آیۃ او نحوھا الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ۸۱ و یاتی متصلا ص۸۲ و ص۱۵۲ و ص۲۵۷ و مسلم اول فی الصوم ص۳۵۰ والترمذی فی الصوم ص۸۸ والنسائی فی الصیام فی قدر ما بین

السحور وبین الصلوٰۃ الصبح ص۲۳۴۔

۵۵۶ - حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ سمع رَوْحَ بنَ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عن قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلوٰةِ فَصَلَّى قُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلوٰةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَءُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ آيَةً ـ

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابتؓ دونوں نے سحری کھائی پھر جب دونوں سحری سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھائی (قتادہ کہتے ہیں کہ) ہم نے انس رضؓ سے پوچھا کہ ان دونوں کے سحری سے فراغت کرنے اور نماز شروع کرنے تک کس قدر فصل تھا تو فرمایا کہ جتنے وقت میں آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث السابق (عمدہ) یعنی فلما فرغا من سحورهما قام نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخ مطلب یہ ہے کہ سحری کا وقت ختم ہوتے ہی نماز فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۱ تا ص۸۲ ومر آنفا ص۸۱ ویاتی ص۱۵۲ و ص۲۵۷ ومسلم اول ص۳۵۰ ومذی ص۸۸ ونسائی فی الصوم ص۲۳۴

۵۵۷ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ عن اَخِيْهِ عن سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يقولُ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِي اَهْلِي ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِي اَنْ اُدْرِكَ صَلوٰةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہل (گھر) میں سحری کھاتا تھا پھر مجھے اس بات کی جلدی ہوتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ لوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ ان اول وقت صلوٰۃ الفجر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۲ ویاتی ص۲۵۷۔

۵۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عَنْ اِبْنِ

شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں اپنی چادریں لپیٹے ہوئے حاضر ہوتی تھیں پھر وہ نماز سے فراغت کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اختتام نہایت غلس میں ہوتا تھا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ طلوع صادق ہی کے ساتھ وقت ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔ ذکر ھٰذا الحدیث ھٰھنا لایطابق للترجمۃ یعنی اس حدیث کا یہاں ذکر کرنا ترجمۃ الباب سے کوئی مطابقت نہیں ہے۔

(عمدہ)

لیکن حدیث پاک کے مضمون سے فی الجملہ مطابقت ہو سکتی ہے کہ اس میں یشھدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متلفعات الخ یعنی فجر کے اول وقت میں مبادرت و مسابقت سے معلوم ہوا کہ اوّل وقت افضل و مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ و مر ص۵۴ و یاتی ص۱۲۰ ۔ و مسلم ص۲۳۰ ابوداؤد ص۶۱ ترمذی ص۲۲ نسائی اوّل، التغلیس فی الحضر ص۶۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ابتدار فجر کے وقت کو بتانا ہے کہ فجر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ فجر کا وقت سحری کے بعد ہے یعنی طلوع صبح صادق سے سحری کا وقت ختم ہوا۔ اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے کیوں کہ صرف پچاس آیت کی تلاوت کے بقدر ٹھہر کر نماز شروع فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق ہے اور یہی مقصد ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ طلوع صبح صادق سے نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی اور دوسری یعنی حدیث ۵۵۵ و ص۵۵۶ کا مضمون تقریباً ایک ہے صرف سند کا فرق ہے۔

تیسری رح ۵۵۷ حضرت سہل بن سعدؓ کی ہے فرماتے ہیں کنت اتسحر فی اھلی الخ یعنی میں اپنے

گھر سحری کھا کر بعجلت ممکنہ مسجد نبوی میں پہونچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر میں شرکت کرتا تھا۔

معلوم ہوا کہ نماز فجر رمضان میں سحری سے متصل ہوتی تھی اس سے یہ بھی مسئلہ معلوم ہوا کہ سحری میں تاخیر مستحب ہے اور رمضان المبارک میں صبح کی نماز غلس میں پڑھنی چاہیئے کیوں کہ احناف کے نزدیک افضلیت اسفار کیوجہ تکثیر جماعت ہے اور رمضان المبارک میں سحری کے فوراً بعد نمازیوں کی کثرت لازمی ہے سونے کے بعد نماز کے فوت ہوجانے کا خطرہ ہے۔

چوتھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ عورتیں مسجد میں آسکتی ہیں اور نماز پڑھ سکتی ہیں۔

متلفعات بمروطھن بعض روایت میں متلفقات آیا ہے کما فی الترمذی اول ص۲۲ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی چادر اوڑھنا۔ بعض نے فرق کیا ہے کہ تلفع میں سر ڈھکا ہوا ہو اور تلفف میں ضروری نہیں۔ مروط مرط بکسر المیم کی جمع ہے معنی چادر غلس کے معنی ہیں ظلمۃ اللیل۔

مذاہب ائمہ (۱) ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) رحمہم اللہ کے نزدیک صبح کی نماز میں تغلیس یعنی غلس میں پڑھنا افضل ہے چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں "وفی ھذہ الاحادیث استحباب التبکیر بالصبح وھو مذھب مالک والشافعی واحمد رح الخ (شرح مسلم ص۲۳)

(۲) امام اعظم ابو حنیفہ رح، صاحبین، سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے نزدیک اسفار میں پڑھنا اولیٰ ہے لیکن ایسے وقت میں فارغ ہوجانا چاہیئے کہ اگر کسی وجہ سے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو اطمینان کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے پڑھنا ممکن ہو۔

(۳) امام محمد رح فی روایۃ اور امام طحاوی رح فرماتے ہیں کہ غلس میں ابتدا کر کے اسفار میں ختم کرنا، افضل ہے تاکہ دونوں طرح کی روایتوں پر عمل ہوجائے

دلائل ائمہ ثلاثہ رح ایک تو باب کی یہی حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں لا یعرفھن احد من الغلس، یعنی اندھیرے کی وجہ سے ان عورتوں کو کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اتنے سویرے پڑھتے تھے کہ نماز کے ختم ہوجانے کے بعد بھی عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

جواب: جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ لفظ من الغلس "حضرت عائشہ رض" کا نہیں ہے بلکہ حضرت عائشہ رض کا قول لا یعرفھن پر ختم ہوگیا اور ان کا منشا یہ تھا کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی آتی تھیں اس لئے انہیں کوئی پہچانتا نہیں تھا کسی راوی نے یہ سمجھا کہ نہ پہچاننے کا سبب اندھیرا تھا اسلئے اس نے من الغلس کا لفظ بڑھا دیا گویا یہ ادراج من الراوی ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ یہی روایت ابن ماجہ باب وقت الفجر ص۴۹ میں جس کے الفاظ یہ ہیں ثم یرجعن الی اھلھن فلا یعرفھن احد تعنی من الغلس"

اس میں لفظ تعنی صاف بتلا رہا ہے کہ یہ راوی کا اپنا خیال ہے۔

یہی حدیث اسی بخاری ص۱۲۰ میں گذر چکی ہے جس کے الفاظ میں یرجعن الی بیوتھن ما یعرفھن احد"

اس میں لفظ "من الغلس بالکل نہیں ہے۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ لفظ مدرج من الراوی ہے جو حجت نہیں۔

اور اگر عدم معرفت سے استدلال کیا جائے تو جواب یہ ہے کہ یہ عدم معرفت چادروں کی وجہ سے تھی نہ کہ اندھیرے کی وجہ سے۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ اصل حدیث میں من الغلس موجود ہے تو کہا جائے گا کہ غلس سے مراد مسجد نبوی کی تاریکی تھی کیوں کہ مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی تھیں، چھت نیچی تھی چراغ کا انتظام بالکل نہیں تھا اس لئے اسفار کے باوجود اندر تاریکی رہتی تھی۔

دلائل احناف رح

(۱) عن رافع بن خدیج رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر (ترمذی اول ص۲۲ / نسائی ص۶۴)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں ما اسفرتم بالصبح فانہ اعظم للاجر (نسائی ص۶۵)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم (ابوداؤد ص۶۱)

حضرات شوافع وغیرہ اسکی تاویل کرتے ہیں کہ اسفار سے مراد یہ ہے کہ فجر کا طلوع ہونا واضح ہو جائے علامہ ابن ہمام رح نے اس کا جواب دیا ہے کہ اعظم للاجر دلالت کرتا ہے کہ اسفار سے پہلے بھی اجر ہے۔ مگر اسفار میں زیادہ ہے۔ اب اگر اسفار سے مراد طلوع فجر کا ظہور دلقین ہو تو اس سے پہلے نماز پڑھنا صحیح ہی نہ ہوگی پھر اجر کیسے مل سکتا ہے۔

دوسری اہم دلیل

اسفار کے استحباب پر حضرت عبداللہ بن مسعود رض کی ہے جس کو امام بخاری رح نے باب من اذن واقام لکل واحدۃ منھما جلد اول ص۲۲۷ میں ذکر کیا ہے اور مسلم شریف اول ص۱۴۱ میں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں. ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ الا لمیقاتھا الا صلاتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا (مسلم اول ص۴۱۷)

فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ نماز غیر وقت میں پڑھی ہو. مگر دو نمازیں. ایک مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں آپؐ نے جمع کر کے پڑھیں اور دوسرے اس روز کی نماز فجر اپنے وقت سے پہلے پڑھی.

ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ وقت معتاد سے پہلے قرار دے رہے ہیں کیونکہ اس روز بھی آپؐ نے طلوع فجر سے قبل تو پڑھی نہ ہوگی اسلئے کہ طلوع فجر سے قبل کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں لامحالہ آپؐ نے اس روز غلس میں نماز ادا کی تھی جس کو ابن مسعودؓ وقت معتاد سے قبل قرار دے رہے ہیں. اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپؐ کی عام عادت اسفار میں نماز پڑھنے کی تھی. واللہ اعلم

بَابٌ ۳۷۷ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً

باب اس شخص کا بیان جو (طلوع شمس سے پہلے) فجر کی ایک رکعت پالے

۵۵۹. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ.

ترجمہ حدیث عطاء بن یسار اور بسر بن سعید اور اعرج تینوں حضرات حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج نکلنے سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت کو پالیا اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو بے شک اس نے عصر کی نماز پالی.

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ. من ادرك من الصبح رکعۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۲ ومر ص۷۹ ومسلم اول ص۲۲۱ ابوداؤد ص۵۹، ترمذی اول ص۲۶

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ نماز فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے چونکہ باب سابق میں نماز فجر کے وقت کی ابتدا بیان کر چکے تھے کہ سحری کا وقت ختم ہونے پر نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

اب اس باب میں نماز فجر کے وقت کی انتہا بتلا رہے ہیں کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

یہی حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں: غرض البخاری رضؒ منه بیان آخر وقت الفجر کما یدل علیه قبل ان تطلع الشمس (الفیض الباری ص۳۴)

۲ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ فجر کا وقت اسفار تک ہے۔ امام بخاریؒ ان کی تردید کر کے جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

تشریح حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت چند ابواب پہلے یعنی باب ۳۶۶ میں گذر چکی ہے اور مطلب صاف ہے کہ ادراک سے مراد ادراک وقت ہے جس پر واضح قرینہ ہے قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر یعنی اگر غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت کے بقدر (یعنی نماز عصر کا کوئی جز) پالے تو پوری نماز اس پر واجب و لازم ہو گی جیسے بچہ بالغ ہو جائے، حائضہ حیض سے پاک ہو، غیر مسلم داخل اسلام ہو تو عصر کی نماز اس پر لازم ہو گی اور پوری نماز پڑھنی ہو گی۔

باب ۳۶۶ کا مطالعہ ضرور کر لیا جائے۔

باب ۳۷۰ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً

باب۔ اس شخص کا حکم جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا

۵۶۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ”من ادرك ركعة من الصلٰوة“

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۲ و مر ص۷۹ و مسلم اول ص۲۲۱ ابو داؤد ص۵۹، ترمذی ص۳۶

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الحدیث" فرماتے ہیں، چونکہ کثرت سے روایات کے اندر آیا ہے۔
من ادرک رکعۃ من العصر فقد ادرک العصر و من ادرک رکعۃ
من الفجر فقد ادرک الفجر۔

اس سے بظاہر اس حکم کا اختصاص فجر اور عصر کے ساتھ معلوم ہوتا تھا اس لئے امام بخاری" نے تنبیہ فرمادی کہ یہ کوئی ان دونوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ اور نمازوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی اور نمازوں کے اوقات سے صرف بقدر رکعت پالے تو پوری نماز فرض ہوگی (تقریر بخاری)

باب ۳۶۶ کی تشریح میں گذر چکا ہے کہ اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہوا کہ صرف ایک رکعت کے بقدر وقت باقی ہے تو اس پر پوری نماز فرض ہو جائے گی، اسی طرح اگر ایسے وقت میں کافر مسلمان ہو یا حائضہ پاک ہو تو اس کو صحیح وقت پر پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

تشریح تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں فجر اور عصر کی قید ہے وہ قید احترازی نہیں ہے ظہر اور عشار کا بھی یہی حکم ہے۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں،، اجمعوا علیٰ انہ لیس علیٰ ظاھرہ (کرمانی)

یعنی اس پر علمار کا اجماع ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنے سے پوری نماز کا مدرک ہو گیا ایک ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے بلکہ اس میں تاویل ہوگی یعنی من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک حکم الصلوٰۃ۔

وقال بعض العلماء معناہ من ادرک مع الامام رکعۃ فقد ادرک فضل الجماعت (کرمانی)
یعنی جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی اس کو جماعت کا ثواب ملے گا۔ اور رکعت سے پوری رکعت مراد نہیں بلکہ نماز کا جزء مراد ہے لہٰذا اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے شامل ہوا تو وہ بھی مدرک جماعت ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

بَابُ ۳۶۹ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

باب، نماز فجر کے بعد آفتاب بلند ہونے تک نماز پڑھنے کا بیان (ای ما حکمہا؟ فتح)

۵۷۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ

حتی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے چند پسندیدہ (معتبر) لوگوں نے جن میں سب سے زیادہ معتبر میرے نزدیک حضرت عمرؓ تھے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "نھی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ ویاتی متصلاً ص۸۳ ومسلم اول ص۲۷۵ ابوداؤد ص۱۸۱ فی باب من رخص فیھما اذا کانت الشمس مرتفعۃ۔ والترمذی اول ص۲۵ فی باب ماجاء فی کراھیۃ الصلوٰۃ بعد العصر وبعد الفجر۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهٰذَا۔

ترجمہ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے سنا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھ سے چند لوگوں نے یہ (مندرجہ بالا احادیث کو) بیان کیا۔

تشریح اس سند کو لانے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابو العالیہ سے معلوم ہو جائے چونکہ قتادہ پر تدلیس کا الزام ہے اسلئے سماع کا اثبات ضروری ہے۔

اور چونکہ یہ حدیث سابق ہی دوسری سند سے اسلئے فتح الباری، عمدۃ القاری، اور قسطلانی کسی میں اس پر نمبر شمار نہیں ہے اس لئے احقر بھی چھوڑ دیا۔

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالقصد سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت اپنی نماز نہ پڑھو۔ عروہ نے کہا اور حضرت ابن عمرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ طلوع ہوجائے تو نماز مؤخر کردو یہانتک کہ وہ بلند ہوجائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو نماز مؤخر کردو یہانتک کہ پورا غروب ہوجائے عبدہ بن سلیمان نے اس روایت کے بیان میں یحییٰ بن سعید قطان کی متابعت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ لا تحروا بصلاتکم طلوع الشمس،

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ ایضا ص۸۲ ویاتی ص۴۶۳۔

۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعَتَیْنِ وَعَنْ لِبْسَتَیْنِ وَعَنْ صَلَاتَیْنِ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنْ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ یُفْضِیْ بِفَرْجِہٖ اِلَی السَّمَاءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَۃِ وَالْمُلَامَسَۃِ

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی بیع، دو طرح کے لباس اور دو وقت کی نماز سے منع فرمایا، فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج اچھی طرح نہ نکل آئے اور عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہوجائے اور اشتمال صمّار سے (یعنی ایک کپڑے کو نماز میں اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ باہر نہ نکل سکے۔) اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا کہ شرمگاہ آسمان کیطرف کھلی رہے اور بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وعن صلاتین نھی عن الصلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ بقیہ مواضع کیلئے ملاحظ فرمائے نصر الباری جلد دوم باب نمبر ۲۵

حدیث نمبر ۳۶

مقصد ترجمہ امام بخاری رح پانچوں نمازوں کے اوقات کی ابتداء اور انتہاء کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے اوقات منہیہ کے ابواب ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی ان اوقات کا بیان شروع کر رہے ہیں جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے۔

تشریح امام بخاری رح نے حکم نہی کو صراحۃً نہیں بیان کیا چونکہ منہی عنہ کی تعیین میں اختلاف ہے کہ مخصوص نمازیں ممنوع ہیں یا سب نمازیں ہیں۔

سوال روایت میں عصر اور فجر دونوں کا تذکرہ ہے تو امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں صرف فجر کا ذکر کیوں کیا؟

جواب: چوں کہ اکثر روایات میں اول ذکر بعد فجر کا ہے اُس واسطے اس کو خاص کر کے ذکر فرمایا۔
۲ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد العصر نماز پڑھنا ثابت ہے مگر بعد الفجر نہیں اس لئے اس اختلاف کی بنا پر اس کا تذکرہ نہیں فرمایا (عمدہ)

شہد عندی معنی میں ہے اعلمنی، اخبرنی (فتح)

اوقات مکروہہ اور ائمہ کرام کے مذاہب اوقات مکروہہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں قسموں کے احکام میں فرق ہے (۱) پہلی قسم اوقات ثلثہ یعنی طلوع، غروب اور استواء۔
ان تین اوقات میں حنفیہ کے نزدیک ہر قسم کی نماز ناجائز ہے، ان اوقات میں نہ کوئی فرض جائز اور نہ نفل حتیٰ کہ نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بھی ممنوع۔ کیونکہ ان اوقات میں بذاتِ خود قباحت ہے روایات میں ہے کہ ان اوقات میں شیطان آفتاب کو اپنے دونوں سینگوں کے درمیان لے لیتا ہے اور یہ اوقات آفتاب پرستوں کی عبادت کے ہیں۔

(۲) دوسری قسم، دو وقت ہے بعد نماز فجر طلوع تک اور بعد نماز عصر غروب تک۔
اس دوسری قسم کے اوقات صرف نوافل مکروہ و ممنوع ہیں لیکن قضا نماز، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز ہے۔

امام مالک کے نزدیک کل اوقات مکروہہ چار ہیں استواء یعنی نصف النہار کو اوقات مکروہہ کی فہرست میں داخل نہیں مانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ امام مالک رح کے نزدیک زوال کے وقت نماز جائز ہے امام شافعی رح کے نزدیک حنفیہ کی طرح اوقات مکروہہ پانچ ہیں لیکن ان کے نزدیک اوقات مکروہہ میں نوافل ذوات الاسباب جائز ہیں جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء اور نماز کسوف وغیرہ دلائل کیلئے کتب فقہ دیکھئے۔

باب کی تیسری حدیث باب کی تیسری حدیث میں چھ چیزوں سے ممانعت مذکور ہے: دو طرح کی بیع (ملامسہ، ومنابذہ) جن کا بیان کتاب البیوع میں مفصل آئے گا۔ انشاء اللہ ویسے احقر کی نصر المنعم شرح مسلم صہ ۲۱۲ تا صہ ۲۱۳ کا مطالعہ کافی ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اور دو طرح کے لباس، جس کیلئے کتاب اللباس کا انتظار کیجئے اور دعا فرمائیے۔

اور دو وقت کی نماز بعد الفجر اور بعد العصر جس کے احکام مذکور ہو چکے۔

بَابٌ (۳۸) لَا تُتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

باب (عصر کی نماز پڑھنے کے بعد) سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے کا قصد نہ کیا جائے

۵۶۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّي عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ۔ "ولا عند غروبها"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا صہ ۸۲ ویاتی صہ ۸۳ وصہ ۱۵۹ وصہ ۲۲۱ وصہ ۴۶۳ ۔

۵۶۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) نہیں ہے یہانتک کہ آفتاب بلند ہو جائے اور نہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) ہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بالاشارۃ فی "لاصلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس" (عمدہ)

قال الحافظ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من جهۃ ان الصلوٰۃ المنهیۃ غیر صحیحۃ

فلازمه ان لایقصد لها المکلف اذ العاقل لا یشتغل بما لا فائدۃ فیہ (فتح)

ترجمۃ الباب سے مطابقت بایں طور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد العصر نماز سے ممانعت فرمادی ہے لہٰذا جب ممانعت ہے تو مسلمان کو چاہیئے کہ قصد نہ کرے۔ واللہ اعلم

۶۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ سمعتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ یُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْھِمَا وَلَقَدْ نَھٰی عَنْھُمَا یعنی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

ترجمہ حدیث | حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے لوگو تم لوگ ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر ہم نے آپؐ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور بلاشبہ آپؐ نے ان دونوں یعنی نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے منع فرمایا۔

تشریح | اس میں حضرت معاویہؓ رکعتین بعد العصر کی نفی نہیں کر رہے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے تعارض ہو حضرت معاویہؓ اپنے دیکھنے کی نفی کر رہے ہیں اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دو رکعت پڑھنا گھر میں ہے اس لئے حضرت معاویہؓ کو علم نہیں ہوا نیز حضرت معاویہؓ کو آپؐ کی صحبت بھی مختصر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لقد نھی عنھما یعنی الرکعتین بعد العصر"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۳ وباقی ص۵۳۱ تا ص۵۳۲۔

۶۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ خُبَیْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وبعد العصر حتی تغرب الشمس"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۳ ومر بطولہ ص۸۲ یعنی باب سابق کی آخری حدیث ص۵۶۳ ویاتی ص۵۶۵

مقصد ترجمہ تحری کے معنی ہیں کسی چیز کا قصد کرنا، امام بخاری رح نے ترجمہ قائم کیا ہے کہ عصر کے بعد سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے کا قصد نہ کیا جائے۔

اس سے امام بخاری رح کا مقصد کیا ہے؟ مختلف اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) مقصد یہ بتانا ہے کہ عصر کے بعد بلا قصد نفس نماز میں کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن اگر کوئی قصداً غروب ہی کے وقت نماز پڑھے تو کراہت ہوگی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف رح نے یہاں پے در پے دو ترجمہ قائم فرمائے ہیں باب سابق کا ترجمہ ہے بعد الفجر اور اس دوسرے باب کا ہے الصلوٰۃ قبل غروب الشمس یعنی بعد العصر، اور دونوں سلسلے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ممانعت ہے باب سابق کی روایت میں ہے نھٰی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔ دونوں نمازوں کی ممانعت مطلقاً وارد ہے۔

اب اشکال یہ ہے کہ جب روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ ان کا طرز ایک ہی ہے تو امام بخاری رح نے ترجمہ میں کیوں طرز بدل دیا؟ کہ پہلے باب صلوٰۃ الفجر کے اندر تو مطلق باب باندھا اور تحری کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس پہلے باب کی دوسری روایت میں تحری کا ذکر موجود ہے۔ اور اس دوسرے باب میں جو صلوٰۃ عصر کا باب باندھا اس کے ترجمہ میں تحری کا لفظ استعمال کیا حالانکہ احادیث کا تقاضہ ہے کہ دونوں یکساں ہیں۔

جواب۱: تحری کے معنی ہیں قصد کرنے کے اور نماز افعال اختیاریہ میں سے ہے تو تحری کا مطلب بھی یہ ہوا کہ کوئی شخص ان اوقات میں نماز نہ پڑھے اور ترجمہ کا اختلاف صرف تفنن فی العبارت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بعد العصر نماز پڑھنا فعل اختیاری ہے تو جب اس کی ممانعت ہے تو تحری کی ممانعت ہوگئی۔

جواب۲: حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح نے باب اول (بلا قید تحری) جمہور کے مذہب کو اختیار فرمایا ہے کہ بعد الفجر نماز مطلقاً ممنوع ہے (حتی کہ اگر فجر کی دو رکعت سنت مؤکدہ فوت ہوگئی ہوں ان کو بھی طلوع آفتاب کے بعد پڑھنا ہوگا)

اور بعد العصر کے مسئلہ میں بخاری رح نے بعض ظاہریہ کا مسلک اختیار فرمایا ہے کہ اس وقت میں منہی عنہ تحری ہے کہ اسی وقت کا بالقصد انتظار کرے تو کراہت وممانعت تحری کی ہے۔

۳ بعض اکابر سے منقول ہے کہ نماز بعد العصر کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ بالقصد والارادہ عصر کے بعد نفل

نماز نہ پڑھے لیکن اگر غیر اختیاری طور پر نفل نماز کا وقوع ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً کوئی فائتہ نماز پڑھ رہا تھا پھر اس میں کوئی ایسا نقصان پیدا ہو گیا کہ اس کا وصف فرضیت باطل ہو گیا اور نماز نفل بن گئی تو چونکہ اس میں تحری یعنی قصد کو دخل نہیں اس لئے مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

باب ٣٨١. مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ۔

باب. اس شخص کا بیان جس نے صرف عصر اور فجر (کے فرض) کے بعد نماز نماز کو مکروہ سمجھا ہے اسکو حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے

٥٦٨ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُصَلِّي كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِي يُصَلُّونَ لَا اَنْهٰى اَحَدًا يُصَلِّي بِلَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ مَا شَاءَ غَيْرَ اَنْ لَا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کو پڑھتے دیکھا ہے میں کسی کو دن یا رات میں جب بھی چاہے نماز پڑھنے سے نہیں روکتا البتہ یہ کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کیوقت قصد کر کے نماز نہ پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "غيران لا تحرّوا الى آخره (عمده) قوله" رواه عمر وابن عمر وابو سعيد وابو هريرة يريد احاديث هؤلاء الاربعة وهي التي تقدم ايراده في البابين السابقين ص٨٢

تعدد موضع الحدیث والحديث ههنا ص٨٣ ويأتي ص١٥٩۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "یعنی یجوز الصلوٰۃ وقت الاستواء الخ

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ امام مالکؒ نے استوء یعنی دوپہر کے وقت نماز کی اجازت دی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے دوپہر کے وقت جمعہ کے دن اجازت دی ہے اس کی بھی اصل ہے، عدم جواز کا حکم صرف طلوع وغروب اور فجر کے بعد قبل الطلوع اور عصر کے بعد قبل الغروب کیلئے ہے استواء اور نصف النہار کے

وقت نماز جائز ہے۔

قائلین کراہت کی دلیل حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے (مسلم اول ص۲۷۶)

ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہانا ان نصلی فیھن او ان نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظہیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب۔ (مسلم اول ص۲۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (ایک تو) جب روشن سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے (دوسرے) جب ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے (تیسرے) جس وقت سورج ڈوبنے کی طرف ہو یہاں تک کہ پورا ڈوب جائے۔

حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ موطا امام مالک کے اندر نہی عن الصلوٰۃ وقت استواء الشمس کی روایت موجود ہے مگر پھر امام مالک جواز صلوٰۃ وقت استواء کے قائل ہیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جہاں کسی کا قول کسی روایت کیخلاف ہو تو یوں کہدیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان امام کو وہ روایت نہیں پہنچی ہو۔ یہ کہدینا مطلقاً صحیح نہیں ہے، دیکھو یہاں روایت امام مالک کو پہنچی ہے لیکن پھر بھی اس کو چھوڑ دیا۔

بلکہ اصل یہ بات ہے کہ امام کسی وجہ سے ترجیح کی بنا پر کسی روایت کے خلاف دوسری کو ترجیح دیتا ہے مثلاً ائمہ کے یہاں وجوہ ترجیح مختلف ہیں انہی میں امام مالک کے یہاں عمل اہل مدینہ وجوہ ترجیح میں سے ہے چونکہ اہل مدینہ کا عمل اس وقت صلوٰۃ پڑھنے کا تھا۔ اس لئے امام مالک نے اس کو ترجیح دی ہے۔

اور جیسے احناف کے یہاں وجوہ ترجیح میں سے اوفق بالقرآن اور راوی کا افقہ ہونا ہے۔ اور شوافع کے یہاں سند کا قوی ہونا یا ثقاہت رواۃ (تقریر بخاری جلد سوم)

باب ۳۸۲ مَا يُصَلّٰى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ وَمَا

لَقِيَ اللهَ تَعَالٰى حَتّٰى ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيْرًا مِنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا وَلَا يُصَلِّيْهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ يُثَقِّلَ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عنهم۔

باب، نماز عصر کے بعد قضا نمازوں اور اس کے مثل (مثلاً جنازے کی نماز وغیرہ) پڑھنے کا بیان اور کریب نے حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ میں قبیلہ عبد القیس کے لوگوں کے ساتھ مشغولیت میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں ظہر کی دو رکعت سنت ان نہ پڑھ سکا تھا۔ (کما سیاتی صـ۱۶۴ تا صـ۱۶۵ وفی المغازی صـ۶۲۰)

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھالیا کہ آپ نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتوں کو نہیں چھوڑا اور آپ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ نماز سے بوجھل ہو گئے (یعنی تھکان محسوس فرمانے لگے چونکہ اخیر عمر میں جسم مبارک فربہ ہو گیا تھا) اور آپ اکثر اپنی نمازِ عصر کے بعد کی دونوں رکعتیں بیٹھکر پڑھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں کو (گھر میں) پڑھا کرتے تھے اور مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ اس خوف سے کہ آپ کی امت پر بار نہ ہو اور آپ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "تعنی الرکعتین بعد العصر"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۸۳ ویاتی صـ۸۳ وفی المناسک صـ۲۲۱۔

۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ابْنَ اُخْتِيْ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے (عروہ سے) فرمایا اے میرے بھانجے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں کبھی ترک نہیں کیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "السجدتین بعد العصر" السجدتین یعنی الرکعتین من باب اطلاق اسم الجزء علی الکل۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۸۳
ومرّ آنفا م۸۳۔

۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے (فجر کی سنتیں) اور دو رکعتیں عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا نہ پوشیدہ نہ آشکارا (یعنی تنہائی میں ہوتے جب بھی ان سنتوں کو پڑھتے اور جب لوگوں میں ہوتے تب بھی پڑھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعھما سرًّا ولا علانیۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۸۳
ومرّ آنفا م۸۳۔

۵۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ وَمَسْرُوْقًا شَهِدَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِيْ فِيْ يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ حدیث اسود اور مسروق دونوں نے شہادت دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس جب بھی عصر کے بعد تشریف لاتے تو دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتینی فی یوم بعد العصر الا صلّی رکعتین۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۸۳۔

مقصد ترجمہ اس سے دو باب قبل باب ۳۷۹ کے تحت اوقات مکروہہ کے اندر مذکور ہو چکا ہے کہ اوقات

مکروہہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں اقسام کے اندر کچھ فرق بھی ہے نیز باب سابق ۳۸۱ بعد العصر نماز کے ممانعت معلوم ہوتی تھی اسلئے امام بخاری کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بعد العصر کی نہی نوافل پر محمول ہے فائتہ نمازوں کا پڑھنا جائز ہے لیکن امام بخاری نے من الفوائت کے ساتھ ونحوھا بڑھادیا یعنی فوائت کے مثل، فوائت کے مثل فوائت جیسی چیزیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مثل فوائت سے کیا مراد ہے؟

حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ نحوھا سے مراد نوافل ذوات الاسباب جیسے تحیۃ المسجد، صلوٰۃ کسوف وغیرہ ہیں۔ یعنی عصر کے بعد صرف وہ نوافل مکروہ ہیں جو ذوات الاسباب نہ ہوں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ نحوھا سے یعنی مثل فوائت سے نوافل کیسے مراد ہوسکتے ہیں؟ مثل فوائت سے واجبات مراد ہیں جیسے سجدۂ تلاوت، نماز جنازہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ عصر کے بعد نوافل مطلقاً مکروہ ہیں خواہ ذوات الاسباب ہوں یا غیر۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی اثر کل صلوٰۃ مکتوبۃ رکعتین الا الفجر والعصر (ابوداؤد اول ص۱۸۱)

رہا اشکال کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا؟ یہ خصائص میں سے ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے اور ہم لوگوں کو منع فرماتے تھے اور آپ صوم وصال رکھتے تھے اور اس سے منع فرماتے تھے۔ (ابوداؤد اول ص۱۸۲)

ص۲ اسی باب ص۳۸۲ کی حدیث گذری کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو مسجد میں اس لئے نہیں پڑھتے تھے کہ امت پر بوجھ نہ پڑے، آپ یہ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے۔

لم یدع ھما سرا ولا علانیۃ حدیث ص۵۷۱۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر میں اہل خانہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخفاء نہیں فرماتے تھے چنانچہ ابھی گذرا ہے کہ لا یصلیھما فی المسجد۔

بَابُ ۳۸۳ التَّبْكِيرِ بِالصَّلٰوةِ فِي يَوْمِ غَيْمٍ

باب۔ بادل والے دن میں نماز سویرے پڑھنے کا بیان

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمَلِيحِ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ

فِی یَوْمٍ ذِیْ غَیْمٍ فَقَالَ بَکِّرُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُہٗ۔

ترجمہ حدیث ابو الملیح (عامر بن اسامہ ھذلی تابعیؒ) کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت بریدہؓ کے ساتھ تھے۔ اس روز ابر تھا تو حضرت بریدہؓ نے فرمایا نماز (عصر) سویرے پڑھ لو۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دیا اس کا عمل اکارت ہوگیا (یعنی اس کے اعمال صالحہ کا ثواب باطل وضائع ہوگیا۔ والحکم محمول علی الزجر والتوبیخ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "بکروا بالصلوٰۃ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۸۳ ومر ۵۷۔
باقی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے باب ۳۶۴ کی حدیث ۵۳۳۔

بَابُ ۳۸۴ الْاَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

باب۔ وقت گذر جانے کے بعد نماز کیلئے اذان دینے کا بیان

۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُکُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَاَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَہٗ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَغَلَبَتْہُ عَیْنَاہُ فَنَامَ فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَیْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا اُلْقِیَتْ عَلَیَّ نَوْمَۃٌ مِّثْلُهَا قَطُّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَیْکُمْ حِیْنَ شَاءَ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوۃِ فَتَوَضَّاَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک رات (خیبر سے واپسی میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کاش آپ آخر شب میں مع ہم سب کے آرام فرمالیتے آپؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم نماز فجر سے غافل ہو کر سونہ جاؤ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ میں آپ لوگوں کو جگادوں گا چنانچہ سب حضرات لیٹ گئے اور حضرت بلالؓ نے اپنی پیٹھ اپنی سواری سے لگائی (یعنی بیٹھ گئے) مگر ان پر بھی نیند غالب آگئی اور سو گئے پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت بیدار ہوئے کہ سورج کا کنارہ نکل آیا تھا آپؐ نے فرمایا اے بلال تمہارا قول (جگانے کا وعدہ) کہاں گیا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی نیند میرے اوپر کبھی مسلط نہیں کی گئی آپؐ نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا ان روحوں کو تمہارے پاس لوٹا دیا، اے بلالؓ اٹھو اور لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کیلئے اذان دے دو پھر آپؐ نے وضو کیا اور جب سورج بلند ہو گیا اور سفید ہو گیا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " قم فاذّن بالناس بالصلوٰۃ "

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۸۳ ریاتی ص۱۱۱۳ ابوداؤد ص۶۳ تا ص۶۴ والنسائی فی کیف یقضی الفائت من الصلوٰۃ ص۷۲۔

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ اس باب میں حدیث لیلۃ التعریس لائے ہیں۔ مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر پوری جماعت کی نماز قضا ہو جائے تو اذان دینا مشروع اور ثابت ہے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا، گویا امام بخاریؒ حنفیہ اور حنابلہ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

اقوال ائمہ | حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک فائتہ نماز کیلئے اذان و اقامت دونوں ہیں۔ امام شافعیؒ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ فائتہ نماز کیلئے اذان نہیں ہے صرف اقامت ہے۔ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر پوری جماعت کی نماز قضا ہو گئی تو باضابطہ اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ مسجد سے باہر، اب خواہ گھر میں ہوں یا باہر میدان میں۔

تشریح | محدثین کرامؒ کے نزدیک اختلاف ہے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ ایک بار پیش آیا ہے یا متعدد بار؟

بعض کی رائے ہے کہ صرف ایک مرتبہ پیش آیا ہے اس میں تعدد نہیں ہے۔

لیکن محدثین مثلاً قاضی عیاض اور حافظ عسقلانی اور علامہ سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ تعالےٰ تعدد کے قائل ہیں جیسا کہ ابن العربی سے منقول ہے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ تین بار پیش آیا ہے۔

احادیث و روایات پر غور کرنے سے تعدد ہی سمجھ میں آتا ہے۔

مثلاً اس روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ لیکن حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے پھر فلاں فلاں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیدار ہوئے تو زور سے تکبیر کہی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔

(مسلم اول ص۲۴۰)

بغیر تعدد واقعہ کے روایات کی تطبیق مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔ ع غ بیگوسرائے

بَابٌ ۳۸۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب۔ اس شخص کا بیان جو وقت گذرنے کے بعد لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے

۵۷۵- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّاْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے دن سورج ڈوبنے کے بعد آئے اور کفار قریش کو برا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں عصر کے قریب نہ جا سکا یعنی عصر نہیں پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو گیا۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔

پھر ہم سب اٹھ کر مقام بطحان گئے پھر آپ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے وضو کیا پھر آپ نے آفتاب غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھائی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فصلی العصر بعد ما غربت الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۳ تا ص۸۴ ویاتی فی باب قضاء الصلوات الاولیٰ ص۸۴ وص۸۹ وص۱۲۹ وفی المغازی ص۵۹۰ ومسلم اول ص۲۲۷ وترمذی اول ص۳۵

مقصد امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اگر جماعت کی نماز فوت ہوجائے تو جماعت سے ادا کرنی ہوگی۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد مستفاد ہے۔ فقمنا الی بطحان فتوضاء للصلوٰۃ و توضانا لھا۔

تشریح ماکدت اصلی العصر میں عصر کی نماز کے قریب نہ جاسکا۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ علامہ عینی رحمہ اللہ نے پوری تفصیل سے اس پر بحث کی ہے اور اصولی طور پر اپنی تحقیق پیش کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اس لئے کہ جب قرب الصلوٰۃ کی نفی کی تو صلوٰۃ کی نفی بطریق اولیٰ ہوگی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز نہیں پڑھی۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے بالکل واضح کردیا۔ فرماتے ہیں

ای ماصلیت حتی غربت الشمس لان کاد اذا تجردت عن النفی کان معناھا اثباتا وان دخل علیھا نفی کان معناھا نفیا لان قولک کاد زید یقوم معناہ اثبات قرب القیام وقولک ماکاد زید یقوم معناہ نفی قرب الفعل وھٰھنا نفی قرب الصلوٰۃ فانتفت الصلوٰۃ بالطریق الاولیٰ۔ (قسطلانی ج۲ ص۲۶۹)

بہرحال راجح اور صحیح یہی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا۔ (سورہ نور)

(اگر اپنا ہاتھ نکالے تو (دیکھنا تو درکنار) دیکھنے کا احتمال بھی نہیں (ترجمہ حکیم الامت)

ان تفصیلات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ میں عصر کی نماز کے قریب نہ جاسکا یعنی نہیں پڑھ سکا یہاں تک سورج ڈوبنے لگا۔

پھر مزید دلیل ایک باب کے بعد ہی روایت آرہی ہے جس میں ہے حتی غربت الشمس " یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔

۲۔ عقلا بھی بعید معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تنہا نماز پڑھ لیں۔ جبکہ ارشاد ربانی ہے۔

یا ایہا الذین اٰمنو الا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (حجرات)
سیدنا حضرت عمرؓ کا کفار قریش کو برا بھلا کہنا۔ حسرت کا اظہار کرنا بھی قرینہ ہے کہ نماز نہیں پڑھی تھی اگر پڑھ لیتے تو اظہار حسرت اور سب وشتم کی کوئی وجہ نہیں تھی چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی کہ عمر ابھی تو ہم نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔
اس کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ وادی بطحان کیطرف گئے آپؐ نے بھی نماز کیلئے وضو کیا اور ہم نے بھی۔ اور غروب آفتاب کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

ایک اشکال حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق میں صرف عصر کی نماز قضا ہوئی۔ نیز مسلم شریف میں حضرت علیؓ سے روایت ہے شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر (مسلم اول ص۲۲۷)
لیکن ترمذی شریف میں ایک روایت ہے ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذھب من اللیل (ترمذی اول ص۲۵)
ترمذی شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر چار نماز فوت ہوئیں۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔
بظاہر بخاری شریف کے حدیث الباب سے تعارض ہے۔
امام نووی" فرماتے ہیں "طریق الجمع بین ھٰذہ الروایات ان وقعۃ الخندق بقیت ایاما فکان ھٰذا فی بعض الایام وھٰذا فی بعضھا (شرح مسلم ص۲۲۷)
یعنی غزوۂ خندق کی مصروفیات ایک ہی دن نہیں رہیں بلکہ کئی روز مسلسل جاری رہیں مشرکین کی مسلسل تیر اندازی اور خشت باری کیوجہ سے کئی بار نمازیں قضا ہوئیں کسی روز ایک وقت صرف عصر کی اور کسی روز ظہر وعصر دو وقت کی کما فی المؤطا اور کسی روز چار وقت کی۔ کما فی الترمذی۔
اور چونکہ عصر والی روایت بخاری کی شرط کے مطابق تھی اسلئے اس کو ذکر فرمادیا۔
پھر ترمذی کی روایت میں چار نمازوں کا قضا ہونا تو سعاً کہا گیا ہے کیوں کہ اس موقعہ پر صرف تین نمازیں قضاء ہوئیں تھیں۔ ظہر، عصر، اور مغرب۔ البتہ عشاء کی نماز میں چونکہ وقت معتاد سے تاخیر ہوگئی تھی لہٰذا حدیث ترمذی میں عشاء کو محض تغلیباً شامل کر لیا گیا ورنہ درحقیقت نماز عشاء قضا نہیں ہوئی تھی جیسا کہ حدیث ترمذی کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ حتی ذھب من اللیل۔

قضاء ہونیکا سبب نمازوں کے قضا ہونے کا سبب دشمنوں کا سخت ہجوم اور خطرناک یورش کی

مدافعت تھی اگرچہ آمنا سامنا تلوار کی لڑائی نہیں تھی مگر دس ہزار سے زائد دشمنوں کی تیراندازی خشت باری سے موقعہ نہ مل سکا جیساکہ حدیث ترمذی کے الفاظ سے ظاہر ہے ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اور صلوٰۃ خوف کا حکم اس غزوہ کے بعد کا ہے ورنہ دو جماعت کر کے نماز ادا کرلی جاتی۔ واللہ اعلم

بَابٌ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا وَلَا يُعِيْدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً وَاحِدَةً عِشْرِيْنَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ الْوَاحِدَةَ۔

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ وَمُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ قَالَ مُوْسٰى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ وَقَالَ حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

باب۔ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے تو اس وقت پڑھ لے اور صرف اسی نماز کو لوٹائے اور ابراہیم نخعی رُنے کہا کہ جس شخص نے بیس سال تک ایک نماز کو چھوڑے رکھا تو وہ صرف اسی نماز کو لوٹائے گا۔

قضا ہونیکا سبب | حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اس کو پڑھ لے اس لئے کہ اس قضائے سوا اس کا اور کچھ کفارہ نہیں (سورہ طٰہٰ) میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ میری یاد کیلئے نماز کو قائم رکھو، موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا کہ ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت قتادہ رضؓ سے بعد میں سُنا (یعنی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد دوسرے وقت میں سُنا فرما رہے تھے اقم الصلوٰۃ لذکری اور حبان نے کہا کہ ہم سے ہمام نے حدیث بیان کی ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا قتادہ نے کہا کہ ہم سے حضرت انسؓ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ " من نسی صلوٰۃ فلیصل

اذا ذکرھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۴ ومسلم اول ص۲۴۱ ابوداؤد اول فی الصلوٰۃ ص۶۴ نسائی فیمن نسی صلوٰۃ . ص۷۱

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد بعض حضرات کی غلط فہمی کا ازالہ ہے نسائی شریف جلد اول ص۷۱ اور ابوداؤد ص۶۳ کی طویل روایت کے آخر میں ہے فلیصلھا حین ذکرھا ومن الغد للوقت۔ بعض حضرات نے اس کے ظاہر سے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ جب یاد آئے اس وقت پڑھے اور پھر جب دوسرے دن اسکا وقت آئے تو پھر پڑھے، اسی طرح کی ایک روایت مسلم شریف جلد اول ص۲۳۹ کی نویں سطر کے الفاظ ہیں فلیصلھا حین ینتبہ لھا فاذا کان الغد فلیصلھا عند وقتھا، یعنی جب متنبہ ہو اس وقت نماز پڑھنی چاہیئے پھر جب آئندہ کل کو یہ وقت ہو تو اس نماز کو وقت میں نماز پڑھے۔

ان الفاظ کے ظاہر سے بعض حضرات نے سمجھا کہ فوت شدہ نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ہوگا ایک یاد آنے اور تنبیہ کے وقت اور دوبارہ اگلے دن اس کے وقت پر۔

امام بخاری نے اس پر رد فرمادیا کہ لایعید الا تلک الصلوٰۃ، اور من الغد للوقت کا اصل اور صحیح مطلب یہ ہے کہ کل کو جو وقت ہو تو حسب معمول وقت میں نماز پڑھے یہ مطلب نہیں ہے کہ فوت شدہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ واللہ اعلم

اگر کسی روز کسی کی نماز نوم یا نسیان کیوجہ سے قضاء ہوجائے تو جس وقت بیدار ہو یا یاد آئے تو اس کو فورا پڑھ لے (بشرطیکہ اوقات ممنوعہ ثلثہ نہ ہو) لیکن ایسا نہ ہو کہ آئندہ کل بھی اس طرح نماز فوت کردے بلکہ من الغد للوقت یعنی آئندہ کل اس نماز کو وقت پر پڑھے۔

اگر مکروہ وقت میں یاد یا تنبیہ ہو تو عند الاحناف انتظار کرکے صحیح وقت میں پڑھے یہی جمہور ائمہ کا مذہب ہے خلافا للشوافع رح

باب ۳۸۷ قضاءِ الصلواتِ الأولیٰ فالأولیٰ

باب. قضاء نمازوں کو ترتیب کے ساتھ پڑھنے کا بیان

۵۷۷۔ حدثنا مُسدَّدٌ قَالَ حدثنا یحییٰ قَالَ حدثنا ھِشَامٌ قَالَ حدثنا یحییٰ ھو ابنُ اَبِی کثیرٍ عَنْ اَبِی سَلَمۃَ عَنْ جابرٍ قَالَ

جَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ فَقَالَ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلّٰى بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ غزوۂ خندق کے موقعہ پر (ایک دن) کفار قریش کو بہت برا بھلا کہنے لگے اور فرمایا کہ میں عصر کی نماز کے قریب نہ جا سکا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا پھر ہم وادی بطحان میں پہنچے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فصلی بعد ما غربت الشمس ثم صلی المغرب"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۲ ومر ص۸۳ تا ۸۴ وباتی ص۸۹ وص۱۲۹ وفی المغازی ص۵۹۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ اگر کسی کی متعدد نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب ضروری اور واجب ہے، گویا اس مسئلے میں بھی امام بخاریؒ حنفیہ و مالکیہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ فوائت کی قضا ترتیب وار ہو گی۔

ترتیب کے مسئلے میں ائمہ کرام کے اقوال امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب ضروری و واجب نہیں۔ (۲) امام احمدؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب واجب ہے خواہ پانچ نمازوں سے زیادہ بھی قضا ہو۔ (۳) حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک پانچ تک ترتیب واجب ہے یعنی اگر فوائت کی تعداد پانچ سے بڑھ جائے تو ترتیب ساقط ہو جائے گی تو چونکہ غزوۂ خندق کے موقع میں صرف میں نمازیں قضا ہوئی تھیں اس لئے آپؐ نے نمازیں ترتیب سے ادا فرمائی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ترتیب کا وجوب تین وجہوں سے ساقط ہو جاتا ہے ایک تو اوپر گذر چکا کہ پانچ نمازوں سے زائد قضا ہو جائے۔

۲ ضیق وقت یعنی وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ فائتہ کو پہلے پڑھنے پر وقتیہ نماز وقت ادا میں پڑھا جا سکے۔

۳ تیسری وجہ نسیان ہے یعنی فائتہ پڑھنا بھول گیا۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی "التعلیق الممجد" میں مذہب شوافع کو ترجیح دی ہے شاید کہ حضرت کو یہ احادیث نہیں ملیں یا تفردات اکابر کی فہرست میں ڈال کر شذوذ کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ واللہ اعلم

باب ۳۸۵ ما یکرہ من السمر بعد العشاء

باب۔ عشاء کی نماز کے بعد (دنیا کی) باتیں کرنیکی کراہت کا بیان

السامر من السمر والجمیع السمار والسامر ھھنا فی موضع الجمیع

سامر (جو قرآن مجید کے سورہ المومنون میں آیا ہے) سمر سے مشتق ہے اسکی جمع سمار ہے اور سامر اس آیت میں جمع کے معنی میں ہے)

۵۷۸۔ حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی قال حدثنا عوف قال حدثنا ابو المنھال قال انطلقت مع ابی الی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی حدثنا کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ قال کان یصلی الھجیر وھی التی تدعونھا الاولی حین تدحض الشمس ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی اھلہ فی اقصی المدینۃ والشمس حیۃ ونسیت ما قال فی المغرب قال وکان یستحب ان یؤخر العشاء قال وکان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا وکان ینفتل من صلوۃ الغداۃ حین یعرف احدنا جلیسہ ویقرأ من الستین الی المائۃ۔

ترجمہ حدیث ابو المنہال (سیار بن سلامہ) کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ (سلامہ) کے ساتھ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کے پاس گیا میرے والد نے ان سے کہا کہ ہم سے بیان کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کس طرح (یعنی کن اوقات میں) پڑھا کرتے تھے؟ ابو برزہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ ہجیر (ظہر) کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو ایسے وقت میں پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ کر مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھر لوٹ جاتا اور ابھی سورج میں زندگی ہوتی ابو المنہال کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں حضرت ابو برزہ رضؓ نے کیا فرمایا آپؐ عشاء کی نماز میں دیر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ آپؐ عشاء سے پہلے سوجانا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ خیال فرماتے تھے اور آپؐ صبح کی نماز سے فراغت کرکے ایسے وقت لوٹتے تھے کہ ہم میں کوئی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپؐ اس میں ساٹھ آیتیں یا سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وکان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا " والحدیث بعد العشاء ھو السحر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ و مرّ ص۷۷ و ص۷۷ و ص۸ و یاتی ص۱۰۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا یہ ترجمہ شارحہ ہے، حدیث الباب میں ہے کان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا۔

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں السمر کا لفظ لاکر اشارہ کر دیا کہ کراہت مطلق بات کرنے کی نہیں ہے بلکہ ممانعت و کراہت سمر کی ہے یعنی ایسی فضول گفتگو جس میں کوئی خیر کا پہلو نہ ہو نہ دینی مصلحت ہو نہ معاشرتی ضرورت ہو بلکہ زمانہ جاہلیت کے انداز پر فضول قصے کہانی ہو۔

تشریح حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ والمراد بالسمر فی الترجمۃ مایکون فی امر مباح (فتح) یعنی ترجمۃ الباب میں سمر سے مراد مباح باتوں سے کراہت ہے کیوں کہ حرام و ممنوع باتیں (جیسے غیبت، جھوٹ) تو ہر وقت ممنوع ہے۔

السامر من السمر چونکہ امام بخاریؒ ماہر حافظ قرآن ہیں اس لئے جب کوئی لفظ حدیث پاک میں قرآن حکیم کا آجائے تو امام بخاریؒ کا ذہن فوراً آیتِ مبارکہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اپنی عادت کے مطابق اس کی تفسیر کیطرف اشارہ فرما دیتے ہیں چنانچہ یہ لفظ سورۂ مومنون میں ہے:

قَدْ كَانَتْ آيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰى اعقابکم تنکصون مُستکبرین بہٖ سامرا تھجرون۔ ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے ہوئے الٹے پاؤں بھاگتے تھے قرآن حکیم کو قصہ کہانی کہکر چھوڑ دیتے تھے۔

امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں جو سامرا آیا ہے وہ سمر سے مشتق ہے رات کے وقت قصہ گوئی کے معنی میں ہے۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں لفظ سامر جمع کے معنی میں ہے۔

بَابُ ۳۸۹ السَّمَرِ فِی الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب ۔ دین کے مسائل اور نیک باتوں سے متعلق عشاء کے بعد گفتگو کرنیکا بیان

۵۷۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتَّى قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِيَامِهِ فَجَاءَ فَقَالَ دَعَانَا جِيرَانُنَا هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ أَنَسٌ نَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهُ فَجَاءَ فَصَلَّى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ الْحَسَنُ وَإِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُونَ فِي خَيْرٍ مَا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ حدیث قرہ بن خالد روایت کرتے ہیں کہ ہم حسن بصری'' (کی تشریف آوری) کا انتظار کر رہے تھے اور انھوں نے آنے میں اتنی دیر کی کہ (روزانہ کے معمول کے مطابق) ان کے (مسجد سے) اٹھنے کا وقت قریب آگیا تب وہ آئے اور (معذرت کرتے ہوئے) فرمایا کہ ہمارے ان پڑوسیوں نے ہمیں بلا لیا تھا پھر انھوں نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضؓ نے فرمایا کہ ہم نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا یہاں تک کہ وقت آدھی رات تک پہنچ گیا۔ تب آپؐ تشریف لائے۔ اور ہمیں نماز پڑھائی پھر ہم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ سن لو۔ بلاشبہ سب لوگ نماز پڑھ چکے تھے۔ اور سو گئے تھے اور یہ کہ تم لوگ بیشک نماز کا انتظار کرتے رہے برابر نماز ہی (کے حکم) میں رہے حسن بصری'' نے فرمایا کہ لوگ جب تک نیک کام کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک نیک کام میں مصروف سمجھے جاتے ہیں، قرہ بن خالد نے کہا کہ حسن بصری'' کا یہ قول بھی حضرت انس رضؓ کی حدیث کا ایک حصہ ہے جسے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " ثم خطبنا " ای بعد الصلوٰة العشاء۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۴ ومر ص۸۱ ويأتی ص۹۱ و ص۱۱۷ و ص۸۷۲ ۔

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ فِیْ آخِرِ حَیَاتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَیْلَتَکُمْ ھٰذِہٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَۃٍ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فَوَھَلَ النَّاسُ فِیْ مَقَالَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَا یَتَحَدَّثُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ عَنْ مِائَۃِ سَنَۃٍ وَاِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنَّھَا تَخْرِمُ ذٰلِکَ الْقَرْنَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا، کیا تم نے اس رات کو دیکھا (یعنی اس رات کو یاد رکھنا) اس لئے کہ اس رات سے لیکر سو سال کے اختتام تک ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جو اسوقت روئے زمین پر ہیں (حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ) لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس) ارشاد (کے سمجھنے) میں غلطی کی اور سو برس کے متعلق دوسری باتوں کیطرف خیال دوڑانے لگے۔ (ان ہی خیالوں کو وہ حدیث کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں) حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو آج زمین پر ہیں یہ سو برس ان میں سے کسی کو باقی نہ دکھیگا آپؐ کی مراد یہ تھی کہ سو سال پر اس قرن (صدی) والے سب گذر جائیں گے۔

تنبیہ | اس حدیث میں حیاتِ خضرؑ پر مفصل بحث کیلئے ملاحظہ فرمایئے احقر کی نصر الباری جلد اول صـ۵۰۳ اور نصر الباری کتاب التفسیر یعنی جلد نہم صـ۳۹ و صـ۳۹۱۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فلمّا سلّم قام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الیٰ قولہ فوھل الناس۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا صـ۸۴ و مرّ صـ۲۲ و صـ۸۰۔

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سابق باب میں سمر بعد العشاء کی کراہت (یعنی نماز عشاء کے بعد بات چیت کی کراہت) کے تحت امور خیر، دینی علوم اور وعظ و نصیحت کو نہ سمجھا جائے کیوں کہ علمی مذاکرات اور امور خیر میں مشورہ وغیرہ احادیث سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ حدیث الباب سے

ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کے بعد خطاب فرمایا۔
باب کی دوسری حدیث کتاب العلم صـ۲۲ میں گذر چکی ہے۔ نصر الباری جلد اول صـ۱۱۵ دیکھئے۔

بَابُ ۳۹۰ السَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّيْفِ

باب۔ اہل وعیال اور مہمانوں کے ساتھ رات کو عشاء کے بعد گفتگو کرنیکا بیان

۵۸۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٌ اَوْ سَادِسٌ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِي وَاُمِّي وَلَا اَدْرِي هَلْ قَالَ وَامْرَاَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ اَبِي بَكْرٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ اَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ قَدْ عُرِضُوْا فَاَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا لَا هَنِيْئًا لَكُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنٰى عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ نادار (غریب)

لوگ تھے۔ اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ میں سے) ایک تیسرا آدمی لے جائے اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی لے جائے تو حضرت ابو بکرؓ اپنے ساتھ تین آدمی لے آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس آدمی لے گئے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے فرمایا کہ گھر میں اس وقت میں تھا اور میرے والد تھے۔ اور میری والدہ تھیں، ابو عثمان کہتے ہیں کہ مجھکو یاد نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے اپنی اہلیہ اور اس ایک خادم کا بھی ذکر کیا یا نہیں جو ان کے اور حضرت ابو بکرؓ یعنی دونوں کے گھر میں کام کرتا تھا اور یہ کہ حضرت ابو بکرؓ نے شام کا کھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا لیا پھر جہاں عشاء کی نماز پڑھی گئی وہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ ٹھہرے رہے پھر (نماز کے بعد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے اور آپ ہی کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا کھانا بھی تناول فرما لیا (وعند مسلم حتی نعس النبی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جتنی رات اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ اس کے گذر جانے پر حضرت ابو بکرؓ (گھر میں) آئے تو انکی اہلیہ (امّ رومان رضؓ) نے ان سے کہا کہ آپ اپنے مہمانوں کو یا کہا مہمان کو چھوڑ کر کہاں رک گئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا تم نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ اہلیہ نے کہا انہوں نے آپکے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کر دیا کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر انھوں نے انکار کر دیا (یعنی مہمانوں نے صاف کہا کہ جبتک حضرت ابو بکرؓ نہیں آئیں گے ہم نہیں کھائیں گے) حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے کہا میں تو (مارے خوف کے) جا کر چھپ گیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا غنثر (او پاجی) پھر کوسا اور بہت برا کہا اور (مہمانوں سے) کہا کھاؤ کچھ لطف کا نہیں یا فرمایا کھاؤ تم کو خوشگوار نہ ہو۔ (حضرت ابو بکرؓ کو جب تحقیق حال سے معلوم ہو گیا کہ گھر والوں کی غلطی نہیں ہے۔ کھانا وقت پر پیش کیا گیا لیکن مہمانوں نے نہیں کھایا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بطور تادیب و تربیت اظہار ناراضگی فرمایا چونکہ یہ مہمانان کرام اپنے میزبان حضرت صدیقؓ سے چھوٹے درجے کے تھے اس لئے آپؓ نے خفگی کا اظہار کیا کہ ناحق اپنے آپ کو بھوکا مارا ان کو جب کھانا دیا گیا تو کھانا لینا چاہیئے تھا، دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لا کا تعلق ھنیئاً سے نہیں بلکہ اسوقت کی صورت حال سے ہے یعنی نہ ہونا چاہیئے تھا جو پیش آیا۔ خیر اب کھانا کھائیے کھانا آپ کو مبارک ہو) اور فرمایا خدا کی قسم میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمان رضؓ کہتے ہیں (کھانا کا یہ حال ہوا) کہ ہم جب اس میں سے ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے اور زیادہ بڑھ جاتا۔ آخر مہمان سب شکم سیر ہو گئے اور کھانا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اسکی طرف دیکھا کہ وہ اس قدر تھا کہ جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ اور بڑھ گیا ہے۔ تو اپنی بیوی (امّ رومان) سے کہا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ماجرا ہے؟ قالت

لا و قرۃ عینی الخ (واؤ قسمیہ ہے اور لا زائدہ ہے) وہ بولیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا تو پہلے سے تگنا ہو گیا ہے تب ابوبکرؓ نے بھی اس میں سے ایک لقمہ کھا لیا پھر اس کھانے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا لائے وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ہمارے اور ایک قوم کفار کے درمیان معاہدہ تھا اس کی مدت گذر چکی تھی۔ (وہ مدینہ میں چلے آئے) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی الگ کئے اور ہر ایک ساتھ کتنے لوگ تھے اللہ ہی کو معلوم ہے ان سبھوں نے اس میں سے کھایا او کما قال یا حضرت عبدالرحمنؓ نے جیسا فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قول ابی بکرؓ لزوجتہ او ما عشیتہم و مراجعتہ لخیر الاضیاف وقولہ لاضیافۃ کلوا وکل ذلک فی معنی السمر المباح (عمدہ)

یعنی نماز عشاء کے بعد اپنے اہل و عیال اور مہمانوں سے گفتگو کرنا درست ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۴ تا ص۸۵ و یاتی ص۵۰۶ و ص۹۰۶ تا ص۹۰۷ ایضا ص۹۰۷ ابوداؤد کتاب الایمان والنذور ص۴۷۱ ومسلم شریف جلد ثانی ص۱۸۵۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں بیان کیا گیا تھا کہ سمر بعد العشاء کی کراہت سے دینی تعلیم علمی مذاکرات اور وعظ و نصیحت مستثنیٰ ہے۔

اب اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ نماز عشاء کے بعد امور خیر و دینی ضروریات کے علاوہ اگر معاشرہ کے سلسلے میں اہل و عیال سے گفتگو کی ضرورت ہو یا مہمان آجائے اور ان کیلئے نظم کرنے کی ضرورت ہو تو بھی اجازت ہے نماز عشاء کے بعد گفتگو کی کراہت و ممانعت کا اصلی مدار اس پر ہے کہ فضول اور بیہودہ قصے کہانیوں میں گفتگو کر کے وقت ضائع نہ کیا جائے لیکن دینی ضرورت کے علاوہ دنیاوی ضروریات کیلئے بھی بقدر ضرورت گفتگو جائز ہے۔ اصل ممانعت و کراہت کی بنیاد اس پر ہے کہ فجر کی نماز فوت نہ نہ ہو۔ واللہ اعلم

محمد عثمان غنی چلبل
ضلع بیگوسرائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاذان

مصنف علام امام بخاری رح اوقات نماز سے فراغت کے بعد اذان سے متعلق ابواب شروع فرما رہے ہیں چوں کہ وقت کے بعد ہی اذان ہوتی ہے۔

اذان کے معنی والاذان فی اللغۃ الاعلام قال اللہ تعالیٰ۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ الخ یعنی اذان کے لغوی معنی اعلام یعنی اعلان واطلاع کے ہیں لقولہ اللہ تعالیٰ۔ "اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے الخ" (سورۃ توبہ)

اذان باب تفعیل کا مصدر ہے اذّن یؤذّن تاذینا واذانا جیسے کلّم یکلّم تکلیما وکلاما یعنی سلام اور کلام کے وزن پر اذان مصدر قیاسی ہے۔ وقال الھروی اذان، اذین اور تاذین تینوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ (عمدہ)

وفی الشریعۃ الاذان اعلام مخصوص بالفاظ مخصوصۃ فی اوقات مخصوصۃ (عمدہ) یعنی مخصوص اوقات میں مخصوص الفاظ کے ذریعہ نماز کی اطلاع دینا۔

اذان کی مشروعیت ہجرت کے پہلے سال ہی (سلہ ھ) میں اذان شروع ہوئی۔

باب ۳۹۱ بدءِ الاذانِ وقولہ تعالیٰ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (المائدۃ: ۵۸)

۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَکَرُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ مائدہ میں) جب تم نماز کیلئے اعلان کرتے ہو (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان دیجائے الخ (سورہ جمعہ)

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نماز کے اعلان کیلئے) صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو لوگوں نے یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فامر بلال ان یشفع الاذان" اس سے صاف معلوم ہوا کہ اذان کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۵ وباقی الحدیث فی باب الاذان مثنیٰ مثنیٰ ص۸۵ وایضا متصلا ص۸۵ وایضا فی باب الاقامۃ واحدۃ الخ ص۸۵ وص۴۹۱ ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص۱۶۴ والترمذی فی الصلوٰۃ ص۲۷ وابو داؤد ص۷۵ وابن ماجہ ص۵۳۔

۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوٰةَ لَيْسَ يُنَادِي لَهَا فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مسلمان جب (ہجرت کر کے) مدینہ طیبہ آئے تو نماز کے وقت کا اندازہ کر کے نماز کیلئے جمع ہو جاتے تھے نماز کیلئے اذان نہیں دی جاتی تھی تو ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کیطرح ایک ناقوس بنالو اور بعض نے کہا کہ یہود کے نرسنگھا (سنکھ) کیطرح ایک نرسنگھا بنالو (یعنی اس کو پھونک دیا کرو) اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ایک آدمی کو بھیج دیا کریں جو نماز کا اعلان کر دیا کرے تو اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو اور نماز کی اطلاع کر دو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "یا بلال قم فناد بالصلوٰۃ"۔

تعدد موضعه والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۶۴ وترمذی اول ص۲۷ ابن ماجہ ص۵۲

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اذان کی ابتداء کہاں ہوئی؟ اور کب ہوئی؟ اور کس طرح ہوئی؟

امام بخاریؒ نے اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اس ترجمہ میں بھی دو آیات ذکر فرمائی ہیں، ان آیات کو ذکر فرما کر استبراک کے ساتھ ساتھ یہ اشارہ کردیا کہ اذان کی اصلیت قرآن حکیم سے ثابت ہے اور یہ کہ اذان کی ابتداء مدینہ طیبہ میں ہوئی کیونکہ دونوں آیات مدنی ہیں۔

کب ہوئی؟ گذر چکا کہ اذان کی ابتداء ہجرت کے پہلے سال ہی (۱ھ) میں ہوئی یہی اکثر اہل علم سے منقول ہے (فتح) فالراجح ان الاذان کان فی السنۃ الاولیٰ من الھجرۃ (قس، وفتح) اگرچہ بعض حضرات سے ۲ھ کا قول بھی منقول ہے۔

تحقیق الفاظ یتحینون بالحاء المھملۃ بروزن یتقبلون مشتق ہے حین بمعنی وقت سے ناقوس ایک بڑی لکڑی جس پر چھوٹی لکڑی مارتے ہیں تو آواز نکلتی ہے بڑی لکڑی کو ناقوس اور چھوٹی کو وبیل کہتے ہیں۔ نصاری اس لکڑی کو بجا کر نماز کیلئے لوگوں کو بلاتے تھے۔

بوق بضم الباء الموحدۃ وبعد الواو الساکنۃ قاف وھو الذی ینفخ فیہ (عمدہ) اسی کو قرن اور شبور بفتح الشین المعجمۃ وضم الباء الموحدۃ المثقلۃ ان تینوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے۔ یہود اس باجہ کو استعمال کرتے تھے جس کو آجکل سنکھ اور نرسنگھا کہتے ہیں یہ سینگ کی شکل کا ایک لمبا باجہ ہوتا ہے جس میں پھونک مارنے سے آواز ہوتی ہے۔

تشریح باب کی پہلی حدیث حضرت انسؓ کی ہے جس میں بہت ہی اختصار ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں واقعہ کی تفصیل ہے

روایاتِ صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں معراج کی رات مکہ مکرمہ ہی میں فرض ہو چکی تھیں مگر اذان نہیں ہوتی تھی مکہ مکرمہ میں تو نماز پڑھنا دشوار تھا اذان کے ذریعہ عام اعلان کیسے ممکن ہوتا لیکن جب صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ پہونچے تو ابتداء میں جماعت کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا جیسا کہ ابن ماجہ میں اس کی تصریح ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استشار الناس لما یھمھم الی الصلوٰۃ الخ (ابن ماجہ فی الصلوٰۃ ص۵۲)

چنانچہ بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ نماز کیوقت جھنڈا کھڑا کردیا جائے کہ لوگ جھنڈا دیکھ کر نمازی ایک

دوسرے کو اطلاع کر دیا کرینگے، بعض نے کہا کہ آگ جلادی جائے، بعض نے ناقوس کا اور بعض نے بوق کا مشورہ دیا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سارے مشوروں کو رد فرمادیا کہ آگ جلانا مجوس اور ناقوس نصاریٰ اور بوق یہود کا طریقہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ نے مشورہ دیا کہ کوئی منادی مقرر کر دیا جائے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضؓ سے فرمایا۔ قم فناد بالصلوٰۃ،

اس میں ندا سے مراد اذان معہود نہیں ہے بلکہ اس سے مراد الصلوٰۃ جامعۃ کا کلمہ ہے اس پر چند ہی روز کے عمل سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضؓ کی تکلیف دیکھکر کہ پورے شہر میں گھومنا پڑتا ہے دوسرے حضرت بلال رضؓ جس محلہ میں پہلے پہونچے وہ تو پہلے آجاتے اور جہاں بعد میں پہنچتے وہ بعد میں آتے اس وجہ سے لوگوں کو بھی پریشانی ہوتی اس لئے مجبوراً حضور اکرم صؐ نے ناقوس کا حکم دیدیا اور یہ اسلئے کہ نصاریٰ بہ نسبت یہود کے مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے۔

الغرض لوگ ناقوس کی فکر میں لگ گئے تاکہ لوگوں کو جمع کرنے کیلئے اس کو بجایا جائے جیسا کہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں تصریح ہے حضرت عبداللہ بن زید رضؓ فرماتے ہیں۔

لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب بہ للناس لجمع الصلوٰۃ
(ابوداؤد ص۷۱ ج۱)

تو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے ہے تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم بیچتے ہو؟ تو اس نے کہا تم کیا کروگے؟ میں نے کہا اس سے نماز کیلئے لوگوں کو بلائیں گے اس نے کہا کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتائیے پھر اس نے اذان معہود کے کلمات بتائے پھر کلمات اقامت تلقین کئے۔

یہ خواب حضرت عبداللہ بن زید رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا ان ھذہ لرؤیا حق فقم مع بلال فانہ اندی و امد صوتا منك فالق علیہ ما قیل لك الخ
(ترمذی ص۲۹)

یعنی آپؐ نے فرمایا کہ خواب بالکل برحق ہے تم بلال رضؓ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اس لئے کہ وہ تم سے بلند آواز والے ہیں بلال کو وہ بتاؤ جو تمہیں بتایا گیا ہے وہ اذان دیں چنانچہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے بلال رضؓ کی اذان سنی تو اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صؐ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا میں نے بھی وہی دیکھا ہے جیسے کہ بلال نے کہا ہے (یعنی اذان دی ہے) تو آپ نے فرمایا فللہ الحمد

فذلك اثبت۔

سوال سوال یہ ہے کہ غیر نبی کا خواب حجت شرعی نہیں ہے پھر حضرت عبداللہ بن زید رضؓ کے خواب پر ایک شرعی حکم اذان کا مدار کیسے رکھا گیا؟

جواب: صرف عبداللہ بن زید رضؓ کے خواب پر نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وتصدیق پر مدار ہے کہ آپؐ نے فرمایا ان ھذہ لرؤیا حق۔

۲۔ اذان کی مشروعیت وحی سے ہوئی چنانچہ عبید بن عمیر رضؓ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا قد سبقك بذلك الوحی (مراسیل ابی داود ص۶)

معلوم ہوا کہ یہ موید بالوحی ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج میں یہ کلمات اذان سنے تھے مگر چونکہ حکم نہیں ملا تھا اس لئے اس پر عمل نہیں ہوا، اور ممکن ہے کہ آپ بھول گئے ہوں۔ واللہ اعلم

بَابٌ فِی الْاَذَانُ مَثْنٰی مَثْنٰی

باب۔ اذان کے الفاظ کو دو دو بار کہنے کا بیان

۵۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِیَّۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ اِلَّا الْاِقَامَۃَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار اور اقامت وتکبیر میں ایک ایک بار کہیں مگر قد قامت الصلوٰۃ (یعنی تکبیر میں یہ جملہ دو بار کہے جائیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث الاشارۃ لا من حیث التصریح لان لفظ یشفع یدل علی التثنیۃ لکن لا بطریق التصریح (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومر ص۸۵ ویاتی ص۸۵، وص۴۹۱، مسلم فی الصلوٰۃ ص۱۶۴۔

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ھُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ

الثقفی قال حدثنا خالد الحذاء عن ابی قلابۃ عن انس بن مالک قال لما کثر الناس قال ذکروا ان یعلموا وقت الصلوٰۃ بشیٔ یعرفونہ فذکروا ان یوروا نارا او یضربوا ناقوسا فامر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو انھوں نے یہ تذکرہ کیا کہ نماز کیوقت کی کوئی علامت مقرر کرنی چاہیئے جس کو وہ پہچان لیں۔ (اور لوگ نماز کیلئے جمع ہو جائیں) تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ آگ روشن کرلیں یا ناقوس بجادیں آخر حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث الاول۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومر ص۸۵ ویاتی ص۸۵ وص۴۹۱ ایضا مسلم وترمذی وغیرہ

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے قائلین ترجیع پر رد کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ ترجیع کیصورت میں شہادتین چار مرتبہ ہو جائیں گے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ ترجیع کے قائل ہیں۔

حنفیہؒ اور حنابلہ کے نزدیک ترک ترجیع افضل ہے اگرچہ جائز ہے یعنی صرف افضلیت کا اختلاف ہے ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے دو مرتبہ آہستہ سے کہا جائے اور پھر دو مرتبہ بلند آواز سے۔
امام بخاریؒ حنفیہ اور حنابلہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں ان میں ترجیع نہیں ہے
۲ اور ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے حدیث الباب میں ذکر کردہ "یشفع الاذان" کی تفسیر ہے یعنی یہ ترجمہ شارحہ ہے۔ شفع کے معنی ہیں ضم کے یعنی ملانا تو ممکن ہے کہ کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ایک کلمہ کو دوسرے ملانا مقصود ہے۔

تو بخاریؒ نے بتلا دیا کہ یہاں شفع سے مراد مثنیٰ یعنی دو دو بار ہے یہ مثنیٰ اثنین اثنین سے عدل تحقیقی ہے۔

ترجیع کی بحث اور ائمہ کے اقوال اوپر گذر چکا کہ امام اعظمؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ترجیع نہیں ہے۔ حضرات شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ترجیع ہے قائلین ترجیع

ترجیع کہتے ہیں کہ الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ۔

۲ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان مقدم اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان مؤخر ہے لہٰذا یہ ناسخ ہوگا۔

۳ نیز مدار اذان حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ ابتداء امر ہے اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کا قصہ غزوۂ حنین کے بعد ۸ھ کا ہے۔

جواب: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے بارے میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ مارواہ کان تعلیما فظنہ ترجیعا یعنی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو ترجیع تعلیم کے واسطے تھی تاکہ ان کے قلب میں توحید و رسالت راسخ ہوجائے چونکہ دراصل یہ کافر تھے۔ اور اسی وجہ سے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آہستہ کہا تھا تو آپ ﷺ نے تعلیما ترجیع و تکرار کا حکم دیا۔

حضرات احناف و حنابلہ رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ آسمانی فرشتہ نے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو کلمات اذان تلقین کیے تھے ان میں ترجیع نہیں۔ اور سب سے بڑھ کر سید المؤذنین حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو مسجد نبوی کے مؤذن تھے اور حضور اقدس ﷺ کی موجودگی میں دس سال تک اذان دیتے رہے ان کے اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ بلکہ عہد رسالت میں جتنے مؤذن تھے سوائے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے کسی کی اذان میں ترجیع نہیں ہے۔

اور حضرت محذورہ رضی اللہ عنہ کے اذان کی مزید تفصیل کیلئے مسند احمد جلد ثالث دیکھئے۔

اذان کا شرعی حکم

جمہور احناف و شوافع نیز فی قول امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے۔ حنابلہ کا ایک قول اور شوافع کا بھی ایک قول فرض کفایہ ہے۔

۳ امام اوزاعی اور امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ کے نزدیک فرض ہے۔

کلمات اذان

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک کلمات اذان پندرہ ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد ۱۷ سترہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی تکبیر جو جمہور کے نزدیک چار ہے مالکیہ اس کو صرف دو بار مانتے ہیں مگر چونکہ ترجیع کے قائل ہیں اس وجہ سے تعداد کلمات سترہ ہو جاتی ہے۔ شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد انیس ۱۹ ہے۔ چونکہ ان کے یہاں ترجیع بھی ہے اور اللہ اکبر بھی چار مرتبہ ہے۔ اقامت کا مسئلہ آرہا ہے۔

اذان کی حکمت

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وذکر العلماء فی حکمۃ الاذان اربعۃ اشیاء اظہار شعار الاسلام وکلمۃ التوحید والاعلام بدخول وقت الصلوٰۃ وبمکانہا والدعاء الی الجماعۃ۔ واللہ اعلم

(شرح نووی ص ۱۶۴)

بَابٌ ۳۹۳ الْإِقَامَةُ وَاحِدَةٌ إِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

باب۔ قدقامت الصلوٰۃ کے علاوہ اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنے کا بیان

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ قَالَ إِسْمٰعِيلُ فَذَكَرْتُهُ لِأَيُّوبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رض نے فرمایا کہ حضرت بلال رض کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک بار کہیں۔ اسماعیل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو کو ایوب سختیانی رح سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا مگر قد قامت الصلوٰۃ۔ (یعنی اقامت کے سارے کلمات ایک ایک بار کہنے کا حکم ہوا مگر قدقامت الصلوٰۃ دو مرتبہ کہنے کا حکم دیا گیا)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ان یوتر الاقامۃ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومر فی ص۸۵ " ویاتی ص۴۹۱ ایضا مسلم وترمذی وغیرہ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے حدیث الباب میں ذکر کردہ یوتر الاقامۃ کی تعیین مقصود ہے اس لئے کہ وتر کا لفظ واحد سے عام ہے تو ترجمہ میں واحد کا لفظ لاکر متعین کر دیا کہ یہاں ہر طاق (مثلاً تین یا پانچ) مراد نہیں ہے۔

اس باب میں امام بخاری رح نے حنفیہ کی مخالفت اور شوافع کی موافقت کی ہے کیوں کہ حنفیہ کے یہاں کلمات اقامت بھی مثنیٰ مثنیٰ ہیں۔

نیز امام بخاری رح نے آخر میں الا الاقامۃ کا استثنا ذکر کر دیا جس سے مالکیہ کی مخالفت ہوگئی۔ کیونکہ مالکیہ کے نزدیک اقامت میں قدقامت الصلوٰۃ بھی ایک ہی مرتبہ ہے۔

یعنی ہمارے یہاں (عندالاحناف) کلمات اقامت بھی مثل کلمات اذان ہیں بجز اضافہ قدقامت الصلوٰۃ کے تو ہمارے یہاں اقامت کے کلمات سترہ۔ امام احمد و امام شافعی رح کے نزدیک گیارہ اور امام مالک رح کے نزدیک دس ہوئے چونکہ امام مالک قدقامت الصلوۃ میں بھی ایتار کے قائل ہیں۔

باب[394] فَضْلِ التَّاذِينِ

اذان کہنے کی فضیلت کا بیان

۵۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُولُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (آواز کے ساتھ پاد ناہوا) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر جب پوری ہوجاتی ہے تو آجاتا ہے یہانتک کہ جب نماز کی اقامت (تکبیر) کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے حتی کہ جب اقامت پوری ہوجاتی ہے تو پھر آجاتا ہے اور نمازی اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نمازی کو یاد نہیں تھیں یہانتک کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث هروب الشيطان عن الاذان فان الاذان لولم يكن له فضل عظيم يتاذى منه الشيطان لم يهرب منه فحن حصول هذا الفضل التاذين يحصل ايضا للمؤذن فانه لا يقوم الابه (عمدہ) اس کی وضاحت مقصد ترجمہ سے ہوگی۔ انشاءاللہ

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۵ ومانى ص۱۶۳ وص۱۶۴ ، ص۱۶۴ ابوداؤد فی باب رفع الصوت بالاذان ص۷۶ والنسائی فی الصلوٰة فی فضل التاذين ص۷۸

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کہنے کی فضیلت (یعنی مؤذن کی فضیلت) بیان کرنا ہے جیساکہ ترجمۃ الباب میں فضل التاذین سے ظاہر ہے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث الباب سے اذان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اذان دینے کی؟

جواب: یہ ہے کہ حدیث پاک سے جب اذان کی فضیلت ثابت ہوئی تو اذان کہنے کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی۔

۲ حضرت شیخ الحدیث " فرماتے ہیں " میری رائے یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق ترجمہ سے ان روایات کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو ان کی شرط کے مطابق نہیں ہیں مگر روایت صحیح ہے۔
(تقریر بخاری)

اوران سے اذان کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ (ابن ماجہ ص۵۳)

ابن ماجہ میں متعدد روایات ہیں جو اذان کہنے کی والوں کی فضیلت پر شاہد و ناطق ہیں ادبر الشیطان شیطان پشت پھیر کر بھاگتا ہے الظاہر ان المراد بالشیطان ابلیس ویحتمل ان المراد جنس الشیطان یعنی عام شیاطین الجن مراد ہو (فتح)

وله ضراط قال عیاض یمکن حمله علی ظاهره (فتح) یعنی اپنی حقیقت پر محمول ہو یا مجاز ہے اس کی شدت نفرت سے یا کنایہ ہے شغل سے کہ شیطان اپنے نفس کو ایسی چیز میں مشغول کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے اذان نہ سن سکے۔

علامہ ابن جوزی " فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں نہایت عظمت و ہیبت رکھی ہے کہ مارے خوف کے اسکی ریح خارج ہوتی ہے وغیرہ
غرض کہ شیطان اذان سنکر ایسا بھاگتا ہے کہ جیسے چور کوتوال سے اور اتنی دور بھاگتا ہے کہ سن نہ سکے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اذان سے چونکہ نماز کیلئے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے تو شیطان کو اپنا قصہ یاد آتا ہے کہ سجدہ ہی کے ترک سے راندہ درگاہ ہوا ہے اس لئے اذان سننا نہیں چاہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلئے کہ آخرت میں اذان کی گواہی دینی نہ پڑے چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہ سب گواہ بنتے ہیں اس لئے سننے کی تاب نہ لاکر بہت دور بھاگتا ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ روحاء تک بھاگتا ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس میل دور ہے لیکن نماز کے اندر یہ خاصہ نہیں ہے اگرچہ نماز افضل عبادات ہے کیوں کہ نماز اللہ تعالیٰ کی مناجات و سرگوشی ہے اس میں اعلان کی صورت نہیں اس لئے نماز شروع ہوتے ہی شیطان لوٹ آتا ہے اور طرح طرح سے وسوسے ڈالتا ہے اذکر کذا اذکر کذا کہتا ہے یہ بھی یاد کرو حتی کہ جو بات یاد کرنے سے بھی یاد نہ آتی ہو نماز میں اس کو بھی یاد دلاتا ہے۔
حافظ عسقلانی " نے لکھا ہے کہ ایک شخص گھر کا اپنا دفینہ بھول گیا کسی طرح یاد نہ آیا کس جگہ دفن کیا ہے تو امام اعظم " سے عرض کیا امام صاحب نے فرمایا گھر جاکر تمام رات نفلیں پڑھ اور پوری کوشش کرو کہ حضور قلب رہے اس نے اس طرح کیا تو شیطان نے یہ سوچ کر کہ یہ تو ساری رات اس خشوع و خضوع کے ساتھ نفلیں پڑھ کر ایک ہمارا آئیں

مقرب بندہ بن جائے گا اس کو جلد ہی دفینہ کی جگہ یاد دلائی اور اس نے نماز ختم کر کے اس جگہ کو کھودا تو وہ دفینہ نکل آیا۔

محدثین کرام نے اذان کی فضیلت میں روایات واقوال ذکر کئے ہیں، علامہ عینیؒ نے لکھا ہے جب کسی بستی میں اذان دیجاتی ہے تو اس روز وہ بستی عذاب الٰہی سے محفوظ رہتی ہے اور ان ہی فضائل کیوجہ سے امام شافعیؒ اذان کہنے کو امامت پر فضیلت دی ہے لیکن ہمارے نزدیک امامت افضل ہے کیوں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ ہے۔

حتی ثوب تثویب اگر ثوب سے مشتق ہو تو معنی ہونگے کپڑے اٹھا کر مدد کیلئے بلانا۔

اور اگر ثاب یثوب سے مشتق ہو جس کے معنی رجوع کے ہیں تو تثویب کے معنی ہوں گے اعلام بعد الاعلام یعنی رجوع الی الاعلان۔

شریعت میں تثویب کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے ۱ اذان کے بعد اقامت ۲ فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم ۳ اذان اور اقامت کے درمیان نماز کیطرف لوگوں کو متوجہ کرنا خواہ دروازہ کھٹکھٹا کر یا جماعت تیار ہے وغیرہ۔

یہ تیسری صورت صرف حنفیہ کے نزدیک درست ہے مگر فجر کی نماز میں کہ وہ غفلت کا وقت ہے یا پھر خواص کیلئے جیسے قاضی، مفتی یا درس میں مشغول کیلئے متوجہ کرنے کی اجازت ہے لیکن جمہور کے نزدیک بدعت ہے۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۳۹۵ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَذِّنْ أَذَانًا سَمْحًا وَإِلَّا فَاعْتَزِلْنَا۔

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ اذان میں آواز کو بلند کرنیکا بیان۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے (ایک مؤذن سے) فرمایا۔ بالکل سادہ اور سیدھی طرح اذان دو ورنہ ہم سے علیحدہ ہو جاؤ۔

(مقصد یہ ہے کہ گانے کی طرح تغنی تال اور سُر کے بغیر بالکل سادہ اور رواں اذان دو)

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم کو جنگل میں رہنا اور بکریاں چرانا پسند ہے اس لئے (میری ایک نصیحت یاد رکھو) جب تم اپنی بکریوں میں یا جنگل میں ہو اور نماز کیلئے اذان دینی ہو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کیا کرو اس لئے کہ مؤذن کی آواز کو جو کوئی جن یا آدمی اور کوئی مخلوق سنے گی تو وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیگی ابوسعید خدری رضؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فارفع صوتك بالنداء"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۵ تا ص۸۶ ویاتی ص۴۶۵ و ص۱۱۲۶ وابن ماجہ فی باب فضل الاذان وثواب المؤذنین ص۵۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اذان کی غرض چونکہ توحید ورسالت کی شہادت کیساتھ ساتھ شعائر اسلام کا اعلان ہے اس لئے خوب رفع صوت مطلوب ہے کہ ہر ایک جنات وانسان، شجر وحجر بروز قیامت شہادت دیگی، اسی سے اذان کے وقت کانوں میں انگلی داخل کرنے کی حکمت بھی معلوم ہوگئی کہ جب کانوں میں آواز کم پہنچے گی تو مؤذن اپنی آواز کو مزید بلند کرنے کی کوشش کریگا۔

تشریح بعض بزرگوں کو وہم ہوگیا کہ انی اراك تحب الغنم والبادیۃ مرفوع ہے دراصل حضرت ابوسعید خدریؓ کا مقولہ ہے یعنی موقوف ہے (عینی، قسطلانی)

سوال کفیٰ باللہ شہیدا یعنی اللہ تعالیٰ اعلم بالاشیاء ہیں تو شہادت کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں بھی دنیا کے قانون جاری فرمائیں۔

چونکہ ان اشیاء کی شہادت سے مقصد مؤذن کی عظمت ورفعت کو ظاہر کرنا ہے واللہ اعلم

بَابٌ ۳۹۶ مَا يُحْقَنُ بِالْأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

باب۔ اذان کیوجہ سے خونریزی روکدیجاتی ہے (اذان کے سبب جانوں کی حفاظت ہوتی ہے)

۵۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يُغِيرُ بِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَمْ

يسمع اذانا اغار عليهم قال فخرجنا الى خيبر فانتهينا اليهم
ليلا فلما اصبح ولم يسمع اذانا ركب وركبت خلف ابي طلحة و
ان قدمي لتمس قدم النبي صلى الله عليه وسلم قال فخرجوا الينا
بمكاتلهم ومساحيهم فلما راوا النبي صلى الله عليه وسلم قالوا
محمد والله محمد والخميس قال فلما راهم رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال الله اكبر الله اكبر خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة
قوم فساء صباح المنذرين۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں ساتھ لے کر کسی قوم پر غزوہ (جہاد) کرتے تو اس وقت تک حملہ نہیں کرتے تھے جبتک صبح نہ ہوجائے اور انتظار نہ کرلیں۔ پھر اگر ان میں اذان کی آواز سن لیتے تو ان (پر حملہ کرنے) سے رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کردیتے حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ ہم خیبر کی طرف (جہاد کیلئے) نکلے تو ہم رات کے وقت ان کے قریب پہونچے پھر جب صبح ہوئی اور آپؐ نے اذان کی آواز نہیں سنی تو آپؐ سوار ہوئے اور میں بھی ایک گھوڑے پر حضرت طلحہ رضؓ کے پیچھے سوار ہوگیا اور میرا پاؤں (چلنے میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو چھو رہا تھا، حضرت انس رضؓ کہتے ہیں پھر خیبر والے یہودی اپنے ٹوکرے اور کدالیں لے کر نکلے۔ (اپنے معمول کے مطابق چونکہ خبر نہیں تھی) جب انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے کہ محمد (ص) قسم خدا کی محمد (ص) مع پوری فوج کے آپہونچے، حضرت انس رضؓ کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر تباہ ہوگیا بے شک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جن لوگوں کو ڈرایا گیا ہے ان کی صبح بری ہوجاتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فان سمع اذانا كف عنهم"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۶ ومر ص۵۳ تا ص۵۴ ويأتي ص۱۲۵ وص۲۹۷ وص۲۹۸ ص۴۰۴ وص۴۰۵ ص۴۱۳ ص۴۱۴ وص۴۲۱ وص۵۱۲ وفي المغازي ص۶۰۳ وص۶۰۴ " باقی مواضع کیلئے باب ص۲۵۲ کی حدیث ۳۶۳ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کے فضائل وثمرات بیان کرنا ہے کہ اذان اسلام کا ایک عظیم ترین شعار ہے اس سے بستیاں محفوظ ہوجاتی ہیں عہد رسالت میں اذان ہی کے ذریعہ حملہ کرنے

نہ کرنے کا فیصلہ ہوتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ کفار کی بھی کسی بستی پر حملہ نہیں کرتے تھے جب تک صبح نہ ہو جائے اگر صبح ہونے کے بعد اذان کی آواز آجاتی تو حملہ نہیں فرماتے تھے اور اگر نہ سنتے تو حملہ فرما دیتے، اس سے اذان کی عظیم فضیلت اور بڑا فائدہ معلوم ہوا اسلئے کہ صرف اذان کی وجہ سے حملے سے محفوظ رہے

باقی خیبر کی تفصیل کیلئے نصر الباری کتاب المغازی ص ۲۶۲ کا مطالعہ فرمائیے۔

بَابٌ ۳۹۷ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِي

باب، اذان سنتے وقت کیا کہے؟ (یعنی اذان سننے والوں کو کیا کہنا چاہیئے؟

۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جواب میں اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فقولوا مثل مایقول المؤذن"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۸۶ ویاتی متصلا ص ۸۶ و ص ۱۲۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص ۱۶۶ ابوداؤد ص ۷۷ ترمذی اول ص ۲۹ ابن ماجہ ص ۵۳ ونسائی فی الصلوٰۃ۔

۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عیسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے انھوں نے ایک دن حضرت معاویہ رضہ کو مؤذن کیطرح کہتے سنا اشھد ان محمدا رسول اللہ تک۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فقال بمثلہ الی قولہ الخ ای قال مثل المؤذن فالمطابقۃ ظاھرۃ۔

۵۹۲ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى نَحْوَهٗ وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ اِخْوَانِنَا اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

ترجمہ حدیث ہشام نے یحییٰ سے اسی جیسی روایت نقل کی ہے یحییٰ نے کہا مجھ سے ہمارے بعض بھائیوں نے بیان کیا کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہ رض نے جواب میں لاحول ولاقوۃ الاباللہ کہا اور فرمایا کہ ہم نے تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح جواب دیتے ہوئے سنا ہے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث السابق۔

مقصد ترجمہ امام بخاری بتانا چاہتے کہ اذان سننے والے کو اذان کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟ امام بخاری نے روایت ذکر کر کے بتلادیا کہ مثل مایقول المؤذن کہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ امام بخاری نے ترجمہ میں کوئی قطعی حکم کیوں نہیں دیا یا صرف سوالیہ جملہ کے ذریعہ ایک محتمل بات ذکر فرمادی؟

جواب: امام بخاری کا طریقہ یہ ہے کہ جب روایات اور ائمہ عظام کے اقوال مختلف ہوں تو کوئی قطعی حکم نہیں لگاتے۔ یہاں چونکہ ایک روایت میں ہے اذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن، جس سے معلوم ہوا کہ مؤذن کے بعینہ الفاظ دہرائے۔

اور دوسری روایت (یعنی باب کی تیسری روایت) سے معلوم ہوتا ہے کہ حیعلہ کے جواب میں حوقلہ کہے۔ چونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں ایک قطعی صاف حکم نہیں لگایا۔

لیکن بخاری کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کیوں کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ حیعلتین کے علاوہ بقیہ کلمات اذان میں مثل مایقول المؤذن کہے جائیں گے۔

امام بخاری کا رجحان و میلان اس طرح سے معلوم ہوا کہ پہلے حضرت ابوسعید خدری رض کی روایت بیان کی اس میں تو ہے اذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جملہ الفاظ مثل الفاظ مؤذن کہے یعنی دہرانے کا عام حکم ہے۔

لیکن اس کے بعد بخاری نے حضرت معاویہ رض کی روایت ذکر فرمادی جس میں حیعلتین کے جواب میں حوقلہ (یعنی لاحول ولاقوۃ الاباللہ) کی تخصیص کی گئی اور ظاہر ہے کہ خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا اور پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ کلمات مؤذن کی موافقت اکثر کلمات میں کرے۔ فلا اشکال

اجابت اذان کا حکم اور ائمہ عظام کے اقوال

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احتج بقوله "فقولوا" اصحابنا (ای الاحناف) ان اجابة المؤذن واجبة على السامعين لدلالة الامر على الوجوب وبه قال ابن وهب من اصحاب مالك والظاهرية الخ (عمدہ)

دراصل اجابت کی دو قسمیں ہیں اجابت بالقول، اجابت بالاقدام۔ اجابت بالقول جمہور ائمہ ثلاثؒ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ واحمدؒ) کے نزدیک مستحب ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وقال مالك والشافعي واحمد وجمهور الفقهاء الامر في هذا الباب على الاستحباب دون الوجوب وهو اختيار الطحاوي ايضا وقال النووي تستحب اجابة المؤذن بالقول (عمدہ)

مشائخ حنفیہ کے اس میں دو قول ہیں اور راجح قول عدم وجوب ہے جیسا کہ امام طحاوی حنفیؒ کا مذہب مذکور ہوا نیز شمس الائمہ حلوانی بھی عدم وجوب کے قائل ہیں۔ فتاوی قاضی خاں میں بھی یہی ہے اجابة المؤذن فضيلة وان تركها لا يأثم حنفیہ کے یہاں بھی مفتی بہ قول عدم وجوب ہی ہے۔ تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ اجابت بالاقدام واجب ہے اور بالقول مستحب ہے جیسا کہ شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے۔

واللہ اعلم

بَابُ (۳۹۸) الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ

باب، اذان کے بعد دعاء کا بیان، (باب الدعاء عند النداء ای عند تمام النداء (فتح)

۵۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنکر یہ دعاء پڑھے اللهم رب الخ

اے اللہ اس دعوتِ تام اور نماز قائم کے مالک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو اس دعاء پڑھنے والے کو قیامت کے

مسلم شریف کتاب الایمان میں مفصل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کیدن اولین وآخرین تمام پیغمبروں سے عرض کرنے کے بعد آخر میں سید الانبیاء والمرسلین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچیں گے تو حضور اکرم علیہ السلام عرش کے نیچے پہونچیں گے اور شفاعت کریں گے کہ آپ کی شفاعت قبول کیجائے گی۔ یہی شفاعت کبری مقام محمود ہے۔

علامہ کشمیری رح سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حمد سے اختصاص حاصل ہے آپ کا نام محمد اور احمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت کا لقب حمّادون ہے، قیامت میں آپ کے جھنڈے کا نام لور الحمد ہوگا اور آپ کا مقام مقام محمود ہے۔

سوال ارشاد خداوندی ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ بنی اسرائیل)

امید ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا یہ خدا کا وعدہ ہے جس کا پورا ہونا یقینی ہے اب سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالے نے خود وعدہ فرما لیا ہے تو دعاء سے کیا فائدہ؟

جواب۔ اس کا فائدہ دعاء کرنے والوں کو ملے گا کہ شفاعت کے حقدار ہوں گے ارشاد نبوی ہے کہ حلت له شفاعتی یعنی میری شفاعت اس کیلئے لازم وواجب ہوگی۔

بَابٌ ۳۹۹ الِاسْتِهَامِ فِي الْاَذَانِ وَيُذْكَرُ اَنَّ قَوْمًا اخْتَلَفُوْا فِي الْاَذَانِ فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ سَعْدٌ۔

باب، اذان کیلئے قرعہ اندازی کا بیان، اور بیان کیا جاتا ہے کہ اذان دینے میں کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے جھگڑا ختم کرنے کیلئے ان کے درمیان قرعہ ڈالا

۵۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ من قال حین یسمع النداء الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ ویاتی فی التفسیر بسندہ ص۶۸۶ وابوداؤد ص۷۸ والترمذی ص۲۹ ابن ماجہ فی الصلوٰۃ ص۵۳۔

مقصد ترجمہ چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس لئے امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اذان کے بعد مانگی جانے والی دعا کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے حدیث شریف ذکر کرکے بتادیا کہ وہ دعا یہ ہے اللھم رب الخ

تشریح الدعوۃ التامۃ دعوت سے مراد اذان کے کلمات ہیں اور التامۃ دعوت کی فضیلت ہے چونکہ کلمات اذان اسلام کے بنیادی عقائد (توحید و رسالت کی شہادت) کو جامع ہے اس لئے اس کو تامہ کہا گیا ہے ۲ اذان میں نسخ نہیں ہوگا ۳ یہ عبادت تامہ یعنی صلوٰۃ قائمہ کی دعوت ہے اس لئے اس کو دعوت تامہ کہا گیا۔

والصلوٰۃ القائمہ ای الدائمۃ التی لا یغیرھا ملۃ ولا ینسخھا شریعۃ وانھا قائمۃ مادامت السموات والارض (عمدہ)

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں قال الطیبی من قولہ الخ یعنی ابتدا ر اذان اللہ اکبر سے محمد رسول اللہ تک الدعوۃ التامۃ اور حیعلہ الصلوٰۃ القائمۃ کا مصداق ہے۔ (قس)

چونکہ یہ پنجگانہ نماز تاقیامت ہمیشہ قائم رہنے والی عبادت ہے لا ینسخھا ناسخ اس لئے قائمہ کہا گیا ات محمدن الوسیلۃ وسیلہ کے معنی ہیں ما یتوسل بہ یعنی جس کے ذریعہ تقرب حاصل کیا جائے۔

قال علیہ السلام ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لا تنبغی الا لعبد من عباد اللہ وارجوان اکون انا ھو فمن سال اللہ لی الوسیلۃ حلت لہ شفاعتی (مسلم اول ص۱۶۶ ایضا نسائی ابوداؤد وغیرہ۔

وابعثہ مقاما محمودا قیل معناہ الذی یحمدہ القائم الخ (عمدہ)

یعنی مقام محمود وہ مقام ہے جس پر فائز ہونے والے کی ہر شخص تعریف کرے، علامہ ابن جوزی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے (عمدہ)

وقیل اجلاسہ علی العرش وقیل علی الکرسی (عمدہ)

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو اذان دینے اور صف اول میں نماز پڑھنے میں ہے اور پھر قرعہ اندازی کے بغیر یہ حاصل نہ ہو تو ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو عشار اور فجر کی نماز باجماعت میں ہے تو ان کیلئے ضرور آئیں خواہ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے آنا پڑے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " لو یعلم الناس مافی النداء الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ ویاتی ص۹۰ وص۱۰۰ وص۳۷۶ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۸۲ ترمذی اول ص۳۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کی فضیلت و اہمیت بیان کرنا ہے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر مختلف لوگ اذان دینے کے خواہشمند ہوں تو اختلاف دفع کرنے کیلیے اس موقع پر قرعہ اندازی کے ذریعہ بھی اختلاف ختم کرنیکی گنجائش ہے۔

۲۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ امام کا مقصد استہام کے معنی کی تعیین ہو چوں کہ استہام کے دو معنی آتے ہیں قرعہ اندازی کرنا، دوسرا تیر اندازی، تو بخاری رحؒ نے بتادیا کہ یہاں استہام قرعہ اندازی کے معنی میں ہے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْأَذَانِ وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي أَذَانِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يَضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ۔

باب، اذان کے درمیان بات کرنیکا بیان۔ اور حضرت سلیمان بن صرد صحابیؓ نے اذان کے درمیان بات کی اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان ہنسنے میں کوئی حرج نہیں

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَدْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن حارث رحؒ (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ نے بہت زیادہ

کیچڑ والے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو انھوں نے حکم دیا کہ الصلوٰۃ فی الرحال (اپنے ٹھکانوں پر نماز پڑھ لیں) اعلان کر دو اس پر لوگ (حیرت سے) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ عمل اس ذات گرامی نے کیا جو اس سے (یعنی ابن عباس سے) بہت بہتر تھی اور اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فامرہ ان ینادی الصلوٰۃ فی الرحال۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۸۶ ویاتی صـ۹۲ وصـ۱۲۳ مسلم اول صـ۲۴۳ ابوداؤد باب التخلف عن الجماعۃ فی اللیلۃ الباردۃ صـ۱۵۲ وابن ماجہ فی باب الجماعۃ فی اللیلۃ المطیرۃ صـ۶۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان میں کلام کرنا جائز ہے اس سے اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ امام بخاریؒ نے حضرت سلیمانؒ بن صُرد (بضم الصاد المہملۃ وفتح الراء صحابی رضی اللہ عنہ) کا اثر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کر کے اپنے رجحان ومیلان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لکن الذی اوردہ فیہ یشعر بانہ یختار الجواز (فتح)

اثناء اذان میں کلام اور اقوال ائمہ عظام امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے (عمدہ فتح) وعن ابی حنیفۃ وصاحبیہ خلاف الاولیٰ وعلیہ یدل کلام الشافعی ومالک (عمدہ، فتح) ۲ امام احمد حنبلؒ کے نزدیک اذان کے درمیان کلام کرنا جائز ہے ورخص الکلام فی الاذان جماعۃ مستدلین لھٰذا الحدیث منھم احمد بن حنبلؒ الخ (عمدہ)

بعض حضرات نے امام اعظمؒ کا مسلک مکروہ نقل کیا ہے اس صورت میں مکروہ تنزیہی مراد ہے اور مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ قریب المفہوم ہے فلا اشکال۔

البتہ اثناء اذان میں طویل کلام مفسدِ اذان ہے اذان کا اعادہ ہوگا مذکورہ اقوال کلام یسیر میں ہے

انھا عزمۃ ای الجمعۃ واجبۃ (عمدہ، کرمانی)

مزید بحث کتاب الجمعہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔

بَابُ اَذانِ الْاَعْمٰی اِذَا کَانَ لَهٗ مَنْ یُّخْبِرُهٗ

باب۔ نابینا کے اذان دینے کا بیان جبکہ اس کو کوئی وقت بتانیوالا ہو (تو اسکا اذان دینا درست ہے)

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلال رضؓ رات کو اذان دیتے ہیں اسلئے تم لوگ کھاؤ پیو یہانتک کہ ابن ام مکتوم اذان دینے لگیں۔ ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ ابن ام مکتوم رضؓ نابینا آدمی تھے وہ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے جب تک ان سے یہ نہیں کہدیا جاتا کہ صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في لا ينادي حتى يقال له اصبحت اصبحت۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۶ ويأتي ص۸۷ ايضا ص۸۷ و ص۲۵۷ و ص۳۶۲ و ص۱۰۷۶ ومسلم ص۳۴۹ و ص۳۵۰ وترمذي في باب ما جاء في الاذان بالليل ص۲۸ والنسائي في الصلوٰة في المؤذنان للمسجد الواحد ص۷۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر نابینا کے پاس کوئی قابل اعتماد آدمی وقت بتانیوالا ہو تو اس کی اذان بلا کراہت درست ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں ومتى كان ذلك يكون تاذينه وتاذين البصير سواء ذكره شيخ الاسلام معراج شامي باب الاذان) یعنی اندھا اور آنکھ والا دونوں کی اذان برابر ہے جبکہ کوئی آنکھوں والا بتانے کیلئے موجود ہو۔ اصبحت اصبحت قال ابن حبيب وابن عبد البر والاصيلي وجماعة من الشراح بان المراد قاربت الصباح الخ (فتح)

سوال سوال یہ ہے کہ قاربت الصباح سے کیا مراد ہے؟ اس حدیث میں اکل وشرب کی غایت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضؓ کی اذان ہے اور ان سے جبتک اصبحت اصبحت نہیں کہا جاتا وہ اذان نہیں دیتے، تو ان کی اذان صبح کے قریب ہوتی تھی، اب اگر قریب صبح سے قبل صبح مراد ہے تو حضرت بلالؓ کی اذان میں کیا فرق ہے؟ اس لئے کہ ابن ام مکتوم کی اذان بھی صبح سے پہلے ہوئی اگرچہ بالکل قریب صبح ہوئی۔

اور یہ اگر کہا جائے کہ بعد الصبح اذان دیتے تھے تو اس صورت میں عظیم اشکال ہوگا کہ اکل و شرب بعد الصبح جائز ہوگا جو جمہور علماء کے خلاف ہے۔

جواب: حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ قاربت الصبح کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضؓ ایسے وقت اذان دیتے تھے کہ ادھر طلوع شروع ہو رہا ہے اور یہ اذان دے رہے ہیں اس لئے اکل و شرب تو قبل الصباح ہوا نہ کہ بعد الصباح۔

رہا یہ کہ استبعاد کہ عین وقت مستبعد ہے، جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں جو مؤید بالملائکہ ہیں ان پر دوسرے کو قیاس کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ

باب، فجر کے طلوع ہونیکے بعد اذان دینے کا بیان

۵۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب مؤذن صبح کی اذان کیلئے مسجد میں ٹھہر جاتا (یعنی دخول وقت کا منتظر رہتا اور وقت ہونے پر اذان دیتا) اور صبح ظاہر ہو جاتی تو آپؐ نماز فجر قائم کئے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا اعتکف المؤذن للصبح وبدا الصبح۔ یہاں اعتکف بمعنی ٹھہرنے اور انتظار کرنے کے ہیں اور بدا الصبح میں واؤ حالیہ ہے اب مطابقت واضح ہو گئی کہ مؤذن صبح ہونے تک ٹھہرا رہتا اور صبح نمودار ہونے کے بعد اذان دیتا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۷ وباقی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۵۰ ترمذی ص۵۸۔

۵۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة بطريق الاشارة وهو انه صلوته صلى الله عليه وسلم بهاتين الركعتين بين الاذان والاقامة يدل على انه صلاهما بعد طلوع الفجر وان النداء ايضا بعد طلوع الفجر وهو الاذان بعد الفجر فطابق الترجمة (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۸۷
واخرجه مسلم ص۲۵۰

۵۹۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دیں۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۸۷ و ص۸۶ وياتي ص۲۵۷ و ص۳۶۳ و ص۳۰۶ ۔ و ص۲۰۷

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة بطريق الاشارة في قوله حتى ينادي ابن ام مكتوم۔ مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی اذان تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جب ام مکتوم کی اذان شروع ہو گئی کھانے پینے موقوف کرنے کا حکم دیا تو اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ ابن مکتوم رضؓ کی اذان طلوع فجر (صبح صادق تک طلوع ہونے) پر ہوتی اور یہی ترجمہ ہے اذان بعد الفجر۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ فجر کی اذان صبح صادق طلوع ہونے کے بعد ہونی چاہیئے کیونکہ اذان کا اصل مقصد نماز کے وقت کی اطلاع و اعلان ہے اور جب وقت ہی شروع نہیں ہوا ہو تو وقت کی اطلاع دینا اعلان نہیں اضلال ہے حتی کہ اگر غلط اطلاع پر اعتماد

کر کے کسی نے نماز پڑھ لی تو اسکی نماز ہی نہ ہوگی۔

فجر کی اذان میں ائمہ کرام کے اقوال

ابواب اذان میں یہ بحث معرکۃ الآراء ہے، ائمہ کرامؒ کا اس پر تو اتفاق ہے کہ فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں وقت سے پہلے اذان جائز نہیں۔

اختلاف صرف فجر کے وقت میں ہے کہ نماز فجر کی اذان طلوع فجر (صبح صادق) سے پہلے دیجا سکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام اعظمؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور سفیان ثوریؒ کا مسلک یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے جائز نہیں۔ وقال الثوری، وابوحنیفۃ ومحمد وزفر (رحمہم اللہ) لایوذن للفجر ایضا الا بعد دخول وقتھا (عمدہ)

اگر دیدی جائے تو اعادہ لازم ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ، امام ابویوسف، عبداللہ بن مبارک واسحاقؒ فقالوا یجوز ان یوذن للفجر قبل دخول وقتہ الخ (عمدہ)

یعنی ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک صبح کی اذان صبح صادق سے پہلے سدس اخیر میں دینا جائز ہے۔

ائمہ ثلاث کی دلیل

باب کی آخری حدیث (حدیث ۵۹۹ نیز باب سابق کی پہلی حدیث (حدیث ۵۹۶) ہے ان بلالا یؤذن بلیل الخ یعنی حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں (یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دیتے ہیں اس لئے تم کھانا پینا جاری رکھو۔

حضرات شوافعؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے اس صحیح ترین حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ بلال رات میں اذان کہتے ہیں الخ

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حدیث بلا شبہ صحیح ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ اذان نماز صبح کیلئے ہے یا اور کسی غرض سے؟

اس حدیث کا دوسرا جز واضح کر رہا ہے کہ صبح صادق ہونے پر ابن مکتومؓ اذان دیتے تھے معلوم ہوا کہ پہلی اذان نماز کیلئے نہیں بلکہ کسی اور غرض کیلئے ہوتی تھی جیسا کہ خود حدیث بخاری میں تصریح ہے جو آئندہ باب میں آرہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کی اذان سحری کھانے اور تہجد کیلئے دیجاتی تھی اور نماز فجر کیلئے ابن مکتومؓ اذان دیتے تھے تفصیل کیلئے آثار السنن علامہ نیمویؒ اور طحاوی شریف دیکھئے۔

بہر حال حضرات شوافعؒ وغیرہ ذخیرہ حدیث میں ایک روایت بھی پیش نہیں کر سکے جس میں اذان بلالؓ

پر اکتفا کیا گیا ہو۔

بہر حال حنفیہ کا مسلک نہایت مضبوط ہے نیز امام بخاری رح بھی حنفیہ ہی کی موافقت کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ امام بخاری رح نے اذان فجر سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں پہلا باب "الاذان بعد الفجر" ہے اور دوسرا باب اذان قبل الفجر۔

ترتیب زمانی کا تقاضا تو اس کا عکس تھا یعنی اذان قبل الفجر کو پہلے لاتے لیکن امام بخاری نے اذان بعد الفجر کو مقدم کر کے اشارہ کر دیا کہ فجر کی اذان بھی دخول وقت کے بعد ہی دی جائے گی اور فجر سے قبل کی اذان نماز فجر کیلئے نہیں بلکہ سحری اور تہجد کیلئے ہوتی تھی چنانچہ عہد رسالت کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اس پر عمل نہ رہا۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۳۷۴ الْأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب، صبح ہونے سے پہلے فجر کی اذان دینے کا بیان

۶۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ الْفَجْرُ أَوِ الصُّبْحُ وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ وَرَفَعَهَا إِلَى فَوْقُ وَطَأْطَأَ إِلَى أَسْفَلُ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْأُخْرَى ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کسی کو بلال رض کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے اسلئے کہ بلال رض رات میں اذان دیتے ہیں تاکہ تم میں تہجد پڑھنے والا (آرام کیلئے) لوٹ آئے اور تاکہ سونے والا (سحری کیلئے) بیدار ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص کہے (یعنی سمجھے) کہ فجر یا صبح صادق ہو گئی اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے اسطرح بتایا ہے کہ آپ نے انگلیوں کو اوپر اٹھایا پھر نیچے کیطرف جھکا دیا (یعنی آسمان سے زمین تک سفیدی مستطیل (طولاً نظر آنے والی روشنی) صبح صادق نہیں ہے جبتک اس طرح نمودار نہ ہو اور زہیر راوی نے ھکذا کی وضاحت اس طرح کی کہ اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو اوپر نیچے رکھا پھر ان دونوں کو اپنے داہنے اور بائیں پھیلا

دیا (یعنی بتایا کہ صبح صادق یہ ہے کہ جس کی روشنی عرضاً پھیلے۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ، وھی ان اذان بلال کان قبل الفجر لانہ اخبر انہ کان یؤذن بلیل یعنی قبل طلوع الفجر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ویاتی فی الطلاق فی باب الاشارۃ فی الطلاق والامور ص۷۹۸ وص۱۰۷۶ وخرجہ مسلم فی الصوم ص۳۹ وابوداؤد فی الصیام فی باب وقت السحور ص۳۲ واخرجہ ابن ملجہ فی الصلوٰۃ والنسائی فی الصوم عن عمرو بن علی وفی الصلوٰۃ عن اسحاق بن ابراھیم۔

۶۰۱ - حَدَّثَنِی اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو اُسَامَۃَ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِی یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ۔

ترجمہ حدیث مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہ کہا ہم کو ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی کہ کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ انھوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے اور عبیداللہ نے نافع سے بھی روایت کی انھوں نے ابن عمر رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ح دوسری سند امام بخاری رحؒ نے کہا اور مجھ سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ کہا ہم سے فضل بن موسیٰ سینانی نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر عمری نے انھوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا کہ بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس لئے ابن مکتوم کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ وھو اذان بلال فی اللیل قبل دخول وقت الفجر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۷ وفی الصوم ص۲۵۷۔

مقصد ترجمہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک سوال کا جواب دینا ہے یا یوں کہا جائے کہ دفع دخل مقدر ہے۔

امام بخاریؒ نے سابق باب میں جب نماز صبح کی اذان کو ذکر فرمایا کہ نماز فجر کیلئے جو اذان دیجائے گی وہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے جیسا کہ باقی چار نمازوں کیلئے اجماعی اور اتفاقی طور پر دخول وقت کے بعد اذان ہے۔

اب سوال پیدا ہوا کہ جب نماز صبح کی اذان طلوع فجر کے بعد ہے تو اذان قبل الفجر یعنی وقت سے پہلے رات کو حضرت بلال کے اذان کا کیا مقصد تھا؟

جواب: خود ابن مسعودؓ کی حدیث پاک میں موجود ہے لیرجع قائمکم و لینبہ نائمکم ترجمہ گذر چکا ہے، فلا اشکال

ایک روایت حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے تاکہ لوگ سحری کھالیں۔

مقصد یہ ہے کہ عہد رسالت میں حضرت بلالؓ جو رات کو اذان دیتے وہ اذان نماز فجر کیلئے نہیں تھی۔ صرف تہجد گذار اور سونے والوں کو سحری کیلئے بیدار کرنے کیلئے تھی کہ سونے والے اٹھ جائیں اور تہجد پڑھنے والے آرام کرلیں۔

نیز بعض روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی باری میں تغیر و تبدل بھی ہوتا تھا۔

تشریح من سحورہ بفتح السین وھو ما یتسحر بہ (یعنی وہ کھانا پینا جو سحری میں کھایا جائے) وبضم السین التسحر وھو اسم الفعل یعنی سحری کھانا۔ فانہ ای فان بلالا یؤذن بلیل او ینادی شک من الراوی لیرجع بفتح الیاء و کسر الجیم المخففۃ یستعمل ھذا لازما ومتعدیا تقول رجع زید ورجعت زیدا وھھنا متعد وفاعلہ بلالؓ۔

باب کم بین الاذان والاقامۃ۔

باب، اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیئے

۶۰۲۔ حدثنا اسحاق الواسطی قال حدثنا خالد عن الجریری عن ابن بریدۃ عن عبد اللہ بن مغفل المزنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بین کل اذانین صلوۃ ثلاثا لمن شاء۔

مقصد ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے جو پڑھنا چاہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "بین کل اذانین صلوٰۃ" یعنی اذان واقامت (تکبیر) کے درمیان ایک نماز کے برابر فصل ہونا چاہیے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ وایضا ص۸۷ ویاتی ص۱۵۷ تا ص۱۵۸ وخرجہ مسلم فی باب استحباب رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب ص۲۷۵ والترمذی فی "باب ماجاء فی الصلوٰۃ قبل المغرب ص۲۶ والبوداؤد فی باب الصلوٰۃ قبل المغرب ص۱۸۲

۶۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَاَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ۔

سوال حضرت انسؓ بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ جب مؤذن اذان شروع کرتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ مسجد کے ستونوں کے پاس تیزی سے چلے جاتے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے ہوتے اور اذان واقامت کے درمیان کچھ زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا، (امام بخاری رحؒ فرماتے ہیں کہ) اور عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد (طیالسی) شعبہ سے ناقل ہیں کہ ان دونوں (اذان واقامت) کے درمیان بہت کم وقفہ ہوتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھم یصلون رکعتین قبل المغرب، فان صلاتھم قبل صلوٰۃ المغرب بعد الاذان بینہ وبین الاقامۃ (عمدہ)

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہر اذان واقامت کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیے۔ خواہ قلیل سے قلیل وقفہ ہو کیونکہ اذان کا مقصد نماز کی اطلاع ہے کہ اذان سنتے ہی

لوگ نماز کیلئے آئیں۔

ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا۔
اجعل بین اذانك واقامتك قدر مایفرغ الآكل الخ (ترمذی اول صـ۲۷)

یعنی اذان واقامت کے درمیان اتنا فاصلہ دینا چاہیئے کہ کھانے والا کھانے سے، پینے والا پینے سے اور قضاء حاجت کیلئے جانے والا اپنی حاجت سے فارغ ہوسکے۔ یہ روایت چونکہ بخاری کے شرط کے مطابق نہیں تھی لیکن مضمون صحیح تھا اسلئے بخاریؒ نے اپنے اصول کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ کردیا حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ سے اسکی تائید کردی، اور جب مغرب میں اس فصل و وقفہ کی رعایت کی گئی جبکہ اس کا وقت مختصر ہے تو دیگر نمازوں میں بدرجہ اولیٰ اسکی رعایت کی جائے گی۔

تشریح

پہلی روایت میں ہے لمن شاء معلوم ہوا کہ یہ دو رکعتیں ضروری نہیں۔

اقوال ائمہ

اس پر تو ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان نوافل مسنون یا مستحب ہیں البتہ مغرب کی اذان واقامت میں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

امام نووی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب یعنی شوافع کے دو قول ہیں مشہور قول عدم استحباب کا ہے اور اصح استحباب کا قول ہے اور لکھتے ہیں کہ خلفاء اربعہ و دیگر صحابہ و امام مالک اور اکثر فقہاء کے نزدیک عدم استحباب ہے۔ یہی حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ صرف مباح ہے جیساکہ علامہ ابن ہمام نے تصریح کی ہے اگرچہ بعض کتابوں میں مکروہ لکھا ہے لیکن روایت کیوجہ سے صحیح وہی ہے جو ابن ہمام نے فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

بین الاذانین یہاں دو اذان سے مراد اذان اور اقامت یعنی تکبیر ہے اقامت پر اذان کا اطلاق تغلیبا کردیا ہے جیسے والدین، قمرین وغیرہ چونکہ اقامت بھی اعلام ہے دخول صلوٰۃ کے واسطے جیسے اذان اعلام ہے دخول وقت کے واسطے۔

بَابٌ مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ

باب۔ اس شخص کا بیان جو اذان سننے کے بعد اقامت کا انتظار کرے

۶۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ يَسْتَبِيْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ جب موذن فجر کی پہلی اذان دیکر خاموش ہوجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے اور فجر کی نماز (فرض) سے پہلے صبح صادق کے روشن ہوجانے کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی ادا کرتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن اقامت کی خبر دینے کیلئے آپؐ کے پاس آتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ۔ ثم اضطجع علی شقہ الایمن حتی یاتیہ المؤذن للاقامۃ (عمدہ، فتح)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ ویاتی مطولا ص۱۳۵ و مختصر ص۱۵۵ و ص۱۵۶ وفی الدعوات ص۹۳۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ اقامت کا انتظار اگرچہ امام کیلئے ہے مقتدی کے لئے تو صف اوّل کا ثواب حاصل کرنے کیلئے تکبیر یعنی جلدی کرنی چاہیے لیکن امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی مقتدی کا گھر مسجد کے قریب ہو تو اس کے لئے بھی گنجائش ہے۔ کہ اقامت کا انتظار کرے اور اقامت سنتے ہی مسجد جائے۔ واللہ اعلم

تشریح اذا سکت المؤذن یعنی جب موذن اذان دیکر فارغ ہوجاتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت ہلکی پڑھتے تھے، بعض روایت میں تصریح ہے کہ آپؐ اکثر پہلی رکعت میں قل یاایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

بالاولی من صلوٰۃ الفجر اس اذان کو اول کہا گیا بہ نسبت اقامت پر بھی اذان کا اطلاق ہوتا ہے۔

بَابٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِّمَنْ شَاءَ

باب، ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے جو کوئی چاہے (یعنی نفل پڑھ سکتا ہے)

۶۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ ثُمَّ قَالَ فِى الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے پھر تیسری مرتبہ میں (یہ زید) فرمایا کہ جو پڑھنا چاہے۔

(یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا حکم وجوبی نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة لفظه يعني ترجمۃ الباب بعینہٖ حدیث کے الفاظ ہیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ۸۷ وصر ایضا م۸۷ باقی کیلئے حدیث ۶۰۲ ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے کم بین الاذان والاقامۃ کا ترجمہ قائم کیا تھا جس کے تحت یہی روایت تھی، علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں تکرار کا شبہہ نہ کیا جائے کیونکہ سابق باب میں مدلول حدیث پر ترجمہ تھا (یعنی حدیث سے ثابت ہونے والے مضمون کو ذکر کیا گیا تھا) اور یہاں بخاری نے حدیث کے الفاظ ہی کو ترجمہ قائم فرما دیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ اشارہ مقصود ہے کہ رواتب کے بارے میں قولی وفعلی روایات سے وجوب نہ سمجھا جائے کیوں کہ لمن شاء وارد ہے۔

تشریح بین کل اذانین عموم کیوجہ سے بظاہر پانچوں نمازوں کو شامل ہے خواہ مغرب ہی کی اذان واقامت ہو، لیکن بعض اہل علم نے اس سے مغرب کو مستثنیٰ کر دیا چونکہ مغرب کے درمیان کچھ فاصلہ نہیں ہوتا ہے چنانچہ باب ۴۰۴ میں اقوال ائمہ کے تحت گذر چکا ہے کہ خلفاء اربعہ کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے لیکن کراہت کا قول بھی قابل قبول نہیں بس سب سے بہتر ابن ہمام کا فیصلہ ہے کہ مباح ہے واللہ اعلم

بَابُ ۴۴۸ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِى السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ

باب۔ ان لوگوں (کی دلیل) کا بیان جو کہتے ہیں کہ سفر میں ایک ہی مؤذن اذان دے

۶۰۶ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ

عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِیْ فَاَقَمْنَا عِنْدَہٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً وَکَانَ رَحِیْمًا رَفِیْقًا فَلَمَّا رَاٰی شَوْقَنَا اِلٰی اَھْلِیْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَکُوْنُوْا فِیْھِمْ وَعَلِّمُوْھُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرث رضؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے بیس روز تک آپؐ کے پاس قیام کیا۔ اور آپؐ بہت رحم دل اور مہربانی کرنے والے تھے چنانچہ جب آپؐ نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف محسوس کیا تو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ لوٹ جاؤ اور اپنی قوم میں رہو اور ان کو دین کی تعلیم دو اور نماز پڑھا کرو۔ تو جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فلیؤذ لکم احدکم۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۷ ویاتی ص۸۸ ، وص۹۰ وص۹۵ وص۱۱۳ وص۲۹۹ وص۸۸۸ وص۱۰۷۶ ومسلم اول ص۲۳۶ وابوداؤد ص۸۷ فی باب من احق بالامامۃ وترمذی اول ص۲۸ تا ص۲۹ فی باب ماجاء فی الاذان فی السفر والنسائی فی الصلوٰۃ وابن ماجہ ایضاً فی الصلوٰۃ

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں

(۱) حافظ عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں، کانہ یشیر الٰی مارواہ عبد الرزاق باسناد صحیح ان ابن عمر کان یؤذن للصبح فی السفر اذانین (فتح ص۸۳ ج۲)

یعنی امام بخاری رحؒ کا مقصد اس روایت کی تردید کی طرف اشارہ ہے جس کو مصنف عبد الرزاق میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سفر میں نماز کیلئے دو اذان دلواتے تھے۔

مقصد یہ ہوا کہ سفر میں ایک اذان کافی ہے البتہ حضر میں اگر اطراف وجوانب کے لوگوں کو اطلاع دینے کی ضرورت محسوس ہو تو ایک سے زائد کی اجازت ہے لیکن سفر میں چونکہ سارے نمازی جمع ہوتے ہیں اس لئے ایک اذان کافی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ فرماتے ہیں کہ سفر کی قید اتفاقی ہے مقصد یہ ہے کہ حضر میں بھی

ایک اذان کافی ہے اور حرمین شریفین میں جو ایک سے زیادہ موذن اذان دیتے ہیں وہ ضروری اور لازم نہیں ہے۔

(۳) آئندہ باب کے تحت مثے میں حضرت مالک بن حویرث رضی کی روایت آرہی ہے، امام بخاری کا مقصد اسکے مفہوم کی وضاحت وشرح ہے، روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا: اذا انتما خرجتما فاذنا ثم اقیما ثم لیؤمکما اکبرکما، جب تم سفر کیلئے نکلو تو دونوں اذان دینا اور دونوں اقامت کہنا پھر تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ امامت کریگا۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اذان دیں، امام بخاری "ترجمۃ الباب میں اسکی وضاحت فرما رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ دونوں اذان دیں بلکہ مطلب یہ ہے یوذن احدھما یعنی کوئی اذان دے یا یہ مطلب ہے کہ یوذن احد کما ویجیب الاخر۔

البتہ امامت کا معاملہ یہ ہے کہ چونکہ علم وتقویٰ میں دونوں برابر ہیں کیونکہ ایک ساتھ ہجرت کیا ایک ہی ساتھ مسلمان ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بیس دن دونوں رہے اس لئے امامت کے معاملہ میں زیادہ عمر والے کو ترجیح کا حکم فرمایا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ امامت کا مرتبہ اذان سے افضل ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ الْاَذَانِ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَالْاِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِى الرِّحَالِ فِى اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ۔

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِى الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِى ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

باب۔ جب سفر کرنے والے جماعت کی صورت میں ہوں تو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہنے کا بیان اور اسی طرح مقام عرفات و مزدلفہ میں بھی اذان واقامت کہیں اور سردی والی رات یا بارش والی رات میں موذن کا یہ کہنا الصلوۃ فی الرحال۔ (نماز اپنی قیام گاہوں

میں پڑھ لو۔)

ترجمہ حدیث حضرت ابوذر رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے مؤذن نے (ظہر کی) اذان کا ارادہ کیا تو آپؐ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہو جانے دو۔ پھر (دوبارہ) اذان کا ارادہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو پھر مؤذن نے (تیسری بار) اذان دینے کا ارادہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو۔ یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان المؤذن اراد ان یؤذن فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالا براد ثلاث مرات ولم یتعرض الی ترک الاذان فدل علی انہ اذن بعد الابراد الموصوف واقام وانہ صلی اللہ علیہ وسلم مع الصحابۃ کانوا فی سفر فطابق الحدیث للترجمۃ من ھذہ الحیثیۃ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ تا ص۸۸ ومر الحدیث ص۷۶ تا ص۷۷ وایضاً ص۷۷ فی باب الابراد بالظھر فی السفر ویاتی ص۴۶۱ تا ص۴۶۲۔

۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرث رضؓ نے فرمایا کہ دو آدمی (خود مالک اور ایک ان کے رفیق) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے وہ دونوں سفر کرنا چاہتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں سفر کیلئے نکلو تو (راستے میں) تم دونوں میں سے کوئی ایک اذان دینا پھر اقامت کہنا پھر تم دونوں میں جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے گا۔ ویجوز ان یکون اشار الی کبر الفضل والعلم (عمدہ)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "یریدان السفر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتما خرجتما فاذنا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ ومر ص۸۷ ویاتی متصلا ص۸۸ وص۹۰ وص۹۵ وص۳۹۹

وص۸۸۸ وص۱۰۷۶ والترمذی ص۲۸ تا ص۲۹۔

۶۰۹۔ حدثنا محمد بن المثنی قال اخبرنا عبد الوھاب قال اخبرنا ایوب عن ابی قلابۃ قال حدثنا مالک قال اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن شببۃ متقاربون فاقمنا عندہ عشرین یوما ولیلۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیما رفیقا فلما ظن انا قد اشتھینا اھلنا او قد اشتقنا سالنا عمن ترکنا بعدنا فاخبرناہ فقال ارجعوا الی اھلیکم فاقیموا فیھم وعلموھم ومروھم وذکر اشیاء احفظھا اولا احفظھا وصلوا کما رایتمونی اصلی فاذا حضرت الصلوۃ فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم۔

ترجمہ حدیث حضرت مالکؓ (ابن حویرث) نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اپنے ملک سے) آئے اور ہم سب تقریباً ہم عمر جوان تھے تو ہم لوگوں نے بیس دن اور بیس رات آپؐ کے پاس قیام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمدل اور مہربانی کرنیوالے تھے جب آپؐ نے یہ گمان فرمایا کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا (شک راوی) ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ (ہم اپنے وطن میں) کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں تو ہم نے آپؐ سے بیان کر دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان ہی لوگوں میں رہو۔ اور ان لوگوں کو تعلیم دو اور اچھی باتوں کا حکم دو اور حضرت مالک نے کچھ اور چیزیں بیان کیں لیکن ایوبؔ نے کہا کہ ابو قلابہ نے کہا کہ وہ باتیں مجھے یاد ہیں یا یہ کہا کہ مجھکو یاد نہیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہنا اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان دے اور تم سے جو بڑا ہو امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی، فاذا حضرت الصلوۃ فلیؤذن لکم احدکم۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ ومر ص۸۸ ویاتی ص۹۰ وص۹۵ وص۳۹۹ وص۸۸۸ وص۱۰۷۶

۶۱۰۔ حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ بن عمر قال

حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ قَالَ اَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ وَاَخْبَرَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ مُؤَذِّنًا یُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْلُ عَلٰی اِثْرِهٖ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ فِی اللَّیْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِیْرَةِ فِی السَّفَرِ۔

ترجمہ حدیث نافع نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ضجنان میں ایک ٹھنڈی رات میں اذان دی پھر کہا، اپنی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو۔ اور ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ٹھنڈی یا بارش کی رات میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اذان دے کر پھر اعلان کردے "الاصلوا فی الرحال"، اپنی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو۔

مطابقة للترجمة حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب کے اس جز سے ہے قول المؤذن الصلوٰۃ فی الرحال فی اللیلۃ الباردۃ او المطیرۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ و یاتی ص۹۲۔

۶۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ فَجَاءَهٗ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰی رَکَزَهَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابطح میں دیکھا کہ آپؐ کے پاس حضرت بلالؓ آئے اور آپؐ کو نماز کی اطلاع دی پھر حضرت بلال نیزہ لے کر نکلے یہاں تک کہ انھوں نے ابطح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا اور نماز کیلئے تکبیر کہی۔

مطابقة للترجمة مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لان فیہ الاذان والاقامۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحابہ فی السفر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ و مر ص۳۱ و ص۵۴ و ص۷۱ ، و ص۷۲ و ص۵۰۲ و ص۵۰۳ و ص۸۶۱ و ص۸۷۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں۔
حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اذان کا حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ جماعت ہو چونکہ اذان اسلئے دیجاتی ہے کہ سب لوگ جمع ہو جائیں۔ چنانچہ حافظ عسقلانیؒ نے حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے انما التاذین لجیش او رکب علیھم امیر الخ (فتح)
یعنی سفر کرنے والے لشکر یا قافلہ میں کوئی امیر ہو تو اذان کہی جائے گی جیسا کہ امام بخاریؒ کے ترجمہ کے الفاظ اذا کانوا جماعۃ، سے ظاہر ہوتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ امام مالکؒ کی موافقت و تائید کر رہے ہیں کہ اگر مسافر تنہا ہے اور نماز پڑھے تو اذان کہنے کی ضرورت نہیں بس اقامت (یعنی تکبیر) کافی ہے۔
حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں "مگر یہ بعید ہے اس لئے کہ ابھی (یعنی چند باب پہلے باب ص۳۹۵ کے تحت حدیث نمبر۵۸۸) امام بخاریؒ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت نقل کر آئے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے شاگرد سے فرمایا۔ انی اراک تحب الغنم والبادیۃ فاذا کنت فی غنمک او بادیتک فاذنت بالصلوٰۃ فارفع صوتک بالنداء" اور وہاں شاگرد منفرد تھے (تقریر بخاری جلد سوم)
چنانچہ خود حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ وذھب الائمۃ الثلاثۃ والثوری وغیرھم الی مشروعیۃ الاذان لکل احد (فتح)
پھر حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت میں اگر امیر ہو تو اذان کہی جائے ورنہ نہیں۔
تو حضرت امام بخاریؒ اس پر رد فرما رہے ہیں کہ اذان ایک مستقل چیز ہے وہ امیر پر موقوف نہیں ہے اور میرے اس قول کی وجہ امام بخاریؒ کا یہ جملہ ہے وکذلک بعرفۃ وجمع (تقریر بخاری)

مسئلہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سفر میں اذان غیر مؤکد ہے یعنی مسافر کیلئے صرف اقامت پر اکتفا جائز ہے البتہ اذان و اقامت دونوں کا ترک کرنا مکروہ ہے خلافا للظاہریہ
۲ اذان منفرد کیلئے بھی مستحب ہے چونکہ اذان کی مصالح و فوائد بے شمار ہیں لہٰذا اگر جماعت نہ ہو تو بھی اذان مفید و مستحب ہے۔

تشریحات بابُ الاذان للمسافر۔ ای باب حکم الاذان للمسافر، اکثر نسخوں میں مفرد ہی ہے اس صورت میں الف لام جنسی ہے اس لئے اذا کانوا جماعۃ سے مطابقت میں اشکال نہیں۔ وللکشمیھنی للمسافرین کما فی العینی وغیرہ۔

والاقامۃ بالجر عطفا علی الاذان۔ وکذلک بعرفۃ ای کذلک الاذان والاقامۃ بعرفۃ۔ وجمع یفتح الجیم وسکون المیم وھو المزدلفۃ۔

عرفہ کا اطلاق زمان اور مکان دونوں پر ہوتا ہے یعنی نویں ذی الحجہ پر بھی اور میدان عرفات پر بھی۔ یہاں میدان عرفات مراد ہے جہاں ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے جمع تقدیم وجمع سے مراد مزدلفہ ہے جہاں عید کی رات میں حجاج کرام جمع ہوتے ہیں اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے جمع تاخیر۔ وقول المؤذن بالجر ایضا عطفا علی الاقامۃ الصلوۃ بالنصب ای ادوھا، او بالرفع مبتدأ وخبرہ فی الرحال۔ رحال جمع رحل بسکون الحاء بمعنی منزل۔

حدیث ۶۰۷ یہ حدیث حنفی مذہب کی قوی مؤید ہے کہ موسم گرما میں ٹھنڈے وقت میں نماز ظہر پڑھنا مستحب ہے۔ یہ حدیث باب ۳۵۹ کے تحت حدیث ۵۱۹ گذر چکی ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ سفر میں اذان دی گئی بلکہ باقاعدہ اہتمام کیا گیا اور ظاہر ہے کہ جب اذان کا اہتمام کیا گیا تو اقامت ضرور کہی گئی۔ یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ سفر میں اذان اور اقامت دونوں کہے لیکن اگر صرف اقامت پر اکتفا کرلے تو بھی جائز ودرست ہے لیکن دونوں کو ترک کرنا مکروہ ہے کما مر

حدیث ۶۰۸ یہ حدیث ابھی باب سابق میں گذری۔ اور اسی دوسری روایت کی تفصیل تیسری روایت یعنی حدیث ۶۰۹ میں ہے۔ دوسری روایت میں ہے اتی رجلان جس سے معلوم ہوا کہ سفر کرنے والے دو آدمی ہیں ایک تو راوی حدیث مالک بن حویرث رضی اور دوسرا ان کا رفیق (یعنی ابن عم کما فی الترمذی ص۲۹)

اور تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں جماعت تھی اس میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ دو پر جمع کا اطلاق بکثرت ہوتا ہے۔ فلا تعارض والاشکال۔

حدیث ۶۰۹ احفظھا ولا احفظھا اس او میں اختلاف ہے کہ شک راوی ہے یا یہ او تنویع کیلئے ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی کی رائے ہے اس میں مطلب ہوگا کہ کچھ باتیں یاد ہیں اور کچھ بھول گیا۔

حدیث ۶۱۱ یہ روایت باب ۳۳۰ کے تحت حدیث ۴۷۸ میں گذر چکی ہے۔

بَابٌ ۴۰۹ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا؟ وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ؟ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ الْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ

۶۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ۔

باب۔ کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ اِدھر اُدھر (دائیں بائیں) پھیر سکتا ہے؟ اور کیا وہ اذان میں اِدھر اُدھر دیکھ سکتا ہے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی انگلیاں کانوں میں نہیں ڈالتے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ بغیر وضو اذان دینے میں کوئی حرج نہیں اور عطاء (ابن ابی رباحؒ) نے کہا (اذان میں) وضو شرعاً ثابت ہے اور سنت ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حدیث ترجمہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا (وہ کہتے ہیں) تو میں بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے منہ کے ساتھ اذان میں اپنے منہ کو اِدھر اُدھر پھیرنے لگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قولہ فجعلت اتتبع فاہ ههنا وههنا بالاذان۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۸ ومر آنفا ص۸۸ ابوداؤد ص۷۷۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ نماز کے احکام میں اذان کے احکام ملحق نہیں ہیں یعنی فرق ہے۔ مثلاً استقبال قبلہ وغیرہ کی شرط اذان میں نہیں ہے، اور اسی طرح ذکر کردہ آثار کی مناسبت ترجمہ کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے (شرح تراجم)

ترجمۃ الباب کی غرض تو یہ ہے کہ مؤذن عند الحیعلتین یعنی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں چہرہ پھیرے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک پھیرنا چاہیئے۔

شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہاں پر ابواب الاذان ختم ہو رہے ہیں اور اب آنے والے باب سے ابواب الجماعت شروع ہو رہے ہیں لہٰذا جیسے اکثر مصنفین کتاب کے آخر میں ایک باب مسائل شتی کا ذکر فرماتے ہیں اسی طرح امام بخاری رح نے یہ باب بطور مسائل شتی کے ذکر فرمایا اور ان آثار مذکورہ فی الباب سے مصنف کی غرض صرف تحویل وجہ نہیں ہے بلکہ مختلف مسائل ہیں۔

تشریح باب هل يتتبع المؤذن فاه الخ علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ: اصیلی کی روایت میں یُتبِع باب افعال سے مضارع کا صیغہ ہے یعنی بضم الیاء واسکان التاء اتباع سے فعل مضارع ہے۔

دوسرا نسخہ باب تفعل سے فعل مضارع ہے اور یہی اکثر ہے۔

المؤذن یتتبع کا فاعل قرار دیکر مرفوع پڑھیں اور فاہ مفعول ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کیا مؤذن اذان میں حیعلتین کے موقع پر اپنا منہ اِدھر اُدھر پھیرلے؟

اور اگر مؤذن کو مفعول قرار دیکر منصوب پڑھیں جیسا کہ علامہ کرمانی کی رائے ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ کیا کوئی آدمی یعنی سننے والا مؤذن کے ساتھ اپنے منہ کو گھمانے میں مؤذن کا اتباع کرے؟ یعنی اپنا منہ دائیں بائیں پھیرے؟

بعض حضرات نے اسی مطلب کو واضح کہا ہے چونکہ حضرت ابو حنیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں بھی اپنا چہرہ ایسا ہی پھیر لیتا تھا جیسا کہ حضرت بلال رض پھیر لیتے تھے۔

اور اب روایت و ترجمہ میں مناسبت ظاہر ہے ورنہ تخالف ہو جائے گا چونکہ ترجمہ تو ہے کہ مؤذن اپنا چہرہ اِدھر اُدھر کرے اور روایت میں ہے کہ سننے والا مؤذن کی اتباع کرے۔

اور پہلے مطلب کی صورت میں مطابقت بایں طور پر ہوگی کہ ترجمہ میں مؤذن کا تذکرہ ہے اور روایت میں سننے والے کا اپنے چہرہ کو گھمانا، تو ظاہر ہے کہ سننے والا اسی وقت دائیں بائیں پھیرلے گا جب کہ اذان دینے والا اپنا چہرہ کو گھمائے۔

مؤذن کا اذان میں حیعلتین کیوقت دائیں بائیں التفات مستحب ہے صرف ابن سیرین رح مکروہ کہتے ہیں چونکہ اذان مقدمہ صلوٰۃ ہے اور صلوٰۃ میں استقبال ہے تو اذان میں بھی استقبال ہوگا۔

وھل یلتفت فی الاذان یہ دراصل پہلے جملہ کی وضاحت ہے جس سے وضاحت ہوگئی کہ عند الحیعلتین

دائیں بائیں التفات کرنا چاہیئے اور صرف چہرہ دائیں بائیں کرے اور سینہ کی تحویل سے اجتناب کرے۔
ویذکر عن بلال الخ اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیوں کو داخل کرنے کا حکم خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضؓ کو دیا ہے اور اسکی علت یہ ہے کہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ ص۵۲)

چنانچہ ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔ وکان ابن عمرؓ الخ چونکہ کانوں میں انگلیاں ڈالنا فرض و واجب نہیں ہے تو ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کی آواز خود بلند ہو یا مقصد مسئلہ بتانا ہو یا یہ حدیث نہ معلوم ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔
وقال ابراھیم الخ ابراہیم نخعی رحؒ فرماتے ہیں کہ بغیر وضو اذان دینے میں کوئی حرج نہیں۔
واضح رہے کہ لاباس کا اطلاق وہاں ہی ہوتا ہے جہاں کچھ باس بھی ہے مطلب یہ ہوا کہ اذان تو ہوجاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں اس لیئے بغیر وضو اذان نہ دینی چاہیئے۔ امام ترمذی رحؒ نے مستقل باب قائم کرکے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت نقل کی ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یوذن الا متوضئی (ترمذی اول ص۲۸)
ترجمہ سے مناسبت کے متعلق بیان گذرچکا ہے کہ یہ آثار مسائل شتی کے طور پر ہیں۔
ع۲ ترجمۃ الباب سے مناسبت قائم بھی کی جاسکتی ہے کہ وضوء سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور نشاط حاصل ہونے کے بعد جو کام کیا جاتا ہے اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ تو جس طرح کانوں میں انگلیوں کو داخل کرنا آواز بلند کرنے میں معاون تھا اسی طرح وضو کرنا بھی آواز بلند کرنے میں نشاط کی وجہ سے مددگار بنے گا
امام بخاری رحؒ نے اس کی وضاحت کیلیئے حضرت عطاء بن ابی رباح رحؒ کا قول نقل کردیا کہ اذان کیلیئے وضو کرنا شرعاً ثابت اور سنت ہے۔
قالت عائشۃ رضؓ الخ اس کے نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحؒ کا میلان ابراہیم نخعی رحؒ کیسا تھ ہے کہ بلا وضو اذان دینا بلاکراہت جائز ہے لیکن احناف و شوافع کے نزدیک مکروہ ہے۔

بَابُ ۱۸۱ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ وَكَرِهَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اَنْ يَّقُوْلَ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ وَلْيَقُلْ لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۶۱۳ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا شَاْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا

إِلَى الصَّلَوٰةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَوٰةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا.

باب ـ آدمی کا یہ کہنا کہ ہماری نماز جاتی رہی (درست ہے) اور ابن سیرینؒ نے مکروہ سمجھا ہے اور کہا ہے کہ ایسے موقع پر لم تدارک کہنا چاہیئے یعنی ہم نے نماز نہیں پائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی صحیح ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس درمیان کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ (یعنی یہ آواز کیوں ہوئی؟) لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے نماز کیلئے جلدی کی (یعنی دوڑ کر آئے) آپ نے فرمایا (آئندہ) ایسا نہ کرو جب تم نماز کیلئے آؤ سکون و اطمینان کے ساتھ آؤ پھر جتنی نماز امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو پورا کر لو۔ (یعنی امام کے ساتھ سلام پھیرنے کے بعد)

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وما فاتکم فاتموا"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ ومسلم ص۲۲۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد امام ابن سیرینؒ کی تردید ہے۔ امام ابن سیرینؒ بلاشبہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہر حال مقدم ہے تابعی ہو یا صحابی حدیث نبوی کے مقابلے میں کسی کا قول مقبول نہیں۔ تو امام بخاریؒ ابن سیرینؒ پر رد کرنا چاہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مافاتکم فاتموا جو نماز تم سے جاتی رہے بعد میں پورا کرو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: ھٰذا الکلام من البخاری ردٌ علی ابن سیرین لان الشارع جوز لفظ الفوات و ابن سیرین کرھہ۔ (عمدہ ج۵ ص۱۵۱)

تشریح امام بخاریؒ نے ابتک اذان کے ابواب ذکر فرمائے اب ابواب جماعت شروع فرما رہے ہیں کہ اذان سننے کے بعد چند صورتیں ہیں۔

(۱) پوری نماز مل جائے۔

(۲) کچھ بھی نہ ملے۔

(۳) بعض ملے اور بعض نہ ملے۔

تو امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کی پوری نماز چھوٹ جائے جماعت میں سے کچھ نہ ملے تو فاتتنا الصلوٰۃ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ ابن سیرینؒ سے کراہت منقول ہے، بخاریؒ نے تردید کر دی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو کہہ سکتا ہے، اور تقریر مذکور سے معلوم ہو گیا کہ یہاں اصح بمعنی صحیح ہے۔ اور ابن سیرینؒ کا مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ باقی تفصیل آرہی ہے۔

باب [۴۱۱] مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا قَالَهٗ اَبُوْقَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

۶۱۴ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا ابنُ اَبِي ذِئْبٍ قال حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ح وعَنِ الزُّهْرِيِّ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

باب ۔ جتنی نماز (امام کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جتنی فوت ہو جائے (بعد میں) اس کو پوری کرلو اس کو حضرت ابو قتادہ رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (جیسے اوپر گذر چکا)۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لئے وقار د اطمینان کئے ہوئے چلو اور دوڑو نہیں پھر جتنی نماز مل جائے وہ پڑھ لو اور جتنی فوت ہو جائے بعد میں اس کو پورا کرلو ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھھنا صـ۸۸ـ ونسائی صـ۱۲۴ـ ومسلم اول صـ۲۲۰ـ، ابو داؤد صـ۸۴ـ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ اذان سننے کے بعد نمازی مسجد کی طرف چل پڑے لیکن اگر ضروریات میں مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہو گئی تو اقامت (تکبیر) سننے پر بھی دوڑ بھاگ نہ کرے بلکہ وقار و سکون کے ساتھ چل کر جماعت میں شریک ہو جائے اب اگر جماعت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو جتنا حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ امام کے ساتھ پڑھ لے اور جو حصہ فوت ہو جائے اس کو بعد میں پورا کرلے ۔

تشریح قالہ ابوقتادۃ قال کا فاعل ابو قتادہ رضؓ ہیں جو مشہور صحابی ہیں والضمیر المنصوب فی قالہ یرجع الی المذکور فی الترجمۃ وھو قولہ ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔

والمعنی قالہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی رواہ البخاری فی الباب

السابق (عمدہ)۔

وعن الزهري الخ امام زہری رح نے اس حدیث کو دو شخصوں سے سنا ایک حضرت سعید بن مسیب رح سے اور دوسرے ابوسلمہ سے اور دونوں نے حضرت ابوہریرہ رض سے سنا۔

فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا ایسے شخص کو جس کی نماز ایک رکعت یا زیادہ چھوٹ گئی یعنی امام کے ساتھ ایک رکعت یا زیادہ ہو جانے کے بعد شریک ہوا اس کو مسبوق کہتے ہیں۔

مسبوق کی نماز امام کے ساتھ اولِ صلوٰۃ ہے یا آخرِ صلوٰۃ ؟

جب مسبوق امام کے ساتھ شریک ہوتا ہے تو امام کے ساتھ اولِ صلوٰۃ ہے یا آخرِ صلوٰۃ ؟ ائمۂ عظام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام شافعی رح اور امام احمد رح کے نزدیک امام کے ساتھ مسبوق کی نماز اولِ صلوٰۃ ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک آخرِ صلوٰۃ ہے واحمد فی روایة وسفیان و مجاهد وابن سیرین وقال ابن الجوزی الاشبه بمذهبنا ومذهب ابی حنیفة انه آخر صلوته . (عمدہ)

(۳) امام مالک رح کا مشہور مذہب اور امام محمد رح کے نزدیک افعال کے اعتبار سے اولِ صلوٰۃ ہے اور اقوال کے اعتبار سے آخرِ صلوٰۃ ہے۔

اختلافِ ائمہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث دو طرح سے نقل کی گئی ہے۔ ایک " ما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا " اور دوسرے "صل ما ادركت واقض ما سبقك " (مسلم صـ۲۲)

نیز ابوداؤد صـ۸۵ میں ہے فصلوا ما ادركتم واقضوا ما سبقكم۔

امام شافعی رح کا استدلال فاتموا سے ہے کہ اتمام کے معنی ہیں پورا کرنا، اور ظاہر ہے کہ اتمام شئ کا اس کے آخر سے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شخص کی نماز کا اخیر حصہ باقی رہ گیا ہے جس کو وہ پورا کریگا۔

اور امام اعظم رح وغیرہ کا استدلال فاقضوا سے ہے اور قضا کا تعلق ما سبق سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اس کی نماز کا شروع حصہ رہ گیا ہے نماز کا آخری حصہ تو وہ امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی شروع کی نماز پڑھے گا۔

ثمرۂ اختلاف یہ نکلے گا کہ اولِ صلوٰۃ کے قائلین کے نزدیک جن رکعتوں میں مسبوق ہے صلوٰۃ جہریہ میں جہر نہیں کریگا۔ اور جو آخرِ صلوٰۃ کے قائل ہیں ان کے نزدیک مسبوق کی نماز اولِ صلوٰۃ ہے اس لئے جہر کرے گا۔

اور دوسرا اختلاف یہ نکلے گا کہ اگر کسی کو چار رکعت والی نماز مثلاً عشاء کی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت (چوتھی) ملی اب یہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے قعدہ کریگا اور صرف اسی رکعت میں قراءت پوری کریگا اس شخص کا پہلا شفعہ پورا ہوگیا اب یہ شخص باقی دو رکعت میں صرف فاتحہ پڑھیگا کیونکہ یہ آخری شفعہ ہے۔

اور امام اعظمؒ وغیرہ کے نزدیک یہ شخص مسلسل دو رکعت پڑھ کر بیٹھے گا اور دونوں میں قراءت کاملہ کریگا۔ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اتمام والوں کی طرح ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے بیٹھ جائیگا جس میں قراءت پوری ہوگی اور اس کے بعد والی رکعت میں قراءت کاملہ کرے گا۔ حنفیہ کے یہاں اسی پر عمل ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

بابٌ ۴۱۲ مَتَى يَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَأَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ۔

۶۱۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ۔

باب - تکبیر کے وقت جب لوگ امام کو دیکھ لیں تو کس وقت کھڑے ہوں؟

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کی اقامت (تکبیر) کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک کہ مجھ کو نہ دیکھ لو۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى "اذا اقيمت الصلوٰة فلا تقوموا حتى ترونى" اى متى ترونى خرجت۔

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۸۸ ويأتى متصلا ص۸۸ ويأتى ص۱۲۴ ومسلم اول ص۲۲۰ وابوداؤد ص۸۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں دو جملہ ذکر فرمایا ہے پہلے جملہ سے سوال قائم کیا کہ متی یقوم الناس؟ اور دوسرے جملہ سے خود ہی جواب دیدیا اذا رأو الامام۔

اب مقصد ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب امام کو دیکھ لیں امام سے پہلے کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں۔

اب دو حال سے خالی نہیں امام قوم کے ساتھ مسجد کے اندر ہے یا نہیں؟ اگر امام مسجد ہی میں ہو

تو مقتدی کب کھڑے ہوں؟ ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔
(۱) امام شافعی رح کے نزدیک اقامت (تکبیر) ختم ہوجانے کے بعد۔ (۲) امام احمد رح کے نزدیک جب مکبّر قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچے۔ (۳) عندالاحناف حیّ علی الصلوٰۃ پر۔ (۴) امام مالک رح سے منقول ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدیوں کو کھڑا ہوجانا چاہئے۔
اور اگر امام مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو مسجد آتے دیکھ نہ لیں اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جیسا کہ بعض حدیث میں تصریح ہے حتیٰ ترونی قد خرجت۔
امام بخاری رح کا میلان امام مالک رح کی موافقت وتائید میں ہے اور آجکل علماء احناف کا بھی اسی پر عمل ہے تاکہ تسویہ صفوف ہوسکے۔

باب [۴۱۳] لَایَقُوْمُ اِلَی الصَّلٰوۃِ مُسْتَعْجِلاً وَلْیَقُمْ اِلَیْہَا بِالسَّکِیْنَۃِ وَالْوَقَارِ۔

۶۱۶ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ تَابَعَہٗ عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ۔

باب ۔ نماز کیلئے جلدی کرتے ہوئے نہ اٹھے بلکہ اطمینان اور وقار کے ساتھ اٹھنا چاہئے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوقتادہ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک کہ مجھے نہ دیکھ لو اور اپنے اوپر اطمینان کو لازم کرلو، اور علی بن مبارک نے اس روایت میں شیبان کی متابعت کی ہے (یعنی یحییٰ سے روایت کرنے میں)۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "فلا تقوموا حتی ترونی وعلیکم السکینۃ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۸۸ تا ص۸۹ ومرّ ص۸۸ ویاتی ص۱۲۴۔

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں شارحین نے ترجمۃ الباب کی غرض سے سکوت اختیار کیا ہے، میرے نزدیک اشارہ ہے ارشادِ باری تعالیٰ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکراللہ (سورۂ جمعہ) کی طرف۔ کہ بظاہر آیت کریمہ سے تعارض معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ آیتِ مذکورہ سے بظاہر عندالاذان دوڑنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ تو امام بخاری رح نے تنبیہ فرمادی کہ اس آیت میں سعی دوڑنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ سعی سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی سے جانا ہے۔

علامہ کرمانی رحؒ بھی تقریباً یہی لکھتے ہیں کہ فی الآیۃ بمعنی الذھاب وفی الحدیث بمعنی الاسراع (کرمانی)، یعنی حدیث میں دوڑنے بھاگنے کی نفی ہے اس لئے کہ نماز کے لئے چلنے والا نماز ہی کے حکم میں ہے اس لئے آدابِ نماز کی رعایت، سکون واطمینان ضروری ہے۔ البتہ شدتِ اہتمام یعنی تھوڑا تیز قدم میں کوئی حرج نہیں، فلا تعارض ولا اشکال۔

باب ۴۱۴ هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ۔

۴۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عن صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ حَتّٰى اِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا اَنْ يُّكَبِّرَ انْصَرَفَ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْأَتِنَا حَتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا يَنْطِفُ رَاْسُهُ مَاءً وَقَدِ اغْتَسَلَ۔

باب، کیا اذان (یا اقامت کے بعد) کسی ضرورت کی بناء پر مسجد سے نکل سکتا ہے؟

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے باہر نماز پڑھانے کے لئے) نکلے اور نماز کے لئے اقامت ہوچکی تھی اور صفیں بھی برابر کرلی گئی تھیں یہاں تک کہ جب آپ صؐ اپنے مصلّے پر کھڑے ہوگئے ہم منتظر تھے کہ اب آپ صؐ تکبیر (اللہ اکبر) کہیں گے لیکن آپ صؐ (حجرہ کی طرف) واپس ہوگئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہو چنانچہ ہم لوگ اسی حال میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ صؐ ہمارے پاس واپس تشریف لائے اس وقت آپ کے سرِ مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ صؐ نے غسل کیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "انصرف قال علیٰ مکانکم"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ ۸۹ ومرّ صـ ۳۱ ومسلم فی الصلوٰۃ صـ ۲۲۰ ابوداؤد صـ ۳۰ وصـ ۳۱، نسائی صـ ۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ ضروریات کی وجہ سے مسجد سے نکلنا جائز ہے خواہ ضرورت طبعی ہو جیسے قضاءِ حاجت یا جنبی یا محدث بھول کر مسجد میں آگیا تو نکلنا جائز ہے۔ یا ضرورت شرعی ہو جیسے کسی دوسری مسجد کی امامت وانتظام وغیرہ۔

ان ضروریات کی بناء پر مسجد سے نکلنا جائز ہے خواہ اقامت بھی ہو چکی ہو۔
اور جن روایات میں مسجد سے نکلنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ بلا ضرورت نکلنے پر محمول ہے۔
مثلاً حضرت ابوہریرہ رضؓ نے ایک شخص کو مسجد سے نکلتے دیکھا تو فرمایا اما ھذا فقد عصیٰ ابا القاسم ﷺ
(مسلم شریف جلد اول ص۲۳۲، ابوداؤد ج۱ ص۷۹ وغیرہ)۔

سوال سوال یہ ہے کہ جب حدیث پاک میں نکلنے کی تصریح ہے تو امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں تردد کا لفظ (ھل) کیوں استعمال فرمایا؟

جواب حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص واقعہ ہے تو اس کے اندر یہ احتمال ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو، نیز یہ بھی احتمال ہے کہ نکلنے کی اجازت صرف جنبی کے ساتھ خاص ہو وغیرہ۔ ان احتمالات کی وجہ سے لفظ ھل ذکر فرمایا، واللہ اعلم۔
باقی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد دوم ص۲۳۰ تا ص۲۳۲۔

باب ۴۱۵ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ مَکَانَکُمْ حَتّٰی یَرْجِعَ انْتَظَرُوْهُ۔

۶۱۸ ۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَوَّی النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰی مَکَانِکُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهٗ یَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰی بِهِمْ۔

باب ۔ اگر امام (مقتدیوں سے) کہے کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو جب تک کہ میں لوٹ کر نہ آؤں تو مقتدی اس کا انتظار کریں۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نماز کی اقامت ہو گئی اور لوگوں نے اپنی صفیں برابر کر لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) باہر نکلے اور (امامت کے لئے) آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ اس وقت جنابت کی حالت میں تھے (بھول گئے تھے) پھر (یاد آنے پر) فرمایا تم لوگ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور آپ ﷺ لوٹ گئے اور غسل فرمایا پھر باہر نکلے تو آپ ﷺ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم قال علی مکانکم فرجع الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۸۹ ومرّ ص۴۱ و ص۱۹ ومسلم ص۲۲۰ وابوداؤد ص۳۰ و ص۳۱، نسائی ص۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے اور ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر جائے تو مقتدیوں کو انتظار کرنا چاہیئے۔ اب امام قولاً یا اشارۃً کہہ جائے کہ آپ لوگ یہیں ٹھہرے رہیں میں ابھی آتا ہوں ایسی صورت میں مقتدیوں کو نہ باہر جانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی استخلاف کی بس امام کا انتظار کرنا چاہیئے۔

علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں "وفی بعض النسخ بعدہ قیل لابی عبد اللہ ان بدا لاحدنا مثل ھٰذا یفعل کما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فای شیٔ یصنع فقیل ینتظر ونہ قیاماً او قعوداً الخ

(شرح الکرمانی ص۳۴/۵)

یعنی بعض نسخوں میں اتنی عبارت زائد ہے قیل لابی عبد اللہ ای البخاری الخ یعنی امام بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ کیا کرے؟ بخاری رح نے کہا ہاں جیسا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اسی طرح کرے۔

پھر لوگوں نے سوال کیا کہ مقتدی امام کا انتظار کھڑے رہ کر کریں یا بیٹھ جائیں؟ بخاری رح نے فرمایا "اگر تکبیر تحریمہ ہو چکی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار کریں اور اگر قبل التکبیر ہے تو بیٹھ سکتے ہیں۔ روایت گذر چکی ہے۔

باب ۴۱۶ قولِ الرَّجُلِ مَا صَلَّيْنَا

۶۱۹ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قال حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عن يحيىٰ قال سمعتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عبدِ اللهِ اَنَّ النَّبِيَّ صلّى الله عليه وسلم جَاءَهٗ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ يومَ الخَنْدَقِ فقال يا رسولَ الله وَاللهِ مَا كِدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ حتّٰى كَادَتِ الشمسُ تَغْرُبُ وذٰلِكَ بعدَ ما اَفْطَرَ الصَّائِمُ فقال النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلم وَاللهِ ما صَلَّيْتُهَا فنَزَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِلىٰ بُطْحَانَ وَاَنَا مَعَهٗ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى يعنى العَصْرَ بَعْدَ ما غَرَبَتِ الشمسُ ثُمَّ صلّى بَعْدَهَا المَغْرِبَ ۔

باب، آدمی کا یہ کہنا کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی، (یعنی یہ کہنا جائز ہے)۔

ترجمہ حدیث:- حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت

ابن الخطاب رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز کے قریب بھی نہ جا سکا یہاں تک کہ سورج غروب کے قریب ہے اور حضرت عمر رضؓ کا یہ کہنا ایسے وقت کے بعد تھا جب روزہ دار افطار کرلیتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واللہ میں نے بھی نماز (عصر کی) نہیں پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی بُطحان میں نزول فرمایا اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ؐ نے وضو کیا اور آفتاب غروب ہونے کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " ماكدت أن اصلّی "لانه بمعنی ماصلّیتُ ۔ (قال الکرمانی) ۔

نیز ارشادِ نبوی واللہ ماصلّیتہا سے بھی ترجمہ کی مطابقت ہو سکتی ہے ۔ لیکن علامہ عینی رحؒ نے علامہ کرمانی کے قول کو ترجیح دی ہے ۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ٨٩ ومرّ الحديث صـ٨٣ تا صـ٨٤ ایضاً صـ٨٤ فی باب قضاء الصلوات الاولیٰ فالاولیٰ ویاتی صـ١٢٩ یہاں صلوٰۃ الخوف میں ماصلیت العصر ہے وفی المغازی صـ٥٩٠ ۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رحؒ نے نقل کیا ہے کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس ترجمہ سے ابراہیم نخعی رحؒ پر رد کرنا مقصود ہے، ابراہیم نخعی رحؒ لم نصل کہنے کو مکروہ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ نصلی کہے (یعنی یوں کہے کہ ہم نماز پڑھیں گے) (فتح)

لیکن خود حافظ عسقلانی رحؒ ابن بطال کی رائے سے متفق نہیں ہیں ۔ امام بخاری رحؒ کا مقصد اگر ابراہیم نخعی رحؒ پر رد کرنا ہوتا تو امام بخاری اس کی صراحت کردیتے جیساکہ پانچ باب قبل "باب قول الرجل فاتتنا الصلوٰۃ" میں ابن سیرین رحؒ کے نام کی صراحت کردی تھی ۔

اس لئے صحیح یہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحؒ سے جو کراہت منقول ہے وہ علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ منتظرِ صلوٰۃ کے بارے میں ہے یعنی اگر کوئی شخص نماز کا انتظار کر رہا ہے تو وہ حکمِ شارع کی وجہ سے نماز ہی میں ہے کما فی الحدیث انکم لم تزالوا فی صلوٰۃٍ ما انتظرتم الصلوٰۃ ۔ (بخاری صـ٨٤)

ابراہیم نخعی رحؒ کا مقصد یہی ہے کہ منتظرِ صلوٰۃ کا ماصلّینا کہنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کی نماز فوت ہو جائے تو اس کے لئے ماصلّینا کہنا جائز ہے ۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی رحؒ کا مکروہ کہنا صرف منتظرِ صلوٰۃ کے بارے میں ہے علی الاطلاق نہیں ہے ۔

باقی حدیث کی تشریح کے لئے نصر الباری اِسی جلد سوم کی حدیث ۵۷۵ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے ۔

باب ۴۱۷ الاِمَامُ تَعْرِضُ لَهُ الحَاجَةُ بَعْدَ الاِقَامَةِ

۶۲۰ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ عبدُ اللهِ بنُ عَمرٍو قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ قال حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيزِ هو ابنُ صُهَيْبٍ عن اَنَسٍ قال اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ والنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُنَاجِی رَجُلاً فِی جَانِبِ المَسْجِدِ فَمَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ حَتّٰی نَامَ القَوْمُ۔

باب ، اقامت کے بعد (اگر) امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز (عشاء) کی اقامت ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں ایک شخص سے سرگوشی کرتے رہے اور نماز کے لئے کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ لوگ سوگئے (یعنی اونگھنے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اقیمت الصلوٰۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجی رجلاً"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۸۹ ویاتی متصلاً ص۸۹ وص۹۳۱ ایضاً مسلم و ابوداؤد۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ ہے کہ اقامت یعنی تکبیر کے بعد اگر امام کسی ضرورت کی وجہ سے نماز شروع کرنے میں تاخیر کرے تو جائز ہے یعنی تکبیر کے بعد فوراً نماز شروع کرنا امام پر لازم نہیں ہے البتہ فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ اگر تاخیر زیادہ ہو تو تکبیر کا اعادہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۱۸ الکَلَامِ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ

۶۲۱ ۔ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بنُ الوَلِیْدِ قال حَدَّثَنَا عَبْدُ الاَعلٰی ثَنَا حُمَیْدٌ قال سَأَلْتُ ثَابِتاً البُنَانِیَّ عَنِ الرَّجُلِ یَتَکَلَّمُ بعدَ مَا تُقَامُ الصَّلٰوةُ فَحَدَّثَنِی عن انسِ بنِ مَالِکٍ قال اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَعَرَضَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلٌ فَحَبَسَہٗ بعدَ مَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ۔

باب ، نماز کے لئے اقامت ہوجانے کے بعد کلام کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حمید طویل سے روایت ہے کہ میں نے ثابت بنانی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز کی اقامت ہوجانے کے بعد گفتگو کرے، تو انہوں نے حضرت

انس بن مالک رضؓ کی حدیث مجھ سے بیان کی کہ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں) نماز کیلئے تکبیر کہدی گئی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا جس نے نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد نماز شروع کرنے سے روک لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فحبسہ بعد ما اقیمت الصلوٰۃ " لان معناہ جلسہ عن الصلوٰۃ بسبب التکلم معہ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰہنا صـ۸۹ ویاتی صـ۹۳۱۔

مقصد ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں واشار بذلک الی الرد علی من کرھہ مطلقاً۔ (فتح جلد ثانی)

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کا رد ہے جو علی الاطلاق کراہت کے قائل ہیں۔

ابراہیم نخعیؒ، ابن سیرینؒ اور حنفیہ سے کراہت منقول ہے قال العینیؒ قلت کرہ الحنفیۃ الکلام بین الاقامۃ والاحرام اذا کان لغیر ضرورۃ واما اذا کان لامر من امور الدین فلا یکرہ۔ (عمدہ)

یعنی علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اقامت و تکبیر تحریمہ کے درمیان بات کرنے کی کراہت جب ہے کہ بلا ضرورت ایسا کیا جائے، لیکن جب کسی امر شرعی و دینی کے لئے کلام ہو تو کراہت نہ ہوگی۔ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا بنا بر ضرورت کے تھا۔ فلا کراہۃ فیہ، واللہ اعلم

باب ۴۱۹ وُجوبِ صَلوٰۃِ الجَمَاعَۃِ وَقَالَ الحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْہُ اُمُّہٗ عَنِ العِشَاءِ فِی الجَمَاعَۃِ شَفَقَۃً لَمْ یُطِعْھَا۔

٦۲۲ - حَدَّثَنَا عبدُ اللہِ ابنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عن اَبِی الزِّنَادِ عن الاَعْرَجِ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ لِیُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلوٰۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ والذی نفسی بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقاً سَمِیْناً اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ العِشَاءَ۔

باب، نماز باجماعت کے واجب ہونے کا بیان۔ اور حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی

ماں عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے سے ازراہِ شفقت منع کرے تو وہ اس کی اطاعت نہ کرے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ لکڑیوں کا حکم دوں تاکہ جمع کرلی جائیں پھر نماز کا حکم دوں اور نماز کے لئے اذان دی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان نمازیوں کو پیچھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) اور ان کے گھروں کو جلادوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر (ان لوگوں میں سے جو جماعت میں نہیں آئے) کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس کو گوشت کی ایک موٹی ہڈی ملے گی یا اچھے دو کھر ملیں گے تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہوجائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث يدل على وجوب الصلوٰة بالجماعة لما فيه من وعيد شديد يدل على ان تاركها يدخل فيه (عمدہ)

یعنی حدیث پاک میں تارکِ جماعت پر جو شدید وعید ہے وجوبِ جماعت پر دال ہے۔

نیز حضرت حسن بصری رحؒ کے اثر سے بھی ترجمۃ الباب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ص ہے ان اللہ حرّم عليكم عقوق الامهات۔ (بخاری ثانی ص۸۸۴)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ماں کی نافرمانی حرام ہے اطاعت واجب ہے الا فی معصیۃ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعة فی معصية الله انما الطاعة فی المعروف۔ (بخاری ص۱۰۷۸)

پس معلوم ہوا کہ ترکِ جماعت معصیت ہے۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۹ ويأتی الطرف الاول منه فی باب فضل صلوٰة العشاء فی الجماعة ص۹۰ وفی باب اخراج اهل المعاصی والخصوم الخ ص۳۲۶ وايضاً ص۱۰۷۲ تا ص۱۰۷۳ وخرّجه مسلم ص۲۳۲ وابوداؤد ص۸۱ وخرجه النسائی فی الصلوٰة۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد نمازِ جماعت کا حکم بیان کرنا ہے کہ جماعت واجب ہے۔ چونکہ امام بخاری رحؒ کے نزدیک وجوب کی دلیل ظاہر تھی جیساکہ حضرت حسن بصری رحؒ کا اثر ترجمہ میں نقل کرکے اپنا مقصد ظاہر کردیا اور وجوب سے ان حضرات کے نزدیک فرض مراد ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحؒ کے نزدیک نماز جماعت فرضِ عین ہے۔

مذاہبِ ائمہ حکم جماعت میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:۔

(۱) امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک فرضِ عین ہے جیساکہ امام بخاری کا مذہب

مذکور ہوا۔ عطاء بن ابی رباح، اوزاعی، ابن خزیمہ، ابوثور اور ابن حبان رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (عمدہ)۔

(۲) داؤد ظاہری رح کے نزدیک شرط صحت صلوٰۃ ہے اگر ترک کردی گئی تو نماز ہی نہ ہوگی۔

(۳) جماعت فرض کفایہ ہے، حنفیہ میں سے امام طحاوی رح اور امام کرخی رح نیز بعض شافعیہ ومالکیہ کا یہی مذہب ہے قال الحافظ وظاہر نص الشافعی انہا فرض کفایۃ وعلیہ جمہور المتقدمین من اصحابہ وقال بہ کثیر من الحنفیۃ والمالکیۃ۔ (فتح)

(۴) ائمہ ثلاث (امام اعظم رح، امام مالک رح اور امام شافعی رح) کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے۔ ائمہ ثلاث کا راجح اور مشہور قول یہی ہے۔

جوابات قائلین عدم فرضیت

۱؎ خود اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت فرض نہیں اس لئے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں کسی کو جماعت کا حکم دوں اور خود کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر لوگوں کے گھروں پر چلا جاؤں۔ اس سے تو خود تخلف عن الجماعت لازم آتا ہے۔ لیکن یہ جواب درست نہیں اس لئے کہ احکام کی تبلیغ آپ ص کا فرضِ منصبی ہے بہت ممکن ہے کہ آپ ص کا مقصد صرف امر جماعت کے لئے تنبیہ کرنا ہو۔

نیز آپ ص نے ارادہ اس طور پر کیا کہ کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں، تو جب لوگ ساتھ ہونگے تو بعد میں ان کے ساتھ مل کر جماعت ہوسکتی ہے۔

دوسرا۲ جواب یہ دیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ارادہ ہی تو فرمایا اس پر عملدرآمد تو نہیں فرمایا۔ لیکن یہ جواب بھی باعثِ اشکال ہے اس لئے کہ آپ ص اسی کام کا ارادہ کرسکتے ہیں جس پر عمل کرنا بھی جائز ہو اور مسلمان کو جلانا ارتکابِ کبیرہ کی وجہ سے ہوتا اور ارتکابِ کبیرہ فرضِ عین کے ترک میں ہوتا ہے۔

۳؎ تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ ص نے یہ حکم ان لوگوں کے متعلق دیا تھا جن لوگوں نے نماز بالکلیہ چھوڑ دی تھی۔ لیکن اس پر اولاً تو یہ اشکال ہے کہ روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے، ثانیاً جماعت ہی کے وقت اس کی کیا ضرورت تھی؟ اور سب سے بڑا اشکال یہ ہے کہ بعض روایت میں ہے یصلون فی بیوتھم۔

۴؎ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ حکم منافقین کے واسطے فرمایا تھا، لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ رسول اکرم ص تو ان کے ساتھ دنیا میں نرمی کا معاملہ کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ نفاق عمل پر محمول ہے۔

۵؎ پانچواں جواب اور سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ یہ حکم زجر و توبیخ پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

تشریح عرقاً سمیناً بفتح العین المهملة وسکون الراء و بالقاف العظم الذی علیہ بقیة لحم او قطعة لحم۔ (قس)

یعنی عرق وہ ہڈی ہے جس سے اکثر یعنی موٹا گوشت اتار لیا گیا ہو اور کچھ تھوڑا گوشت لگا ہوا ہو چنانچہ علامہ عینی رح نے کلبی سے نقل کیا ہے ان العرق العظم الذی اخذ اکثر مما بقی علیہ وبقی علیہ شئ یسیر۔ (عمدہ)

او مرماتین حسنتین، مرماتین بکسر المیم وقد تفتح تثنیة مرماة ظلف الشاة او مابین ظلفها من اللحم۔ (قس)

یعنی مرماۃ کے معنی ہیں بکری کا کھر، یا بکری کے کھر کا گوشت یہ دوسرا معنی خود امام بخاریؒ سے منقول ہے ص ۱۰۷۳۔

وقال البعض مرماتین ایسے دو تیروں کو کہتے ہیں جن سے تیراندازی کی مشق کی جاتی ہے، یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ تارکینِ جماعت کو الزام دے رہے ہیں کہ اگر مسجد میں کوئی معمولی چیز بھی ملنے کا علم ہو جائے تو ضرور آ جائیں۔

باب ۴۲۰ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَكَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ وَجَاءَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّىَ فِيْهِ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً۔

۶۲۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

باب ، نمازِ جماعت کی فضیلت کا بیان۔

اور اسود بن یزید نخعی رح کو جب (ایک مسجد میں) جماعت نہ ملتی تو وہ دوسری مسجد میں جاتے (وہاں جا کر جماعت سے نماز پڑھتے) اور حضرت انس بن مالک رض ایک مسجد میں آئے جس میں نماز ہو چکی تھی تو انہوں نے اذان دی اور اقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔

تشریح اس سے امام بخاری رح نے جماعت کی فضیلت بیان کر دی کہ اسود بن یزید کی جب جماعت چھوٹ جاتی تو علی الفور تنہا نماز نہیں پڑھتے بلکہ جماعت کی تلاش کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت ذوالفضیلۃ اور ضروری چیز ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس ۲۷ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرة فی قوله "صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ الخ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۸۹ ویاتی ص۹۰ ومسلم ص۲۳۱ والترمذی ص۳۰، ابن ماجہ ص۵۷۔

۶۲۴ - حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ قال حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قال حَدَّثَنِی یَزِیدُ بنُ الهَادِ عن عبدِ اللهِ بنِ خَبَّابٍ عن اَبِی سَعِیدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم یقولُ صَلوٰةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلوٰةَ الفَذِّ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ؐ فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے پچیس ۲۵ گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی قوله "صلوٰۃ الجماعة تفضل صلوٰۃ الفذ الخ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۸۹۔

۶۲۵ - حَدَّثَنَا مُوسَی بنُ اِسْمٰعِیلَ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ قال حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ قال سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یقولُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یقولُ قال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم الرَّجُلُ فِی الجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلوٰتِهٖ فِی بَیْتِهٖ وَفِی سُوقِهٖ خَمْسَةً وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی المَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلوٰةُ لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ المَلٰئِكَةُ تُصَلِّی عَلَیْهِ مَا دَامَ فِی مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِی صَلوٰةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلوٰةَ۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی

کا جماعت سے نماز پڑھنا اپنے گھر میں یا اپنے بازار میں پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کے لئے نکلتا ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوجاتا ہے پھر جب وہ (مسجد میں پہونچ کر) نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے برابر اس کیلئے دعاء کرتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر رحمت نازل فرما یا اللہ اس پر رحم کر اور تم میں سے کوئی بھی جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے وہ برابر نماز ہی کے حکم میں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قولہ "صلوٰۃ الرّجل فی الجماعۃ تضعّف علیٰ صلوٰتہ فی بیتہ وفی سوقہ خمسۃ وعشرین ضعفاً"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۹ تا ص۹۰ ومرّ ص۶۳ وص۶۹ ویاتی ص۹۰ وص۲۸۴ تا ص۲۸۵ وایضا مختصراً ص۴۵۸۔ باقی مسلم شریف وغیرہ کے صفحات کے لئے نیز حدیث الباب کی تشریح مع اشکال وجواب کے لئے ملاحظہ فرمائیے باب ۲۷ ص۳۲ کی حدیث ۴۶۲۔

مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم جاء انس بن مالك الی مسجد الخ، حضرت انس رضؓ کے اس عمل سے بعض بزرگوں (احمد بن حنبلؒ اور اسحاقؒ) نے مسجد میں جماعتِ ثانیہ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں قالوا لا باس ان یصلی القوم جماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ وبہ یقول احمد واسحاق وقال آخرون من اھل العلم یصلون فرادی وبہ یقول سفیان وابن المبارك ومالك والشافعی یختارون الصلوٰۃ فرادی۔ (ترمذی ص۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ متبوعین میں سے صرف امام احمد بن حنبلؒ جواز کے قائل ہیں لیکن ائمہ ثلاثہؒ وجمہور مسجدِ محلہ میں (یعنی جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں اور نمازی بھی معلوم ہوں تو) اہلِ محلہ کے باجماعت نماز پڑھنے کے بعد جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے۔

البتہ مسجدِ طریق میں جہاں امام اور مؤذن مقرر نہیں اور نمازی بھی معین اور معلوم نہیں، نیز مسجدِ محلہ میں غیر اہلِ محلہ نے جماعت کرلی ہو تو ان دونوں صورتوں میں بالاتفاق جماعتِ ثانیہ جائز بلکہ افضل ہے۔

تیسرا قول امام ابو یوسفؒ کا ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں یعنی امام کی جگہ تبدیل کرکے بغیر تداعی جماعتِ ثانیہ جائز ہے۔

قائلینِ جواز کے دلائل مع جوابات:۔ قائلینِ جواز یعنی حضرات حنابلہؒ کی ایک دلیل تو ترجمۃ الباب

میں مذکور حضرت انس بن مالک رضہ کا عمل ہے۔
لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں مختلف احتمال ہے۔ ع۱ ہو سکتا ہے کہ یہ مسجد طریق ہو جہاں امام وغیرہ مقرر نہ ہو، ع۲ احتمال ہے کہ حضرت انس رضہ جس مسجد میں گئے تھے وہاں پہلی جماعت اہل محلہ نے نہ کی تھی بلکہ باہر کے لوگوں نے پہلی جماعت کی تھی، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔
نیز حضرت اسود رضہ نے اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں گئے اگر جماعت ثانیہ جائز ہوتی تو دوسری مسجد میں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟
دوسری دلیل :۔ حضرت ابو سعید خدری رضہ کی روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب جماعت ہو چکی تھی اور وہ تنہا نماز پڑھنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس پر صدقہ کر کے ثواب حاصل کریگا پس ایک شخص (حضرت ابو بکر صدیق رضہ) کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی الخ۔
جواب یہ ہے کہ یہاں جماعت ہی نہیں ہے کیونکہ ایک کی نماز فرض اور دوسرے کی نفل ہے۔
ع۲ ممکن ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز ادا کی گئی ہو۔

دلائل جمہور حنفیہ اور جمہور کی پہلی دلیل حضرت ابو بکرہ رضہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے کسی دور کے محلہ سے واپس تشریف لائے ارادہ تھا کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھیں گے لیکن آپ صلعم نے دیکھا کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہے تو آپ صلعم اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ جماعت کی۔ (آثار السنن للمحدث محمد بن علی النیموی عظیم آبادی جلد اول صفحہ ۱۳۶)۔ قال الہیثمی (فی مجمع الزوائد جلد ثانی) رجالہ ثقات۔
ظاہر ہے کہ اگر جماعت ثانیہ مکروہ نہ ہوتی تو آپ صلعم مسجد نبوی کا عظیم الشان ثواب چھوڑ کر گھر میں جماعت کو ترجیح نہ دیتے خصوصاً جبکہ آپ صلعم کے افعال امت کے لئے نمونۂ عمل ہوتے تھے، تو مسجد نبوی چھوڑ کر گھر میں جماعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد میں جماعت ثانیہ آپ صلعم کو ناپسند تھی۔
اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے آپ صلعم نے مسجد میں تنہا نماز نہیں پڑھی۔
دوسری دلیل :۔ جو سابق باب میں حضرت ابو ہریرہ رضہ کی روایت گذر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت چھوڑنے پر لوگوں کے گھروں کو جلانے کی دھمکی دی تھی۔
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جماعت میں ہی حاضری ضروری ہے اگر تکرار جماعت جائز ہوتا تو پہلی جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے پاس یہ عذر موجود تھا کہ ہم دوسری جماعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مزید تحقیق و تفصیل کے لئے حضرت گنگوہی رح کا رسالہ " القطوف الدانیہ فی کراہۃ الجماعۃ الثانیہ" ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۲۱ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِی جَمَاعَۃٍ۔

۶۲۶ - حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَ اَبُوْسَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ تَفْضُلُ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ صَلٰوۃَ اَحَدِکُمْ وَحْدَهٗ خَمْسٍ وَّ عِشْرِیْنَ جُزْءً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃُ النَّهَارِ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَقُولُ اَبُوهُرَیْرَۃَ فَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا، قَالَ شُعَیْبٌ وَحَدَّثَنِی نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔

باب۔ فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ م فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز تم میں سے کسی کی تنہا نماز سے پچیس حصے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رض کہتے تھے اگر چاہو تو (اس کی دلیل میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت) پڑھ لو " اِنَّ قرآنَ الفجرِ کانَ مَشْهُوداً " (بیشک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے)۔ علامہ عینی رح اور علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں قرآن الفجر کنایۃ عن صلوٰۃ الفجر لان الصلوٰۃ مستلزمۃ للقرآن (عمدہ)

قال مجاھد صلوٰۃ الفجر (بخاری جلد ثانی ص۶۸۶)

قال شعیب الخ شعیب (راوی حدیث) کہتے ہیں اور مجھ سے نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے یہ نقل کیا کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس ۲۷ درجے فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وتجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلوٰۃ الفجر "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۰ ویاتی فی کتاب التفسیر ص۶۸۶ وحدیث ابن عمر رض مر ص۸۹ ۔

۶۲۷ ۔ حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ قال حَدَّثَنا اَبِی قال حَدَّثَنا الاَعمَشُ قال سَمِعتُ سَالِماً قال سَمِعتُ اُمَّ الدَّرداءِ تقولُ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُو الدَّرداءِ وَهُوَ مُغضَبٌ فَقُلتُ مَا اَغضَبَکَ قال وَاللّٰهِ مَا اَعرِفُ مِن اَمرِ محمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم شَیئاً اِلَّا اَنَّهُم یُصَلُّونَ جَمِیعاً۔

ترجمہ حدیث ام الدرداء (التی اسمہا ھُجیمۃ وھی ام الدرداء الصغریٰ التابعیۃ لا الکبریٰ التی اسمہا خیرۃ وھی الصحابیۃ) (عمدہ)

کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابو الدرداء رضؓ میرے پاس آئے اور وہ غضبناک تھے تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کس بات پر غصہ آیا؟ (یعنی آپ کے غصہ کا سبب کیا ہے؟) تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے احکام میں کسی چیز کو اپنے حال پر باقی نہیں دیکھتا ہوں الّا یہ کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان اعمال الذین یصلون بالجماعۃ قد وقع فیہا النقص والتغییر ما خلا صلوٰتہم بالجماعۃ ولم یقع فیہا شیٔ من ذالک فدل ذالک علیٰ ان فضل الصلوٰۃ بالجماعۃ عظیم۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ: والحدیث ھہنا صـ۹۰ وھذا فی افراد البخاری رح۔

۶۲۸ ۔ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ العَلاءِ قال حَدَّثَنا اَبُو اُسامَةَ عن بُرَیدِ بنِ عبدِاللّٰه عن اَبِی بُردَةَ عن اَبِی موسیٰ قال قال رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم اَعظَمُ النَّاسِ اَجراً فِی الصَّلوٰةِ اَبعَدُهُم فَاَبعَدُهُم مَمشیً وَالَّذِی یَنتَظِرُ الصَّلوٰةَ حتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الاِمامِ اَعظَمُ اَجراً مِنَ الَّذِی یُصَلِّی ثُمَّ یَنَامُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں سب لوگوں سے زیادہ ثواب کا مستحق وہ شخص ہے جو (مسجد میں نماز کے لئے) سب سے زیادہ دور پھر ان سب سے زیادہ دور سے چل کر آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں رہتا ہے تاکہ اس کو امام کے ساتھ پڑھے وہ ثواب کے اعتبار سے اس شخص سے زیادہ ہے جو (جلدی سے) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اعظم الناس اجراً فی الصلوٰۃ ابعدھم فابعدھم ممشیً"۔ (عمدہ)

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب کا مقصد صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ کی فضیلت بیان کرنی ہے۔
مگر اشکال یہ ہے کہ امام بخاری رح نے اسی باب میں تین روایات ذکر فرمائی ہیں:۔
(۱) روایتِ حضرت ابوہریرہ رض، (۲) روایتِ امّ الدرداء رض، (۳) روایتِ حضرت ابوموسیٰ اشعری رض۔ اور بظاہر تینوں روایات میں سے صرف ایک روایت یعنی پہلی روایت سے صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ کا مقصد حاصل ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جزءِ اول تفضل صلوٰۃ الجمیع صلوٰۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین جزءً سے تو جماعت کی فضیلت ثابت ہو گئی۔ اور جزءِ آخر تجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلوٰۃ الفجر سے صلوٰۃ فجر کی فضیلت ثابت ہوئی اس لئے کہ فرشتوں کی شرکت بلا شبہ باعثِ برکت اور نزولِ رحمت کا سبب ہے تو یہ برکت و رحمت زیادتیٔ ثواب کا باعث ہوگی۔
اب دونوں اجزاء کو ملا دیا جائے تو مجموعہ سے فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ ثابت ہو جائیگا۔
لیکن دوسری اور تیسری روایت میں ترجمۃ الباب سے بظاہر کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں روایات میں نہ فضل کا ذکر ہے اور نہ فجر کا تذکرہ۔
جواب:۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح شرح تراجم میں فرماتے ہیں "ھذا الباب باب فی الباب الخ" یعنی یہ مستقل ترجمہ نہیں ہے بلکہ باب فی الباب ہے یعنی سابق باب "باب فضل الجماعۃ" کا گویا ذیلی باب ہے یعنی آخر کی دو روایات کا تعلق فضیلۃ الجماعۃ سے ہے۔ چونکہ حضرت ابوالدرداء رض کی روایت ہے ما اعرف من امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا انھم یصلون جمیعاً، اس سے جماعت کا ذا الفضیلۃ ہونا معلوم ہو گیا، اور روایتِ حضرت ابوموسیٰ رض میں جماعت سے امام کے ساتھ ادا کرنے والے کو اعظم اجراً کہا گیا اس میں بھی جماعت کی فضیلت ظاہر ہے۔
اصل مقصد تو جماعت کی فضیلت بیان کرنی ہے مگر چونکہ اس باب کی بعض روایت سے ایک جدید فائدہ یعنی نئی بات ثابت ہوتی تھی اس لئے بطور فائدۂ جدیدہ کے اس پر مستقل باب باندھ دیا۔
بعض حضرات نے لکھا ہے کہ فجر کے وقت محبوب نیند چھوڑنی پڑتی ہے اس لئے مشقت کا احساس زیادہ اور نمایاں ہوتا ہے تو چونکہ نمازِ فجر میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اور قاعدہ ہے المثوبۃ علیٰ قدر المؤنۃ، اجرکم علیٰ نصبکم، اجر و ثواب بقدرِ مشقت ہے۔
تو جب کوئی شخص مشقت میں شریک ہوگا تو اس کو جماعت اور مشقت دونوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

باب ۴۲۲ فَضۡلِ التَّهۡجِيۡرِ اِلَى الظُّهۡرِ

۶۲۹ ۔ حدَّثنا قُتَيْبَةُ عن مالكٍ سُمَيٍّ مولىٰ أبي بكرِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن أبي صالحٍ السَّمَّانِ عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قال بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ على الطَّرِيقِ فأخَّرَهُ فشَكَرَ اللهُ لهُ فغَفَرَ لهُ ثمَّ قال الشُّهَداءُ خَمْسَةٌ المَطْعُونُ وَالمَبْطُونُ وَالغَرِيقُ وصَاحِبُ الهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وقال لو يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأوَّلِ ثمَّ لم يَجِدُوا إلَّا أنْ يَسْتَهِمُوا عليهِ لَاسْتَهَمُوا عليهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إليهِ ولو يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ۔

باب ، ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے کی فضیلت کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص نے راستہ طے کرتے ہوئے کانٹوں کی ایک شاخ راستے میں (پڑی ہوئی) پایا تو اس کو ہٹا دیا (تاکہ کسی کے پاؤں میں نہ چبھے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بدلہ دیا کہ اس کو بخش دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں ۱؎ جو طاعون کی وبا سے مرے ، ۲؎ جو پیٹ کے عارضے سے مرے ۳؎ جو ڈوب کر مرے ، ۴؎ جو دب کر مرے ، ۵؎ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو ۔ اور آپ ؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو وہ ثواب معلوم ہو جائے جو اذان دینے میں اور نماز کی صف اول حاصل کرنے میں ہے پھر وہ قرعہ اندازی کے بغیر نہ پاسکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں ، اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے میں کیا ثواب ہے تو وہ بیشک اس کی طرف (ایک دوسرے سے) آگے بڑھیں اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز (جماعت سے) پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہوں اگرچہ گھٹنوں کے بل (چلنا پڑے) ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله " ولو يعلمون ما في التهجير لاستبقوا اليه "

تعدد موضعه والحديث هٰهنا صـ۹۰ وفي هٰذا المتن كما ترى ثلاثة احاديث وكان قتيبة حدّث بذٰلك مجموعاً من مالك فلم يتصرف فيه المصنف كعادته في الاختصار

الاوّل قصة الذي نحىٰ غصن الشوك وسياتي في ابواب المظالم صـ۳۳۶ ۔

والثاني الشهداء خمسة ياتي في باب الصف الاول صـ۱۰۰ مع الحديث الثالث في سياق

واحد ویاتی فی کتاب الجهاد فی باب الشہادۃ سبع سوی القتل ص۳۹۷ وفی کتاب الطب فی باب مایذکر فی الطاعون ص۸۵۳۔

والثالث مرّ فی باب الاستہام فی الاذان ص۸۶ ویاتی ص۹۰ والقطعۃ الثالثۃ من الحدیث الثالث تاتی ص۹۰۔

لیکن چونکہ قتیبہ نے ایک ساتھ امام بخاریؒ سے بیان کیا تھا مصنفؒ نے اس میں تصرف نہیں کیا چنانچہ ہمارے ہندوستانی نسخوں میں مجموعہ مذکور ہے۔ نیز علامہ عینیؒ وغیرہ نے الگ الگ حدیث نمبر نہیں لگایا ہے۔ نیز بخاری کے قدیم شارح علامہ کرمانیؒ نے بھی مجموعہ کو ایک ہی حدیث شمار کیا ہے۔

مقصد ترجمہ بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے یعنی "فضل التہجیر الی الظہر"۔
امام بخاریؒ نے فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت بیان کرنے کے بعد تہجیر الی الظہر کا باب منعقد فرمایا ہے چونکہ دونوں میں قدرِ مشترک مشقت ہے کہ فجر کی نماز میں صباحی نیند جیسی محبوب چیز چھوڑنی پڑتی ہے تو ظہر کی نماز کے وقت بھی قیلولہ چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

تہجیر کے معنی ہیں تبکیر یعنی سویرے جانا، اول وقت میں سبقت کرنا۔

تو امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوا کہ نماز ظہر کو اولِ وقت میں پڑھنے کی فضیلت بیان کرنی ہے۔

علامہ عینیؒ مسائلِ مستنبطہ کے تحت فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے تہجیر الی الظہر کی فضیلت کا ترجمہ قائم کیا ہے اس سے ابرادِ ظہر والی حدیث سے کوئی منافاۃ نہیں ہے لانہ (ای الابراد) عند اشتدادِ الحرّ۔ (عمدہ)۔ یعنی ابراد شدتِ حر کے لئے ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے ص۷۶ میں جو باب قائم کیا ہے وہ صاف ہے "باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر"۔ معلوم ہوگیا کہ شدتِ حر کے وقت ظہر کی تاخیر رخصت ہے اور اصل وعزیمت وقت نماز میں تہجیر ہی ہے فلا اشکال۔

۲ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ باب الابراد کی روایت میں ابردوا بالصلوٰۃ (بصیغۂ امر ہے) تو ممکن ہے کہ کوئی اس سے وجوب سمجھ لے تو امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ صرف اولیٰ ہے، دوسرے وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

الشہداء خمسۃ اس روایت میں پانچ کی تعداد ہے یہ حصر کے لئے نہیں ہے کیونکہ احادیث میں ان کے علاوہ بھی شہداء کا ذکر ہے مثلاً مؤطا امام مالک کتاب الجنائز کے اندر باب "النہی عن البکاء علی المیت" کے تحت طویل حدیث میں ہے الشہداء سبعۃ، (مؤطا ص۸۱ اشرفی بک ڈپو دیوبند) وابوداؤد

جلد ثانی کتاب الجنائز ص۴۴۳ وغیرہ، تفصیل اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ الرحمٰن ۔ احقر الانام محمد عثمان غفر اللہ المنان ۔

باب ۴۲۳ احتساب الآثار

۶۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ بَنِي سَلِمَةَ أَرَادُوا أَنْ يَتَحَوَّلُوا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوا قَرِيبًا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ فَقَالَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ آثَارُ الْمَشْيِ فِي الْأَرْضِ بِأَرْجُلِهِمْ۔

باب، (نماز کیلئے مسجد جانے اور ہر نیک کام کے) نشاناتِ قدم پر ثواب کی امید رکھنا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ! کیا تم (مسجد آنے میں) اپنے نشاناتِ قدم پر ثواب نہیں سمجھتے؟، اور ابن ابی مریم (یعنی سعید) نے اپنی سند سے حضرت انس رضہ ہی سے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ بنی سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے مکانوں سے (جو مسجدِ نبوی سے دور تھے) منتقل ہو جائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر رہنے لگیں حضرت انس رضہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ وہ مدینہ (کے اس حصہ) کو خالی کر دیں چنانچہ آپ صہ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟
مجاہد رح نے کہا کہ (سورہ یٰسین میں) و آثارھم سے اقدام مراد ہیں یعنی پیروں سے زمین پر چلنے کے نشانات۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "الا تحتسبون آثارکم"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۰ و یاتی فی باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ ص۲۵۳۔

مقصد ترجمہ احتساب کے معنی ہیں ہر نیک عمل پر حصولِ ثواب کی نیت کرنا۔
امام بخاری رح کا مقصد ہر نیک عمل کے وقت حصول ثواب کی نیت پر تنبیہ کرنا ہے کہ

ثواب کی نیت کا اگر استحضار رہے تو اس سے ہر ہر قدم پر ثواب ہوگا اور ڈبل ہوگا ایک ثواب عمل کا، دوسرا نیت کا۔
ﻋـ٢ حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مصنف رح نے ایک لطیف شئی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ باب سابق میں تہجیر کی فضیلت ثابت فرمائی تھی اور قاعدہ یہ ہے کہ جب دھوپ کے وقت کوئی گرمی میں چلتا ہے تو لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہے اور اس سے پہلے (حدیث ١١٦ میں) گذر چکا ہے علیکم السکینۃ والوقار۔ لہذا دونوں میں کوئی جوڑ نہیں معلوم ہوتا۔
امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ گرمی کی دھوپ میں چلنے سے تکلیف ہوتی ہے مگر (اس تکلیف کے باوجود) لمبے لمبے قدم نہ اٹھائے کیونکہ یہ آثار بھی اللہ کے یہاں باعث اجر و ثواب ہیں تو پھر اگر تھوڑی سی مشقت سے یہ اجور حاصل ہوں تو ان کو نہ چھوڑے بلکہ سکون و وقار کے ساتھ چلے کیونکہ آثار کا ثواب ملتا ہے لہذا سکینہ و وقار پر تنبیہ فرمادی، (تقریر بخاری)

تشریح ان بنی سلمۃ ارادوا الخ قبیلہ بنی سلمہ مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر کوہ سلع (پہاڑ) کے پاس رہتے تھے ان لوگوں کو مسجد نبوی میں حاضری کے لئے ایک میل چلنا پڑتا تھا۔
حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی کے اردگرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ص نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا "جی ہاں یا رسول اللہ ہم نے ایسا ارادہ کیا ہے" تو آپ ص نے فرمایا ای بنی سلمہ تم لوگ اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے اقدام لکھے جاتے ہیں، (مسلم شریف اول ص ٢٣٥) یعنی ہر قدم پر ثواب ہوگا۔
قال مجاهد خطاهم الخ چونکہ قرآن مجید سورہ یسین کی ایک آیت (ونکتب ماقدموا و آثارهم) میں آثار کا لفظ آیا ہے اس لئے امام بخاری رح نے اس کی تفسیر ذکر کردی
حضرت ابن عباس رض کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت بنوسلمہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (ابن ماجہ ص٥٧)
اشکال:۔ اشکال یہ ہے کہ سورہ یسین مکی ہے اور بنوسلمہ مدینہ میں تھے پھر بنوسلمہ کے بارے میں نازل ہونے کا کیا مطلب؟
جواب:۔ یہ ہے کہ پوری سورہ مکی ہے لیکن یہ آیت مدنی ہے فلا اشکال، واللہ اعلم۔

باب ٤٢٤ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ

٦٣١ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قال حَدَّثَنَا اَبِي قال حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قال حَدَّثَنِي اَبُوْصَالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ صَلٰوةٌ

اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

باب، عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ گراں اور کوئی نماز نہیں ہے اور اگر انہیں وہ ثواب معلوم ہو جائے جو ان دونوں میں ہے تو وہ ان دونوں نمازوں میں ضرور آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے (چلنا پڑے) اور میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں آگ کے شعلے لے لوں اور ان لوگوں کو جلا دوں جو اب تک نماز کے لئے نہیں نکلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبواً"۔

تعدد موضعہ: والحديث هٰهنا ص۹۰ وله اطراف مرّ قطعة ص۹۰ و ص۸۹، ابن ماجه ص۵۸۔

مقصد ترجمہ مقصد عشاء کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ اور کتاب المواقیت ص۸۰ پر "باب فضل العشاء" سے مراد انتظار عشاء کی فضیلت کا بیان مقصود ہو یا نماز عشاء کی فضیلت مراد ہو کہ عشاء کی نماز صرف امتِ محمدیہ کی امتیازی خصوصیت ہے اور یہاں نماز عشاء کو جماعت سے پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے لہٰذا تکرار کا شبہ صحیح نہیں، واللہ اعلم۔

یہاں بھی گھر جلانے کا تذکرہ ہے، جن لوگوں کے گھروں کو جلانے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف منافق ہی نہ تھے بلکہ مخلص تھے صرف ان لوگوں کی کاہلی و سستی کی بنا پر متنبہ کیا گیا اور اس عمل کو منافق کا عمل فرما کر خوف دلایا گیا، واللہ اعلم۔

باب ۴۲۵ اثنان فما فوقهما جماعة۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔

باب، دو یا دو سے زیادہ آدمی جماعت کے حکم میں ہیں۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آجائے تو تم دونوں (میں سے کوئی) اذان دے اور اقامت کہے اور تم دونوں میں جو بڑا ہے وہ امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ:- مطابقة الحديث للترجمة " ليؤمكما اكبركما "۔

تعدد موضعہ والحديث ھھنا ص۹۰ و مرّ ص۸۷ و ص۸۸ و ص۹۴ تا ص۹۵ و ص۱۱۳ و ص۳۹۹ و ص۸۸۸ و ص۱۰۷۶ ، بقیہ فہرست کیلئے باب ع۴۰۷ کی حدیث ع۶۰۶ ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں جو الفاظ ذکر فرمایا ہے وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثنان فما فوقهما جماعة۔ (ابن ماجه ص۶۹)۔

لیکن چونکہ اس روایت کے الفاظ امام بخاری رحؒ کی شرط کے مطابق نہیں تھے اس لئے اس کو نہیں ذکر فرمایا مگر چونکہ مضمونِ حدیث صحیح ہے اس لئے امام بخاری رحؒ نے اس کو ترجمۃ الباب میں لاکر حدیث کے مفہوم کی تائید کردی۔

امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ بتلانا ہے کہ جماعت کا اطلاق اگرچہ تین پر ہوتا ہے مگر کبھی دو پر بھی ہوتا ہے بالخصوص نماز جماعت میں، یعنی اگر دو آدمی ہوں ایک امام اور ایک مقتدی تو کافی ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا انشاء اللہ الرحمٰن۔

باب ۴۲۶ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ۔

باب، جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اور مسجدوں کی فضیلتوں کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں

جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے فرشتے یوں کہتے رہتے ہیں اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔ تم میں ہر کوئی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ وہ نماز کے لئے رُکا اور اس کو اپنے گھر لوٹنے سے نماز کے علاوہ اور کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قال الملائكة تصلى على احدكم مادام فى مصلاه الخ"

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا صـ۹۰ تا صـ۹۱
باقی فہرست کے لئے باب بـ۳۰۱ باب الحدث فی المسجد دیکھئے۔

۶۳۴ - حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن عُبَيْدِ اللهِ قال حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فى ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الإِمَامُ العادِلُ وشَابٌّ نَشَأَ فى عِبادَةِ رَبِّهِ ورَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ ورَجُلانِ تَحَابَّا فى اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وتَفَرَّقَا عليهِ ورَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذاتُ مَنْصِبٍ وجَمَالٍ فقال إِنِّي أَخَافُ اللهَ ورَجُلٌ تَصَدَّقَ إِخْفَاءً حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ ورَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک تو انصاف کرنے والا حاکم، دوسرے وہ جوان جس نے اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہوئے نشو ونما پائی ہو (یعنی جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی) تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے (یعنی ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آتا ہے تو دوسری نماز کیلئے پھر مسجد میں جانے کا خیال لگا رہتا ہے)، چوتھے وہ دو انسان جنھوں نے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی (یعنی امر الٰہی محبت کا سبب ہو) اسی پر وہ دونوں جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے (یعنی زندگی بھر دوستی رکھی اور دوستی ہی پر مرے)، پانچویں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (برے کام کے لئے) بلایا تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، چھٹے وہ انسان جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کا داہنا ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے؟ اور ساتویں وہ انسان جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں (یعنی آنسو بہنے لگے)۔

مطابقتہ للترجمہ:۔ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "رجل قلبه معلق فى المساجد"

وهذا الجزء الثانی من الترجمة وهو قوله " فضل المساجد "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۱ ویاتی ص۱۹۱ و ص۹۵۹ مختصراً وص۱۰۰۵ ومسلم ص۳۳۱ و الترمذی جلد ثانی فی ابواب الزھد ص۶۲، اخرجه النسائی فی القضاء۔

۶۳۵ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن حُمَيْدٍ قال سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰہ صلی الله علیه وسلم خَاتَماً فقال نَعَمْ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فقال صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوهَا قال فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں، ایک رات آپ ؐ نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کر دی پھر نماز پڑھنے کے بعد آپ ؐ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ سب لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور تم لوگ برابر نماز ہی میں رہے (باعتبار ثواب کے) جب سے نماز کا انتظار کرتے رہے۔ حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ (وہ بات مجھ کو پوری طرح یاد ہے) گویا میں آپ ؐ کی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

مطابقتہ للترجمة مطابقة الحديث للجزء الاول من الترجمة " ولم تزالوا فی صلوٰة منذ انتظرتموها "

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۹۱ وقد مضٰی ص۸۱ وص۸۴ ویاتی ص۸۷۱ وص۸۷۲ ومسلم ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ قال الحافظ ای لیصلیها جماعة (فتح)

یعنی امام بخاری رحؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں بیٹھنا باعث ثواب اسی صورت میں ہے جبکہ انتظار صلوٰۃ کے لئے ہو۔

۲؎ مسجد جا کر اگر مقتدیوں کو کچھ دیر بھی ہو جائے تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ پورے سکون و وقار سے بیٹھا رہے تاکہ جماعت بڑھ جائے کیونکہ جماعت کثیرہ میں ثواب زیادہ ہے اس صورت میں ڈبل ثواب ہو گا ۱؎ انتظار صلوٰۃ کا ۲؎ جماعت کثیرہ کا۔

تشریح یہ باب ابواب سابقہ کا تکملہ ہے کہ جب جماعت کے لئے بیٹھنا باعث فضیلت ہے تو جماعت سے نماز پڑھنا کس قدر فضل و ثواب کا باعث ہو گا۔

اس باب میں امام بخاری رحؒ نے تین روایتیں ذکر کی ہیں، پہلی روایت کی تفسیر و تفصیل ابواب سابقہ

میں گذر چکی ہے کہ فرشتوں کی دعا کا مستحق وہی ہے جو نماز ہی کے انتظار میں بیٹھا ہو اور ظاہر ہے کہ نماز کا منتظر وہی کہلائیگا جو باوضو بیٹھا ہو۔

دوسری روایت میں ہے سبعة یظلّهم الله فی ظله الخ، یہاں سات کا عدد حصر کے لئے نہیں ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی بلکہ سات کے علاوہ اوروں کے واسطے بھی یہ فضیلت حاصل ہے مثلاً بعض روایت میں ہے کہ جو کسی تنگدست مقروض کو مہلت دیدے یا قرض ہی معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھیں گے۔ (مسلم شریف ص۴۱۶ سطر پانچ (۵))
تفصیل کے لئے فتح الباری دیکھئے۔

اشکال:- فی ظله، یہاں اشکال یہ ہے کہ سایہ اجسام کا ہوتا ہے والله منزّہ من الاجسام۔

جواب:- ۱ اضافت ملک ہے جیسے کعبة الله، ۲ اس سے مراد حمایت اللہ یعنی اللہ کی حفاظت ہے۔ ۳ اس سے مراد ظلّ عرشہ ہے، ایک روایت میں ہے یوم القیامة اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد عرش کا سایہ ہے۔

باب [۴۲۷] فَضْلِ مَنْ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ۔

۶۳۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قال أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عن زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ۔

باب، مسجد میں آنے جانے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح وشام (دونوں وقت نماز کے لئے) مسجد جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان مہیا کریگا جب بھی وہ صبح اور شام کو جائیگا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اعدّ الله له نزله من الجنة كلما غدا او راح"۔

مقصد ترجمہ باب سابق کی دوسری حدیث (حدیث ۶۳۴) میں گذرا "رجل قلبه معلّق فی المساجد" امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے اس کے ثمرہ اور نتیجہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہے گا وہ یقیناً کثرت سے یعنی ہر نماز کے وقت مسجد میں آنا جانا کریگا اور چونکہ مساجد اللہ

تعالیٰ کے گھر ہیں لہذا جو بھی اور جتنی بار بھی ان گھروں میں حاضری دیگا باری تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان مہیا کرے گا۔

تشریح حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں "لعلّ المراد بالغدوۃ والروحۃ اذا کانتا لفریضۃ والّا فالافضل فی التطوع ان یکون فی البیت۔ (لامع اول ص۲۴۸)

امام بخاری رح کا یہ ترجمہ جو ہمارے ہندو پاک کے نسخوں میں ہے ابوذر کے نسخہ کے مطابق ہے لیکن اکثر نسخوں میں ترجمہ ہے "باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح" کما فی الفتح والعینی وغیرہ۔

حافظ عسقلانی رح کہتے ہیں ھٰکذا للاکثر موافقاً للفظ الحدیث فی الغدو والرواح ولابی ذر بلفظ خرج بدل غدا الخ۔ (فتح الباری)

غدا غدوٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں المسیر فی اول النہار الی الزوال، والرواح المسیر من الزوال الی آخر النہار۔ (کرمانی، عمدہ)

علامہ عینی رح فرماتے ہیں وقد یستعملان فی الخروج والرجوع۔ (عمدہ)۔

یعنی غدو کے معنی اگرچہ صبح کے وقت جانا ہے لیکن کبھی مطلقاً خروج کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ من خرج، کا نسخہ ہی اولیٰ ہے اور اسی سے راح کے معنی رجع متعین ہوگیا اب باب کا مطلب یہ ہوا کہ مسجد میں جانا اور مسجد سے لوٹنا دونوں باعثِ ثواب ہیں۔

چونکہ بظاہر یہ وہم ہوتا تھا کہ مسجد میں جانے کا ثواب ہو کیونکہ عبادت کے لئے جارہا ہے، مگر نکلنے اور لوٹنے کا ثواب نہ ہو، تو امام بخاری رح نے اس پر تنبیہ فرمادی کہ اس پر بھی ثواب ہوگا اور چونکہ امام بخاری رح کا قاعدہ ہے کہ وہ ترجمہ سے روایات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اس لئے امام بخاری رح نے مسلم شریف اور ابوداؤد کی روایات کی طرف اشارہ فرمادیا، ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ ص۸۲ میں روایت ہے خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی بہت دور سے مسجد آکر جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے کوئی نماز ناغہ نہیں ہوتی تھی حضرت کعب بن ابی رض فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ایک گدھا خرید لیجئے انھوں نے کہا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ میرا گھر مسجد نبوی کے قریب ہو، جب یہ خبر حضور اقدس ﷺ کو پہونچی تو حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد میں جانا اور لوٹنا سب عبادت میں لکھا جائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اعطاك الله ذٰلك كله"۔

تو امام بخاری رح نے اشارہ فرمادیا کہ مسجد جانا اور لوٹنا دونوں لکھا جاتا ہے اور باعثِ ثواب ہے۔

باب ۴۲۸ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ۔

۶۳۷ ۔ حَدَّثَنا عبدُ العَزِيزِ بنُ عبدِ اللهِ قال حَدَّثَنا اِبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن اَبِيهِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن عبدِ اللهِ بنِ مالِكٍ اِبنِ بُحَيْنَةَ قال مَرَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَجُلٍ ح قال وَحَدَّثَنِي عبدُ الرَّحمٰنِ قال حَدَّثَنا بَهْزُ بنُ اَسَدٍ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَنِي سَعْدُ بنُ اِبراهِيمَ قال سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عاصِمٍ قال سَمِعْتُ رَجُلاً مِنَ الاَزْدِ يُقالُ لهُ مالِكُ اِبنُ بُحَيْنَةَ اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰى رَجلاً وَقَد اُقِيمَتِ الصَّلوٰةُ يُصَلِّي رَكعَتَيْنِ فلمَّا انصَرَفَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاثَ بِهِ النَّاسُ فقال لهُ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آلصُّبحَ اَربَعًا الصُّبحَ اَربَعاً تابَعَهُ غُندَرٌ ومُعاذٌ عن شُعْبَةَ فی مالِكٍ وقال ابنُ اِسحٰقَ عن سَعْدٍ عن حَفْصٍ عن عبدِ اللهِ بنِ بُحَيْنَةَ وقال حَمَّادٌ اَخْبَرَنا سَعْدٌ عن حَفْصٍ عن مالِكٍ ۔

باب ، جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خود حضرت عبداللہ بن مالک رض) کے پاس سے گذرے ۔

دوسری سند :۔ امام بخاری رح نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے بہز بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا میں نے حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب رض سے سنا کہا میں نے قبیلہ ازد کے ایک شخص سے جس کا نام مالک ابن بحینہ تھا یہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھتے دیکھا حالانکہ اقامت شروع ہو چکی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتے ہو ؟ کیا صبح کی چار رکعت ؟

غندر اور معاذ نے روایت میں شعبہ سے بہز بن اسد کی متابعت کی ہے مالک بن بحینہ کے بارے میں اور ابن اسحٰق (امام المغازی) نے اس حدیث کو سعد سے انہوں نے حفص سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن بحینہ سے ۔ اور حمّاد بن سلمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے سعد نے حدیث بیان کی انہوں نے حفص سے اور حفص نے مالک بن بحینہ سے حدیث بیان کی ۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " آلصّبح اربعاً " حيث انكر

صلی اللہ علیہ وسلم علی الرجل الذی کان یصلی رکعتین بعد ان اقیمت الصلوٰۃ ثم یصلی مع الامام رکعتین صلوٰۃ الصبح فیکون فی معنی من صلی الصبح اربعاً فدل ھذا علیٰ ان لا صلوٰۃ بعد الاقامۃ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۹۱ ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص۲۴۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ترجمۃ الباب مستقل حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ"

(مسلم جلد اول ص۲۴۷ وابوداؤد ص۱۸۰)۔

مگر چونکہ اس کی سند میں اختلاف ہے کہ مرفوع ہے یا موقوف ؟ چنانچہ اس کے راوی حماد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے ملاقات کرکے پوچھا لقیت عمروا فحدثنی ولم یرفعہ (مسلم ص۲۴۷)۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو ترجمہ میں ذکر کیا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان یہی ہے کہ روایت موقوف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجد جانے کا اصل مقصد فریضہ کی ادائیگی ہے تو جب اقامت شروع ہوگئی تو صلوٰۃ مکتوبہ کے علاوہ کسی سنت ونفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد ان حضرات کی تردید کی طرف اشارہ ہے جو حضرات کچھ شرطوں کے ساتھ سنتِ فجر کی اجازت دیتے ہیں۔

مذاہبِ ائمہ اقامت کے بعد یعنی اگر جماعت کھڑی ہوجائے تو سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر تو ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بقیہ تمام نمازوں میں اقامت کے بعد سنت پڑھنا مکروہ ہے۔

البتہ فجر کی سنت کے بارے میں اختلاف ہے۔

(۱) ظاہریہ کے نزدیک اقامتِ صلوٰۃ کے بعد فجر کی سنت بھی باطل ہوجائے گی اور اگر جماعت شروع ہونے کے قبل سے سنت پڑھ رہا ہے تب بھی سنت کو چھوڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔ یہ قول قطعاً قابلِ توجہ نہیں لقولہ تعالیٰ "لا تبطلوا اعمالکم"۔

(۲) امام شافعی رحمہ اللہ وامام احمد رحمہ اللہ اور اسحٰق رحمہ اللہ کے نزدیک جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنت پڑھنا جائز نہیں مکروہ ہے اور اگر پہلے سے پڑھ رہا تھا پھر جماعت شروع ہوگئی تو جلدی سے پڑھ کر جماعت میں شریک ہوجائے سنت ادا ہوجائیگی اعادہ لازم نہ ہوگا۔

(۳) امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دو شرطوں کے ساتھ فجر کی سنت پڑھ سکتے ہیں ۱ دونوں رکعتوں کے ملنے

کی امید ہو، ۲ دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد سے باہر پڑھے یعنی اگر ایک رکعت بھی فوت ہونے کا خوف ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔

(۴) حنفیہ کے نزدیک بھی دو شرط ہے ۱ اگر جماعت کھڑی ہوگئی ہے اور ایک رکعت یا کم از کم تشہد میں شریک ہونے کا یقین ہو یعنی اگر پوری نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت نہیں، ۲ مسجد کے باہر پڑھے یا کم سے کم ایسے گوشہ میں پڑھے کہ جماعت کی صف کے ساتھ اختلاط نہ ہو، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں فضیلتیں حاصل ہوجائیں گی سنت کی فضیلت اور جماعت کی فضیلت۔

امام بخاری رح شوافع اور حنابلہ کے ساتھ ہیں۔

حدیث الباب بظاہر حنفیہ اور مالکیہ کے خلاف ہے۔

جواب یہ ہے کہ چونکہ جماعت کے صف میں مل کر پڑھ رہے تھے اس لئے آپؐ نے منع فرمایا۔

حنفیہ اور مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اذا اقیمت الصلوٰۃ میں إذا ظرفِ مکان ہے یعنی جس مسجد میں اقامت کہدی جائے، جس جگہ جماعت ہورہی ہو اس جگہ فرض کے علاوہ کوئی سنت نہ پڑھنی چاہئے کہ اس سے استنظافِ فرض لازم آتا ہے وھولا یجوز۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض کی ایک حدیث میں فجر کی سنت کا استثناء موجود ہے جس کو علامہ عینی رح نے سند کے ساتھ نقل کیا ہے: رواہ البیہقی من طریق حجاج بن نصیر عن عباد بن کثیر عن لیث عن عطاءعن ابی ھریرۃ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ الاّ رکعتی الفجر۔ (عمدہ ج۵، ص۱۸۸)

اس پر امام بیہقی نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ:۔

ھٰذہ الزیادۃ لا اصل لہا، یعنی سنتِ فجر کے استثناء کی کوئی اصل نہیں ہے۔

وحجاج وعباد ضعیفان۔ اور حجاج وعباد ضعیف ہیں۔

علامہ عینی رح نے اس کا جواب یہ دیا کہ امام ابن معین نے فرمایا ہے کہ حجاج بن نصیر صدوق ہیں اور ابن حبان نے حجاج کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

اور عباد بن کثیر صالحین میں سے ہے (عمدہ ص ۱۸۵/۵)

پس امام بیہقی کے لا اصل لہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ موضوع ہے اسی لئے حضرت انور شاہ کشمیری رح فرماتے ہیں وھو مدرج عندی ولیس بموضوع (فیض الباری ص ۲۰۱/۱)

البتہ اس الا رکعتی الفجر میں کچھ ضعف ہے، تو حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو الدرداء

رضی اللہ عنہا کے عمل سے اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے، ان روایات کے لئے طحاوی اول صـ۱۸۳ دیکھئے۔

سنّتِ فجر کی خصوصیت

سنت فجر کی یہ خصوصیت ہے کہ سنتِ فجر کی روایات میں نہایت تاکید ہے حتی کہ حضرت حسن بصری رح واجب کہتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا زیادہ فجر سے پہلے دو رکعت کا۔ (ابوداؤد باب رکعتی الفجر صـ۱۷۸)

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضہ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتدعوهما وان طردتكم الخيل۔ ابوداؤد صـ۱۷۹۔

یعنی ان دونوں (فجر کی سنت) کو مت چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں۔

سند کے بیان میں تسامح

امام بخاری رح نے حدیث الباب کو دو طریق سے ذکر فرمایا ہے:۔

عـ۱ "عن عبد الله بن مالك ابن بحينة" بحينة بضم الباء الموحدة وفتح الحاء المهملة وسكون الياء، یہاں پر بحینہ سے پہلے الف لکھا بھی جائیگا اور اس کو پڑھا بھی جائے گا۔

دوسرے طریق میں ہے "سمعت رجلا من الازد يقال له مالكٌ ابن بحينة الخ"

اس میں دو غلطی ہوئی ہے عـ۱ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت مالک بن بحینہ کی ہے حالانکہ مالک تو مسلمان بھی نہ ہوا تھا چہ جائیکہ صحابی ہو، راوی مالک کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضہ ہیں۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ بحینہ کو مالک کی ماں ذکر کیا گیا ہے، صحیح یہ ہے کہ بحینہ مالک کی بیوی اور عبداللہ رضہ کی ماں ہے۔

علامہ عینی رح وغیرہ نے اس وہم کو ذکر کیا ہے اور یہ وہم شعبہ کو ہوا ہے۔

امام بخاری رح نے امام المغازی ابن اسحٰق کی سند سے اس پر تنبیہ فرمادی ہے کہ اصل عبداللہ بن بحینہ ہے اور مالک بن بحینہ وہم ہے۔ واللہ اعلم۔

احقر نے نصر الباری جلد اول صـ۹۶ میں اس تسامح کا ذکر کر دیا ہے۔

باب ۴۲۹ حَدِّ المَرِيضِ اَن يَّشْهَدَ الجَمَاعَةَ۔

۶۳۸ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ قال حَدَّثَنَا اَبِى قال ثَنَا الاَعْمَشُ عن اِبراهِيمَ قالَ الاَسْوَدُ كُنَّا عِندَ عائِشَةَ فَذَكَرْنا المُوَاظَبَةَ على الصَّلٰوةِ وَ التَّعْظِيمِ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَرَضَهُ الَّذِى

مَاتَ فِيْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَاَعَادَ فَاَعَادُوْا لَهٗ فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ فَوَجَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ فَاَرَادَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ مَكَانَكَ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ حتى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقِيْلَ لِلْاَعْمَشِ فَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ وَاَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ بِرَاْسِهٖ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ عن شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بَعْضَهٗ وَزَادَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ جَلَسَ عن يَسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ قَائِمًا۔

ترجمہ حدیث اسود بن یزید نخعی رح نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت عائشہ رض کی خدمت میں تھے اور ہم نے نماز کی پابندی اور نماز کی عظمت (یعنی عظیم ترین عبادت ہونے) کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں وصال فرمایا اور نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو آپ ص نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس پر آپ ص سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (حزن وملال کے مارے) نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ ص نے دوبارہ وہی حکم دیا تو حاضرین نے آپ ص کے سامنے وہی عرض کیا پھر آپ ص نے تیسری بار وہی حکم دیا اور فرمایا (ازواج مطہرات سے) کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رض نماز پڑھانے کے لئے نکلے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں افاقہ محسوس فرمایا تو آپ ص دو آدمیوں کے سہارے سے باہر تشریف لائے، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں گویا میں آپ ص کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں کہ وہ بیماری کی وجہ سے زمین پر لکیر کھینچ رہے ہیں حضرت ابوبکر رض نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہیں پھر حضور ص کو (ابوبکر کے قریب) لایا گیا یہاں تک کہ حضور ص ابوبکر رض کے پہلو میں بیٹھ گئے (جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی تو) اعمش سے پوچھا گیا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر آپ کی اقتداء کر رہے تھے تو اعمش نے سر ہلا کر جواب دیا کہ "ہاں"! اس حدیث کا بعض حصہ ابوداؤد طیالسی

نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے اعمش سے، اور ابو معاویہ نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ آنحضرت ﷺ ابوبکر کے بائیں طرف بیٹھے اور حضرت ابوبکر رض کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فخرج یہادیٰ بین رجلین کانّی انظر رجلیہ تخطان الارض من الوجع "

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیماری کے باوجود دو آدمی کے سہارے جماعت میں تشریف لائے اس سے جماعت کی اہمیت اور حد ظاہر ہے۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰہنا ص۹۱ ومرّ ص۳۲ ویاتی ص۹۳ ایضاً ص۹۸ تا ص۹۹ ویاتی ص۹۹۔

۶۳۹ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَاذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَ بَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ ﷺ کی تیمار داری میرے گھر میں کی جائے چنانچہ سب نے اجازت دیدی آپ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) نکلے آپ ﷺ کے دونوں پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر لکیر کھینچ رہے تھے اور آپ ﷺ حضرت عباس اور ایک اور آدمی کے بیچ میں تھے، عبداللہ (راوی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رض کی یہ بات حضرت عبداللہ بن عباس رض سے ذکر کی تو انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا آدمی کون ہے جس کا نام حضرت عائشہ رض نے نہیں لیا، میں نے کہا نہیں تو حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ وہ دوسرے آدمی حضرت علی رض تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فخرج بین رجلین تخطّ رجلاہ الارض "

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰہنا ص۹۱ تا ص۹۲ ومرّ ص۳۲ تا ص۳۳ ویاتی ص۹۳ ایضاً ص۹۸ تا ص۹۹

وص۳۵۲ وص۴۳۷ وفی المغازی ص۶۳۹ وص۸۵۱ ومسلم ص۱۷۷ تا ص۱۷۸ ونسائی وابن ماجہ ایضاً۔

مقصد ترجمہ اگر ترجمۃ الباب کے الفاظ "حد المریض" ہیں جیساکہ اکثر اور مشہور تر نسخہ یہی ہے یعنی حدّ بالحاء المہملۃ جو ہمارے ہندوستانی نسخہ کے علاوہ قابلِ اعتماد شروح (عمدۃ القاری فتح الباری، اور قسطلانی) میں بھی یہی بالحاء المہملہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ حد بمعنی حِدّت اور تیزی کے ہے یعنی جماعت میں حاضر ہونے اور شریک ہونے کی تحریض و ترغیب ہے کہ باوجودیکہ مرض ترکِ جماعت کے لئے عذر ہے یعنی ترکِ جماعت سے گناہ نہ ہوگا مگر رخصت کے باوجود حتی الامکان شریکِ جماعت ہونا چاہیئے۔

عـ۲ حَد اپنے معنی میں ہو یعنی بمعنی غایت اور انتہا کے ہو تو اب سوال یہ ہے کہ حدِ استحباب مراد ہے یا حدِ جواز؟

جواب:۔ دونوں اقوال ہیں امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ مریض کو ایک خاص حد تک جماعت میں حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور خاص حد یہ ہے کہ جب تک مریض خود چل سکے، اور اگر خود نہ چل سکے تو کوئی سہارا دینے والا ہو اس وقت تک مستحب یہی ہے کہ شریکِ جماعت ہو۔

عـ۳ بعض نسخہ میں جد بکسر الجیم ہے اس صورت میں مقصد حضورِ جماعت پر تحریض ہے کہ مریض کو باوجود بیمار ہونے کے حتی الامکان کوشش کرنی چاہیئے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور اگر مرض اس حد سے بڑھ جائے تو نہ جانا ہی مستحب ہے اگرچہ جانا جائز ہے، واللہ اعلم۔

تشریح لما مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس سلسلے میں سب سے پہلے نصر الباری جلد دوم ص۱۱۷ حدیث عـ۱۹۶ کی تشریحات ملاحظہ فرمائیں پھر یہاں کا مطالعہ مفید ہوگا۔

یہ قصہ مرض الوفات کا ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رض کو امامت کا حکم دیا جیساکہ بخاری اول ص۹۵ پر ہے فقیل لہ عرض کیا گیا کہ ابوبکر رض رقیق القلب ہیں اسیف ہیں جس پر حزن و ملال اور گریہ کا غلبہ ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض سے یہ فرمایا "مروا ابابکر" تو حضرت عائشہ رض نے حضرت حفصہ رض سے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ حضرت عمر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابوبکر رقیق القلب ہیں مگر رسول اکرم ﷺ نے دوبارہ، سہ بارہ یہی حکم فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھائیں، پھر یہی عذر پیش کیا گیا تو فرمایا "انکنّ صواحبُ یوسُفَ الخ" صواحب اگرچہ جمع ہے لیکن یہاں مراد صرف زلیخا ہیں اور خطاب اگرچہ حضرت حفصہ رض سے ہے مگر انکن سے مراد حضرت عائشہ رض ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رض ہی نے حضرت حفصہ رض سے کہلایا تھا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت

عائشہ رضہ اور حضرت حفصہ رضہ دونوں مراد ہوں۔
زلیخا اور حضرت عائشہ رضہ کے قصے میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ زلیخا نے مصری عورتوں کو بظاہر تو دعوت کی تھی ضیافت کے بہانے بلایا تھا مگر مقصود دعوت وضیافت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جلوہ دکھانا تھا کہ وہ یوسف ع کے حسن کا مشاہدہ کرلیں تاکہ یوسف ع سے میری محبت میں مجھ کو معذور سمجھیں۔
معلوم ہوا کہ ظاہر میں ضیافت اور دل میں کچھ اور؟ اسی طرح حضرت عائشہ رضہ نے بظاہر تو فرمایا کہ ابوبکر رضہ اسیف یعنی رقیق القلب ہیں، حضور اکرم م کو مصلّے پر نہ دیکھیں گے توضبط نہ کرسکیں گے اور رونے لگیں گے لیکن باطن دل میں یہ بات تھی کہ تاکہ لوگ ابوبکر رضہ کی امامت سے بدفالی نہ لیں جیساکہ بخاری جلد ثانی صـ ۶۳۹ میں ہے۔
۲ یا تشبیہ بایں طور بھی ہوسکتی ہے کہ جیسے مصر کی عورتیں حضرت یوسف ع کو ان کی مرضی کے خلاف عمل کرنے کو کہتی تھیں اسی طرح تم مجھ سے میری مرضی کے خلاف حکم صادر کرانا چاہتی ہو۔
باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۶۳۹ کیلئے نصر الباری جلد دوم صـ ۱۱۷ حدیث ۱۹۶ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۳۰ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ

۶۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔
باب، بارش اور کسی عذر کی بنا پر گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت کا بیان۔

ترجمہ حدیث نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضہ نے ایک سردی اور آندھی کی رات میں نماز کی اذان دی پھر (پکار کر) یہ کہا "لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو" اس کے بعد یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی اور بارش کی رات میں مؤذن کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ یہ اعلان کردے کہ لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يأمر المؤذن اذا كانت ليلة ذات برد ومطر يقول ألا صلّوا في الرحال"۔

تعدد موضعہ: والحديث ههنا صـ ۹۲ وقد مضى صـ ۸۸۔

۶۴۱ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ

الرَّبِيعِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَ السَّيْلُ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَجَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت محمود بن ربیع انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضؓ اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہتا ہوتا ہے اور میں اندھا آدمی ہوں (یعنی جماعت میں نہیں آسکتا) تو آپ یا رسول اللہ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اس کو مُصلّٰی (نماز کی جگہ) بنالوں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ تم اپنے گھر میں کس جگہ میرا نماز پڑھنا پسند کرتے ہو؟ انہوں نے اپنے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انہا تکون الظلمۃ والسیل وانا رجل ضریر البصر فصلّ یارسول اللہ فی بیتی مکاناً اتّخذہ مصلّی الخ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۲ ومرّ ص۶۰ ″ و یاتی ص۹۵ و ص۱۱۶ ″ و ص۱۵۸ و ص۸۱۳ مسلم شریف ص۴۶ و ص۴۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی اجازت ہے۔ باب سابق میں بیان ہوا کہ مرض کی ایک خاص مقدار ترکِ جماعت کے لئے قابلِ قبول عذر ہے، اب امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے تعمیم ہے اور بتلانا چاہتے ہیں کہ مرض کے علاوہ اور بھی اسباب و اعذار ہیں کہ جن کی وجہ سے شہودِ جماعت ساقط ہوجاتا ہے مثلاً بارش، آندھی اور سخت سردی وغیرہ بھی ایسے اعذار ہیں کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے اب خواہ تنہا پڑھے یا جماعت سے، البتہ بارش، آندھی اور سخت سردی میں ترک جماعت رخصت ہے افضل و عزیمت یہی ہے کہ مسجد جائے۔

تشریح ذات برد و مطر مطر یعنی بارش بالاتفاق عذر ہے، علامہ شامی رحؒ نے ترکِ جماعت کیلئے قابلِ قبول اعذار کی تعداد بیس ۲۰ نقل فرمایا ہے۔

باب کی دوسری حدیث (ع۶۴۱) کی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم حدیث ع۴۱۲ کی تشریح کا مطالعہ کیجئے، نصر الباری دوم ص۴۵۳ تا ص۴۵۶۔

باب ۴۳۱ هَل يُصَلِّي الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ۔

۶۴۲- حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوهّابِ قال ثنا حمّادُ بنُ زيدٍ قال حدّثنا عبدُ الحميدِ صاحبُ الزّيادِيّ قال سمعتُ عبدَ اللهِ بنَ الحارثِ قال خطبنا ابنُ عبّاسٍ فِي يومٍ ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ المؤذِّنَ لمّا بلغ حيّ على الصّلوٰةِ قال قُلِ الصّلوٰةُ فِي الرِّحَالِ فنظرَ بعضُهُم إلى بعضٍ كأنّهم أنكروا فقال كأنّكم أنكرتُم هٰذا إنّ هٰذا فعلَهُ مَن هُوَ خيرٌ مِنّي يعني النّبيَّ صلى الله عليه وسلم إنّها عَزْمَةٌ وإنّي كرهتُ أن أُخرِجَكُم وعن حمّادٍ عن عاصمٍ عن عبدِ اللهِ بنِ الحارثِ عن ابنِ عبّاسٍ نحوَهُ غيرَ أنّه قال كرهتُ أن أُؤَثِّمَكُم فتجيئُونَ تدوسُونَ الطِّينَ إلى رُكَبِكُم۔

باب ، بارش میں جو لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں کیا امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے ؟ اور کیا جمعہ کے دن بارش میں خطبہ پڑھے ؟ (یا نہیں ؟)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن حارث رض کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے بہت زیادہ کیچڑ والے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا اور جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو انہوں نے حکم دیا کہ الصلوٰۃ فی الرحال (قیام گاہوں پر نماز کی اجازت ہے) کا اعلان کردو (یہ سن کر) لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گویا ان لوگوں نے اس حکم کو قابل اعتراض سمجھا تو حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں نے اس بات کو برا (قابل اعتراض) سمجھا ہے بے شک یہ وہ چیز ہے جس کو اس ذات نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ، اور بیشک جمعہ واجب ہے اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمہیں باہر نکالوں (یعنی کیچڑ میں مسجد آنے کی تکلیف جبکہ بارش میں گھر میں پڑھنے کی اجازت ہے) اور حماد نے اس حدیث کو عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے حضرت ابن عباس رض سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر (اتنا فرق ہے کہ) ابن عباس رض نے فرمایا کہ میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ (حیّ علی الصلوٰۃ کہہ کر) تکلیف میں مبتلا کردوں پھر تم گھٹنوں تک کیچڑ روندتے آؤ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله "خطبنا ابن عباس في يوم ذي ردغ" لانّ ذٰلك كان يوم الجمعة وكان يوم المطر ومن قوله ايضا "اي ان الجمعة واجبة"۔

تعدد موضعه والحدیث ھٰھنا ص۹۲ ومر ص۸۶ ویاتی ص۱۳۳، مسلم شریف ص۲۴۴ ابوداؤد ص۱۵۲، ابن ماجه ص۶۷۔

۶۴۳ - حَدَّثنا مُسْلِمٌ قال حَدَّثنا هِشَامٌ عن يحيىٰ عن أبي سَلَمَةَ قال سَأَلتُ اَبَا سَعِيْدٍ الخُدْرِيَّ فقال جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حتىٰ سَالَ السَّقفُ وكَانَ مِن جَرِيْدِ النَّخْلِ فَاُقِيْمَتِ الصَّلوٰةُ فَرَاَيْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يَسْجُدُ فِي المَاءِ وَالطِّيْنِ حتىٰ رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِي جَبْهَتِهٖ۔

ترجمہ حدیث ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے (شب قدر کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور برسا یہاں تک کہ (مسجد کی) چھت ٹپکنے لگی اور چھت کھجوروں کی شاخ کی تھی پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ پانی اور مٹی میں سجدہ کررہے تھے یہاں تک کہ میں نے مٹی کا اثر آپؐ کی پیشانی پر دیکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى الجزء الاول منها من حيث ان العادة فى يوم المطر يتخلف بعض الناس عن الجماعة فلا شك ان صلوٰة الامام تكون حينئذ مع من حضر فينطبق على قوله باب هل يصلى الامام بمن حضر۔

تعدد موضعه والحديث ھٰھنا ص۹۲ ویاتی فی باب السجود على الانف فى الطين ص۱۱۲ وص۱۱۵ و ص۲۷۰ ایضاً ص۲۷۰ وص۲۷۱ وص۲۷۲ تا ص۲۷۳۔

۶۴۴ - حَدَّثنا آدمُ قال حَدَّثنا شُعْبَةُ قال حَدَّثنا انسُ بنُ سِيْرِيْنَ قال سمِعتُ اَنساً يقولُ قال رَجلٌ مِنَ الاَنصارِ اِنّي لا اَسْتَطِيْعُ الصَّلوٰةَ مَعَكَ وكَانَ رَجُلاً ضَخْماً فصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم طعاماً فدَعَاهُ اِلىٰ مَنْزِلِهٖ فبَسَطَ له حَصِيْراً وَ نَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيْرِ فصَلّٰى عليه رَكعَتَيْنِ فقال رَجُلٌ مِنْ آلِ الجَارُوْدِ لاَنَسٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي الضُّحىٰ قال مَا رَاَيْتُهُ صَلاَّهَا اِلاَّ يَوْمَئِذٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں (معذور ہوں) آپؐ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور وہ (عرض کرنے والے) موٹے آدمی تھے چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ صلعم کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی پھر انھوں نے آپ صلعم کے لئے ایک چٹائی بچھائی اور چٹائی کے کنارہ کو

دھویا پھر آپ ؐ نے اس چٹائی پر دو رکعت نماز پڑھی پھر آلِ جارود میں سے ایک شخص نے حضرت انس رضؓ سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضؓ نے فرمایا میں نے تو اس دن کے علاوہ آپ ؐ کو نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم كان يصلى بسائر الحاضرين عند غيبة الرجل الضخم فينطبق الحديث على قوله

باب هل يصلى الامام بمن حضر (عمدة)

تشریح باب کی تیسری حدیث یعنی آخری حدیث حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے رجلاً ضخماً یعنی حضرت عتبان بن مالک رضؓ نے اپنا عذر پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک جماعت فی المطر کی اجازت دے دی تھی تو اب اگر اس موٹے بھاری بھرکم آدمی سے مراد کوئی دوسرا ہے اور عذر کی وجہ سے مسجد حاضر نہ ہوسکے تو ظاہر ہے کہ آنحضرت ؐ نے صرف حاضرین ہی کو نماز پڑھائی ہوگی، پس صلوٰۃ بمن حضر فی المطر کا اثبات ہوگیا۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ ۹۲ ويأتى صـ ۱۵۷ وصـ ۸۹۸ وابوداؤد فى باب الصلوٰة على الحصير صـ ۹۶۔

باب ۴۳۲ اِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ اِقْبَالُهٗ عَلٰى حَاجَتِهٖ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَقَلْبُهٗ فَارِغٌ۔

۶۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يحيىٰ عن هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِى سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهٗ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ۔

باب، جب کھانا سامنے آجائے اور نماز کی اقامت کہدی گئی (تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟) حضرت ابن عمر رضؓ تو (ایسی صورت میں) پہلے شام کا کھانا کھالیتے تھے (امام بخاری رحؒ نے آگے چل کر خود وصل کیا ہے دیکھو حدیث ۶۴۷) اور حضرت ابوالدرداء رضؓ نے فرمایا ہے کہ انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ پہلے اپنی حاجت کی طرف توجہ کرے (یعنی اپنی حاجت پوری کرلے) تاکہ جب وہ نماز کی طرف توجہ کرے (یعنی نماز شروع کرے) تو اس کا دل فارغ ہو۔

ترجمہ حدیث:۔ حضرت عائشہ رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ جب

شام کا کھانا (سامنے) رکھدیا جائے اور نماز کی اقامت کہدی جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اذا وضع العشاء واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء "

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۹۲ ویاتی ص۸۲۱۔

۶۴۶۔ حَدَّثَنَا یحییٰ بنُ بُکَیرٍ قال حَدَّثَنَا اللَّیثُ عن عُقَیلٍ عن ابنِ شِہابٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اِذَا قُدِّمَ العَشَاءُ فَابۡدَؤُا بِہٖ قَبۡلَ اَن تُصَلُّوا صَلوٰۃَ المَغۡرِبِ وَلَا تَعۡجَلُوا عَن عَشَائِکُمۡ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا سامنے رکھا جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اذا قدم العشاء فابدؤا بہ الخ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۲ ویاتی ص۸۲۱ ومسلم شریف اول ص۲۰۸ وترمذی اول ص۴۶ وص۴۷۔

۶۴۷۔ حَدَّثَنَا عُبَیۡدُ بنُ اِسۡمٰعِیلَ عن اَبِی اُسَامَۃَ عن عُبَیۡدِ اللّٰہِ عن نَافِعٍ عن اِبنِ عُمَرَ قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُمۡ وَ اُقِیۡمَتِ الصَّلوٰۃُ فَابۡدَؤُا بِالعَشَاءِ وَلَا یَعۡجَلۡ حَتّٰی یَفۡرُغَ مِنۡہُ وَ کَانَ اِبنُ عُمَرَ یُوضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلوٰۃُ فَلَا یَاتِیۡہَا حَتّٰی یَفۡرُغَ وَ اِنَّہٗ لَیَسۡمَعُ قِرَاءَۃَ الاِمَامِ وقال زُہَیۡرٌ وَ وَہۡبُ بنُ عُثۡمَانَ عن مُوسَی بنِ عُقۡبَۃَ عن نَافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ قال قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ اَحَدُکُمۡ عَلَی الطَّعَامِ فَلَا یَعۡجَلۡ حَتّٰی یَقۡضِیَ حَاجَتَہٗ مِنۡہُ وَ اِنۡ اُقِیۡمَتِ الصَّلوٰۃُ قال اَبُو عبدِ اللّٰہِ وَحَدَّثَنِیۡ اِبۡرَاہِیۡمُ بنُ المُنۡذِرِ عن وَہۡبِ بنِ عُثۡمَانَ وَ وَہۡبٌ مَدَنِیٌّ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا (سامنے) رکھدیا جائے اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا

کھالو اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو جائے، اور حضرت ابن عمرؓ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور اُدھر نماز کی تکبیر ہوتی تو وہ کھانے سے فراغت تک نماز کے لئے نہ آتے اور امام کی قراءت سنتے رہتے۔ اور زہیر اور وہب بن عثمان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانے پر (بیٹھا) ہو تو جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے خواہ نماز کے لئے اقامت کہدی جائے، امام بخاری رح نے فرمایا اور مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا انھوں نے وہب بن عثمان سے یہی روایت بیان کی اور وہب مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۲ تا ص۹۳ ویاتی ص۸۲۱ ومسلم اول ص۲۰۸ وابوداؤد ثانی ص۵۲۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ اقامت کے ہوتے ہوئے انسان کیا کرے؟ جبکہ کھانا سامنے آگیا ہے تو اب نماز میں مشغول ہو یا کھانے میں؟ کس کو مقدم کرے؟ کیونکہ ترجمہ میں "اذا حضر الطعام" شرط مذکور ہے اور جزا مذکور نہیں یعنی امام بخاری رح نے کوئی حکم اس پر نہیں لگایا۔ علامہ عینی رح فرماتے ہیں تقدیرہ یقدم الطعام علی الصلوٰۃ یعنی نماز سے پہلے کھانا کھالے

قال الزین بن المنیر حذف جواب الشرط الخ (فتح جلد ثانی) یعنی چونکہ اس میں شدید اور قوی اختلاف تھا اس وجہ سے کوئی قطعی حکم نہیں لگایا۔

حضرت گنگوہی رح نے فرمایا کہ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابوالدرداءؓ کا قول نقل کرکے اس باب کے روایاتِ مختلفہ میں جمع و تطبیق بین الروایات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ بعض روایات میں کھانا مقدم رکھنے کا حکم ہے (جیساکہ یہاں حضرت ابن عمرؓ کا عمل اور باب کی آخری حدیث حدیث ۶۴۷ سے معلوم ہوتا ہے) اور بعض میں ہے لا تؤخر الصلوٰۃ لطعام ولا لغیرہ۔

(ابوداؤد جلد ثانی ص۵۲۷ تا ص۵۲۸) (لامع جلد اول ص۲۵۳)

امام بخاری رح کا رجحان و میلان یہ ہے کہ اگر قلب فارغ و مطمئن ہے تو نماز سے ابتدا کرے لیکن اگر بھوک کی وجہ سے کھانے کی طرف سخت رغبت ہو یعنی قلب فارغ نہیں ہے بھوک کا غلبہ ہے تو چونکہ اس

صورت میں انقطاعِ خشوع ہوگا اس لئے ابتدا بالطعام اولیٰ وبہتر ہے۔

اقوالِ ائمہ اس پر تو ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہے کہ کھانا موجود ہونے کے باوجود کھانا چھوڑ کر نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی اور فابدؤا بالعشاء جمہور کے نزدیک استحباب پر محمول ہے۔ (فتح)

(۱) ظاہر احادیث کی وجہ سے ابن حزم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ کھانے کو نماز پر مقدم کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھ لی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ (فتح)

(۲) سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل اور اسحٰق رحمہم اللہ کے نزدیک تقدیم بالطعام مطلقاً مستحب ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک ابتداء بالصلوٰۃ اولیٰ ہے ان لم یکن متعلق النفس بالاکل، یعنی نماز کو مقدم کرنا اولیٰ ہے بشرطیکہ کھانے کی طرف سخت رغبت نہ ہو خواہ صائم ہو یا نہ ہو اگر بہت بھوک ہے تو کھانے سے ابتدا کرنا اولیٰ وبہتر ہے چونکہ اس میں انقطاع خشوع ہوگا۔

یہی مسلک احناف اور حنابلہ کا ہے اور تقریباً امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے، حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ واقیمت الصلوٰۃ میں صلوٰۃ سے مراد مغرب کی نماز ہے لقولہ "فابدؤا بالعشاء" اور عشاء بفتح العین شام کے کھانا کو کہتے ہیں، چنانچہ باب کی دوسری روایت (حدیث ۶۴۶) میں قبل ان تصلوا صلوٰۃ المغرب ہے والحدیث یفسر بعضہ بعضا، بعض حضرات نے صائم پر محمول کیا ہے۔

وقال الفاکہانی ینبغی حملہ علی العموم الخ (فتح)

علامہ فاکہانیؒ کہتے ہیں عموم پر رکھنا ہی مناسب ہے اصلی مدار طعام کے شوق ورغبت پر ہے وہ ہر وقت ہو سکتا ہے کہ بھوک میں خشوع صلوٰۃ نہ ہوگا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ نماز کو کھانا بنادوں کہ اس میں دل لگا رہے اس سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ کھانے کو نماز بنادوں کہ کھاتے ہوئے بھی نماز کا دھیان رہے۔ لیکن اگر نماز کے وقت کے نکل جانے کا ڈر ہو تو نماز پہلے پڑھے اور اس وقت نماز کی تاخیر کھانے وغیرہ کی وجہ سے جائز نہیں جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث گذری، واللہ اعلم۔

باب ۴۳۳ إِذَا دُعِيَ الْإِمَامُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَبِيَدِهٖ مَا يَأْكُلُ۔

۶۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ ذِرَاعًا

يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

باب، جب امام کو نماز کے لئے بلایا جائے اور اس کے ہاتھ میں وہ چیز ہو جس کو کھا رہا ہو۔

ترجمہ حدیث حضرت عمرو بن امیہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ (بکری کا) دست کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں آپؐ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپؐ کھڑے ہو گئے اور چھری رکھدیا پھر آپؐ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ما تضمنه معنى الحديث وهو ظاهر (عمدہ) یعنی حدیث پاک کے مفہوم سے مطابقت ظاہر ہے کہ حضور اقدسؐ دست کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے جب آپؐ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپؐ نے کھانا چھوڑ کر نماز پڑھایا۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ۹۳ ومرّ الحديث صـ۳۴ ويأتي صـ۲۰۹ وصـ۸۱۴ ايضا صـ۸۱۵ وصـ۸۲۱ ومسلم شريف صـ۱۵۷۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ باب سابق کی حدیث میں فابدؤا بالعشاء کا حکم ایجابی نہیں ہے بلکہ استحبابی ہے۔

(۲) نیز حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں ويحتمل تقييده في الترجمة الخ (فتح)
یعنی چونکہ اس باب میں امام کی قید ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ماقبل کی حدیث فابدؤا بالعشاء کا حکم مقتدیوں کے لئے ہو اور اب اس باب میں امام کا حکم بیان کر رہے ہیں کہ امام کو مسجد میں چلے جانا چاہئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مقتدیوں کے مشغول بالطعام سے لوگوں کا کوئی حرج نہیں ہے بخلاف امام کے کہ مشغول رہنے سے سارے لوگ انتظار میں ٹھہرے رہیں گے۔

(۳) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ فابدؤا بالعشاء کا حکم (یعنی کھانے سے ابتدا کا حکم) اس وقت ہے جبکہ شدتِ بھوک سے خشوع منقطع ہو جائے اور بغیر اس کے مسجد میں چلے جانا چاہئے جیسا کہ آنحضرتؐ کچھ بقدر ضرورت کھا چکے تھے، واللہ اعلم۔

اشکال اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپؐ چاقو سے کاٹ کر تناول فرما رہے تھے لیکن بعض روایت میں ہے لا تقطعوا اللحم بالسكين الخ۔ (ابوداؤد کتاب الاطعمة صـ۳۵)

جواب:۔ ابوداؤد کی روایت میں ایک راوی ابو معشر ہے جو ضعیف ہے اس لئے بخاری کی روایت

کو ترجیح ہوگی۔

(۲) بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ گوشت بالکل پکا ہوا ہو کہ ہاتھ سے یا دانت سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہے تو بلا ضرورت چاقو سے کاٹ کر کھانا نصرانیوں کی مشابہت ہے وہ ممنوع ہے لیکن اگر گوشت ادھ پکا ہے تو ضرورتاً چاقو سے کاٹ کر کھانا جائز ہے، واللہ اعلم۔

باقی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۱۳۵ حدیث ۲۰۶ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۳۴ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ۔

۶۴۹ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ۔

باب، جو شخص گھر کے کام کاج میں مشغول ہو اور نماز کی تکبیر کہدی جائے تو نماز کیلئے نکل جائے۔

ترجمہ حدیث اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے کام میں یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو (کام چھوڑ کر) نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یکون فی مھنۃ اھلہ تعنی خدمۃ اھلہ فاذا حضرت الصلوٰۃ خرج الی الصلوٰۃ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۹۳ ویاتی ص۸۰۸ وص۸۹۲، والترمذی

مقصد ترجمہ علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ کھانے کی طرح دنیا کے سارے کام کاج نہیں ہیں اگر تمام کاموں کو کھانے کے حکم میں کردیا جائے تو چونکہ دنیا کے دھندے دن رات چلتے ہی رہتے ہیں تو نماز کے لئے کوئی وقت باقی نہیں رہیگا شریعت مطہرہ میں ضروریات کا اعتبار ضرور ہے مگر بعض ضرورت وہ ہے جس سے انقطاع خشوع کا اندیشہ ہے جیسے سخت بھوک ہے اور کھانا سامنے موجود ہو تو کھانے کو مقدم کرنے کی اجازت ہے۔

اور دوسرے وہ ضروریات جس سے اصل نماز ہی کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے جیسے بول و براز شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں بھی نماز کو مؤخر کرنا پڑیگا لیکن دوسرے تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز میں جانا ضروری ہے

خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ ؐ اپنے کپڑے سی لیتے تھے، جوتا مرمت کر لیتے تھے نیز گھر والوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے مگر جماعت کے وقت سب کام چھوڑ کر مسجد تشریف لے جاتے۔

باب ۴۳۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا اَنْ يُّعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَسُنَّتَهٗ۔

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِيْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّيْ لَاُصَلِّيْ بِكُمْ وَمَا اُرِيْدُ الصَّلٰوةَ اُصَلِّيْ كَيْفَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ فَقُلْتُ لِاَبِيْ قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْ قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى۔

باب، اس شخص کا بیان جو لوگوں کو صرف اس لئے نماز پڑھائے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ ؐ کے طریقہ کی تعلیم دے گا۔

ترجمہ حدیث ابوقلابہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت مالک بن حویرث رضؓ ہماری اس مسجد (یعنی بصرہ کی مسجد) میں آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، نماز پڑھونگا (صرف یہ بتلانے کے لئے) کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ سے پوچھا کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ کس طرح نماز پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا ہمارے اس شیخ (حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ) کی طرح اور شیخ (عمرو بن سلمہ رضؓ) پہلی رکعت میں جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انى لاُصلّى بكم وما اُريد الصلوٰة اصلى كيف رايت النبى صلى الله عليه وسلم يصلى"۔

تعدد موضعہ:۔ والحديث هٰهنا صـ۹۳ ويأتى صـ۱۱۰ وصـ۱۱۳ وصـ۱۱۴۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں "مقصوده عن هٰذا الباب انه ليست هذه الصلوٰة صلوٰة المرائى بل فيه ثواب الصلوٰة للمصلى مع ثواب التعليم ايضاً"۔ یعنی اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی

لوگوں کو عملی طور پر تعلیم دینے کے لئے، نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے نماز پڑھائے تو یہ ریاکاری نہیں ہے بلکہ اس صورت میں تو سکھلانے والے کو نماز کے عمل کے ساتھ تعلیم کا ثواب بھی ملے گا۔

اشکال :۔ یہاں اشکال یہ ہے کہ نماز میں نیت کا ہونا ضروری ہے اور جب انہوں نے ارادہ ہی نہیں فرمایا تو نماز کیسے درست ہوگی ؟

جواب :۔ یہاں مطلق نیت و ارادہ کی نفی نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ وقت اگرچہ کسی فریضہ کا وقت نہیں ہے اس لئے میں امامت کا ارادہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرا ارادہ تو یہ ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتا دوں۔

امام بخاری رح کا مقصد ثابت ہو گیا کہ تعلیم کے ارادے سے نماز پڑھانا یا پڑھ کر دکھانا درست ہے۔

جلسۂ استراحت وکان الشیخ یجلس الخ امام شافعی رح نے اس سے جلسۂ استراحت پر استدلال کیا ہے۔ امام شافعی رح کے نزدیک پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے فراغت کے بعد جلسہ استراحت مسنون ہے۔ لیکن جمہور (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رح، امام مالک رح، اور امام احمد رح وغیرہم) کے نزدیک جلسہ استراحت مسنون نہیں بلکہ سیدھا کھڑا ہو جانا افضل ہے۔

اس مسئلے پر مفصل اور مدلل بحث اپنی جگہ پر آئے گی انشاء اللہ، یعنی بخاری ص ۱۱۳ "فی باب من استوی قاعدا فی وتر من صلوتہ لم ینہض حتی یستوی قاعدا"۔

باب ۴۳۶ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

۶۵۱ ۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

باب ، علم و فضل والا امامت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

ترجمہ حدیث :۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ

کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رض سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ وہ (ابوبکر رض) نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپکی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ ﷺ نے (پھر دوبارہ) فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض نے وہی بات دہرائی آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بیشک تم تو حضرت یوسف ع کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو (یعنی جنھوں نے یوسف ع کو گھیر رکھا تھا) بالآخر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانیوالا حضرت ابوبکر رض کے پاس پہنچا اور حضرت ابوبکر رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " مروا ابابکر فلیصل بالناس " فانّ ابابکر افضل الصحابۃ واعلمھم رضی اللہ عنہم۔

اس سے معلوم ہوا کہ اعلم وافضل امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہوگا تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض کو امام بنایا نیز حضرت ابوسعید خدری رض سے مروی ہے " کان اعلمنا " پس اہل علم وفضل کا احق بالامامۃ ہونا معلوم ہوگیا۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰہنا صـ۹۳ ویاتی صـ۴۷۹۔

۶۵۲ - حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال أَخْبَرَنا مَالِكٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ عن عائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ أَنَّها قالتْ إنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قالتْ عائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ البُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فقالتْ عائِشَةُ قلتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ البُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فقالتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

ترجمہ حدیث امّ المؤمنین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ ابوبکر رض سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابوبکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قراءت) نہیں سنا سکیں گے، لہٰذا آپ عمر رض کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت

عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ سے کہا کہ آپ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کردو کہ حضرت ابوبکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قراءت) نہیں سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر رض کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حفصہ رض نے عرض کردیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خاموش رہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوگئے اور ڈانٹا) بیشک تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو (یعنی جنھوں نے حضرت یوسف ع کو گھیر رکھا تھا) ابوبکر رض سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہ رض نے حضرت عائشہ رض سے کہا مجھ کو آپ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پہونچ سکتی (یعنی آج بھی مجھ کو ایسا مشورہ دیا کہ صلاح نہ شد بلا شد کہ حضور اکرم ص کی ڈانٹ پڑی حضرت حفصہ رض کا اشارہ یوم العسل کے واقعہ کی طرف تھا کہ وہاں بھی حضرت عائشہ رض نے ایسی پٹی پڑھائی کہ ڈانٹ پڑگئی)۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله " مروا ابا بكر يصلى بالناس "

تعدد موضعه:- والحديث هٰهنا ص۹۳ ومر ص۳۲ وص۹۱ ويأتي ص۹۹ وص۴۷۹ وص۱۰۸۵ ۔

۶۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قال اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَخَدَمَهٗ وَصَحِبَهٗ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ حتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهٖ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپ ص کے خادم اور صحابی تھے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

کی اس بیماری میں جس میں آپ ؐ نے وفات پائی حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے یہاں تک کہ جب دوشنبہ کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوکر ہماری طرف دیکھنے لگے اس وقت آپ ؐ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال میں) گویا قرآن کریم کا ایک ورق تھا پھر آپ ؐ مسکرا کر ہنسنے لگے چنانچہ اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے ہم لوگوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم نے آزمائش میں پڑنے کا خیال کیا (یعنی مارے خوشی کے ہم نے چاہا کہ نماز توڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے میں مشغول ہوجائیں، یا ہم نے خیال کیا کہ فرطِ مسرت سے ہم میں کھلبلی پڑجائے گی) اور حضرت ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں مل جائیں حضرت ابوبکرؓ نے یہ سمجھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرلو اور آپ ؐ نے پردہ ڈال لیا پھر اسی دن آپ ؐ کی وفات ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انّ ابا بكر كان يصلي لهم" (عمده)

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۹۳ تا ص۹۴ ویاتی ص۹۴ وص۱۰۴ وص۱۶۰ وفی المغازی ص۶۴۰ فی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۵۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ قال حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ عن اَنَسٍ قال لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثَلٰثًا فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فقال نَبِيُّ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهٗ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ اَعْجَبَ اِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّتَقَدَّمَ وَاَرْخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حتى مَاتَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (مرض وفات میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن باہر نہیں نکلے (انھیں دنوں میں ایک دن) نماز کی اقامت ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ امامت کے لئے آگے بڑھنے لگے اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجرہ کا) پردہ پکڑا اور اس کو اٹھا دیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور ظاہر ہوا تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے

پسندیدہ (ساری دنیا میں) کوئی منظر کبھی نہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ابوبکرؓ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرالیا پھر وفات تک ہمیں آپ کی زیارت مقدر نہ ہوسکی۔

فائدہ:۔ علامہ قسطلانی رح فرماتے ہیں "وفیہ ان ابابکر کان خلیفة فی الصلوٰة الی موتہ علیہ الصلوٰة الخ (قس)، یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آپ ؐ کی وفات تک حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کیلئے آپ کے خلیفہ رہے، اور شیعہ کا یہ گمراہ کن خیال باطل ہوا کہ آپ ؐ نے برآمد ہو کر ابوبکرؓ کو معزول کر دیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله " فأومأ النبی صلی الله عليه وسلم بيده الی ابی بكر لان اشارته اليه بالتقدم امر له بالصلوٰة للقوم علی سبيل الخلافة الخ۔

تعدد موضعه:۔ والحديث ههنا ص۹۴ ويأتي ص۱۰۴ وص۱۶۰ وفی المغازی ص۶۴۰۔

۶۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قال حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قال حَدَّثَنِي يُونُسُ عن ابْنِ شِهَابٍ عن حَمْزَةَ ابنِ عبدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عن أَبِيهِ قال لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَجَعُهُ قِيلَ لَهُ فِي الصَّلوٰةِ فقال لَهُ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قالت عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ قال مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ فَعَاوَدَتْهُ فقال مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحٰقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وقال عُقَيْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث (سالم بن عبداللہ کے بھائی) حمزہ بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کرلی تو آپ ؐ سے نماز (کی امامت) کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ ؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں جب (نماز میں قرآن مجید) پڑھیں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا آپ ؐ نے فرمایا انہی سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ نے پھر دوبارہ وہی عرض کیا پھر آپ ؐ نے فرمایا ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ اس حدیث کو یونس کے ساتھ محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحٰق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے

اور عقیل اور معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلاً) روایت کیا ہے۔
کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "مروا ابابکر فلیصلّ بالناس"۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ امامت کا سب سے زیادہ حق دار و مستحق وہ ہے جو سب سے علم و فضل والا ہو، قال الحافظ ومقتضاہ ان الأعلم والأفضل احق من العالم والفاضل۔ (فتح)
یعنی اعلم و افضل عالم و فاضل سے احق ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ جس میں جتنا علم ہوگا وہ اتنا ہی احق بنتا چلا جائیگا۔

امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور نہ ہی فقہاء اسلام کا اختلاف ہے کہ امامت ایک مقدس و محترم منصب ہے جس کے لئے نہایت پاکیزہ صفات اور اعلیٰ اوصاف کی ضرورت ہے اور وہ اوصاف متعدد ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں محترم و مقدس سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) علم و فضل (یعنی دینی مسائل بالخصوص نماز کے مسائل) میں سب سے زیادہ فوقیت رکھتا ہو۔
(۲) قراءت (یعنی تجوید و قراءت) میں سب سے زیادہ فائق ہو۔ (۳) تقویٰ و پرہیزگاری وغیرہ۔
کما فی کتب الفقہ :- واولی الناس بالامامۃ اعلمھم بالسنۃ فان تساووا فاقرأھم فان تساووا فاورعھم فان تساووا فاسنھم۔ (ھدایہ باب الامامۃ وقدوری باب الجماعۃ)
اس سے معلوم ہوا کہ اوصاف مذکورہ میں سے سب سے زیادہ ترجیح علم اور قراءت کو ہے۔ لیکن خود ان دونوں (علم اور قراءت) میں کس کو ترجیح ہے؟ اس میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں :-
(۱) امام اعظم ابوحنیفہ رح، امام محمد رح کے نزدیک علم کو ترجیح ہوگی قراءت پر، مالکیہ اور شوافع سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ یعنی جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک احق بالامامۃ اعلم وافقہ ہے پھر اقرأ۔
حافظ عسقلانی شافعیؒ فرماتے ہیں "قال النووی قال اصحابنا الأفقہ مقدم علی الاقرأ الخ" (فتح الباری جلد ثانی ص۱۳۵)۔
امام بخاری رح بھی اسی کے قائل ہیں گویا امام بخاری رح نے اس مسئلے میں حنفیہ کی تائید و موافقت کی ہے۔

(۲) دوسرا قول امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو یوسفؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک اقرأ کو ترجیح ہوگی اعلم پر۔

امام بخاری رحؒ نے احق بالامامت کے سلسلے میں اہل علم وفضل کی ترجیح وتقدیم کے لئے پانچ روایات ذکر کی ہیں اور ہر روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امامت کا واقعہ ہے۔

باب کی پہلی روایت اور دوسری روایت میں ہے "مروا ابابکر فلیصل بالناس"۔
اب غور یہ کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم امامت کس بنیاد پر ہے؟ کس مقصد کے پیش نظر ہے؟ اگر اس حکم کا مقصد صرف یہ ہوتا کہ جماعت ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابی بن کعب رضؓ یا اور کوئی صحابی پڑھا دیتے لیکن یہاں تو حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت حفصہ رضؓ کے بار بار کی درخواست وگذارش کے بعد بھی حضور اقدس صلعم کا یہی فرمانا کہ ابوبکر ہی سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور صرف یہی نہیں بلکہ درخواست کرنے والوں کو ڈانٹ کر فرمایا کہ ابوبکر ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں، بلاشبہ اس وقت کی امامت کسی اہم ترین مقصد کے پیش نظر تھا اور وہ مقصد اپنی جانشینی اور خلافت تھی اور یہ حکم دراصل منجانب اللہ تھا جیسا کہ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولیٰ ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔ (مسلم شریف ثانی ص۲۷۳)

(اے عائشہ) اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک مکتوب لکھدوں مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنیوالا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ مستحق ہوں (خلافت کا) حالانکہ اللہ اور مؤمنین سوائے ابوبکر رضؓ کے کسی کو پسند نہیں کریں گے۔

نیز بخاری شریف جلد ثانی باب الاستخلاف کی ایک طویل کا آخری جزء اسی مضمون پر مشتمل ہے:۔
لقد اردتُ ان ارسل الیٰ ابی بکر وابنہ فاعھد الخ (بخاری ثانی ص۱۰۷۲)
یعنی میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور ابوبکر کو ولی عہد کردوں (یعنی خلیفہ بنادوں) ایسا نہ ہو کہ (میری وفات کے بعد) کوئی کہنے والا یا آرزو کرنے والا آرزو کرے (خلیفہ بننا چاہے) پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت منظور نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان کسی اور کو خلیفہ ہونے دیں گے اس لئے پہلے سے خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں۔

بہرحال امام بخاری رحؒ نے امام اعظمؒ کی موافقت کی ہے اور احادیث سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں امامت حضرت ابوبکر رضؓ کے سپرد فرمائی جس سے بخاری رحؒ نے استدلال کیا ہے کہ اعلم کو اقرأ پر ترجیح ہوگی اگر اقرأ کی ترجیح ہوتی تو حضرت ابی بن کعب رضؓ امامت کے مستحق زیادہ ہوتے جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اقرءھم ابی بن کعب الخ (ترمذی ثانی ص۲۲۰)

ظاہر ہے کہ یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی تقدیم اعلم ہونے کی بناء پر تھی چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں وکان ابوبکر هو اعلمنا۔ (بخاری اول ص۵۱۶ ساتویں سطر)

رہا حضرات حنابلہ رحمہم اللہ کا استدلال حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت سے ہے احقهم بالامامة اقرؤهم" (مسلم شریف اول ص۲۳۶) اسی صفحہ پر دوسری روایت حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت میں ہے یؤم القوم اقرؤهم (ترمذی اول ص۳۲)

اس کا صحیح تر جواب یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں جبکہ قرآن حکیم کے حفاظ و قراء کم تھے چونکہ صحابہ کرام بڑی عمر میں اسلام سے مشرف ہوتے اور اسی عمر میں صحابہ قرآن حکیم پڑھتے تھے اس لئے اکثر صحابۂ کرام کو قرآن مجید کی سورتیں اور آیات اتنی مقدار میں بھی یاد نہ ہوتی تھیں کہ جن سے قراءتِ مسنونہ کا حق ادا ہو سکے تو قرآن مجید کے حفظ و قراءت کی ترغیب کے لئے اقرأ کو مقدم رکھا گیا بعد میں جب قرآن حکیم اچھی طرح رواج پا گیا اور مسلمانوں کے بچے قرآن مجید کے حافظ ہونے لگے تو اقرأ کو امامت میں ترجیح دینے کی بات منسوخ ہوگئی اور اعلمیت کو استحباب امامت کا اولین معیار قرار دیا گیا کیونکہ اقرأ کی ضرورت نماز کے صرف ایک رکن قراءت سے ہوتی ہے جبکہ اعلم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں ہوتی ہے۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر رضؓ کو امام مقرر کرنا اور ان کے علاوہ کسی امامت پر راضی نہ ہونا ان کے اعلم ہونے کی بناء پر تھا۔

اور چونکہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ کا ہے اس لئے ان تمام احادیث کے لئے ناسخ کی حیثیت رکھتا ہے جن میں اقرأ کی تقدیم کا بیان ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" نیز ارشاد ربانی ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"۔

معلوم ہوا کہ خشیت الٰہی اور تقویٰ کا تعلق علم سے ہے واللہ اعلم۔

باب ۴۳۷ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ۔

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حِذاءَ اَبی بَکرٍ اِلیٰ جَنبِہٖ فکانَ اَبُوبَکرٍ یُصَلِّی بِصَلوٰۃِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالنّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلوٰۃِ اَبِی بَکرٍ۔

باب ، جو شخص کسی عذر کی وجہ سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں حضرت ابوبکر رضؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، عروہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اندر (مرض میں) کچھ تخفیف محسوس کی تو باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ ابوبکر رضؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں پھر جب ابوبکر رضؓ نے آپ صؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا آپ صؐ نے ابوبکر کو اشارہ سے فرمایا کہ آپ اپنی جگہ رہئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضؓ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر حضرت ابوبکر رضؓ نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی اور لوگ ابوبکر رضؓ کے نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الیٰ جنبہ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۴ و یاتی مفصلا و مطولاً ص۹۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۷۷ تا ص۱۷۸، ایضاً ابن ماجۃ۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں ای ھو جائز لعلۃ الخ یعنی باوجود جماعت کے اگر مقتدی کسی ضرورت و عذر کی وجہ سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے تو جائز ہے خواہ وہ عذر یہ ہو کہ امام کی آواز لوگوں تک پہنچانا مقصود ہو یا خود امام کو کوئی عذر پیش آجائے۔

تشریح جماعت کے سلسلے میں اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ اگر مقتدی بہت ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہونگے تقدم صرف امام کا حق ہے لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں کہ تقدم امام نہیں ہوتا ہے بلکہ مقتدی امام کے برابر کھڑا ہو گا۔

(۱) اگر مقتدی صرف ایک ہے تو مقتدی امام کے داہنی طرف کھڑا ہو گا۔
(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جگہ تنگ ہو کہ امام تقدم پر قادر نہیں۔
(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ سب ننگے ہوں تو امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جماعت میں تقدم صرف امام کا حق ہے مجبوری کی صورت میں امام کسی مقتدی کو اپنے پہلو میں کھڑا کر سکتا ہے۔

فاشار الیہ اَن کما انت اسمیں ما موصولہ ہے اور انت مبتدا اور اس کی خبر علیہ یا فیہ محذوف ہے اور کاف تشبیہ کے لئے ای کن مشابہا لما انت علیہ۔ ای یکون حالک فی المستقبل مشابہاً لحالک فی الماضی یا کاف زائدہ ہو ای الزم الذی انت علیہ وھو الامامۃ (کرمانی)

سوال ترجمۃ الباب میں ہے قام الی جنب الامام اور روایت میں ہے فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الی جنبہ الخ۔

تو حدیث سے ترجمۃ الباب کی مطابقت کیونکر ہے؟ کیونکہ روایت میں قیام الی جنب الامام کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جواب :۔ علامہ کرمانیؒ سوال قائم کرکے جواب دیتے ہیں "لاشک انّ فی الابتداء کان قائما ثم صار جالساً، (کرمانی)۔

ع۲ اور یہ جواب سب سے عمدہ ہے کہ یہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ امام (یعنی حضور اقدسؐ) کے پہلو میں قائم تھے لہٰذا اب ترجمہ سے مطابقت میں کوئی اشکال نہیں واللہ اعلم۔

باب ۴۳۸ مَن دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْإِمَامُ الْاَوَّلُ فَتَاَخَّرَ الْاَوَّلُ اَوْ لَمْ يَتَاَخَّرْ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

۶۵۷۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مالِكٌ عن اَبِي حازِمِ بنِ دِينارٍ عن سهلِ بنِ سعدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ذَهَبَ اِلٰى بني عَمْرِو بنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فحانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ فقال اَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَاُقِيمُ قال نَعَمْ فصَلّٰى اَبُوبَكْرٍ فجَاءَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صلوتِهٖ فلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ اِلْتَفَتَ فَرَاٰى رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَاَشَارَ اِلَيْهِ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِن ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوبَكْرٍ حتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رسولُ اللهِ

صلی اللہ علیہ وسلم فصلّٰی فلمّا انصرف قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی رأیتکم اکثرتم التصفیق من نابہ شئ فی صلوتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء۔

باب، اگر کسی شخص نے نماز میں لوگوں کی امامت شروع کردی پھر اصلی (معین) امام بھی آگئے تو پہلا شخص پیچھے ہٹے (یعنی مقتدیوں کے صف میں مل جائے) یا نہ ہٹے ہر حال میں اس کی نماز جائز ہوگی اس سلسلے میں حضرت عائشہ رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں باہم صلح کرانے کے لئے (قبا) تشریف لے گئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو مؤذن (بلال رض) حضرت ابوبکر رض کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھادیں گے؟ تو میں اقامت کہوں، حضرت ابوبکر رض نے فرمایا "ہاں" (پڑھادونگا) چنانچہ حضرت ابوبکر رض نے نماز شروع کردی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ پہلی صف میں جاکر ٹھہر گئے لوگ تالی بجانے لگے اور حضرت ابوبکر رض نماز میں کسی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے لیکن جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انھوں نے التفات کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (کہ کھڑے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہو (یعنی نماز پڑھاتے رہو) اس پر ابوبکر رض نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کو اپنی جگہ رہنے کی اجازت دی (یعنی ان کو امامت کے لائق سمجھا) اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر ابوبکر رض پیچھے ہٹ گئے اور (پہلی) صف میں مل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امام کی جگہ) آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیدیا تھا تو تمہیں اپنی جگہ ٹھہرے رہنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ اس پر ابوبکر رض نے عرض کیا کہ ابن ابی قحافہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امام بن کر نماز پڑھانا مناسب نہیں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نمازیوں سے) فرمایا تم لوگوں نے اتنی زیادہ تالیاں کیوں بجائیں دیکھو (آئندہ سے) اگر کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اس لئے کہ جب وہ سبحان اللہ کہیگا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور تالی بجانا صرف عورتوں کے لئے ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم استاخر ابوبکر حتی استوی فی الصف وتقدّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۴ ویاتی فی باب مایجوز من التسبیح الخ ص۱۶۰ و ایضا فی باب التصفیق للنساء ص۱۶۰ مختصراً۔ وفی باب رفع الایدی فی الصلوٰۃ لامر ینزل بہ ص۱۶۲، وفی باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ ص۱۶۵ وفی کتاب الصلح ص۳۷۰ و ص۳۷۱ مختصراً، وص۱۰۶۶ واخرجہ ابوداؤد فی باب التصفیق فی الصلوٰۃ ص۱۳۵ تا ص۱۳۶ وخرّجہ النسائی ایضاً۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب میں لفظ اوّل دو جگہ آیا ہے فجاء الامام الاول میں امام راتب (یعنی امام) مراد ہے، اور دوسرے فتاخر الاول میں اول سے مراد نائب امام ہے۔
حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر امام راتب یعنی مستقل اور معین امام کسی ضرورت کی وجہ سے کہیں جارہا ہو اور کسی کو نماز پڑھانے کے لئے نائب بنا جائے اور وقت ہونے پر یہ نائب نماز شروع کردے پھر اسی دوران (نماز کے دوران ہی میں) امام راتب (اصل امام) آجائے تو دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ نائب امام پیچھے ہٹ جائے کیونکہ امام راتب کی عدم موجودگی میں اس کو امامت سپرد کی گئی تھی جب امام راتب آگیا ہے تو نائب امام کو پیچھے ہٹ جانا چاہئے اور امام راتب آگے بڑھ کر امامت کرے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ نائب امام جب اجازت کے بعد شروع کرچکا ہے تو اب نائب پیچھے نہ ہٹے بلکہ امام راتب نائب کی اقتداء میں نماز ادا کرلے۔
امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔
امام بخاری رح کا استدلال ایک تو حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سے ہے جو باب سابق میں حدیث ۶۵۶ گذرا، جس کے لئے امام بخاری رح نے اس باب میں اشارہ کیا "وفیہ عائشۃ، ای عن عائشۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
اس روایتِ عائشہ رضؓ میں ہے فلمّا راٰہ ابوبکر استاخر فاشار الیہ ان کما انت" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ان کما انت سے معلوم ہوگیا کہ امام (اصل امام) کے آجانے کے باوجود نائب پڑھا سکتا ہے۔
اور فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضؓ کے برابر میں بیٹھ کر امامت فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ امام راتب پڑھا سکتا ہے اور نائب امام ہٹ جائیگا۔

پس امام بخاری رح کا مقصد اور مذہب ثابت ہو گیا کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔
دوسرا استدلال حدیث الباب سے ہے جو بالکل واضح ہے۔
اصل واقعہ ۳ھ کا ہے کہ انصار کے ایک قبیلہ بنی عمرو بن عوف جو قبا میں آباد تھے آپس میں لڑائی ہو گئی یہاں تک کہ خشت باری کی نوبت آ گئی اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ ؐ ظہر کی نماز کے بعد چند صحابہ رض کو ساتھ لے کر مصالحت کرانے کے لئے قبا تشریف لے گئے اور جاتے وقت حضرت بلال رض سے فرما گئے کہ اگر میں عصر کی نماز کے وقت نہ آ سکا تو ابو بکر رض سے عصر کی نماز پڑھوا لینا چنانچہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وقت پر تشریف نہیں لا سکے اس لئے حضرت ابو بکر رض نے مسجد میں نماز شروع کر دی ابھی پہلی رکعت ہی تھی کہ حضور ؐ تشریف لے آئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچ گئے لوگوں نے حضرت ابو بکر رض کو متوجہ کرنے کے لئے تصفیق کی لیکن حضرت ابو بکر رض کا حال یہ تھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پوری توجہ سے نماز میں مصروف ہو جاتے کسی طرف التفات نہ کرتے جب لوگوں نے بہت زیادہ تصفیق کی تو حضرت ابو بکر رض متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو پیچھے ہٹنا چاہا تو حضور اقدس ؐ نے اشارہ سے فرمایا امکث مکانک یعنی اپنی جگہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس امام بخاری رح نے استدلال کر لیا کہ نائب امام نماز پڑھا سکتا ہے لیکن حضرت ابو بکر رض سے رہا نہیں گیا پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے اور حضور اقدس ؐ نے نماز پڑھائی، اس سے دوسرا جزء بھی ثابت ہو گیا کہ نائب امام کا پیچھے ہٹنا اور امام راتب کا نماز پڑھانا درست ہے۔
مذکورہ تقریر سے واضح ہو گیا کہ امام بخاری رح نے شوافع کی موافقت کی ہے کہ دونوں صورت درست ہے۔
لیکن جمہور احناف وغیرہ اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ ایک نماز میں دو اماموں کی اقتدا بلا عذر جائز نہیں اور حدیث الباب کا جواب دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ علامہ ابن عبد البر رح فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ دو اماموں کی اقتدا ایک نماز میں جائز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل خصوصیت پر محمول ہے۔ (فتح)۔ البتہ اگر امام اول پر حصر واقع ہو جائے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے تو یہاں ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر رض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی وجہ سے حصر واقع ہو گیا تھا۔

تصفیق تصفیق کے لغوی معنی ہیں تالی بجانا، یہاں تصفیق سے مراد یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو مارا جائے اس سے جو آواز پیدا ہو گی اس سے امام متوجہ ہو گا۔
اور ہمارے عرف میں جو تالی بجانے کی عام صورت یہ ہے کہ احد الکفین کے بطن کو بطن اخریٰ پر مارا جائے اس سے آواز زور سے پیدا ہوتی ہے یہ از قبیل لہو ولعب ہے اور مذموم ہے۔

حافظ عسقلانی کا تفرد

حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں وفیہ جواز احرام الماموم قبل الامام الخ (فتح) یعنی امام سے قبل مقتدی کا احرام صلوٰۃ جائز ہے۔ اور جو شخص تنہا نماز شروع کرے پھر اقامت ہو جائے تو وہ شخص نماز جماعت میں اسی طرح داخل ہو جائیگا نماز توڑ کر پھر سے تکبیر تحریمہ کہہ کر شرکت جماعت کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتح جلد ثانی)

عند الجمہور غلط ہے۔ صحیح عند الجمہور یہ ہے کہ امام کی تکبیر تحریمہ سے قبل مقتدی کا تکبیر تحریمہ درست نہیں ہے اور اقتدار کے خلاف ہے لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبّر الامام فکبّروا یعنی جب امام تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو، واللہ اعلم۔

باب [۴۳۹] إِذَا اسْتَوَوا فِي الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ۔

۶۵۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَحِيمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوهُمْ مُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

باب، جب چند لوگ قراءۃ میں برابر ہوں تو جوان سب میں زیادہ عمر والا ہو وہ امامت کرے۔

ترجمہ حدیث

حضرت مالک بن حویرث رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب جوان تھے اور ہم لوگوں نے آپ ص کے پاس تقریباً بیس دن تک قیام کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحم دل تھے تو (جب آپ ص نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف محسوس کیا) فرمایا اگر تم اپنے وطن کو لوٹ کر جاؤ تو انہیں دین کی تعلیم دو اور ان لوگوں سے کہو کہ فلاں نماز ایسے وقت اور فلاں نماز اس وقت میں پڑھا کریں اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سے عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ولیؤمکم اکبرکم "۔

حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث الباب میں جو بڑی عمر والے کو امامت کے لئے آگے بڑھانے کی بات ہے وہ اس وقت ہے جبکہ حاضرین میں سب علم

اور قراءت میں مساوی ہوں ورنہ بڑی عمر والے کی تقدیم نہ ہوگی، (لامع جلد اول)

اس پر حضرت شیخ الحدیث رح حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ گویا ترجمۃ الباب سے حدیث کی شرح کی گئی ہے اور یہ حدیث سے بھی بالکل واضح ہے چونکہ یہ حضرات سب کے سب علم اور قراءت میں برابر تھے اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک بیس دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہے اس لئے بڑی عمر والے کو ترجیح ہوگی اور یہ مسئلہ گذر چکا ہے کہ جمہور ائمہ ثلاثہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک اعلم کو اقرأ پر ترجیح ہوگی۔

امام احمدؒ اور ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اقرأ مقدم ہوگا، امام بخاری رح کا رجحان و میلان جمہور ہی کی طرف ہے چونکہ بخاری رح اس سے پہلے باب اهل العلم والفضل احق بالامامة منعقد فرما چکے ہیں، واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۹۴ تا ص۹۵ و مرّ ص۸۷ و ص۸۸ و ص۹۰ و یاتی ص۱۱۳ و ص۳۹۹ مختصراً ص۸۸۸ و ص۱۰۷۶ باقی مواضع کے لئے حدیث ۶۰۶ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد حدیث پاک کی شرح ہے کہ حدیث میں بڑی عمر والے جو تقدم کا حق بتایا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ اذا استووا فی القراءۃ یعنی سارے حاضرین علم اور قراءت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والے کو تقدم کا حق ہوگا۔ و مرّ مراراً۔

بابٌ إِذَا زَارَ الْإِمَامُ قَوْماً فَأَمَّهُمْ

۶۵۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَذِنْتُ لَهُ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا۔

باب، جب امام کچھ لوگوں سے ملاقات کے لئے جائے تو ان کا امام ہو سکتا ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت محمود بن ربیع رض فرماتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک انصاری رض سے سنا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے میرے گھر میں آنے کی) اجازت طلب فرمائی میں نے آپ ص کو اجازت دیدی پھر آپ ص نے فرمایا کہ تم کس جگہ چاہتے ہو کہ میں وہاں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں چنانچہ میں جس جگہ کو پسند کرتا تھا میں نے اس کا اشارہ کر دیا پھر آپ ص وہیں (نماز کے لئے) کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ ص کے پیچھے صف باندھ لی پھر آپ ص نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله
"فقال این تحب ان اصلی من بیتك فاشرت له الخ"

تعدد موضعه والحدیث ھٰھنا صـ۹۵، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۴۱۲ کے مواضع صـ۴۵۴ پر ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد جواز بتانا ہے اور سنن میں جو روایت آئی ہے مَن زار قوما فلا یؤمھم ولیؤمھم رجل منھم (ابوداؤد باب امامة الزائر صـ۸۹، وترمذی فی باب ماجاء من زار قوما الخ صـ۴۷)
یعنی جو شخص کسی کے گھر پر جائے تو امامت نہ کرے الخ
امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ عدم اجازت پر موقوف ہے۔
نیز یہ مقصد ہے کہ حدیث عام لوگوں کے لئے ہے کہ گھر والوں کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے لیکن امام اعظم خلیفۃ المسلمین، سلطان وقت اس حکم میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ان کو ولایتِ عامہ حاصل ہے اس لئے ان حضرات کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہی جمہور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔
ویسے اجازت کے بعد ہر ایک کے لئے امامت کرنا جائز ہے بشرطیکہ شرائطِ امامت پائے جائیں۔ صرف امام اسحاق بن راہویہ رح کے نزدیک صاحبِ خانہ کی اجازت کے بعد بھی زائر یعنی مہمان کو امام بننا درست نہیں۔

فائدہ شریعت میں احق بالامامت کے جو مراتب و درجات بیان کئے گئے کہ پہلے اعلم پھر اقرأ وغیرہ امام مسجد اور صاحب البیت اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی امامِ مسجد سے اگر کوئی بڑا عالم بھی مقتدی میں ہو تب بھی امامِ مسجد ہی احق بالامامت ہے ہاں امام مسجد کی اجازت سے دوسرا پڑھا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۱۱ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ وَصَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِی مَرَضِهِ الَّذِی تُوُفِّیَ فِيْهِ بِالنَّاسِ وهو جالِسٌ وقال ابنُ مسعودٍ اِذا رَفَعَ قَبلَ الْاِمَامِ يَعُوْدُ فَيَمْكُثُ بِقَدرِ ما رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْاِمَامَ وقال الحَسَنُ فِيْمَن يَرْكَعُ مَعَ الامامِ رَكْعَتَيْنِ وَلا يَقْدِرُ عَلَى السُّجودِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِی الرَّكْعَةَ الْاُولٰى بِسُجُوْدِهَا وَفِيْمَن نَسِیَ سَجْدَةً حتّٰى قَامَ يَسْجُدُ۔

۶۶۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال اَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عن مُوسَى بنِ اَبِی عَائِشَةَ

عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ قال دَخلتُ عَلىٰ عائِشَةَ فقلتُ اَلاَ تُحَدِّثِيْنِي عن مَرَضِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قالتْ بَلىٰ ثَقُلَ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال اَصَلَّى النّاسُ قُلنا لاَ وَهُمْ يَنْتَظِرُونكَ يا رسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ قالتْ ففعَلْنَا فاغتَسَلَ فذَهَبَ لِيَنُوءَ فاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثمّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النّاسُ قُلنا لاَ وَهُمْ يَنْتَظِرُونكَ يا رسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ قالتْ ففعَلْنَا فاغْتَسَلَ ثمّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثمّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النّاسُ قُلنا لاَ هُمْ يَنْتَظِرُونكَ يارسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ فقَعَدَ فاغْتَسَلَ ثمّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثمّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النّاسُ قُلنا لاَ هُمْ يَنْتَظِرُونكَ يارسولَ اللهِ وَالنّاسُ عُكُوفٌ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبيَّ صلى الله عليه وسلم لِصَلٰوةِ العِشَاءِ الاٰخِرَةِ فاَرْسَلَ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم اِلىٰ اَبِي بَكْرٍ بِاَن يُصَلِّيَ بِالنّاسِ فاَتَاهُ الرَّسولُ فقال اِنّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَاْمُرُكَ اَن تُصَلِّيَ بِالنّاسِ فقال اَبُوبَكْرٍ وَكانَ رَجُلاً رَقِيقاً يا عُمَرُ صَلِّ بِالنّاسِ فقالَ لهُ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى اَبُوبَكْرٍ تِلكَ الاَيَّامَ ثمّ اِنّ النَّبيَّ صلى الله عليه وسلم وَجَدَ مِن نَفْسِهِ خِفَّةً فخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا العَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهرِ وَاَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنّاسِ فلَمَّا رَاٰهُ اَبُوبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فاَوْمَىٰ اِلَيْهِ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم بِاَنْ لاَ يَتَاَخَّرَ فقال اَجْلِسَانِي اِلىٰ جَنْبِهِ فاَجْلَسَاهُ اِلىٰ جَنْبِ اَبِي بَكْرٍ قال فجَعَلَ اَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَاتَمُّ بِصَلٰوةِ النَّبيِّ صلى الله عليه وسلم وَالنّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِي بَكْرٍ وَالنَّبيُّ صلى الله عليه وسلم قَاعِدٌ قال عُبَيْدُ اللهِ فدَخَلْتُ على عبدِ اللهِ بنِ عبّاسٍ فقلتُ لهُ اَلاَ اَعْرِضُ عَلَيكَ مَا حَدَّثَتْنِي عائِشَةُ عن مَرَضِ النَّبيِّ صلى الله عليه وسلم قال هاتِ فعَرَضْتُ عليهِ حَدِيثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنهُ شَيئاً غيرَ اَنّهُ قال اَسَمَّتْ لكَ الرَّجُلَ الذِي كانَ

مَعَ العَبّاسِ فقلتُ لَا قال هُوَ عَلِيٌّ ۔

باب ۔ امام تو اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی (لوگ کھڑے تھے) اور حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے (رکوع میں یا سجدے میں) سر اٹھالے تو پھر لوٹ جائے (یعنی رکوع یا سجدے میں چلا جائے) اور جتنی دیر سر اٹھائے رہا اتنی ہی دیر ٹھہرا رہے پھر امام کی پیروی کرے اور حسن بصری رحؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دُو رکعتیں پڑھے اور (لوگوں کی کثرت و ہجوم کے سبب) سجود پر قادر نہ ہوسکا تو وہ آخری رکعت کے لئے دُو سجدے کرے پھر پہلی رکعت کو مع اس کے سجدوں کے قضا کرے اور جو شخص سجدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو لوٹ کر سجدہ کرے (یعنی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو کھڑا ہو چکا ہوں بلکہ قیام کو ترک کر کے سجدہ کرے پھر سجدہ کر کے قیام کرے کیونکہ سجدہ فرض ہے)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رحؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی تفصیلات نہیں بیان فرمائیں گی؟ انھوں نے فرمایا "کیوں نہیں" (پھر بیان کیا کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ صؐ نے فرمایا تو میرے لئے لگن (ٹب) میں پانی رکھدو (میں غسل کروں گا) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی پانی رکھدیا) پھر آپ صؐ نے غسل کیا پھر آپ صؐ بمشقت اٹھنے لگے تو آپ صؐ بیہوش ہوگئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ صؐ نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھدو عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ ہم نے کیا (یعنی پانی رکھدیا) آپ صؐ نے غسل فرمایا پھر آپ صؐ بمشقت اٹھنے لگے تو بیہوش ہوگئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو پھر آپ صؐ بیٹھے اور غسل فرمایا پھر بمشقت اٹھنے لگے تو بیہوش ہوگئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضؓ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ قاصد ان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت ابوبکر رضؓ نے (حضرت عمر رضؓ سے) کہا اور ابوبکر رضؓ نرم دل انسان تھے اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو

حضرت عمرؓ نے ان سے کہا آپ ہی اس (امامت) کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ان دنوں حضرت ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے پھر (ایک دن)، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ میں (اپنے مرض میں) کچھ ہلکا پن محسوس کیا تو آپؐ دو آدمیوں کے سہارے سے ظہر کی نماز کے لئے نکلے ان میں سے ایک حضرت عباسؓ تھے اور اس وقت حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر جب ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کردیا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دو چنانچہ ان دونوں نے آپؐ کو ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دیا عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ تو نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کر رہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس پہونچا اور ان سے عرض کیا کہ کیا میں آپ کے سامنے وہ حدیث پیش نہ کروں جو حضرت عائشہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سلسلے میں بیان کی ہے انھوں نے فرمایا پیش کرو چنانچہ میں نے ان کے سامنے حضرت عائشہؓ کی حدیث پیش کی انھوں نے کسی بات کا انکار نہیں کیا صرف یہ کہا کہ انھوں نے اس دوسرے شخص کا نام بھی بتایا تھا جو حضرت عباسؓ کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علیؓ تھے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " فجعل ابوبكر يصلى وهو ياتم بصلوٰة النبى عليه الصلوٰة والسلام " (عمدہ)

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۹۵ ومر ص۳۲ تا ص۳۳ وص۹۱ تا ص۹۲ ومر قطعة منه فى باب من قام الى جنب الامام لعلة ص۹۴ ويأتى ص۹۸ وص۹۹ وص۳۵۲ وص۴۳۷ وفى المغازى ص۶۳۹ وص۸۵۱ ۔

۶۶۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِى بُيَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ ۔

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ م بیمار تھے تو آپ م نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو آپ م نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب آپ م نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لہذا جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله
" انما جعل الامام ليؤتم به "

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۹۵ تا ص۹۶ ويأتى ص۱۵۰ وص۱۶۵ وص۸۴۵ وخرجه مسلم ص۱۷۷ وابوداؤد ص۸۹ ۔

۶۶۲. حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال أخبَرَنا مَالِكٌ عن ابنِ شِهابٍ عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ انّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ فَرَساً فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الأيمَنُ فصَلّى صَلوٰةً مِنَ الصَّلَواتِ وهو قاعدٌ فصَلَّيْنا وَرَاءَهُ قُعُوداً فلمّا انْصَرَفَ قال إنّما جُعِلَ الإمامُ لِيُؤتَمَّ بِهِ فإذا صَلّى قائِماً فصَلُّوا قِياماً وإذا رَكَعَ فارْكَعُوا وإذا رَفَعَ فارْفَعُوا وإذا قال سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فقولوا رَبَّنا وَلَكَ الحَمْدُ وإذا صَلّى جالِساً فصَلُّوا جُلوساً أجْمَعُونَ قال ابو عبدِ اللهِ قال الحُمَيْدِيُّ قولُهُ وإذا صَلّى جالِساً فصَلُّوا جُلُوساً هُوَ فى مَرَضِهِ القَدِيمِ ثمّ صَلّى بعدَ ذٰلِكَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم جالِساً والنّاسُ خَلْفَهُ قِيامٌ لَمْ يَأمُرْهُمْ بِالقُعُودِ وَإنّما يُؤخَذُ بِالآخِرِ فَالآخِرِ مِن فِعلِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے تو آپ م کا داہنا پہلو چھل گیا تو آپ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھی پھر جب آپ م نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب امام کھڑے

ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رح کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو" یہ پرانی بیماری میں فرمایا تھا پھر اس کے بعد (مرض الوفات میں) آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ م نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سے آخری فعل کو معمول بنایا جاتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ:- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "انما جعل الامام لیؤتم بہ"۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھھنا صـ۹۶ وابوداؤد فی "باب الامام یصلی من قعود صـ۸۸"۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رح نے باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۶۶۱ کا ٹکڑا نقل فرمایا ہے۔ یعنی امام کو امام ہی اس لئے بنایا جاتا ہے کہ نماز کے تمام افعال یعنی قیام رکوع، سجدہ اور قعدہ سب میں امام کی اقتداء کی جائے امام کی مخالفت اور امام سے سبقت درست نہیں سوائے ان چند اقوال وافعال کے جو خود نصوص سے مستثنیٰ ہیں۔

امام بخاری رح کا مقصد امام کے نقل کردہ تعلیقات سے واضح ہے مثلاً ترجمۃ الباب کے بعد پہلی تعلیق ذکر کرتے ہیں "وصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ وھو جالس" ای والناس خلفہ قیاماً ولم یامرھم بالجلوس اس سے صاف معلوم ہوا کہ انما جعل الامام لیؤتم بہ قانون کلی ہے لیکن اس سے یہ حکم مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ محدث دہلوی رح تراجم ابواب میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ اذا صلی جالسا فصلوا جلوسا منسوخ ہے چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات سـ۱۱ھ میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ رض نے آپ م کے پیچھے کھڑے ہوکر پڑھی۔ نیز حنابلہ پر رد اور جمہور احناف وشوافع کی تائید وموافقت مقصود ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال امام اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیسے پڑھے؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور احناف وشوافع، امام ابو یوسف اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک مقتدی حضرات کھڑے ہوکر پڑھیں گے کیونکہ مقتدیوں کو کوئی عذر نہیں ہے بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں۔

(۲) امام مالک رح اور حنفیہ میں سے امام محمد رح فرماتے ہیں کہ قاعد قائم کی امامت ہی نہیں کرسکتا ہے بیٹھ کر

نماز پڑھانے والے کی امامت جائز ہی نہیں لہذا اس کی اقتدا کھڑے ہو کر بھی درست نہیں۔

(۳) امام احمدؒ اور داؤد ظاہری رحؒ کے نزدیک اقتدا کرنے والے کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے بشرطیکہ امام راتب ہو اور مرض مرجوع الزوال ہو۔

مگر ایسی صورت میں امام کو چاہیئے کہ اگر قائماً نماز پڑھانے کی قدرت نہ ہو تو اپنا نائب و جانشین مقرر کر دے کہ وہ نماز پڑھا دے۔

امام مالکؒ وغیرہ کا استدلال ایک مرسل روایت سے ہے ولا یؤمّن احد بعدی جالسا، جمہور نے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل باب کی دوسری حدیث ہے یعنی حدیث ۶۶۱۔ اس کا جواب گذر چکا ہے کہ منسوخ ہے اگرچہ دوسرے تاویلات بھی کئے گئے ہیں۔

تعلیقات کی تشریح

۱ وصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس کی تشریح گذر چکی ہے کہ یہ ناسخ ہے اور باب کی دوسری حدیث کا حکم منسوخ ہے۔

قال ابن مسعود رضؓ الخ ترجمہ گذر چکا ہے، حضرت ابن مسعود رضؓ کا یہ فرمانا کہ لوٹنا ضروری ہے، اس سے ثابت ہو گیا کہ مقتدی کے ذمہ اقتدا ہے اس اثر سے ترجمہ کی مطابقت ظاہر ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو عود اس وقت تک ضروری ہے جبکہ امام ابھی تک سجدہ ہی میں ہو۔ یہی حکم احناف و مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک ہے۔ اس سے بھی اقتدا ثابت ہو گیا کہ مقتدی کو امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیئے اگر کر لیا تو لوٹ کر تلافی کرنی ضروری ہے۔

قال الحسن رحؒ اس اثر میں دو مسئلے کا بیان ہے ۱ اگر کسی نے دو رکعت والی نماز مثلاً جمعہ کی نماز یا فجر کی نماز میں امام کی اقتدا کی لیکن ہجوم کی کثرت کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا تو حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے دوسری رکعت کا سجدہ کر کے اس کو مکمل کر لے پھر رکعتِ اولیٰ کی مع سجدوں کے قضا کرے۔ علامہ عینی رحؒ نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے لاتصال الرکوع الثانی بہ (عمدۃ)

اس سے امام بخاری رحؒ کا مقصد حاصل ہے کہ مقتدی کو حتی الامکان امام کی پیروی کرنی چاہیئے اگر مجبوری کی وجہ سے بعض ارکان فوت ہو گئے تو بعد میں ادا کرنے کی صورت بیان کی جا رہی ہے۔

جمہور فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ جیسے بھی ممکن ہو سجدہ کرے خواہ اگلی صف کے پشت پر کرنی پڑے یہی مذہب امام اعظم، امام شافعی، امام احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا ہے۔

امام مالکؒ اور امام زہری رحؒ کے نزدیک پیٹھ پر سجدہ کرنے سے نماز ہی نہیں ہوگی۔

المسئلۃ الثانیۃ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اول صلوٰۃ میں ایک سجدہ بھول گیا اور کھڑا ہونے پر یاد آیا تو اس کو قیام چھوڑ کر فوراً سجدہ کرنا چاہئے پھر امام کے ساتھ قیام میں شریک ہو جائے اور اگر فوراً یاد نہ آیا بلکہ دوسری رکعت میں یاد آیا تو تین سجدے کرے اور اگر فراغت کے بعد یاد آیا تو نماز از سر نو پڑھے۔

احادیث الباب امام بخاری رحمہ نے اس باب کے تحت تین حدیثیں ذکر کی ہیں پہلی حدیث کے حل الفاظ مع تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم صـ۱۱۸ دیکھئے نیز جلد ہشتم کتاب المغازی صـ۵۳۳ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

اشکال:۔ پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ سے فرمایا "صلّ بالناس" لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ یہاں اشکال یہ ہے کہ ابوبکر رضؓ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حکم دیا تھا تو ابوبکرؓ نے حضرت عمر رضؓ کے حوالہ کیوں کر دیا؟

جواب:۔ ۱۔ حضرت ابوبکر رضؓ چونکہ رقیق القلب تھے اس لئے سمجھا کہ شاید میں نماز نہ پڑھا سکوں۔

۲۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے یہ سمجھا کہ یہ امامت صغریٰ شاید امامت کبریٰ کا پیش خیمہ ہو اور میں شاید امامت کبریٰ کو کما حقہ انجام نہیں دے سکوں۔

۳۔ ابوبکر رضؓ نے یہ سمجھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صرف تکریماً کہدیا ہے اصل مقصد تو نماز پڑھانا ہے اسی واسطے عمر رضؓ سے کہدیا کہ آپ پڑھا دیجئے۔

دوسری روایت صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ الخ بیت سے مراد حضرت عائشہؓ کا بالاخانہ ہے اور یہ واقعہ ۵ھ کا ہے جب حضورؐ گھوڑے پر سے گر گئے تھے اور پیر میں موچ آگئی نیز پنڈلی میں بھی ضرب آگئی تھی تو آپؐ نے بالاخانہ پر بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔

تیسری روایت ۶۶۲ اس میں بھی وہی واقعہ سقوط فرس کا ہے۔ حضرت انس رضؓ نے بیان فرمایا ہے جو ۵ھ میں پیش آیا تھا۔

مسئلہ مختلف فیہ ہے اقوال ائمہ مذکور ہو چکا ہے اور ترجمہ حدیث سے وضاحت بھی گذر چکی ہے اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ آپ صلعم کے مرض الوفات کی روایات سے یہ حکم منسوخ ہے چونکہ قیام فرض ہے اور مقتدی کو کوئی عذر نہیں ہے، واللہ اعلم۔ ع۔غ۔ بیگو سرائے۔

باب ۴۴۲ مَتٰی یَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ قال اَنَسٌ عنِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

۶۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قال حَدَّثَنِی اَبُوْاِسْحٰقَ قال حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ وَهُوَ غَیْرُ کَذُوْبٍ قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَہٗ حتی یَقَعَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَہٗ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سفیانُ عن اَبِی اِسْحٰقَ نَحْوَہٗ۔

باب، جو لوگ امام کے پیچھے (مقتدی) ہیں وہ کب سجدہ کریں۔ حضرت انس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن یزید (انصاری صحابی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء بن عازب نے بیان کیا اور وہ جھوٹ بیان کرنیوالے نہیں تھے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پیٹھ (سجدہ کیلئے) نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ سجدہ میں چلے جاتے پھر آپ کے بعد ہم لوگ سجدہ میں جاتے۔ ہم سے ابونعیم (یعنی فضل بن دکین) نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور انہوں نے ابو اسحٰق سے نحوہ یعنی جیسے اوپر گذرا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم نقع سجوداً بعدہ" فانہ یقتضی ان یکون سجود من خلف الامام اذا شرع الامام فی السجود۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۶ ویاتی ص۱۰۳ وص۱۱۲ ومسلم اول ص۱۸۹ والترمذی فی باب ماجاء فی کراھیۃ ان یبادر الامام فی الرکوع والسجود ص۳۷ وابوداؤد فی باب مایؤمر بہ الماموم من اتباع الامام ص۹۱۔

مقصد ترجمہ باب سابق میں ایک قانون کلی کا بیان تھا کہ "انما جعل الامام لیؤتم بہ" امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے یعنی مقتدی نماز میں امام کے تابع ہے اب یہ باب بمنزلہ فرع کے ہے کہ مقتدی امام کی متابعت کریں گے۔

امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام پر سبقت و تقدم جائز نہیں اور نہ مخالفت جائز ہے۔ البتہ مقتدی کے لئے مقارنت (یعنی ساتھ ساتھ چلنا) مقارنت کا مطلب یہ ہے کہ جب امام رکوع میں جانا شروع کرے تو امام کے ساتھ فوراً مقتدی بھی جانا شروع کرے یا معاقبت (پیچھے

چلنا) دونوں درست ہے۔ معاقبت کا مطلب یہ ہے کہ پہلے امام رکن کو شروع کرے پھر امام کے بعد مقتدی جانا شروع کرے۔

امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان یہی معاقبت ہے یعنی فعل امام کے پیچھے چلنا۔

تشریح حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ مقتدی کے افعال امام کے افعال کے بعد میں ہوں گے لیکن یہ بعدیت متصلہ ہوگی یعنی مقارنت بلا فصل اور یہی امام اعظم ابو حنیفہؒ سے منقول ہے، لیکن اگر امام کبیر السن اور بطی الحرکات ہو تو مقتدی کو معاقبت کرنی چاہئے اتنی تاخیر ضروری ہے کہ امام سے سبقت نہ ہو (لامع)

نماز میں تین طرح کے افعال ہیں تکبیر تحریمہ، سلام اور بقیہ ارکان یعنی رکوع، سجدہ وغیرہ۔

تکبیر تحریمہ میں تقدم علی الامام باتفاق ائمہ اربعہ مفسد صلوٰۃ ہے۔

تقدم فی السلام ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مفسد ہے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ۔

بقیہ ارکان میں تقدم باتفاق مفسد صلوٰۃ نہیں مگر مکروہ تحریمی ہے البتہ ظاہریہ کے نزدیک اور فی روایۃ امام احمدؒ مفسد صلوٰۃ ہے۔

حدثنا البراء وھو غیر کذوب الخ حافظ عسقلانی، امام نووی اور علامہ خطابی رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح تر قول یہی ہے کہ ھو ضمیر کا مرجع حضرت براء بن عازبؓ ہیں۔ رہا یہ کہ حضرات صحابہ خود مؤثق و عدول ہیں ان حضرات کے توثیق کی ضرورت نہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ کلام توثیق کے طور پر ذکر نہیں کیا بلکہ مقصود تقویت روایت ہے یعنی حضرت براءؓ کے کلام میں قوت پیدا کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن یزیدؓ نے کہا ہے تاکہ تردد نہ رہے یہی صحیح ابن خزیمہ میں ہے من طریق محارب بن دثار قال سمعت عبد اللہ بن یزید علی المنبر یقول حدثنی البراء و کان غیر کذوب۔ (عمدہ)

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تھا حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق۔

رہا یہ اشکال کہ کذوب مبالغہ کا صیغہ ہے اس کی نفی سے مبالغہ کی نفی ہو جائے گی لیکن اصل کذب ختم نہ ہوگی۔

جواب یہ ہے کہ یہاں کذوب بمعنی ذو کذب ہے لہٰذا اس میں ذو کذب کی نفی ہو جائے گی کما فی قولہ تعالیٰ اِنَّ اللہَ لیس بظلامٍ للعبید (آل عمران آیت ۱۹۲) ایضاً وما انا بظلامٍ للعبید (قٓ آیت ۲۹)۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں سرے سے ظلم ہی کی نفی کی جارہی ہے۔

باب ۴۴۳ اِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ۔

۶۶۴۔ حَدَّثَنا حجّاجُ بنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن محمّدِ بنِ زِيادٍ قال سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قَالَ اَمَا يَخْشٰی اَحَدُكُمْ اَوْ اَلَا يَخْشٰی اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ۔

باب، اس شخص کے گناہ کا بیان جو اپنا سر (رکوع یا سجدے میں) امام سے پہلے اٹھالے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا (سا) سر بنادے یا اس کی صورت گدھے کی (سی) صورت بنادے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اذا رفع راسه قبل الامام ان یجعل اللّٰه راسه راس حمار الخ"

مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں وعید شدید و تہدید ہے اور ایسی شئی کا مرتکب جس میں وعید ہو بلا اختلاف گنہگار ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰهنا صـ۹۶ وخرّجه مسلم صـ۱۸۱ وابوداؤد فی باب التشدید فی من یرفع قبل الامام صـ۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ امام کی متابعت جس طرح شروع فی الفعل میں ہوتی ہے ایسے ہی انقضاء فعل میں بھی امام کی متابعت ضروری ہے خواہ رکوع میں ہو یا سجدہ میں حکم عام ہے مخالفت میں گناہ ہوگا۔

۲ ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اہلِ ظاہر کا رد ہو، اہل ظاہر کہتے ہیں کہ اگر امام سے پہلے سر اٹھالیا تو نماز باطل ہوگئی کیونکہ اس سلسلے میں شدید وعید ہے۔

جمہور کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے گنہگار ہوگا لیکن نماز باطل نہیں ہوگی کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کلمہ ابطال کے لئے نہیں فرمایا۔

بخاری رح جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کیونکہ ترجمہ میں ابطال کا کوئی لفظ ذکر نہیں فرمایا۔ نیز ذکر کردہ حدیث پاک میں بھی ابطال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

تشریح اَمَا حرف نفی پر یہ استفہام زجر و توبیخ کے لئے ہے۔
حافظ عسقلانی رح کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں سجود سے سر اٹھانے پر وعید ہے جیسا کہ ابوداؤد ص۹۱ میں ہے اذا رفع راسہ والامام ساجد "
اس کا جواب یہ ہے کہ قیاساً رکوع بھی شامل ہوگا کہ دونوں اہم ارکان میں سے ہیں۔
۲ جن روایات میں صرف سجود کا ذکر ہے وہ من باب الاکتفاء ہے اور سجدہ کے اہم ہونے کی بنا پر سجدہ ہی کو ذکر فرمادیا گیا ہے۔ واللہ اعلم
او یجعل اللہ صورتہ صورۃ حمار یہ او شک راوی ہے۔ نیز یہاں دو جملے ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے کہ جب سر بدلے گا تو صورت بھی بدل جائے گی۔
اس میں اختلاف ہے کہ حدیث الباب میں جو مسخ کی وعید ہے وہ حقیقت پر محمول ہے یا مجاز مراد ہے؟
دونوں اقوال ملتے ہیں ۱ ایک قول یہ ہے کہ اس امت سے مسخ کا عذاب موقوف کردیا گیا ہے۔
اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس سے مراد پوری امت کا عام مسخ ہے یعنی پوری امت کی صورت مسخ نہ ہوگی لیکن جزوی واقعات ہوں گے جیسا کہ ترمذی شریف وغیرہ کے روایات سے جزوی مسخ کا ثبوت ہے۔
ملا علی قاری رح نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ دمشق میں ایک شیخ تھے جو شاگردوں کو پردہ کی آڑ میں پڑھایا کرتے تھے ان کے تلمیذ نے چہرہ دیکھنے کی درخواست کی اور دیکھا تو سر گدھے کا ہوگیا تھا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا تھا کہ اس شیخ نے عمداً امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھایا تھا کہ دیکھوں تو کہ گدھے کی صورت کیسے ہو جاتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گدھے کی صورت ہوگئی اللّٰھم احفظنا۔
دوسرا قول یہ ہے کہ مسخ مجاز پر محمول ہے کہ یہ کنایہ ہے بلادت و حماقت سے، اور گدھا کیلئے بلادت وصف لازم ہے نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ برزخ میں یا آخرت میں یہ سزا دی جائے واللہ اعلم۔

باب ۴۴۴ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْاَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِیْ لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَؤُمُّهُمْ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ۔

۶۶۵ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرُهُمْ قُرْآناً۔

باب ، غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت کا بیان ۔ اور حضرت عائشہ رضی کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن سے (دیکھ کر) کیا کرتا تھا اور ولد الزنا اور گنوار اور اس لڑکے کی امامت کا بیان جو بالغ نہ ہوا ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو اور بے وجہ غلام کو جماعت سے نہ روکا جائے ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے مہاجرین اوّلین ہجرت کر کے عصبہ پہنچے جو قباء میں ایک جگہ کا نام ہے تو حضرت ابو حذیفہ رضی کے غلام حضرت سالم ان کی امامت کیا کرتے تھے اور ان کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا ۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " كان يؤمّهم سالم مولى ابی حذيفة "

معلوم ہوا کہ غلام کی امامت درست ہے چونکہ اس وقت تک سالم آزاد نہیں ہوئے تھے ۔

تعدد موضعہ :- والحديث ھٰھنا ص۹۶ وابوداؤد فی الصلوٰة ص۸۷ ۔

۶۶۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (حاکم کی بات) سنو اور اطاعت کرو خواہ ایک ایسے حبشی (غلام) کو تم پر حاکم بنا دیا جائے جس کا سر گویا منقّی کی طرح ہو ۔ (کان راسه زبيبة) کنایہ ہے بدصورتی سے ۔

تنبیہ : عامل سے مراد خلیفۃ المسلمین نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے قریش ہونا شرط ہے بحکم الائمۃ من قریش ۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " اسمعوا واطيعوا وان استعمل حبشیّ الخ " یعنی جب ایسے امیر کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم بھی شامل ہے کیونکہ امامت کا تعلق بھی امیر سے ہوتا تھا خواہ خود پڑھائے یا کسی کو نائب مقرر کر کے پڑھوائے ۔

تعدد موضعہ والحديث ھٰھنا ص۹۶ ویاتی ص۹۷ وص۱۰۵۷ وابن ماجة فی باب طاعة الامام ص۲۱۱ ۔

مقصد ترجمہ :- امام بخاری رح کا مقصد کیا ہے ؟ امام بخاری نے صراحت کے ساتھ کوئی حکم بیان

نہیں کیا ہے۔ صرف پانچ قسم کے حضرات کا تذکرہ کر دیا، لیکن بخاریؒ کے ذکر کردہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مذکورہ انواع واقسام کی امامت جائز ودرست ہے۔

تشریح ۱؎ عبد یعنی غلام، حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں والی صحۃ امامۃ العبد ذھب الجمہور وخالف مالک الخ یعنی غلام کی امامت جمہور (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک درست ہے، صرف امام مالکؒ نے مخالفت کی ہے اور فرمایا ہے کہ غلام احرار کی امامت نہ کرے البتہ اگر صرف غلام عالم وقاری ہو اور مقتدی ایسے نہ ہوں تو حرج نہیں امامت کرسکتا ہے بجز جمعہ کے یعنی جمعہ میں اس صورت میں بھی جائز نہیں (فتح)۔ امام بخاری جمہور کے ساتھ ہیں۔

۲؎ مولیٰ، عبد معتوق یعنی آزاد شدہ غلام کی امامت بالاتفاق جائز ہے۔

۳؎ تیسرا مسئلہ ہے من المصحف، یعنی حضرت عائشہ رضؓ کے غلام ابوعمرو ذکوان قرآن سے امامت کرتے تھے۔ اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز ہے، یعنی قرآن مجید سامنے رکھ کر اس میں دیکھ کر پڑھے۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے تو یہ مسئلہ اختلافی ہو جائیگا کہ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ابن سیرین، حسن بصری اور عطاء رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ابن حزم کے نزدیک جائز نہیں نماز فاسد ہو جائیگی کہ عمل کثیر ہے۔

(۳) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فی قول کے نزدیک نماز جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرف امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان ہے۔

(۴) مالکیہ کے نزدیک تراویح میں گنجائش ہے۔

احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ من المصحف، کا وہ مطلب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں مِن تبعیضیہ ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کا بعض حصہ نماز میں پڑھتے تھے پوری سورہ نہیں پڑھتے تھے۔ جیساکہ ہمارے زمانے میں بھی بعض ائمہ کرتے ہیں کہ کسی سورہ کے ابتدا سے یا درمیان سے یا آخر سے چند آیات پڑھ لیتے ہیں۔

۲؎ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ قرآن مجید میں دیکھ کر پڑھتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید سامنے رکھ لیتے تھے اور نماز شروع کرنے سے پہلے جتنا نماز میں پڑھنا ہے دیکھ لیتے یا تراویح میں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیرنے کے بعد پھر اسی کے بقدر دیکھ لیتے۔

ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایسا کیا ہے مگر حضرت عمر فاروق رضؓ نے منع کیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے تھے نہانا امیر المؤمنین ان نؤمّ الناس فی المصحف۔

اورارشاد نبوی ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ، لہذا حضرت عمر فاروق رضؓ کا قول راجح ہوگا۔

وولد البغیّ والاعرابی ۔ بالجر عطفاً علی المولیٰ، عند الجمھور، ولد البغی یعنی مجہول النسب اور گنوار (دیہاتی) کی امامت درست ہے ، مالکیہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے ۔ جمہور علماء سے جو کراہت منقول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر یہ لوگ مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں نیز بالعموم تارک جماعت اور لوگ نفرت کرتے ہیں لیکن اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ۔

والغلام الذی لم یحتلم نابالغ کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟
اس مسئلے کے لئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۳۶۵ ملاحظہ فرمائے ۔
خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ اور امام شافعی رحؒ کے نزدیک جائز ہے باقی جمہور ائمہ کے نزدیک ناجائز ۔ مفصل دلائل کے لئے کتاب المغازی کا مطالعہ کیجئے ۔

باب إِذَا لَمْ يُتِمَّ الْإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ ۔

۶۶۷ ۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَؤُا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ ۔

باب ، اگر امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کرلیں ؟ (ای لا یضرھم ذٰلك)

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ائمہ تمہیں نماز پڑھائیں گے پس اگر وہ ٹھیک طور پر نماز پڑھائیں تو تمہارے لئے (ثواب) ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے تو بھی تمہارے لئے (تمہاری نماز کا) ثواب ہے اور ان ائمہ پر (گناہ) ہے ۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ یصلون لکم (ای الائمۃ) فان اصابوا لکم (ای فان اتموا فلکم) وان اخطؤا (ای لم یتموا) فلکم وعلیہم ۔

والحدیث ھٰہنا ص۹۶ وھذا الحدیث انفرد بہ البخاری (عمدۃ) ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں کسی حکم کی صراحت نہیں فرمائی لیکن تحت الباب جو حدیث ذکر فرمایا ہے اس سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام کی نماز کا فساد مقتدی کی نماز پر اثر انداز نہیں ہوگا یعنی مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوگی ۔

حدیث شریف کے مراد و مفہوم میں اختلاف ہوگیا ہے کہ یصلون لکم فان اصابوا فلکم سے کیا مراد ہے۔ علامہ ابن بطال نے اس کو وقت پر محمول کیا ہے یعنی اگر ٹھیک وقت پر نماز پڑھیں تو تمہارا فائدہ ہے تمہارے لئے ثواب ہے۔

رہا یہ اشکال کہ اس صورت میں تو ثواب صرف مقتدی کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ امام کے لئے بھی ہے؟
جواب یہ ہے کہ یہاں اس کی ضرورت نہیں تھی بداہۃً معلوم ہے کہ یہاں امام کو ثواب ہوگا۔

وان اخطؤا فلکم وعلیھم اور اگر وہ (ائمہ) وقت وغیرہ میں غلطی کریں تو اس کا نقصان ائمہ پر ہوگا اور اس مفہوم کی تائید روایات کثیرہ سے ثابت ہے۔ مثلاً ابوداؤد میں حضرت قبیصہ بن وقاص رضؓ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون علیکم امراء من بعدی یؤخرون الصلوٰۃ فھی لکم وھی علیھم فصلوا معھم ما صلّوا القبلۃ (ابوداؤد ص۶۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز میں تاخیر کریں گے پس یہ نماز تمہارے لئے باعث ثواب اور ان امراء پر وبال، اور تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہو جب تک قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، نیز ایک روایت میں حضور اقدس ؐ کا ارشاد ہے من اقام الناس فاصاب الوقت الخ یعنی جو لوگوں کی امامت کرے اور صحیح وقت پر نماز پڑھائے تو اس کے حق میں بھی بہتر ہے اور مقتدیوں کے حق میں بھی اور جو وقت میں دیر کرے تو اس کا گناہ امام پر ہوگا نہ کہ مقتدیوں پر۔

نیز اس مضمون اور مفہوم کی روایات نسائی وغیرہ میں بھی ہیں۔ ایک روایت مسلم شریف میں حضرت ابوذر رضؓ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیف انت اذا کانت علیك امراء یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا او یمیتون الصلوٰۃ عن وقتھا۔ الحدیث (مسلم اول ص۲۳۰، ابوداؤد ص۶۲)	تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو مؤخر کرکے پڑھیں گے یا وقت گذار کر پڑھیں گے، انہوں نے عرض کیا آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑھ لے پھر ان کے ساتھ نماز ملے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لے یہ تیرے لئے نفل ہوگی۔

امام بخاریؒ نے وان اخطؤا فلکم وعلیھم سے جو استدلال کیا ہے نہایت ضعیف بلکہ غلط ہے کیونکہ یہ مبہم اور محتمل ہے اس لئے ان کو فرائض واجزاء نماز پر جاری کرنا کیسے درست ہوگا؟ ابوداؤد اور مسلم کے مذکورہ روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث الباب کا تعلق نماز کے خارجی امور سے ہے جیسے اوقات کی رعایت۔ نماز کے داخلی امور فرائض وواجبات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے سنن ومستحباب کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے نہ کہ ارکان وشرائط

صلوٰۃ کی طرف، کیونکہ ان میں خلل سے تو نہ امام کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی اس لئے کہ یہ نماز ہی نہیں ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک امام کی نماز کے فساد سے مقتدی کی نماز فاسد ہوجاتی ہے اور حدیث الباب کو سنن و مستحبات پر محمول کریں گے یا اوقات پر، کیونکہ عموم پر کرنا تو کسی کے نزدیک صحیح نہیں اس لئے کہ اگر امام نے رکوع چھوڑ دیا اور سیدھا سجدہ میں چلا گیا اور مقتدیوں نے اپنے رکوع کو پورا کرلیا تو پھر بھی کسی کے نزدیک کسی کی بھی نماز نہ ہوگی، تو یہاں امام کے فساد صلوٰۃ سے مقتدیوں کی نماز سب کے نزدیک فاسد ہوگئی۔ واللہ اعلم

باب [۴۴۶] اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ وقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهٗ وَ قال لنا محمّدُ بنُ يُوسُفَ قال حدَّثنا الأوزاعيُّ قال حدَّثنا الزُّهريُّ عن حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عَدِيِّ بنِ الخِيَارِ اَنَّهٗ دَخَلَ علىٰ عثمانَ بنِ عَفَّانَ وَهو مَحصورٌ فقال اِنَّكَ اِمامُ عامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرىٰ ويُصَلِّي لنا اِمامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فقال الصَّلوٰةُ اَحْسَنُ مايَعْمَلُ النَّاسُ فاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ وقالَ الزُّبَيْدِيُّ قال الزُّهْرِيُّ لَا نرىٰ اَن يُّصَلِّيَ خَلْفَ المُخَنَّثِ اِلَّا مِن ضَرُوْرَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا۔

باب، فتنہ پرداز اور بدعتی کی امامت کا بیان۔ اور حسن بصری رح نے فرمایا تم بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لو اور اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے۔ وقال لنا الخ ای قال ابوعبد اللّٰہ یعنی امام بخاری رح کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن یوسف نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے امام زہری نے بیان کیا انھوں نے حمید بن عبد الرحمٰن سے انھوں عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہ وہ (عبید اللہ بن عدی رح) حضرت عثمان بن عفان رض کے پاس اس حالت میں گئے جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے (باغیوں نے گھر کا محاصرہ کررکھا تھا) عبید اللہ نے عرض کیا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور آپ پر جو آفت نازل ہوئی ہے وہ آپ جانتے ہیں اور ہمیں فسادیوں کا امام نماز پڑھا رہا ہے اور ہم تنگ دل ہوتے ہیں (یعنی ہم اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف محسوس کرتے ہیں) حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ نماز لوگوں کے اعمال میں سب سے اچھا عمل ہے پس جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو۔ اور زبیدی نے کہا کہ امام زہری نے کہا کہ مخنث (ہجڑا) کے پیچھے نماز پڑھنے کو ہم جائز نہیں سمجھتے مگر جبکہ ایسی مجبوری ہو کہ جس سے کوئی چارہ نہ ہو۔

مطابقتہ للترجمہ: مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " ويصلّی لنا امام فتنة "

قال الزهری الخ اس تعلیق سے ترجمۃ الباب کی مطابقت اس طرح ہے کہ ہجڑا سے مراد مصنوعی ہجڑا

ہے جو تصنع سے ہیجڑا بنایا گیا ہے یہ مفتون ہے اس لئے امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت لایا ہے۔

۶۶۸ – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عن شُعْبَةَ عن اَبِی التَّیَّاحِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَبِیْ ذَرٍّ اِسْمَعْ وَ اَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِیٍّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ (حاکم کی) بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ (حاکم) ایسا حبشی ہو جس کا سر گویا سوکھا انگور (منقی) ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان هٰذه الصفات لا توجد غالباً الا فيمن هو فى غاية الجهل ومفتون بنفسه (عمدہ)

ولو لحبشیٍّ دلالته على الترجمة من حيث ان الحبشى لا يكون اماما الا بالتغلب والجور او بان ينصبه غيره للامامة وكل من الحبشى امرنا باطاعته ومن جملة ذالك الصلوٰة خلفه فكانت الصلوٰة خلف الفسقة جائز (الابواب والتراجم)

خلاصہ یہی ہے کہ اگر ایک حبشی غلام کو تم پر حاکم بنا دیا جائے جو مفتون بنفسہ ہو یا بدعتی ہو تب بھی اس کی بات سنو اور حکم مانو بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

تعدد موضعہ :- والحديث هنا ص۹۷ وباقی ص۱۰۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد امام مالکؒ کی تردید ہے کیونکہ وہ ناجائز کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مفتون ہو یا بدعتی سب کے پیچھے نماز درست ہے اور اس کی تائید میں امام حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اس میں مقتدی کا کیا نقصان ہے اگر بدعتی ہے تو اسکی بدعت کا گناہ اس پر ہے۔

دراصل باب سابق سے اس کا ربط و تعلق ہے اسی لئے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب امامۃ العبد میں آسکتا تھا مگر چونکہ مالکیہ بہت شدت کرتے ہیں حتی کہ حضرت امام مالکؒ ساری نمازیں اپنے گھر پڑھا کرتے تھے صرف جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور آخر میں آکر وہ بھی مسجد میں آنا چھوڑ دیا کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ بعض لوگ اپنا عذر بھی نہیں بتلا سکتے، اس لئے امام بخاریؒ نے مستقل باب باندھ دیا اور جمہور کی تائید فرمائی، جمہور فرماتے ہیں کہ ابوداؤد میں صلوا خلف کل برّ وفاجر آیا ہے۔ (تقریر بخاری جلد ثالث ص۴۰۸)

تشریح المفتون باغی، جو امام برحق سے خروج کیا ہو، ۲ بعض حضرات نے مفتون کو عام رکھا ہے کہ کسی بھی فتنہ میں مبتلا ہو سب داخل ہے۔ مبتدع ہر وہ شخص کہلاتا ہے جس نے دین میں ایسی نئی

چیز گھڑ کر داخلِ دین سمجھتا ہو جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو اس کی دو قسمیں ہیں :۔
عـ۱ اعتقادی مبتدع جیسے روافض، خوارج اور معتزلہ وغیرہ۔ عـ۲ عملی مبتدع جیسے قبروں پر چادر، وچراغاں کرنے والے، محرم میں تعزیہ وعلم اٹھانے والے۔
احناف کے نزدیک مبتدعین کی بدعت اگر شرک وکفر کی حد تک نہ پہونچے تو ان کے پیچھے نماز ہو جائیگی۔
امام مالک رح کے نزدیک بدعتی یعنی فاسق معلن کے پیچھے نماز درست نہیں۔
امام احمد رح فرماتے ہیں کہ بدعتی اگر داعی الی البدعت ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔
وقال لنا چونکہ امام بخاری رح نے بطور مذاکرہ کے لیا ہے یا بطور مناولہ کے یا بطور اجازہ کے اس لئے حدثنا نہیں فرمایا۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب روایت موقوف ہوتی ہے تو امام بخاری رح حدثنا کے بجائے وقال لنا کہہ دیتے ہیں۔
انه دخل علیٰ عثمان بن عفّان رض حضرت عثمان غنی رض کے ابتدائی چھ سال بہت اچھے گذرے پھر بعد میں جب حضرت عثمان رض نے اپنے خاندان کے بہت سے لوگوں کو گورنر وحاکم بنایا تو ان میں ایک ولید بن عقبہ بھی تھا ایک دفعہ اس نے فجر کی نماز چار رکعت پڑھا کر مقتدیوں سے کہنے لگا کیا اور پڑھا دوں؟ اس نے شراب پی رکھی تھی۔ اس پر لوگوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کو امام مقرر کرنے کی درخواست کی حضرت عثمان رض نے منظور کر لیا اور اپنے منشی مروان سے کہا کہ لکھو اذا جاء کم محمد بن ابی بکر فاقبلوہ، لیکن مروان نے اس میں فاقتلوہ لکھدیا راستہ میں وہ خط دیکھا گیا اور لوگوں نے واپس آکر حضرت عثمان رض کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔
یہ واقعہ ۳۵ھ کا ہے۔ حضرت عثمان رض کو مسجد جانے سے روک دیا۔ کچھ نمازیں حضرت علی رض وغیرہ نے حضرت عثمان رض کی اجازت سے پڑھائیں لیکن بلوائیوں نے ان کو روک دیا اور مسجد پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علی رض نے حضرت حسن رض کو حضرت عثمان رض کے پاس بھیجدیا کہ دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ بلوائی لوگ اندر میں داخل نہ ہوسکیں۔ حضرت علی رض وغیرہ کا خیال تھا کہ بلوائیوں کی شورش دب جائے گی لیکن بلوائیوں نے بجائے دروازہ کے دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہو گئے اور بالآخر ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ بوقت چاشت شہید کر دیئے گئے۔
ویصلی لنا امام الفتنة امام فتنہ سے مراد عبدالرحمان بن عدیس بلوائی اور کنانہ بن بشر رئیس الخوارج ہے، عبدالرحمٰن بن عدیس وہ فتین ہے جس نے مصریوں کو بھڑکا کر لایا تھا۔
بہرحال انہی ایام محاصرہ میں تابعی کبیر عبداللہ بن عدی رح حضرت عثمان رض کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں فسادیوں کا امام یعنی کبھی رئیس الخوارج کنانہ بن بشر اور کبھی عبدالرحمٰن بن عدیس بلوائی نماز پڑھاتا ہے تو حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ اگر وقت پر پڑھائیں تو پڑھ لو۔ حدیث کا ترجمہ دیکھئے۔

خلف المخنث مخنث کی تحقیق وتشریح کے لئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص۲۹۳ دیکھئے۔

باب ۴۴۷ يقومُ عن يمينِ الإمامِ بحذائِهِ سواءً اذا كانا اثنينِ۔

۶۶۹ - حدّثنا سليمٰنُ بنُ حربٍ قال حدّثنا شعبةُ عن الحكمِ قال سمعتُ سعيدَ بنَ جبيرٍ عن ابنِ عباسٍ قال بتُّ في بيتِ خالتي ميمونةَ فصلّى رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم العشاءَ ثمّ جاءَ فصلّى أربعَ ركعاتٍ ثمّ نامَ ثمّ قامَ فجئتُ فقمتُ عن يسارِهٖ فجعلني عن يمينِهٖ فصلّى خمسَ ركعاتٍ ثمّ صلّى ركعتينِ ثمّ نامَ حتّى سمعتُ غطيطَهٗ أو قال خطيطَهٗ ثمّ خرجَ إلى الصلوٰةِ۔

باب، جب نماز پڑھنے والے دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف اس کے برابر کھڑا ہوگا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضؓ کے گھر رات گذاری تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسجد میں) عشاء کی نماز پڑھائی پھر آپؐ (مسجد سے گھر) آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر آپؐ اٹھ گئے (اور وضو کرکے نماز پڑھنے لگے) تو میں بھی آیا اور آپؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپؐ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کرلیا پھر آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں اس کے بعد سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپؐ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے (یعنی مسجد تشریف لے گئے)

مطابقتہ للترجمہ :- مطابقة الحديث للترجمة في قوله فجعلني عن يمينه۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۹۷ و مرّ ص۲۲ و ص۲۵ و ص۳۰ ويأتي ص۱۰۰ و ص۱۰۱ و ص۱۱۸ تا ص۱۱۹ و ص۱۳۵ و ص۱۵۹ ۔ باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۹۸ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد ایک مقتدی کا موقف بتانا ہے، یعنی اگر نمازی صرف دو ہی ہوں ایک امام اور دوسرا مقتدی تو مقتدی امام کی داہنی جانب امام کے برابر کھڑا ہونا چاہیے پیچھے نہیں کھڑا ہوگا۔

اقوال ائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک ہی مقتدی ہے تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور بالکل برابر میں کھڑا ہوگا۔ امام بخاریؒ اسی کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دائیں طرف کھڑا ہوگا مگر تھوڑا پیچھے اس طرح کہ امام کی ایڑی کے پاس مقتدی کا پنجہ ہوتا کہ امام سے آگے بڑھنے کا خطرہ نہ ہو۔

(۳) ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں اگر اور مقتدی کے آنے کی امید ہو تو پیچھے کھڑا ہو ورنہ نہیں۔ (عمدہ ۲۳۵/۵)

امام بخاری رح نے حضرت ابن عباس رض کی اس روایت سے یہ مسئلہ استنباط کر لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رض کو داہنی طرف کھڑا کر لیا لیکن روایت میں کیفیت کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ برابر کھڑا کیا یا کچھ آگے پیچھے۔ بخاری رح نے اپنے مذاق کے مطابق بحذائہ سواءً یعنی برابر پر استدلال کر لیا۔ باقی اس حدیث کی مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ تا ص۵۰۵ اور جلد دوم ص۱۶ تا ص۱۷ دیکھئے۔

باب ۴۴۸ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَىٰ يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمَا۔

۶۷۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ۔

باب، اگر کوئی شخص (مقتدی) امام کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا اور امام نے اس کو اپنی داہنی طرف کر لیا تو دونوں میں سے کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رض کے یہاں ایک رات سویا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس رات اُن ہی کے یہاں تھے (میں نے دیکھا کہ) آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھ کو پکڑا اور اپنی داہنی جانب کر لیا پھر آپ نے تیرہ رکعتیں (وتر سمیت) پڑھیں، پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ خرّاٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تھے تو خرّاٹے لیتے تھے پھر مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ (نماز کے لئے) نکلے اور آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا، عمرو نے کہا کہ میں نے یہ حدیث بکیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ کریب نے یہ حدیث مجھ سے بھی بیان کی تھی۔

مطابقۃ للترجمہ:- مطابقۃ الحديث للترجمۃ في قوله فَأَخَذَنِي فجعلني عن يمينه۔

تعدد موضعہ: والحديث ههنا ص۹۷، باقی مواضع کے لئے سابق حدیث یعنی ع ۶۶۹ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد حنابلہ کی تردید ہے کیونکہ حنابلہ کے نزدیک چونکہ مقتدی نے اپنے محل وموقف

کو چھوڑ دیا ہے اس لئے مقتدی کی نماز نہیں ہوئی، بخاری رح نے رد کر دیا کہ امام نے عمل قلیل کے ذریعہ اس کی اصلاح کر دی ہے اس لئے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اسی طرح کا ایک باب صفحہ میں آرہا ہے اس صفحہ کی آخری حدیث پر کچھ بحث آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴۹ اِذَا لَمْ يَنْوِ الْاِمَامُ اَنْ يَّؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَاَمَّهُمْ۔

۶۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ اُصَلِّي مَعَهٗ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِرَاْسِي وَاَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

باب، جب (نماز شروع کرتے وقت) امام نے امامت کی نیت نہ کی ہو پھر کچھ لوگ آجائیں اور وہ امام ان کی امامت کرے (تو کیا حکم ہے ؟)۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رض کے پاس رات گذاری (تو میں نے دیکھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اٹھ گیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا سر پکڑا اور مجھ کو اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل فقمت اصلی معہ"

یعنی حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رض نے حضور اقدس ص کی اقتدا کی اور حضور ص کے ساتھ نماز پڑھی لیکن حضور اقدس ص نے تنہا نماز تہجد شروع فرمائی تھی اس کا خیال بھی نہیں تھا کہ ابن عباس شریک نماز ہوں گے کیونکہ بظاہر سوئے ہوئے تھے اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داہنی جانب کر کے برقرار رکھا اس سے معلوم ہوا کہ نماز صحیح ہے۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا صک ۹۷ ومرّ مراراً۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا چونکہ ایک اہم مقصد استنباطِ مسائل ہے اس لئے ایک حدیث سے مختلف مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

یہاں امام بخاری رح نے کوئی حکم واضح نہیں کیا ہے چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

اقوال ائمہ (۱) جمہور یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رح، امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک صحت نماز کے لئے

امامت کی نیت شرط نہیں ہے البتہ عند الاحناف عورتوں کے حق میں مسئلہ محاذاۃ کی صورت میں نیتِ امام شرط ہے۔
(۲) اوزاعیؒ اور ثوری وفی روایۃ امام احمدؒ نیتِ امام شرط ہے۔ اگر امام نے امامت کی نیت نہیں کی ہے تو مقتدی پر اعادہ ہے۔
(۳) امام احمدؒ فی روایۃ فرض میں نیتِ امام شرط ہے نفل میں نہیں (عمدہ)

باب ۴۵۰ إذا طوّل الإمام وكان للرجل حاجة فخرج وصلّى۔

۶۷۲۔ حدّثنا مسلمٌ قال حدّثنا شعبةُ عن عمرٍو عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ أنّ معاذَ ابنَ جبلٍ كان يصلّي مع النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ثمّ يرجعُ فيؤمُّ قومَه ح وحدّثني محمّدُ بنُ بشّارٍ قال ثنا غندرٌ قال ثنا شعبةُ عن عمرٍو قال سمعتُ جابرَ بنَ عبدِ اللهِ قال كان معاذُ بنُ جبلٍ يصلّي مع النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ثمّ يرجعُ فيؤمُّ قومَه فصلّى العشاءَ فقرأ بالبقرةِ فانصرفَ الرجلُ فكأنّ معاذاً ينالُ منه فبلغَ النبيَّ صلّى الله عليه وسلّم فقال فتّانٌ فتّانٌ ثلثَ مرارٍ أو قال فاتناً فاتناً وأمرَهُ بسورتينِ من أوسطِ المفصّلِ قال عمرٌو لا أحفظهما۔

باب، جب امام نماز میں طویل قراءت کرے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو تو وہ جماعت سے نکل کر تنہا نماز پڑھ لے۔

ترجمہ حدیث | حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر واپس ہو جاتے اور اپنی قوم کی امامت کرتے۔

(دوسری سند) وحدّثني ای قال ابو عبد اللہ وحدثنی الخ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے سنا حضرت جابر رضؓ نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے پھر واپس ہو جاتے اور اپنی قوم میں امامت کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ عشاء کی نماز پڑھائی تو سورہ بقرہ شروع کر دی تو (مقتدیوں میں سے) ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا حضرت معاذ رضؓ اس کو برا کہنے لگے یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے معاذ سے تین مرتبہ فرمایا کہ تم فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو یا آپ صؐ نے فرمایا تو فاتن ہے، فسادی ہے، فسادی ہے اور آپ صؐ نے معاذ کو اوساط مفصل میں سے دو سورتیں پڑھنے کا حکم دیا عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ وہ دو سورتیں مجھے یاد نہیں رہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فقرأ بالبقرۃ فانصرف الرجل"
تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۹۷ ویاتی ایضا فی باب اذا صلّی ثم امّ قوما ص۹۸ وفی الادب ص۹۰۲

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ امام کے ساتھ نماز شروع کرنے سے اقتدا لازم نہیں ہوتا کہ مقتدی بالکل مجبورِ محض ہو بلکہ مقتدی کو اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے وقت امام کی اقتدا ترک کرکے اپنی نماز علیحدہ پڑھ سکتا ہے۔ بظاہر ترجمہ کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو مقتدی کی رعایت ملحوظ رکھنی چاہئے کہ ان میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، مریض بھی، ضعیف بھی اور ضرورتمند بھی۔

تشریح علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کا تعلق بھی مسائلِ قدوہ (پیروی) سے ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے کہ مقتدی اقتدا ترک کرکے منفرد بن جائے اور حدیث الباب کو اسی پر محمول کرتے ہیں کہ مقتدی نماز سے نکلے بغیر (صرف نیت بدل کر) انفراد اختیار کرلیا تھا (فیض ص۲۲۳/۲)
حنفیہ کے نزدیک اگر مقتدی نے اقتدا چھوڑ دی تو صرف نیت بدل لینا کافی نہیں اس نماز پر بنا کرنا درست نہیں اس کی نماز فاسد ہوگئی اب باضابطہ سلام پھیر کر پھر سے نیا تحریمہ باندھ کر نماز پڑھے، بخاری کی روایت میں فانصرف الرجل ہے جس میں ابہام ہے کہ انصرف من القدوۃ ۲ انصرف من الصلوٰۃ ۳ انصرف من المسجد۔ ان احتمالات میں سے کسی ایک کو بلا دلیل متعین کرنا درست نہیں۔
حنفیہ ومالکیہ کے پاس روایت نسائی میں تصریح ہے انصرف الرجل فصلّی فی ناحیۃ المسجد۔ (نسائی اول ص۹۴)۔
نیز مسلم شریف میں سلام پھیر کر تنہا نماز پڑھنے کی تصریح ہے (مسلم باب القراءۃ فی العشاء ص۱۸۷/۱)۔
امام بخاریؒ کا ترجمہ بھی مبہم ہے فخرج وصلّی سے اگر خرج عن الصلوٰۃ مراد ہو تو امام بخاریؒ حنفیہ ومالکیہ کے ساتھ ہیں لیکن اگر خرج عن القدوہ مراد ہو تو شوافع کے ساتھ ہیں۔

من اوسط المفصّل حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں " وفی المراد بالمفصل اقوال ستاتی فی فضائل القرآن اصحہا انہ اوّل قٓ الی آخر القرآن (فتح)
علامہ عینیؒ نے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے "اول الطوال من قٓ" وقال الخطابی روی ھٰذا فی حدیث مرفوع (عمدہ)
خلاصہ یہ ہے کہ مفصل قرآن مجید کی ساتویں منزل کا نام ہے یعنی سورہ قٓ سے اخیر قرآن تک، پھر اسکے تین حصے ہیں ۱ سورہ قٓ سے سورہ عمّ تک طوالِ مفصل ۲ سورہ عمّ سے والضحیٰ تک اوساطِ

مفصل ۔ اور سورہ والضحیٰ سے اخیر تک قصار مفصل ۔

اس روایت سے ایک دوسرا مسئلہ متعلق ہے یعنی اقتداء المفترض خلف المتنفل " یہ مسئلہ عنقریب بخاری شریف صـ ۹۸ کی حدیث ۶۸۲ میں مدلل آئیگا انشاء اللہ الرحمٰن ۔ ع ۔ غ چلمل ۔

باب ۴۵۱ تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۔

۶۷۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ ۔

باب ، قیام میں امام کے تخفیف کرنے اور رکوع وسجود کے پورا کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابومسعود انصاری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں فجر کی نماز میں فلاں کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں (یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا ہوں) کہ وہ لمبی نماز پڑھاتے ہیں، ابومسعود رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ ونصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ (عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں ، دیکھو جو کوئی شخص تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے وہ اختصار کرے کیونکہ نمازیوں میں کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند (سب ہی) ہوتے ہیں ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث في قوله " فايكم ماصلى بالناس فليتجوز " یعنی حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جماعت کی نماز مختصر (ہلکی) پڑھائے ۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا صـ ۹۷ ومر صـ ۱۹ ویاتی صـ ۹۸ وصـ ۹۰۲ وصـ ۱۰۶۰ مسلم صـ ۱۸۸ ۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے حدیث شریف میں مذکور لفظ فلیتجوز کی تفسیر ہے کہ تجوز واختصار کا تعلق قرأت اور اوراد واذکار کی تکثیر سے ہے کہ قرأت مختصر ہو باقی رہا رکوع وسجود تو پوری طرح سے ادا کرنا چاہئے ان میں قدر مسنون ومستحب سے کم نہ کرے ۔

اشکال اشکال یہ ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ تو عام ہیں ایکم ماصلّی بالناس فلیتجوز ، یعنی جو کوئی امامت کرے وہ تخفیف کرے ۔ پھر امام بخاری رح نے تجوز و اختصار میں قیام کی تخصیص کیوں کی؟ اور رکوع و سجود کے اتمام کا حکم کیوں فرمایا ؟

جواب :۔ علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ واتمام الرکوع والسجود میں واؤ بمعنی مع ہے یعنی تخفیف قیام میں ہوگی مع اتمام الرکوع والسجود کے یعنی تخفیف تو ضرور ہوگی لیکن ارکان وواجبات کی تکمیل کی جائے گی ۔

ع۲ قیام میں تخفیف کا حکم اس بنا پر ہے کہ قیام کو طویل کرنے میں مشقت زیادہ ہوتی ہے جس کی طرف خود حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ نماز میں کمزور اور بوڑھے وغیرہ ہوتے ہیں ۔

باب ۴۵۲ إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ ۔

۶۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَاِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ ۔

باب ، جب کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرنا چاہیئے اس لئے کہ ان مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اپنے لئے (یعنی تنہا) نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے (بشرطیکہ وقت کا خیال رہے)۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "واذا صلّی احدکم لنفسہ فلیطوّل ماشاء"

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰھنا ص۹۷ ومسلم ص۱۸۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ نماز میں تخفیف کا حکم مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر دیا گیا ہے ۔ لیکن اگر کوئی شخص تنہا انفرادی نماز پڑھ رہا ہے تو اپنے حال اور ذوق کے مطابق جس قدر چاہے طول دیدے ۔

باب ۴۵۳ مَنْ شَكَا اِمَامَهٗ اِذَا طَوَّلَ فَقَالَ اَبُو اُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ ۔

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ اَبِي خَالِدٍ

عن قَيْسِ بنِ اَبِى حَازِمٍ عن اَبِى مَسْعُوْدٍ قال قال رَجُلٌ يا رسولَ اللّٰهِ اِنِّى لَاَ تَاَخَّرُ عنِ الصَّلٰوةِ فِى الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فلانٌ فِيْهَا فَغَضِبَ رسولُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم مارَأَيْتُهٗ غَضِبَ فِىْ مَوْعِظَةٍ كانَ اَشَدَّ غَضَباً مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قال يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَمَنْ اَمَّ مِنْكُمُ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

باب، امام کی شکایت کرنے کا بیان جب وہ نماز کو لمبا کرے اور حضرت ابو اُسید نے (اپنے بیٹے منذر سے) کہا اے بیٹا تم نے ہماری نماز کو لمبی کر دی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو مسعودرضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں فجر کی نماز میں فلاں شخص کے طول دینے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے کہ میں نے آپ کو کسی نصیحت کے موقع پر اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا پھر آپؐ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کچھ لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو شخص لوگوں کی امامت کرے اسے تخفیف کرنا چاہئے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند ہوتے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "قال رجل يا رسول الله انى لاتأخر عن الصلوٰة فى الفجر مما يطيل بنا فلان فيها"

تعدد موضعہ:۔ والحديث هنا ص۹۸ ومر ص۱۹ و ص۹۷ ويأتى ص۹۰۲ و ص۱۰۶۰۔

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بنُ اَبِى اِيَاسٍ قال ثَنَا شُعْبَةُ قال ثَنَا مُحَارِبُ بنُ دِثَارٍ قال سمِعتُ جابِرَ بنَ عبدِ اللّٰهِ الْاَنْصارِىَّ قال اَقْبَلَ رجلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقد جَنَحَ اللَّيْلُ فَوافَقَ مُعَاذاً يُصَلِّى فَتَرَكَ نَاضِحَيْهِ وَاَقْبَلَ اِلٰى مُعَاذٍ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ اَوِ النِّسَآءِ وَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهٗ اَنَّ مُعَاذاً نَالَ مِنْهُ فَاَتَى النَّبِىَّ صلّى اللّٰه عليه وسلم فَشَكٰى اِلَيْهِ مُعاذاً فقال النبىّ صلى اللّٰه عليه وسلّم يا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اَوْ قال اَفَاتِنٌ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فلولا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَاِنَّهٗ يُصَلِّى وَرَاءَكَ الْكَبِيْرُ وَالضَّعِيْفُ وَذُو الْحَاجَةِ اَحْسِبُ هٰذَا فِى الحديثِ قال ابو عبدِ اللّٰهِ وتَابَعَهٗ سَعِيْدُ بنُ مَسْرُوْقٍ ومِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِىُّ وقال عَمْرٌو وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ مِقْسَمٍ وَاَبُو الزُّبَيْرِ عن جابِرٍ

قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ -

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص پانی کھینچنے والے دو اونٹوں کو لیکر آیا اور رات اندھیری ہوگئی تھی اس نے حضرت معاذ رضؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اپنے دونوں اونٹوں کو بٹھا دیا اور (نماز میں شریک ہونے کے لئے) معاذؓ کی طرف آیا حضرت معاذ رضؓ نے سورہ بقرہ یا سورہ نساء پڑھنا شروع کی تو وہ شخص (نماز چھوڑکر) چلاگیا اور اس کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت معاذ رضؓ نے اس کو برا کہا تو وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے معاذ کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ سے) فرمایا اے معاذ کیا تم فتنے میں مبتلا کرنے والے ہو آپ ص نے فتّان یا فاتن کا لفظ تین بار فرمایا، پھر فرمایا تم نے سبح اسم ربك الاعلیٰ، والشمس وضحٰها اور واللیل اذا یغشیٰ کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھائی؟ کیونکہ تیرے پیچھے بوڑھے اور کمزور اور ضرورتمند (ہر طرح کے لوگ) نماز پڑھتے ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جملہ "فانه یصلی وراءك" حدیث میں داخل ہے۔ امام بخاری رح کہتے ہیں کہ سعید بن مسروق اور ابواسحاق شیبانی نے شعبہ کی متابعت کی ہے اور عمرو بن دینار اور عبیداللہ بن مقسم اور ابوالزبیر نے حضرت جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ نے عشاء میں سورہ بقرہ پڑھی اور اعمش نے محارب بن دثار سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى "فشكى اليه معاذا الخ" فانّ فيه شكوىٰ صاحب الناضح الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من معاذ حين طوّل الصلوٰة وهو الامام (عمدہ)

تعدد موضعه:- والحديث هنا ص۹۸ ومرّ ص۹۷ ويأتی ص۹۰۲ -

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ بالادست حکام سے اس طرح کی شکایت کرنا غیبتِ محرمہ میں داخل نہیں، یعنی اس طرح کی شکایت کرنا جائز ہے۔

ع۲ بعض علماء سے منقول ہے کہ بیٹے کا اپنے باپ کی امامت کرنا مکروہ ہے، امام بخاری رح نے حدیث الباب سے ان کی تردید کردی اور ثابت کردیا کہ جائز ہے۔

بابٌ ۴۵۴ الْإِيجَازِ فِي الصَّلٰوةِ وَإِكْمَالِهَا -

۶۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ الصَّلٰوةَ وَيُكْمِلُهَا -

باب ، نماز کو اختصار کے باوجود اکمال کے ساتھ پڑھنے کا بیان (یعنی مختصر ہو مگر مکمل)۔
علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ مستملی اور کریمہ کے نسخہ میں یہ باب ہے اور بعض نسخہ میں یہ باب نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق باب سابق سے ہے چنانچہ بخاری شریف کی قدیم شرح کرمانی میں یہاں باب نہیں ہے اور یہ حدیث باب سابق کے تحت ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر اور پوری پڑھتے تھے (یعنی جماعت فرض میں آپ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے لیکن ارکان رکوع، سجود، قعدہ اور قومہ پورے طور پر ادا فرماتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى " كان النبى صلى الله عليه وسلم يوجز الصلوٰة ويكملها "

تعدد موضعہ: والحديث هنا صـ۹۸ وخرّجه مسلم صـ۱۸۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ جو امام مقتدیوں میں سے مریض اور بوڑھے مقتدی کی رعایت نہ کرے اور طویل طویل سورتیں پڑھ کر نماز کو لمبی کرے تو اس کی شکایت کی جائیگی جیسا کہ باب سابق سے معلوم ہوا۔
اب اس باب سے امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو ایجاز و اکمال کرے گا اس کی شکایت نہیں کی جائیگی جیسا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

بابـ۴۵۵ مَنْ اَخَفَّ الصَّلٰوةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ ۔

۶۷۸ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسىٰ قال حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عن يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ عن عبدِ اللهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عن اَبِيْهِ اَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلّى اللّٰه عليه وسلم قال اِنِّي لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِي صَلٰوتِي كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلىٰ اُمِّهٖ تَابَعَهُ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَبَقِيَّةُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ۔

باب ، اس شخص کا بیان جو بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز کو مختصر کر دے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا " میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں طول دوں (یعنی لمبی قرأت

کروں، پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا تو اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں اس بات کو ناگوار سمجھ کر کہ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالوں۔ بشر بن بکر اور بقیہ بن ولید اور عبداللہ بن مبارک نے امام اوزاعی سے اس روایت کے نقل کرنے میں ولید بن مسلم کی متابعت کی ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی "اريد ان اطول فيها فاسمع بكاء الصبی فاتجوز فی صلوتی"

تعدد موضعه والحديث هناص۹۸ ویاتی ص۱۲۱ وابوداؤد اول فی "باب تخفيف الصلوٰة للامر يحدث ص۱۱۵" وخرجه النسائی وابن ماجة ايضاً فی الصلوٰة۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ ہلکی نماز اور کامل نماز نہیں پڑھی اور بے شک آپ ﷺ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خوف سے کہ اس کی ماں پریشان ہو جائے گی نماز میں تخفیف کر دیتے تھے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی "وان كان ليسمع بكاء الصبی فيخفف مخافة اَن تفتن امه۔

تعدد موضعه: والحديث هناص۹۸ وخرجه مسلم ص۱۸۸۔

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو

کتنا شدید رنج وغم لاحق ہوتا ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی " وانا اريد اطالتها فأسمع بكاء الصبیّ فأتجوّز فی صلوتی "

تعدد موضعه: والحديث هنا ص۹۸ وایضاً مرّ آنفا ص۹۸۔

۶۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال نا ابنُ اَبِی عَدِیٍّ عن سَعِیدٍ عن قَتَادَةَ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ عنِ النَّبِیِّ صلّى الله عليه وسلّم قال اِنِّی لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوةِ فأُرِیدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ مِمَّا اَعْلَمُ مِن شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهِ مِن بُكَائِهِ وقال مُوسٰى حَدَّثَنَا اَبَانُ قال حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قال حَدَّثَنَا اَنَسٌ عنِ النبیِّ صلى الله عليه وسلّم مِثْلَهُ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "میں نماز شروع کرتا ہوں اور نماز کو طویل کرنا چاہتا ہوں پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو کتنا شدید رنج وغم لاحق ہوتا ہے، اور موسیٰ بن اسماعیل نے کہا کہ ہم سے ابان بن یزید نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے حضرت انس بن مالک رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث بیان کی۔

مطابقة للترجمة هذا طريق آخر من حديث انس رضی الله تعالى عنه والمطابقة فی " فأسمع بكاء الصبیّ فأتجوّز "

مقصد ترجمہ قال الزين بن المنير الخ شارح بخاری زین بن منیرؒ کہتے ہیں کہ ابواب سابقہ میں جس تخفیف کا حکم تھا وہ نماز میں شریک مقتدیوں کے حق سے متعلق تھا اور اس باب میں اس سے زائد یہ بات بیان کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مقتدی (یعنی بچہ کی رعایت) کے پیش نظر بھی تخفیف کی جاسکتی ہے اگرچہ فی الجملہ اس کا فائدہ مقتدی ہی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ (فتح الباری)

حافظ عسقلانیؒ کے نقل سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ حضور اقدسؐ نے جس بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز میں تخفیف فرمائی ہے وہ نماز میں شریک نہیں ہے، یعنی تخفیف غیر مقتدی کی بنا پر ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس باب کی یہ غرض نہیں ہے جو شراح فرماتے

ہیں کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کی ماؤں کی رعایت سے اختصار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ روایات میں ہے فیخفف مخافۃ ان تفتتن امّہ ۔ یعنی جو ماں شریکِ نماز ہے اس کی رعایت وخیال ہے۔ لہٰذا مقتدی کی رعایت ہوئی نہ کہ غیر مقتدی کی۔

تشریح امام بخاری رح نے اس باب میں چار روایات نقل کی ہیں ان روایات سے امام بخاری رح کا مقصد ثابت اور واضح ہے کہ نماز کے دوران عارضی اور وقتی مصلحت سے تخفیف جائز ہے

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جیسے نماز میں امرِ دنیوی کی وجہ سے تخفیف کی جاسکتی ہے تو امرِ آخرت کی بنا پر اس میں تطویل بھی جاسکتی ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اگر رکوع میں ہے اور کسی نمازی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو رکوع میں بجائے تین تسبیح کے پانچ یا سات کردے تاکہ آنے والا نمازی رکوع میں شریک ہوکر رکعت پالے تو یہ تطویل جائز ہے یا نہیں؟

ائمہ کرام رح کے اقوال مختلف ہیں شوافع رح کا مسلک امام نووی رح نے استحباب نقل کیا ہے لیکن حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے۔ بالخصوص آنے والا اگر صاحبِ ریاست وثروت ہو، لیکن اگر آنے والے کو امام بالکل نہیں جانتا صرف نمازی ہونے کا علم ہے کہ نمازی کو رکعت مل جائے تو جائز ہے۔

فرق ظاہر ہے کہ صاحبِ ریاست کی صورت میں اس کی عظمت کا لحاظ کیا گیا جو عبادت میں جائز نہیں بخلاف دوسری صورت کے کہ صرف اعانت علی العبادت ہے۔

نیز اگر آنے والا شریر ہے کہ اگر رکوع کو لمبا نہیں کریگا تو وہ تکلیف پہنچائیگا تب بھی ضرر و تکلیف سے بچنے کے لئے تطویل کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۵۶ اِذَا صَلّٰی ثُمَّ اَمَّ قَوْمًا۔

۶۸۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ وَ ابُوالنُّعْمَانِ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ۔

باب، جب خود نماز پڑھ چکا اس کے بعد لوگوں کی امامت کرے؟

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے پھر اپنی قوم میں جاتے تھے اور ان کو نماز پڑھاتے تھے

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " کان معاذ یصلی مع النبی صلی اللہ

علیہ وسلم ثم یاتی قومہ فیصلی بھم۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۸ وقد مضیٰ ص۹۷ و یأتی ص۱۰۲۔

مقصد ترجمہ: علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب تو یہ ہے کہ اگر ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ کر دوسرے لوگوں کی امامت کرے تو کیا حکم ہے؟

امام بخاری رح نے اپنی عادت کے مطابق کوئی جواب نہیں دیا ہے کہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟
چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ والظاھر ان میلہ الیٰ جواز ذٰلک (عمدہ)، یعنی امام بخاری رح کا رجحان و میلان بظاہر جواز ہی کی طرف ہے۔

تشریح: اس باب میں اصل مسئلہ صلوٰۃ المفترض خلف المتنفل کا ہے یعنی متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست ہے یا نہیں؟

اقتداء المفترض خلف المتنفل: حضرت امام شافعی رح اور داؤد ظاہری رح وفی روایۃ امام احمد رح کے نزدیک متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رح امام مالک رح اور امام احمد رح فی روایۃ مشہورۃ اور اکثر تابعین عدم جواز کے قائل ہیں حضرات شوافع نے حدیث الباب سے استدلال کیا ہے کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لیتے تھے پھر اپنی قوم بنی سلمہ میں جاکر وہی (عشاء کی) نماز پڑھاتے تھے۔

جواب: حدیث الباب سے استدلال اس لئے درست نہیں کہ حدیث الباب میں صرف اتنا مذکور ہے کہ حضرت معاذ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے پھر اپنی قوم میں جاکر نماز پڑھاتے تھے اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ حضرت معاذ رض حضور علیہ السلام کے ساتھ کونسی نماز پڑھتے پھر کس نیت سے پڑھتے تھے۔ اس میں کثیر احتمالات ہیں۔ ۱ یہ احتمال ہے کہ حضرت معاذ رض حضور اقدس علیہ السلام کے پیچھے فرض پڑھتے ہوں۔ ۲ اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفل کی نیت سے پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کے ساتھ فرض۔ اور یہی ارجح اور قوی تر احتمال ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

جواب ۲: ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہو جبکہ ایک فرض نماز دو مرتبہ پڑھی جاتی تھی۔

جواب ۳: یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنیتِ فرض شرکت کی ہو اور قوم کے ساتھ بنیتِ نفل یا دونوں جگہ بنیت فرض ہی شرکت کی ہو، ان دونوں صورتوں میں حضرت معاذ رض کا اپنا اجتہاد تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے یہاں جاکر بھی نماز پڑھاتے ہیں اور طویل نماز پڑھاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا یا معاذ اما ان تصلّی معی واما ان تخفف عن قومك ۔ یعنی اے معاذ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم کو مختصر نماز پڑھاؤ۔ یعنی اے معاذ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرو یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یعنی قوم کی امامت ختم کردو، اور اگر اپنی قوم کی امامت کرنی ہے تو میرے ساتھ مت پڑھو اور امامت کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے تخفیف کا خیال رکھو۔

جواب ۵ حدیثِ الباب حدیثِ معاذؓ صلوٰۃ خوف سے منسوخ ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ اُحد سے پہلے کا ہے اور صلوٰۃ خوف کی مشروعیت ۵ھ میں ہوئی، تو اگر یہ صورت جائز ہوتی کہ فرض پڑھ لینے کے بعد بھی فرض پڑھ سکتا ہے تو ایک ہی امام دونوں جماعتوں کو پوری نماز پڑھا دیتا پھر صلوٰۃ خوف کا طریقہ جاری کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

جمہور کے دلائل ۱ ارشاد نبوی الامام ضامن والمؤذن موتمن (ابوداؤد فی "باب ما یجب علی المؤذن من تعاهد الوقت ص۷۷"، ترمذی اول فی "باب ماجاء ان الامام ضامن الخ ص۲۹")

امام ضامن ہے یعنی سارے مقتدیوں کی نماز کو اپنی نماز کے ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ قاعدہ ہے کہ ضعیف قوی کا ضامن نہیں ہوسکتا، ادنیٰ کے ضمن میں اعلیٰ نہیں آسکتا البتہ اس کا برعکس اعلیٰ اور قوی کے ضمن میں ادنیٰ آسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ فرض اعلیٰ اور قوی ہے اس لئے فرض کے ضمن میں نفل آسکتی ہے۔

نیز ضمن میں آنے کے لئے مساوی اور مماثل ہونا ضروری ہے مغایرت کے بعد ضمن صحیح نہ ہوگا اس لئے ایک فرض پڑھنے والے کے پیچھے دوسرا فرض پڑھنے والا اقتداء نہیں کرسکتا مثلاً عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی قضا یا کل کی عصر ہی کی قضا پڑھنے والا اقتداء نہیں کرسکتا۔

جمہور کی دوسری دلیل ارشاد نبوی انما جعل الامام لیوتم به (بخاری اول ص۹۵ ایضاً ص۱۰۰ و مسلم اول پہلی سطر ص۱۷۷ ایضاً ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ)

اگر امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہو تو اقتداء نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔

بابُ۴۵۷ مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيْرَ الْاِمَامِ۔

۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِنْ يَّقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرُ

عَلَى الْقِرَاءَةِ فقال مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فقلتُ مِثْلَهٗ فقال فِى الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يوسفَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلّٰى وَخَرَجَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْاَرْضَ فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ صَلِّ فَتَاَخَّرَ اَبُوْبَكْرٍ وَقَعَدَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم اِلٰى جَنْبِهٖ وَ اَبُوْبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ تَابَعَهٗ مُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

باب، اس شخص کا بیان جو لوگوں (یعنی مقتدیوں) کو امام کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر کی آواز) سنائے۔
یعنی اگر کسی جماعت میں مقتدیوں کی بہت زیادہ کثرت کی وجہ یا امام کی آواز پست ہونے کی وجہ سے امام کی تکبیر مقتدیوں تک نہ پہونچنے کا خیال ہو تو کسی مقتدی کو مکبّر مقرر کردیا جائے تاکہ بلند آواز سے امام کی تکبیر سب لوگوں کو سنادے تو یہ جائز ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں وصال فرمایا تو بلال رضؓ نماز کی اطلاع دینے کے لئے آپؐ کے پاس آئے آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب آدمی ہیں وہ اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور قرأت پر قادر نہ ہوں گے۔ آپؐ نے (پھر) فرمایا ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے پھر وہی عرض کیا تو آپؐ نے تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا کہ تم تو یوسف عؑ کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکرؓ نے نماز شروع کردی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے مرض میں کچھ افاقہ محسوس کرکے) دو آدمیوں کے بیچ میں سہارا لیتے ہوئے نکلے گویا میں اس وقت بھی آپؐ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپؐ کے دونوں پیر زمین پر خط کھینچ رہے ہیں، جب ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپؐ نے اشارہ سے ابوبکر کو فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے ابوبکرؓ آپ کی تکبیر لوگوں کو سناتے تھے، محاضر نے اعمش سے روایت کرنے میں عبد اللہ بن داؤد کی متابعت کی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وابوبکر یسمع الناس التکبیر"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۹۸ تا ص۹۹ و مرّ ص۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر مقتدی بہت ہوں اور امام کی تکبیر (اللہ اکبر)

کی آواز مقتدیوں تک نہ پہونچنے کا خیال ہو تو امام کی تکبیرات مقتدیوں کو سنانے کے لئے مکبّر مقرر کرنا جائز ہے کہ وہ بلند آواز سے امام کی تکبیرات مقتدیوں تک پہونچادے اگر ایک مکبّر کافی نہ ہو تو ایک سے زائد مکبر مقرر کرنا بھی درست ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیرات مقتدیوں کو سنانے کے لئے بلند آواز سے کہتے تھے۔

باقی تشریح کے لئے روایت گذر بھی چکی ہے اور آئندہ بھی آرہی ہے۔

بابٌ ۴۵۸ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔

۶۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ۔

باب، ایک شخص امام کی اقتدا کرے اور تمام لوگ اس مقتدی کی اقتدا کریں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا تم لوگ میری اقتدا کرو اور تمہارے بعد آنیوالے تمہاری اقتدا کریں گے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے (مرض وفات میں) تو حضرت بلال رض آپ ص کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے آپ ص نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی آواز) لوگوں کو نہ سنا سکیں گے کاش آپ حضرت عمر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیں، آپ ص نے پھر یہی فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ) میں نے حفصہ رض سے کہا کہ تم حضور اقدس ص سے عرض کرو کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو (آواز) نہ سنا سکیں گے کاش آپ عمر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اس پر آپ ص نے فرمایا تم تو یوسف ع کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر ہی سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پس جب ابوبکر رض نے نماز شروع کردی تو رسول اللہ صلی اللہ نے اپنی طبیعت میں تخفیف محسوس فرمائی (اپنی طبیعت ہلکا پایا) تو آپ ص دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیکر چلنے لگے اور آپ ص کے دونوں پیر زمین پر خط کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے، جب ابوبکر رض نے آپ ص کی آہٹ محسوس کی تو ابوبکر رض پیچھے ہٹنے لگے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کردیا (کہ اپنی جگہ رہو) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے یہاں تک کہ ابوبکر رض کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رض کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے حضرت ابوبکر رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کررہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر کی نماز کے مقتدی تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "یقتدی ابوبکر بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مقتدون بصلوٰۃ ابی بکر"

تعدد موضعہ:- والحدیث ھنا ص۹۹ ومضٰی ص۹۱ و ص۹۸ تا ص۹۹۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں قال ابن بطال ھذا موافق لقول مسروق والشعبی ان الصفوف یؤم بعضھا بعضا خلافاً للجمھور (فتح)

یعنی امام بخاری رح کا یہ باب مسروق اور شعبی رح کے موافق ہے۔ امام شعبی اور مسروق رح فرماتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں چند صفیں ہوں تو اگلی صف والے امام کا اتباع اور اقتداء کریں گے اور دوسری صف والے پہلی صف کی اقتداء کریں گے، علیٰ ہذا تیسری صف والے کا امام دوسری صف والے ہیں۔ وھلم جرًا۔

علامہ عینی رح نے بھی تقریباً یہی لکھا ہے استدل بہ الشعبی علی جواز ائتمام بعض المأمومین ببعض وھو مختار الطبری ایضاً۔ (عمدۃ)

بظاہر امام بخاری رح کا مقصد امام شعبی وغیرہ کی موافقت و تائید ہے۔

ائمۂ اربعہ اور جمہور رحمہم اللہ کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں بلکہ امام ہی پوری جماعت کا امام ہے۔ اور امام صرف ایک شخص ہی ہوگا۔

ثمرۂ اختلاف ایک شخص نماز جماعت میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا لیکن مقتدیوں نے ابھی سر نہیں اٹھایا یعنی شریک والا اگر اپنے سامنے کے مقتدیوں کا رکوع پالیا تو اس نے اپنے امام کا رکوع پالیا اور یہ مدرکِ رکعت مانا جائیگا۔

جمہور کے نزدیک اس کو مدرک رکوع نہیں مانا جائیگا، یعنی امام جب تک رکوع میں ہے اور شریک ہونیوالا امام کو رکوع میں پالے گا تو مدرک رکعت ہوگا دوسرے مقتدیوں کا اعتبار نہیں

تشریح ائتموا بی ولیأتمّ بکم من بعدکم جمہور کے نزدیک اس روایت کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم لوگ میری اقتدا و پیروی کرو یعنی مجھ سے طریقہ سیکھ لو اور بعد میں آنے والے لوگ تمہاری اقتدا کریں گے، تمہارے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ میں تو رہوں گا نہیں کہ ہر فعل مجھ سے دریافت کریں اس لئے تم خوب میرے طریقہ کو دیکھ سمجھ لو آنے والی نسلیں تمہاری اقتدا کریں گی۔

باب ۴۵۹ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ۔

۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن أَيُّوبَ بنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عن محمّدِ بنِ سِيرِينَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ اللهِ صلّى الله عليه وسلم انصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فقال لهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يا رسولَ اللهِ فقال رسولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فقال النّاسُ نَعَمْ فقامَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فصلّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ۔

باب، جب امام کو نماز میں شک واقع ہوجائے تو کیا وہ مقتدیوں کی بات پر عمل کرسکتا ہے؟

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر علیحدہ ہوگئے (سلام پھیر دیا)، تو آپ سے ذو الیدین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کمی کردی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے پھر آپ نے آخری دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر اپنے سجدہ کرنے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے بھی طویل سجدہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم شکّ فیما قال لہ ذو الیدین فرجع فیہ الی قول الناس الخ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۹۹ ومرّ ص۶۹ ویاتی ص۱۶۳ وص۱۶۴ وص۸۹۴ وص۱۰۷۷ باقی مواضع کے لئے حدیث ۴۶۵ ملاحظہ فرمائیے۔

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ نَا شُعْبَۃُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ فَقِیْلَ قَدْ صَلَّیْتَ رَکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز (ایک مرتبہ) صرف دو رکعتیں پڑھیں تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں پھر آپ صؐ نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر (سہو کے) دو سجدے کئے۔

مطابقتہ للترجمۃ:- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ:- ھذا طریق اٰخر فی الحدیث المذکور۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھنا ص۹۹ باقی مواضع کے لئے حدیث ۴۶۵ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں قطعی طور پر کوئی حکم نہیں لگایا ہے بلکہ ھل کے ذریعہ ترجمہ قائم کیا ہے۔

علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کی عادت ہے کہ مسئلۂ اختلافیہ میں کوئی حکم وفیصلہ کن بات نہیں کہتے بلکہ اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ھل کے ساتھ ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

۲ امام بخاری رحؒ کا مقصد شوافع کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مقتدی کی بات پر اعتماد نہیں کریگا تاوقتیکہ امام کو خود بھی یقین نہ آجائے۔

اس مسئلہ میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:-

ائمہ کے اقوال اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر امام کو یقین ہے کہ نماز پوری پڑھی ہے تو امام اپنے یقین کے مطابق عمل کریگا۔ لیکن اگر امام کو خود شک ہے تو امام شافعی رحؒ کے نزدیک امام کو جب تک یقین نہ ہو جائے اس وقت تک مقتدی کی بات ماننا جائز نہیں۔

(۲) امام مالک رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کو شک ہو اور دو عادل آدمی لقمہ دیں تو مقتدی کی بات پر عمل کرنا ہوگا۔

(۳) امام احمد بن حنبل رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مقتدی کہتا ہے تو امام اپنے یقین پر عمل کریگا اور اگر دو عادل ہوں تو ان کی بات پر عمل ضروری ہوگا۔

(۴) امام اعظم ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اگر امام کو شک ہو تو مقتدی کے قول پر عمل کرے گا خواہ ایک ہی مقتدی کیوں نہ ہو۔

بہرحال حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام کو اگر سہو یا شک پیش آجائے تو مقتدی کی بات پر اعتماد کرنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔

باقی یہ حدیث بخاری ص۱۶۳ و ص۱۶۴ میں آرہی ہے انشاء اللہ مزید تفصیل آئے گی۔ حضرت ذوالیدین رض کا اصلی نام خرباق (بکسر الخاء) تھا، ان کو ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اس لئے کہا جاتا تھا کہ ان کے دونوں ہاتھ لمبے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۶۰ إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَأُ إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللهِ۔

۶۸۷ ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِيْ مَرَضِهِ مُرُوْا أَبَابَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لَهُ إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهُ إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

باب، جب امام نماز میں رو پڑے؟ عبداللہ بن شداد رح (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے (نماز میں) حضرت عمر رض کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا اور وہ (سورہ یوسف کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ (میں اپنی پریشانی اور غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں)۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ ام المومنین رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے آپ ص سے عرض کیا کہ ابوبکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے اپنی آواز لوگوں کو

نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر فرمادیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضی بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے کہو کہ ابوبکر رضی جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر رضی کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی نے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بس کرو) بلاشبہ تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہ رضی نے حضرت عائشہ رضی سے کہا کہ میں نے تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ قالت عائشۃ قلتُ لہ اِنّ ابابکرٍ اذا قام فی مقامك لم یسمع الناس من البکاء۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۹ تا ص۱۰۰ ومرّ ص۹۳ ویاتی ص۴۷۹ وص۱۰۸۵۔

مقصد ترجمہ اگر نماز کی حالت میں امام پر گریہ طاری ہو جائے، امام رو پڑے تو کیا حکم ہے؟ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں کوئی جواب ذکر نہیں فرمایا، لیکن امام بخاری رح نے باب کے تحت جو اثر اور روایت پیش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

اقوال ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے یا جہنم کے تذکرہ سے روئے تو جائز ہے نماز میں کسی طرح کی کراہت نہ ہوگی اگرچہ رونے میں آواز بھی پیدا ہو جائے۔

اور اگر جسمانی یا دنیاوی مصائب کی وجہ سے رونا آئے تو اگر آواز سے روئے بایں طور کہ آواز میں الفاظ و حروف ظاہر ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر رونے کی آواز پیدا نہ ہو صرف آنکھ متاثر ہو کہ آنسو آجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی امام احمد بن حنبل رح کا بھی مذہب ہے۔

(۲) حضرت امام شافعی رح کے نزدیک اگر رونے میں دو حرف ظاہر ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی خواہ رونے کا سبب خوفِ خدا ہو یا اور کوئی سبب آواز و حروف مفسد صلوٰۃ ہے

بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد شوافع کا رد ہو اور جمہور کی موافقت و تائید۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری رح نے حضرت عمر رضی کا اثر بطور استدلال نہیں نقل فرمایا ہے، یہ قصہ فجر کی نماز کا ہے عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ یوسف تلاوت کر رہے تھے، جب اس آیت پر پہونچے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ تو حضرت عمر رضی رو رہے تھے، عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ میں آخری صف میں رونے کی آواز سن رہا تھا، ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی کا یہ رونا کسی جسمانی تکلیف یا دنیاوی مصائب کی بنا پر نہ تھا بلکہ کسی واردِ غیبی یا پروردگار عالم کی جانب سے حضرت یعقوب علیہ السلام

کے امتحان کے استحضار پر بے اختیار گریہ وبکاء طاری ہوگیا۔
معلوم ہوا کہ نماز میں گریہ وبکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

روایت سے استدلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکرؓ کے رقتِ قلب اور کثرتِ بکاء کا علم تھا اس کے باوجود آپ ؐ نے ابوبکر ہی کے لئے نماز پڑھانے کا حکم فرمایا نیز ابوبکرؓ کو گریہ وبکاء سے منع نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ گریہ وبکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

ماکنتُ لاصیب منك خیراً اس سے اشارہ واقعۂ شہد کی طرف ہے کہ حضور اقدس ؐ نے حضرت زینبؓ کے یہاں شہد نوش فرمایا اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے یہاں تاخیر سے پہونچنے لگے تو عائشہؓ نے حفصہؓ سے کہا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لائیں تو کہدینا کہ آپ کے منہ سے مغافیر (گوند) کی بو آرہی ہے، حفصہؓ نے رسول اللہ ؐ سے ڈرتے ڈرتے کہدیا اس پر عتاب نازل ہوا، تو حفصہؓ عائشہؓ سے کہتی ہیں کہ تم پھر مجھ کو حضور ؐ کی توبیخ دڈانٹ سنوانا چاہتی ہو جیسا کہ شہد کے معاملہ میں ہوا تھا۔

باب [۴۶۱] تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَبَعْدَهَا۔

۶۸۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

باب، اقامت کے وقت اور اقامت کے بعد صفوں کے برابر کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ (نماز میں) اپنی صفوں کو برابر کرلیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرمادیگا (باہمی پھوٹ ڈالدے گا)۔

مطابقته للترجمة:۔ مطابقة الحديث للترجمة في قوله " لتسوّنّ صفوفكم الخ "

تعدد موضعه:۔ والحديث هنا صـ۱۰۰ ومسلم اول صـ۱۸۲ وترمذی صـ۳۱، ابوداؤد صـ۹۷۔

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّي اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفوں کو درست کرو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اقیموا الصفوف " لان الامر باقامۃ الصفوف ھو الامر بالتسویۃ ۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھنا صنا ویاتی الحدیث فی الباب الذی بعدہ صنا ومسلم اول ص۱۸۲ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد تسویۂ صفوف کی اہمیت بیان کرنا ہے کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو نہایت اہتمام سے صفوں کو سیدھا کرلیا جائے اس لئے کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچنے کے وقت یا اقامت کے بعد فوراً امام کو تکبیر تحریمہ منعقد کرکے نماز شروع کردینی ہے ۔ امام بخاری رح نے تنبیہ کردی کہ اگر تسویۂ صفوف میں کمی رہ گئی ہو تو اقامت کے بعد پہلے صفوں کو سیدھا اور درست کرلے ۔

سوال ترجمۃ الباب میں عند الاقامۃ وبعدھا کی قید ہے لیکن باب کے تحت جو روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ قید مذکور نہیں ہے ؟ سوال یہ ہے کہ مصنف رح نے یہ اضافہ کہاں سے فرمایا ہے ؟

جواب ع۱ باب کی پہلی روایت میں لتسون صفوفکم یہ خبر بمعنی انشاء ہے ۔ یعنی آنحضرت م کا حکم ہے کہ نماز میں صفوں کو برابر کرو ۔ اور باب کی دوسری حدیث میں تو صراحۃً حکم ہے ۔ معلوم ہوا کہ تسویہ صفوف ضروری ہے اور یہ اقامت کے وقت یا اقامت کے بعد ہی ہوا کرتا ہے تو اس عموم سے امام بخاری رح نے عند الاقامۃ وبعدھا کو ثابت کیا ہے ۔

ع۲ یا امام بخاری رح نے اپنی عادت کے مطابق ان حدیثوں کے دوسرے طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضؓ ہی کی روایت میں ہے فقام حتی کاد ان یکبر الخ (مسلم اول ص۱۸۲) یعنی آپ م کھڑے ہوگئے قریب تھا کہ آپ م تکبیر تحریمہ کہہ لیں (یعنی اقامت ہو رہی تھی) اتنے میں آپ م نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو آپ ص نے فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں سیدھی کرلو الخ۔

اور باب کی دوسری روایت حضرت انس رضؓ کی حدیث بخاری شریف کے اسی صفحہ پر اگلے باب میں آرہی ہے اقیمت الصلوٰۃ فاقبل الخ یعنی اقامت ہوگئی تو آپ ص نے ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا اقیموا صفوفکم (صفیں سیدھی کرلو) ۔

تسویۂ صفوف کا حکم علامہ عینی رح فرماتے ہیں "فیہ الامر بتسویۃ الصفوف وھی من سنۃ الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ والشافعی ومالک رحمھم اللہ وزعم ابن حزم

انه فرض الخ (عمدہ)۔
یعنی جمہور فقہاء کے نزدیک سنت ہے صرف علامہ ابن حزم ظاہری فرض کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عدم تسویہ کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی لیکن ان کا یہ مذہب شاذ ہے۔

اولیخالفن اللّٰہ بین وجوھکم اگر وجوہ سے مراد ذوات ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے درمیان عداوت و بغض پیدا ہو جائیگا، باہمی پھوٹ پڑ جائے گی اور یہی مطلب ترجمہ میں لیا گیا ہے۔

۲ دوسری صورت یہ ہے کہ وجوہ سے حقیقی اور ظاہری معنی لیا جائے یعنی چہرہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے میں اختلاف پیدا کر دیگا کہ انسانی چہرہ سے غیر وجہ انسانی کی طرف مبدل کر دیں گدھے کی صورت میں تبدیل کر دیں۔ یا چہرے کے نقوش کو آگے سے پیچھے کر دیں یعنی مسخ کر دیں والاول اوجہ واللہ اعلم۔

فانی اراکم خلف ظھری علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ اس میں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں اپنے ظاہر اور حقیقت پر محمول ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص میں سے تھا اور بطور خرق عادت معجزہ تھا۔

افادہ:۔ یہ بحث گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حدیث ۶۶۴ کی تشریح۔

باب ۴۶۲ اِقْبَالِ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ۔

۶۹۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ رَجَاءٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ نَا حُمَيْدُ ۨ الطَّوِيْلُ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِىْ۔

باب، صفیں سیدھی کرتے وقت امام کے لوگوں کی طرف متوجہ ہونے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا کہ نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی صفوں کو درست کر لو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو بلاشبہ میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھہ فقال الخ"

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صنا ومر انفاً صنا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد طریقۂ تسویہ کی تعلیم ہے کہ امام کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں پر نگاہ ڈال لے کہ صفیں سیدھی ہوئیں یا نہیں؟ صفوں کی درستگی امام کی ذمہ داری ہے۔

تشریح تراصّوا بضم الصاد المشددة، اصل میں تراصصوا تھا صاد کو صاد میں مدغم کردیا گیا معناہ تلاصقوا، ایک دوسرے سے چمٹ جاؤ، جڑ جاؤ۔
اصل مادّہ ر ص صّ ہے جس کے معنی ہیں دو چیزوں کو ملا کر جوڑ دینا، چپٹا دینا۔

باب ۴۶۳ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

۶۹۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عن مَالِكٍ عن سُمَيٍّ عن اَبِی صالِحٍ عن اَبِی هریرَةَ قال قالَ النَّبِیُّ صلَّی اللہ علیه وسلم الشُّهَدَاءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْمَطْعُوْنُ وَالْهَدِمُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ ما فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ ولَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ والصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا ولَوْ حَبْوًا ولَوْ يَعْلَمُوْنَ ما فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا۔

باب، پہلی صف (کے ثواب) کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہداء (یہ لوگ بھی شہید ہیں) ڈوب کر مرنے والا، پیٹ کی بیماری میں مرنے والا طاعون سے مرنے والا، دب کر مرنے والا، اور آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو نماز کے لئے جلدی آنے میں ہے تو وہ ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کریں اور اگر لوگ جان لیں جو ثواب عشاء اور صبح کی نمازیں ہے تو وہ ان نمازوں میں ضرور آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چلنا پڑے اور اگر وہ ثواب جان لیں جو پہلی صف میں ہے تو اس کے لئے قرعہ اندازی کریں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ولو یعلمون ما فی الصفِّ المقدم لاستہموا"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۰ ومرّ ص۹۰ ویأتی ص۳۹۷، ایضاً ص۸۵۳ ومنہ قال لو یعلمون ما فی التہجیر الخ مرّ ص۸۶ ویاتی ص۳۷۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد صفِ اول کی فضیلت بیان کرنی ہے مگر صف اول کے مصداق میں اقوال مختلف ہیں۔

(۱) جمہور کے نزدیک صفِ اول وہ ہے جو امام کے متصل ہو۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وھو الصحیح المختار وعلیہ المحققون (قس)۔

(۲) بعض حضرات کہتے ہیں کہ صف اول کا مصداق وہ لوگ ہیں جو نماز کے لئے سب سے پہلے مسجد کے اندر آجائیں خواہ وہ نماز دوسرے یا تیسرے صف میں ہی پڑھیں۔ قالہ ابن عبدالبر۔

امام بخاریؒ اس باب سے جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں اور علامہ ابن عبدالبر وغیرہ پر رد کر رہے ہیں۔ امام بخاریؒ استدلال کرتے ہیں لویعلمون مافی الصف المقدم لاستھموا۔ تو اگر صفِ اول کا مصداق وہ لوگ ہوتے جو مسجد میں پہلے آویں تو اس میں قرعہ اندازی کا کیا مطلب؟

اور جمہور فرماتے ہیں کہ مسجد میں پہلے آنے کا ثواب بہرحال ہے یہ علیحدہ چیز ہے اور صفِ اول کا ثواب الگ ہے۔

باب ۴۶۴ إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔

باب، نماز کو کامل کرنے کے لئے صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا اس سے اختلاف نہ کرو تو جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ ربنا لک الحمد کہو۔ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم لوگ بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم لوگ بھی سب بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف کو سیدھا رکھو اس لئے کہ صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کی خوبی کا ایک جز ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " فان اقامۃ الصف من حسن الصلوٰۃ" ای من حسن تمام الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا صـ۱۰۱ ویاتی صـ۱۰۱ تا صـ۱۰۲ ومسلم اول صـ۱۸۲۔

۶۹۳۔ حدثنا ابوالولید قال نا شعبة عن قتادة عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سوّوا صفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو اس لئے کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے درست کرنے کا جزء ہے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة فی "فانّ تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا صـ۱۰۰، مسلم اول صـ۱۸۲، ترمذی اول صـ۳۱۔ ابوداؤد اول صـ۹۷ تا صـ۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے اس باب کے تحت دو طرح کی روایات ذکر کی ہیں:۔
(۱) پہلی روایت ہے "اقامة الصفّ من حسن الصلوٰة"
اور دوسری روایت میں ہے "تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة"

امام بخاریؒ نے جو ان روایات پر ترجمہ قائم فرمایا ہے "اقامة الصف من تمام الصلوٰة" اس سے امام بخاریؒ کے تفقہ اور دقت نظر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں روایات کے درمیان ایک تیسرا عنوان قائم کرکے تطبیق بین الروایات پیش کردی ہے اور بتادیا کہ حسن واقامت دونوں چیزیں نماز کیلئے مکمل و متمم ہیں۔

پہلی روایت کے الفاظ من حسن الصلوٰة سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ صف کو نفسِ صلوٰة میں کوئی دخل نہیں ہے اس کے ذریعہ سے صرف حسن پیدا ہوجاتا ہے۔

اور دوسری روایت میں فانّ تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ صف کو نفس صلوٰة میں دخل ہے اور داخلی چیز ہے۔

قربان جایئے امام بخاری رحؒ نے من تمام الصلوٰة قائم کرکے بہترین حل فرمایا کہ اقامتِ صف جزءِ صلوٰة ہے مگر جزءِ تکمیلی ہے جس سے نماز میں حسن پیدا ہوتا ہے ایسا جزء نہیں ہے کہ اس کے انتفاء سے انتفاء صلوٰة ہوجائے ورنہ پہلی روایت سے تعارض ہوجائیگا۔

البتہ جمہور کے نزدیک چونکہ اقامتِ صف سنت مؤکدہ ہے یعنی قریب الوجوب اس لئے ترک سنت کا گناہ ہوگا اور نماز میں نقصان بھی ہوگا مگر نماز ادا ہوجائے گی، علامہ ابن حزم کا مفسد صلوٰة کہنا نقلاً وعقلاً غلط ہے۔ واللہ اعلم۔ ع غ چلمل۔

بَابُ ۴۶۵ اِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَنَا الفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ انا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عن بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ الاَنْصَارِيِّ عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَدِمَ المَدِيْنَةَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قال ما اَنْكَرْتُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ الصُّفُوْفَ وقال عقبة بْنُ عُبَيْدٍ عن بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ علينا اَنَسٌ المَدِيْنَةَ بِهٰذَا۔

باب، اس شخص کے گناہ کا بیان جو صفوں کو پورا نہ کرے

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ وہ (بصرہ سے) مدینہ طیبہ آئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے ہم میں کونسی بات اس کے خلاف پائی جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا میں نے بجز اس کے کوئی بات خلاف نہیں پائی کہ تم (نمازمیں) صفیں درست نہیں کرتے ہو، اور عقبہ بن عبید نے بشیر بن یسار سے روایت اس طرح نقل کی ہے کہ حضرت انسؓ ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے پھر یہی حدیث نقل کی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة هذا الاثر للترجمة من حيث ان انسا حصل منه الانكار على عدم اقامتهم الصفوف الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ:۔ والحديث هنا صننا۔

مقصد ترجمہ اس باب میں امام بخاری رحؒ نے اپنا رجحان و میلان واضح کر دیا کہ تسویہ صفوف واجب ہے کیونکہ حضرت انس رضؓ کے انکار سے امام بخاری رحؒ نے استدلال کر لیا کہ حضرت انسؓ کا انکار اثم یعنی گناہ کی وجہ سے تھا۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تسویہ صفوف پر اہتمام فرمانا، نیز ارشاد نبویؐ صلّوا کما رأیتمونی اصلی، ان دلائل سے بخاری رحؒ نے استدلال کیا ہے۔

اور خود حضرت انس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے "سوّوا صفوفکم" اس میں امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے

امام بخاری رحؒ نے اس ترجمۃ الباب میں لفظ اثم یعنی گناہ کا عنوان قائم کر کے اپنا مقصد ظاہر کر دیا کہ تسویہ صفوف واجب ہے۔ لیکن جمہور ائمہ رحؒ کا مذہب گذر چکا ہے کہ سنت مؤکدہ ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ ٤٦٦ اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ۔

٦٩٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِيْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ۔

باب، صف میں شانے سے شانہ ملاکر اور قدم سے قدم ملاکر کھڑے ہونے کا بیان۔
اور حضرت نعمان بن بشیر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ایک شخص اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنہ سے ملادیتا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اس لئے کہ میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص (صف میں) اپنے شانے کو اپنے ساتھی کے شانے سے اور اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم سے ملادیتا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ وکان احدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ الخ والحدیث ھنا مسنداً۔

مقصد ترجمۃ امام بخاری رحؒ کا مقصد ترجمہ سے بالکل واضح ہے کہ تسویہ صفوف کی صورت اور اس کا طریقہ بتانا چاہتے ہیں۔

روایت میں شانے کو شانے سے اور قدم کو قدم سے ملانے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ الزاق حقیقی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ سارے لوگ ایک ہی قدوقامت کے نہیں ہوتے ہیں بعض طویل القامت یعنی لمبا ہوتا ہے اور بعض قصیر۔ اس لئے لا محالہ محاذات مراد ہے یعنی محاذاتِ مناکب بالمناکب اور محاذات قدم بالقدم مراد ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ سارے نمازی ایک خط پر کھڑے ہوجائیں کہ سب کے قدم برابر ہوجائیں اور برابری میں ایڑی کا لحاظ کیا جائیگا پنجوں کا نہیں، چنانچہ بڑے بڑے مساجد میں صفوں کی درستگی کے لئے رسّی کھینچ دیجاتی ہے کہ جس سے سارے نمازی کی صفیں برابر اور درست ہوجاتی ہیں۔

غالباً یہی مقصد امام بخاری رحؒ کا ہے جیسا کہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں حضرت نعمان بن بشیر رضؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک دوسرے کے ٹخنے سے ٹخنہ ملالیتے تھے۔

مگر یہ واضح رہے کہ اس سے مقصود حقیقی الزاق و اتصال نہیں ہے بلکہ مقصد محاذات بیان کرنا ہے۔

چونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ صفیں سیدھی رکھی جائیں۔

بَابٌ [۴۶۷] إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ يَسَارِ الْإِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ خَلْفَهُ إِلَى يَمِينِهِ تَمَّتْ صَلَاتُهُ۔

۶۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلَّى وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

باب، اگر کوئی شخص (مقتدی) امام کے بائیں جانب کھڑا ہو اور امام اس کو اپنے پیچھے سے اپنے داہنی جانب پھیر لے تو نماز پوری ہو جائے گی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی تو میں (نا واقفیت کی وجہ سے) آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کی جانب سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور سو گئے پھر آپؐ کے پاس مؤذن آیا تو آپؐ نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقمت عن یسارہ فاخذ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۰ وقد مضٰی ص۲۲ وص۲۵ وص۳۰ وص۹۷۔ ویاتی ص۱۰۱ وص۱۱۸ تا ص۱۱۹ وص۱۳۵ وص۱۵۹ تا ص۱۶۰ وفی الثانی ص۶۵۷ " " وص۸۷۷ ج " وص۹۱۸ وص۹۳۴ تا ص۹۳۵ وص۱۱۱۰۔

اس حدیث کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ بھی دیکھ لیا جائے۔

مقصد ترجمہ تقریباً یہی ترجمہ ص۹۷ پر ہے اور بخاری ص۹۷ کا دوسرا باب ہے اور انیس[19] باب کے بعد ص۱۰۰ پر یہ زیرِ بحث ترجمہ ہے ان دونوں میں معنیً اتحاد ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف بعض الفاظ کا فرق ہے کہ وہاں ص۹۷ خلفہ کی زیادتی نہیں ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہاں ص۹۷ میں لم تفسد صلوتھما ہے، یہاں ص۱۰۰ میں تمت صلوتہ ہے۔

امام بخاری رح کا مقصد یہاں تسویۂ صف کا مسئلہ بیان کرنا ہے کہ تسویۂ صف ضروری ہے خلاف ورزی باعث گناہ ہے۔

تو امام بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں صرف ایک ہی مقتدی ہے تو اس کا تسویہ اسی وقت ہوگا جب کہ منفرد مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو، لیکن مقتدی ناواقفیت کی بناء پر بائیں طرف کھڑا ہوگیا اور امام اس کو بائیں طرف سے ہٹا کر دائیں طرف کھڑا کردے تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی بالفرض اگر تنہا مقتدی بائیں طرف ہی کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اور وہاں صـ۹۷ کے باب میں لم تفسد صلوٰتہما تھا میں نے وہاں مقصد ترجمہ کے تحت بیان کردیا ہے کہ مقتدی کی نماز ترک موقف کی وجہ سے فاسد نہ ہوگی، اور امام کی نماز فاسد نہ ہوگی مقتدی کو پیچھے کی جانب سے کھینچنے پر کہ عمل قلیل سے اصلاح کردی۔ واللہ اعلم۔

بَابٌ ۴۶۸ المَرْأَةُ وَحْدَهَا تَكُونُ صَفًّا۔

۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيْمٌ فِي بُيُوتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

باب، تنہا عورت (بھی) ایک صف (کی طرح) ہے۔

یعنی اگر عورت ایک بھی ہو تو مردوں کے پیچھے کھڑی ہوگی وہ تنہا ایک صف کے حکم میں ہے، نہ یہ کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہو۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض نے فرمایا کہ میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ رض) نے اپنے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم رض ہم لوگوں کے پیچھے تھیں۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وامی ام سلیم خلفنا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۱۰۱ وقد مضی صـ۵۵ ویاتی صـ۱۱۹ وصـ۱۲۰ وصـ۱۵۶۔
مسلم اول صـ۲۳۴، ابوداؤد اول فی "باب اذا کانوا ثلٰثۃ کیف یقومون صـ۹۰"،
ترمذی اول فی باب ما جاء فی الرجل یصلی ومعہ رجال ونساء صـ۳۲۔ ونسائی اول کتاب الامامۃ اذا کانوا ثلٰثۃ وامرأۃ صـ۹۲۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے حتی کہ اگر مقتدی ناواقفیت کی بنا پر امام کے بائیں جانب کھڑا ہو تو امام کو چاہیے کہ اس تنہا مقتدی کو اپنی داہنی جانب پھیر لے۔

اب اس باب سے امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت کا حکم الگ ہے۔ اگر مقتدی عورت ہو تو مردوں سے پیچھے کھڑی ہوگی خواہ ایک عورت ہو یا چند عورتیں ہوں ان کا حکم یہی ہے کہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں گویا امام بخاری رح لاصلوٰۃ لمنفرد خلف الصف سے عورت کو مستثنیٰ کر رہے ہیں۔

اس پر حضرت ام سلیم رض کے واقعہ سے استدلال کر رہے ہیں کہ حضرت انس رض اور یتیم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے اور حضرت ام سلیم رض ان سب کے پیچھے کھڑی ہوئیں باوجودیکہ یہاں کسی اجنبی اور غیر محرم کا معاملہ بھی نہیں تھا۔

نیز علامہ عینی رح نے حضرت ابن مسعود رض کی روایت نقل کی ہے اخروهن من حيث اخرهن الله۔

امام ترمذی رح حضرت انس رض کی اس حدیث تحت الباب کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "حدیث انس حديث صحيح والعمل عليه عند اهل العلم قالوا اذا كان مع الامام رجل وامرأة قام الرجل عن يمين الامام والمرأة خلفهما۔ (ترمذی اول ص۳۲)

باقی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۴۰۳ حدیث ۳۷۲ ملاحظہ فرمائیے۔

بَابٌ ۴۶۹ مَيْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامِ

۶۹۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى قال نا ثَابِتُ بنُ يَزِيْدَ نا عَاصِمٌ عنِ الشَّعْبِيِّ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال قمتُ لَيْلَةً اُصَلِّي عن يَسَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَخَذَ بِيَدِي اَوْ بِعَضُدِي حَتّٰى اَقَامَنِي عن يَمِيْنِهٖ وقال بِيَدِهٖ مِنْ وَرَائِي۔

باب، مسجد کی اور امام کی داہنی جانب کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک رات (تہجد کی) نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو کر پڑھنے لگا تو آپ ص نے میرا ہاتھ یا میرا بازو پکڑا یہاں تک کہ مجھ کو اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا اور آپ ص نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ میرے پیچھے سے گھوم کر داہنی طرف آجاؤ۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقة الحديث للترجمة "فاخذ بيدي او بعضدي حتى اقامني عن يمينه الخ۔

تعدد مواضعہ والحدیث ھٰہنا صلا، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد اول صــ۵۰۴ ملاحظہ فرمایئے کیونکہ یہ حدیث امام بخاری رح نے تقریباً سولہ جگہ ذکر فرمایا ہے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمہ سے واضح ہے کہ میمنۃ المسجد والامام کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ امام کے داہنی جانب اور مسجد کے داہنی جانب کو بائیں جانب سے فضیلت حاصل ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ یصلّون علی میامن الصفوف (ابن ماجہ صــ۷۲)۔

اشکال حدیث الباب سے میمنۃ الامام کی فضیلت بلاشبہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رض کو بائیں جانب سے کھینچ کر دائیں جانب کرلیا اور یہ معلوم ہے کہ یہ واقعہ گھر کا ہے، اشکال یہ ہے کہ مسجد کا میمنہ کہاں سے معلوم ہوا؟

جواب ع۱ اگر مسجد میں بھی ایک مقتدی ہو تو امام کا میمنہ اور مسجد کا میمنہ بلاشبہ واحد ہوگا۔ امام بخاریؒ نے التزاماً یہ اخذ کرلیا کہ جب امام کا میمنہ افضل ہے تو مسجد کا میمنہ بھی افضل ہوگا۔

جواب:۔ ع۲ امام بخاریؒ کا طریقہ ہے کہ ان روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو روایت صحیح ہو اگرچہ علی شرط البخاری نہ ہو تو چونکہ حضرت براء بن عازب رض کی حدیث ہے قال کنّا اذا صلّینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ (اخرجہ النسائی باسناد صحیح) (عمدہ)۔ یعنی جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم یہ خواہش کرتے تھے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب ہوں اور ظاہر ہے کہ وہی مسجد کا بھی میمنہ ہوگا۔

اشکال حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میسرۃ المسجد تعطلت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عمر میسرۃ المسجد کتب لہ کفلان من الاجر۔ (ابن ماجہ صــ۷۲)۔

بظاہر یہ روایت مخالف ہے۔

جواب اس روایت کی سند میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے۔
ع۲ یہ حکم ایک عارضی علت کی بنا پر تھا اس لئے اس سے احتجاج درست نہیں بلکہ امام بخاری رح کا مقصد ابن ماجہ کی اس روایت پر رد کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

بابٌ ۴۷ اِذَا كَانَ بَيْنَ الْاِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ اَوْ سُتْرَةٌ وَ

قَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيقٌ أَوْ جِدَارٌ إِذَا سَمِعَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ۔

۶۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهُ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ صَنَعُوا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

باب ، جب امام اور قوم (مقتدیوں) کے درمیان کوئی دیوار یا پردہ حائل ہو (تو کیا حکم ہے؟ کیا اقتدا، صحیح ہوگی یا نہیں؟ یعنی اقتداء کے لئے اتحادِ مکان ضروری ہے یا نہیں؟) امام حسن بصریؒ نے فرمایا " اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم نماز پڑھو (یعنی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں) جبکہ تمہارے درمیان اور امام کے درمیان (چھوٹی) نہر ہو اور ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ امام کی اقتداء کر سکتا ہے اگرچہ دونوں کے درمیان (یعنی امام اور مقتدی کے درمیان) راستہ یا دیوار حائل ہو جبکہ امام کی تکبیر سن لے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں نماز پڑھا کرتے تھے اور حجرے کی دیوار پست (چھوٹی) تھی لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ مبارک دیکھ لیا تو کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور حضور اقدس ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے پھر صبح ہوئی تو اس کا چرچا کرنے لگے پھر دوسری رات (نماز کے لئے) آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو پھر لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے، دو یا تین راتوں تک لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور باہر نہیں نکلے (یعنی نماز کی جگہ تشریف ہی نہیں لائے) پھر جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہو گیا کہ کہیں رات کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فقام اناس یصلون بصلوٰتہ۔
لانہ کان بینہ وبینھم جدار الحجرۃ ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صنا۱۰۱ ویاتی ایضا صنا۱۰ وصنا۱۲۶ وصنا۱۵۲ وصنا۲۶۹ وصنا۸۷۱
وابوداؤد صنا۱۹۴ تا صنا۱۹۵ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم قطعی طور پر واضح نہیں کیا ہے لیکن ذکر کردہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی دیوار حائل ہو یا پردہ ہو یا اور کوئی چھوٹی نہر یا نالہ ہو یا راستہ حائل ہو تو اقتدا درست ہے صرف یہ ضروری ہے کہ مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے یہی مذہب حضرات مالکیہ کا ہے۔ گویا امام بخاری رح اس مسئلہ میں امام مالک رح کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کے یہاں اگر مقتدی کو امام کے انتقال کا حال معلوم ہوتا رہے تو حائل مانعِ اقتدا نہیں ہے اور اختلافِ مکان مانع ہے۔ یہی مسلک حنابلہ کا ہے۔

عہ۲ امام اور مقتدی کے درمیان نہر کبیر ہو جس میں کشتی چلتی ہو تو سب کے نزدیک مانع اقتدا ہے۔

عہ۳ اگر راستہ حائل ہے تو اتصالِ صفوف کی صورت میں اقتدا درست ہے ورنہ نہیں۔

یصلّی من اللیل فی حجرتہ اس حجرہ کے متعلق دوؔ اقوال ہیں۔ عہ۱ حضرت عائشہ رضہ کا حجرہ مراد ہو۔
عہ۲ یا وہ حجرہ مراد ہو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں بوریوں سے گھیر کر بنا رکھا تھا۔ اب اگر یہ دوسری شکل یعنی مسجد کا حجرہ مراد ہو تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ مکان متحد ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جیساکہ باب آئندہ کی روایت میں تصریح ہے حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ آپ صہ کے لئے ایک چٹائی تھی جس کو آپ صہ دن میں بچھا لیتے تھے اور رات کو حجرہ بنا لیتے تھے۔

نیز بخاری کتاب اللباس صنا۸۷۱ میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحتجر حصیراً باللیل الحدیث، یعنی آپ صہ رات میں چٹائی سے حجرہ بنا لیتے تھے۔

نیز بخاری کتاب التہجد صنا۱۵۲ میں حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی المسجد صلّی ذات لیلۃ فی المسجد فصلّی بصلوٰتہ ناسٌ الحدیث
اور مسلمہ اصول ہے الحدیث یفسر بعضہ بعضاً۔

اور اگر حجرۂ عائشہ رضہ مراد ہو تو اس میں اشکال ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرۂ عائشہ رضہ میں نماز ادا کی اور لوگوں نے باہر اقتدا کر لی۔

اس صورت میں یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ یہ ضرورت کی بنا پر تھا اور صفوف متصل تھا۔

قال الحسن رحمہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حسن بصری رح اور ابو مجلز رح تابعی ہیں ان کا قول حجت نہیں، ثانیاً بعض حضرات نے نہر کے بجائے نُهَير نقل کیا ہے یعنی چھوٹی نہر یعنی نالہ، فلا اشکال۔ واللہ اعلم۔

باب [۴۷۱] صلوٰۃ اللیل

۷۰۰ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قال نا ابنُ اَبِى فُدَيْكٍ قال حَدَّثنا ابنُ اَبِى ذِئْبٍ عن الْمَقْبُرِيِّ عن اَبِى سَلَمَةَ بنِ عبد الرحمٰن عن عائشةَ اَنَّ النبيَّ صلّى الله عليه وسلّم كَانَ لَهُ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ فَثَابَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوْا وَرَاءَهُ۔

باب ، رات کی نماز کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی جس کو آپ م دن میں بچھا لیا کرتے تھے اور رات کے وقت اس سے حجرہ بنا لیتے (یعنی اس چٹائی کا پردہ ڈال کر حجرہ بنا لیتے)، چنانچہ کچھ لوگ (رات کے وقت) آپ م کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان لوگوں نے آپ م کے پیچھے صف باندھ لی (یعنی صف بنا کر نماز پڑھنے لگے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فصفّوا وراءه" لان صفهم وراء النبىّ صلى الله عليه وسلم كان فى صلوٰة الليل۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ :- والحديث ههنا صـ۱۰۱ ومرّ صـ۱۰۱ ويأتى صـ۱۲۶ وصـ۱۵۲ وصـ۲۶۹ وصـ۸۸۱ ۔

۷۰۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قال نا وُهَيْبٌ قال نا موسَى بْنُ عُقْبَةَ عن سالمٍ اَبِى النَّضْرِ عن بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عن زيدِ بْنِ ثابتٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم اتَّخَذَ حُجْرَةً قال حَسِبْتُ اَنَّهٗ قال مِنْ حَصِيْرٍ فِى رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِىَ فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فقال قَدْ عَرَفْتُ الَّذِىْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِىْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِىْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ نا وُهَيْبٌ قال نا موسٰى قال سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ عن بُسْرٍ عن زَيْدٍ عنِ النبيِّ صلّى الله عليه وسلّم۔

ترجمہ حدیث حضرت زید بن ثابت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنالیا تھا، بسر بن سعید کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضؓ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ حجرہ بوریہ (چٹائی) کا تھا، پھر آپ نے اس حجرے میں کئی راتوں تک نماز پڑھی اور آپ صؐ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں نے آپ صؐ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب آپ صؐ کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا تو آپ صؐ نے بیٹھ رہنا شروع کردیا (یعنی نماز موقوف رکھی) پھر تشریف لائے اور فرمایا میں نے جو تمہارا عمل (یعنی شوقِ عبادت واتباع) دیکھا وہ میرے علم میں آیا لیکن اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس لئے کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی نمازوں میں افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے، عفان بن مسلم نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، وہیب نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، موسیٰ نے کہا میں نے ابوالنضر بن ابی امیہ سے سنا انھوں نے بسر بن سعید سے انھوں نے زید بن ثابت رضؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس دوسری سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع ابوالنضر سے ثابت ہے جس کی اس روایت میں تصریح ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فیصلّی فیھا لیالیَ الخ "

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۰۱ ویاتی ص۹۰۳ وص۱۰۸۲ تا ص۱۰۸۳۔

مقصد ترجمہ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ صرف نسخہ مستملی میں ہے اور باقی نسخوں میں یہ باب یہاں نہیں ہے اور راجح اور صحیح یہی ہے کہ یہاں پر یہ باب غلط ہے۔ یہاں تو اقامتِ صفوف کے ابواب چل رہے ہیں، صلوٰۃ اللیل کا ان ابواب سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صلوٰۃ اللیل سے متعلقہ ابواب کتاب التہجد میں مستقل طور پر ص۱۵۲ وص۱۵۳ میں آرہے ہیں۔

حافظ عسقلانی رحؒ ایک باریک بات پیش فرمارہے ہیں کہ یہاں یہ باب کاتب کی غلطی سے ہے، بظاہر ایسا ہوا ہوگا کہ ماقبل کی حدیث (حدیث ۶۹۹) کا آخری جملہ خشیت ان تکتب علیکم صلوٰۃ اللیل تھا اس کا آخری جز صلوٰۃ اللیل غلطی سے کسی نسخہ میں دو مرتبہ لکھا گیا، کسی راوی نے یہ سمجھا کہ یہ تو مستقل ترجمہ معلوم ہوتا ہے صرف لفظ باب لکھنا رہ گیا ہے اس لئے اس نے لفظ باب کا اضافہ کردیا بہرحال یہ خیال امکان کے درجہ میں درست ہوسکتا ہے۔

اب اس خیال پر اگر یہاں باب نہ ہو بلکہ باب سابق کے تحت ان دونوں روایتوں کو مانا جائے تو بابِ سابق سے دونوں روایتوں کا تعلق واضح ہے کہ امام اور قوم کے درمیان رات کی تاریکی بھی ایک حائل ہے

بالفاظ دیگر من وراء السترة اقتدا جائز ہے بشرطیکہ امام کے احوال معلوم ہوتے رہیں۔
شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب باب فی الباب کے قبیل سے ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد حنفیہ کے خلاف نوافل میں جوازِ جماعت کو بیان کرنا ہے۔
مگر یہاں اس باب کا نہ ہونا ہی اولیٰ وانسب ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۷۲ اِيجَابِ التَّكْبِيرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

۷۰۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ انا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ فَرَسًا فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ وَقَالَ اَنَسٌ فَصَلّٰى لنا يَوْمَئِذٍ صَلٰوةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

باب، تکبیر (تحریمہ) کے واجب ہونے اور نماز کے شروع کرنے کا بیان۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جب امام بخاریؒ احکام جماعت و اقامت اور تسویۂ صفوف کی ایک سو بائیس احادیث کے ذکر سے فارغ ہوئے جن میں چھیانوے موصول اور چھبیس[۲۶] معلق اور سترہ آثارِ صحابہ و تابعین کے ذکر سے فارغ ہوگئے تو اب نماز کی صفت مع جمیع انواع و متعلقات کا بیان شروع فرما رہے ہیں۔ (عمدہ)

ہمارے ہندوستانی نسخوں میں یہاں کوئی مستقل عنوان نہیں ہے بس مسلسل ابواب کا سلسلہ چل رہا ہے۔ لیکن بخاری شریف کے سب سے عظیم شارح علامہ عینیؒ نے اپنی مایۂ ناز شرح عمدة القاری میں جو نسخہ نقل کیا ہے اس میں باب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے پھر مستقل عنوان ہے

"اَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ"

اس کے بعد ابواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور صفة الصلوٰة سے متعلق پہلا باب ہے

"باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰة"

علامہ قسطلانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایجاب سے مجازاً وجوب مراد ہے لان الایجاب خطاب الشارع والوجوب مایتعلق بالمکلف (قس)۔

یعنی ایجاب کا تعلق خطابِ شارع سے ہوتا ہے نہ کہ بندہ سے، اور یہاں چونکہ یہ بندہ سے متعلق ہے اس لئے یہاں ایجاب بمعنی وجوب ہوگا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک انصاری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) ایک گھوڑے پر سوار ہوئے (اور گر پڑے) تو آپ ؐ کا داہنا پہلو چھل گیا حضرت انسؓ نے فرمایا کہ آپ ؐ نے اس دن (فرض) نمازوں میں سے کوئی نماز ہمیں بیٹھ کر پڑھائی تو ہم لوگوں نے بھی آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ ؐ نے جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

مطابقتہ للترجمۃ اسماعیلی نے تو اعتراض کر دیا ہے کہ اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب سے نہیں ہے کیونکہ اس میں تکبیر کا مطلق ذکر نہیں ہے۔

لیکن اعتراض صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری رحؒ نے حضرت انس بن مالک رضؓ کی اس حدیث کو دو طریق سے ذکر کیا ہے۔ پہلی حدیث میں شعیب نے اختصار کر دیا ہے اور یہی حدیث جس کو لیث نے نقل کیا ہے اس میں تصریح ہے فاذا کبّر فکبّروا۔ فلا اشکال۔

رہا یہ کہ امام بخاری رحؒ نے اس حدیثِ شعیب کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ اس میں حضرت انسؓ سے امام زہری کے سماع کی تصریح ہے، اور دوسری حدیث جو لیث کی ہے اس میں عن انس بن مالک ہے، سماع کی تصریح نہیں ہے۔

نیز امام بخاری رحؒ کی تو عادت ہے کہ دوسری حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ دو باب کے بعد حضرت ابن عمر رضؓ کی روایت آرہی ہے رأیت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم افتتح التکبیر فی الصلوٰۃ الخ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۱ ومرّ ص۵۵ وص۹۶ ویاتی ص۱۱۰ تا ص۱۱۱ وص۱۵۰ وص۲۵۶ ص۳۳۵ وص۷۸۳ وص۷۹۷ وص۹۸۹۔

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰی لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّیْنَا مَعَہٗ قُعُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ اِنَّمَا الْاِمَامُ اَوْ اِنَّمَا

جُعِلَ الاِمَامُ لِيُؤتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا فَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر گئے تو آپ ﷺ کا بدن چھل گیا اس وجہ سے آپ ﷺ نے بیٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ ﷺ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم لوگ بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب سجد کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا کبّر فکبّروا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۱ ومرّ ص۵۵ و ص۹۶ ویاتی ص۱۱۰ و ص۱۵۰ و ص۲۵۱ و ص۳۳۵ و ص۸۳ و ص۹۷ و ص۹۸۹ وترمذی اول ص۴۷۔

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال النبيُّ صلّى الله عليه وسلم اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا اَجْمَعِيْنَ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا کبّر فکبّروا"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۱۰۱ تا ص۱۰۲ ومرّ ص۱۰۰۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب بظاہر دو جزء پر مشتمل ہے ایک تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) کا وجوب۔ اور دوسرا افتتاح صلوٰۃ۔

اور یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ ان دونوں کے درمیانی واؤ کو عاطفہ مانا جائے۔
اب اگر واؤ کو عاطفہ مانا جائے تو امام بخاری رح کا رجحان حنفیہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ عطف مغایرت کو چاہتا ہے، یعنی معطوف علیہ اور معطوف میں فرق ہے مطلب یہ ہوگا کہ تکبیر تحریمہ افتتاحِ صلوٰۃ سے الگ یعنی شرط ہے اور خارجِ نماز ہے، شرط الشیٔ خارج الشیٔ۔
ائمہ ثلاثہ رح کے نزدیک تکبیر تحریمہ فرض یعنی داخلِ نماز ہے اور رکن ہے۔

دلائل احناف

حنفیہ کا استدلال آیت کریمہ سے ہے وذکر اسم ربه فصلّٰی۔
اور معلوم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں فرق ہوا کرتا ہے اس لئے تکبیر تحریمہ پہلے ہوگی پھر نماز شروع ہوگی اور ظاہر ہے کہ نماز شروع ہونے سے پہلے جو چیز ضروری قرار دی جائے گی وہ شرط ہوگی رکن نہیں ہوسکتی۔
ویسے یہ اختلاف کوئی سنگین اختلاف نہیں ہے کہ شرط ہو یا رکن دونوں فرض ہے ایک فرض داخلی دوسرا فرض خارجی۔ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں پہلے ایجاب تکبیر اور اس کے بعد افتتاحِ صلوٰۃ کو ذکر کیا ہے اگر تکبیر داخلِ نماز ہوتی تو تکبیر کے ساتھ ہی افتتاحِ صلوٰۃ ہوجاتا۔
حافظ عسقلانی شافعی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں واؤ مَعَ کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں ایک ہی ترجمہ رہ جائیگا یعنی تکبیر تحریمہ مع افتتاح الصلوٰۃ کا باب ہے۔
اس صورت میں امام بخاری رح کا رجحان ائمہ ثلاث کے ساتھ ہوگا۔
تیسری صورت یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں واؤ بمعنی لام لیا جائے اس صورت میں مطلب ہوگا نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وجوب یعنی فرضیت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے خواہ فرض داخلی ہو یا خارجی؟ اور انشاء اللہ یہ (واؤ بمعنی لام) سب سے راجح اور اقرب الی الصواب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مذاہبِ ائمہ

یہاں ایک اختلاف یہ ہے کہ تکبیر کن الفاظ سے ادا کی جائیگی؟ اس میں ائمہ عظام کے چار اقوال ہیں:۔

ع۱ امام مالک اور امام احمد رح کے نزدیک صرف اللہ اکبر سے ہی کہی جائیگی، امام بخاری رح کا بھی یہی رجحان ہے۔
ع۲ امام شافعی رح کے نزدیک اللہ اکبر کے علاوہ اللہ الاکبر بھی کافی ہے۔
ع۳ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر کے علاوہ اللہ الکبیر اور اللہ کبیر کی بھی گنجائش ہے۔
ع۴ امام اعظم ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح، ابراہیم نخعی رح وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ ذکر جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم خالص

اور بڑائی پر دلالت کرے اس سے فریضۂ تحریمہ ادا ہوجائیگا جیسے اللہ اجلّ الرحمٰن اعظم وغیرہ۔
خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہؒ کا استدلال اخبار آحاد سے ہے اور امام اعظمؒ کا نصوصِ قرآن سے مثلاً وَ ذکر اسم ربّہ فصلّٰی (سورۃ الاعلیٰ) ۔۲۔ ربّک فکبّر (سورۃ المدثر) ۔۳۔ وَلِلّٰہِ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا (سورۃ الاعراف)۔

نیز حدیث میں ہے اُمرتُ ان اقاتل الناس حتیٰ یقولوا لاالٰہ الّا اللہ یا لاالٰہ الّا الرحمٰن وغیرہ سے ایمان ثابت ہوجاتا ہے جو اسلام کی اصل ہے توان سب سے فروع اسلام نماز وغیرہ بطریق اَولیٰ صحیح ہونی چاہئے (عمدہ)۔

اور سنن ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابو العالیہ سے سوال کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے؟
تو فرمایا توحید سے اور تسبیح و تہلیل سے، (عمدہ)۔
لیکن چونکہ اللہ اکبر واجب ہے اس لئے ترکِ واجب کی وجہ سے اعادۂ صلوٰۃ واجب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۲۳ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَاءً۔

۷۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ عن ابنِ شِهَابٍ عن سَالِمِ بْنِ عبدِ اللهِ عن اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلّى الله عليه وسلم كان يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَ اِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وقال سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

باب، پہلی تکبیر (تکبیرِ تحریمہ) میں نماز شروع کرنے کے بالکل ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھانے کا بیان۔ (یعنی رفع یدین نہ مقدم ہوگا نہ مؤخر بالکل تکبیر کے ساتھ ساتھ ہوگا)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہٗ ربّنا ولک الحمد اور آپ ؐ سجدے میں یہ عمل (رفعِ یدین) نہ کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۱۰۲ ویاتی الحدیث فی الباب الثلثۃ الآتیۃ ص۱۰۲۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر افتتاح یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رفع یدین ہوگا بلا تقدیم و تاخیر اور یہ عند الجمہور سنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے مقارن ہوگا نہ مقدم نہ مؤخر۔

تشریح جمہور کے نزدیک رفعِ یدین عند الافتتاح سنت ہے۔

ائمہ ثلاث (شافعیہ، مالکیہ وفی روایۃ حنابلہ) کے نزدیک رفعِ یدین اور تکبیر تحریمہ میں مقارنت و معیت ہے کہ تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے، بعض احناف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ پر رفع یدین مقدم ہوگا یعنی پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں پھر تکبیر تحریمہ کہی جائے گی۔

امام بخاری رح نے جو روایت یہاں نقل فرمائی ہیں کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ اس سے رفع یدین اور تکبیر تحریمہ کی مقارنت و معیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ رفع یدین کے لئے افتتح الصلوٰۃ ظرف ہے اور ظرف مظروف کا مقارن ہوا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رح اس مسئلے میں شوافع اور مالکیہ کی موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کی دلیل حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی روایت ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام للصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکونا بحذو منکبیہ ثم کبر۔

الحدیث۔ (مسلم شریف اول ص۱۶۸)۔

اس میں تصریح ہے کہ آپ م پہلے مونڈھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے۔

حدیث الباب میں رفعِ یدین کے تین مواضع کا ذکر ہے۔ ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت جو اوپر مذکور ہوا۔ ۲ رکوع میں جاتے وقت۔ ۳ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے۔ ان دونوں یعنی ۲ اور ۳ پر آئندہ باب میں مفصل بحث ہوگی انشاء اللہ الرحمٰن۔

رفع یدین میں حکمت کیا ہے؟ ۱ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ پہلے رفع یدین کرے اس سے غیر اللہ کی نفی ہوئی یعنی ہاتھ اٹھا کر غیر اللہ سے برائی کی نفی ہوئی۔

پھر تکبیر یعنی اللہ اکبر سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت کا اثبات ہوگا اور نفی مقدم ہوتا ہے اثبات پر جیسے لا الٰہ الا اللہ میں پہلے نفی ہے پھر اثبات ہے اس لئے گویا رفع یدین کو تکبیر سے مقدم ہونا چاہئے۔

ع۲ نماز پڑھنے والوں میں بعض اصم (بہرہ) ہوتا ہے اور اعمیٰ (اندھا) ہوتا ہے تو ان دونوں کو جمع کر دیا جاتا ہے کہ بہرہ چونکہ امام کی تکبیر کو سن نہیں سکے گا البتہ رفع یدین کو دیکھ کر معلوم کرلے گا کہ نماز شروع ہو رہی ہے۔

ع۳ قال البعض اشارۃ الی طرح الدنیا خلف المصلی والاقبال بکلیتہ الی اللہ تعالیٰ، یعنی اشارہ ہے دنیا کو پس پشت ڈالنے کی طرف اور یہ کہ میں پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ مزید حکمت کیلئے حضرت شیخ الحدیث رح کی اوجز کا مطالعہ فرمائیے۔ محمد عثمان غنی جلیل بیگو سرائے۔

باب ۴۷۴ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ

۷۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

باب، دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا بیان جب تکبیر تحریمہ کہے اور جب رکوع کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ ص نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر ہوجاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب آپ ص رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور آپ ص اس طرح (یعنی رفع یدین) سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۱۰۲ ویاتی ایضاً ص۱۰۲ وایضاً ص۱۰۲ ومسلم اول ص۱۶۸۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ

عن اَبِی قِلَابَۃَ اَنَّہٗ رَایٰ مَالِکَ بنَ الحُوَیرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَن یَّرکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ رَفَعَ یَدَیْہِ وحَدَّثَ اَنَّ رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم صَنَعَ ھٰکَذَا۔

ترجمہ حدیث ابو قلابہ رحؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت مالک بن حویرث رضؓ کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے) اور جب رکوع کرنا چاہتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے اور حضرت مالک بن حویرث رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۱۰۲ ومسلم اول ص۱۶۸۔

مقصد ترجمہ مقصد بالکل واضح ہے۔ امام بخاری رحؒ نے باب سابق کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی جو حدیث ذکر فرمایا تھا اس میں تین مواضع میں رفع یدین کا ذکر تھا۔ اب ان تینوں مواضع میں رفع یدین کے اثبات کے لئے مستقل ترجمہ قائم کرتے ہیں جن میں پہلا یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین بلا اختلاف بالاتفاق سنت ہے جس کا بیان باب سابق میں ہوچکا۔

اس باب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین اور دو جگہ مسنون ہے ایک رکوع میں جاتے وقت اور دوسرا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے۔ امام بخاری رحؒ کا مسلک یہی ہے۔

تشریح یہاں امام بخاری رحؒ نے کھل کر رفع یدین کا باب باندھا ہے۔
یہ مسئلہ مشہور مسائل خلافیہ میں سے ہے۔

امام بخاری رحؒ نے اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ "جزء رفع الیدین" تالیف کرکے پورا زور صرف کیا ہے جس کا جواب مکمل و مدلل اور شافی جواب حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیری رحؒ نے اپنے رسالہ "نیل الفرقدین فی رفع الیدین" میں دیا ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

امام بخاری رحؒ کے اس ترجمہ اور ذکر کردہ دونوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین کن کن مقام میں ہوگا۔

اس سلسلے میں ایک تو رفع عند التحریمہ ہے یعنی افتتاح صلوٰۃ کے وقت، اس کا بیان سابق باب میں گذر چکا ہے کہ متفق علیہ ہے وفی شرح المھذب اجمعتِ الامۃ علیٰ استحباب رفع الیدین فی تکبیرۃ الاحرام۔ (عمدہ)

علامہ عینی رح نے لکھا ہے کہ ابن حزم کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرض ہے اس کے بغیر نماز ہی نہ ہوگی وقد روی ذلك عن الاوزاعی۔ (عمدۃ)۔

دوسرا رفع ہے رکوع میں جاتے ہوئے، اور تیسرا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے، ان دونوں میں اختلاف ہے۔

مذاہب ائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رح، صاحبین رح، ابو اسحٰق سبیعی اور عامر شعبی رحمہم اللہ کے نزدیک لا یرفع یدیه الا فی التکبیرۃ الاولیٰ۔

نیز امام مالک رح کا مشہور اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ صرف ایک مرتبہ یعنی تکبیر تحریمہ میں رفع یدین مسنون ہے باقی عند الرکوع وعند الرفع عدم استحباب یعنی ترکِ رفع افضل ہے، اور یہی عدم رفع عند الرکوع صحابہ کرام رض وتابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رض اور براء بن عازب رض اور جابر بن سمرہ رض وغیرہ۔

(۲) امام شافعی رح، امام احمد رح اور اسحٰق بن راہویہ وغیرہ کے نزدیک رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے بھی رفع یدین مستحب وافضل ہے اور یہی امام بخاری رح کا مسلک ہے، کما مرّ۔

نیز صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ان دونوں جگہوں میں رفع یدین ثابت ومنقول ہے جیسے حضرت ابن عمر جابر بن عبد اللہ، ابو ہریرہ، انس، ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی ص ۳۵)

نیز امام ترمذی رح فرماتے ہیں ومن التابعین الحسن البصری وعطاء وطاؤس ومجاهد ونافع وسالم بن عبد اللہ وسعید بن جبیر وغیرهم وبه یقول عبد اللہ بن المبارك والشافعی واحمد واسحٰق رحمهم اللہ۔

وضاحت یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ائمہ مجتہدین رح کے درمیان یہ اختلاف صرف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے نفسِ جواز میں کوئی اختلاف نہیں، چنانچہ تحقیق اور صحیح تر قول یہ ہے کہ دونوں طریقے فریقین کے نزدیک بلا کراہت جائز ہیں۔

دلائلِ شوافع رح حضرات شوافع وحنابلہ رحمہم اللہ کی سب سے قوی دلیل حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی یہ روایت اور حضرت مالک بن الحویرث رض کی روایت جو تحت الباب مذکور ہیں (ص ۱۰۲)۔

واضح رہے کہ امام بخاری رح کا قاعدہ اور عام عادت یہی ہے کہ اپنی رائے کے موافق حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور اپنی رائے کے مخالف احادیث کو ذکر ہی نہیں کرتے۔ برخلاف اس کے دوسرے محدثین کرام رح مسلم رح، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کے کہ اپنے مسلک کے موافق اور مخالف ہر طرح کے احادیث صحیحہ ذکر فرماتے ہیں۔

دلائلِ احناف حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلّٰی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرّۃ۔

ترمذی اول " باب رفع الیدین عند الرکوع ص۳۵ "۔

وقال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن ۔ وسنن ابی داؤد اول " باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع ص۱۰۹ "۔

(۲) دوسری دلیل حضرت براء بن عازب رضؓ کی روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثمّ لا یعود (ابوداؤد اول ص۱۰۹)

(۳) حنفیہ کی تیسری دلیل حضرت جابر بن سمرہ رضؓ کی روایت ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

(مسلم شریف اول ص۱۸۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے (جبکہ ہم نمازمیں رفع یدین کررہے تھے) توآپؐ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں، نمازمیں سکون اختیار کرو (یعنی یہ حرکت مت کیا کرو)۔

محاکمہ معلوم ہوا کہ روایات واحادیث صحاح سے رفع اور ترکِ رفع دونوں ثابت ہیں۔

اب امام بخاری رحؒ نے اپنے رسالہ " جزء رفع الیدین " میں جو دعویٰ کیا ہے کہ ترکِ رفع پر کوئی حدیث سنداً ثابت نہیں، یہ دعویٰ صحیح نہیں چنانچہ کبار محدثین نے ان کی تردید فرمائی ہے خود ان کے تلمیذ اور خلیفہ امام ترمذی رحؒ نے بھی ساتھ نہیں دیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی روایت نقل کرکے فرماتے ہیں وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین الخ۔

(ترمذی اول ص۳۵)

(۲) خود امام بخاری رحؒ کے شیخ حُمیدی جن کا نام عبداللہ بن زبیر اور کنیت ابوبکر ہے اپنی مشہور تالیف " مسندِ حمیدی " حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی حدیث نقل کرتے ہیں رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین ۔ (مسند حمیدی جلد ۲ حدیث ۶۱۴)۔

پھر بھی یہ دعویٰ کہ ترکِ رفع پر کوئی حدیث ثابت نہیں نہایت تعجب خیز اور افسوس ناک ہے۔ اصل یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ اپنی رائے کے خلاف والی حدیثوں کو نقل نہیں کرتے۔ پوری سند کے ساتھ اس حدیث کو دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو (نصر الباری جلد اول ص۹۵)۔

مطلب یہ ہے کہ صحابہ وتابعین میں ترکِ رفع کے قائل کافی لوگ رہے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رح فرماتے ہیں کہ رفع یدین اور ترکِ رفع دونوں زمانۂ نبوت سے ہمارے زمانہ تک عملاً متواتر د متوارث ہیں۔

اقسامِ تواتر (۱) تواترِ اسناد ایسی کثیر جماعت نقل کرے جس کا توافق علی الکذب محال ہو۔

(۲) توافق قدرِ مشترک، ناقلین اگرچہ الگ الگ روایت کریں لیکن کسی ایک جگہ جا کر سب جمع ہو جاتے ہیں، مثلاً معجزاتِ رسول ﷺ سب اخبارِ آحاد سے ثابت ہیں لیکن قدر مشترک تواتر کو پہنچ جائیگا جیسے نبع الماء من اصابع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) تواترِ طبقہ، کہ جس کے لئے ضابطہ میں کوئی سند نہ ہو ہاں طبقہ بعد طبقہ وہ چلی آتی ہو مثلاً قرآن مجید اسی میں سے ہے کہ اس کے لئے تواترِ اسناد ثابت ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تواتر طبقہ کا انکار مشاہدات کا انکار ہے۔

(۴) تواتر تعامل، کہ لوگ طبقہ بعد طبقہ اور بکثرت لوگ الی یومنا ھٰذا کرتے چلے آئے ہوں مثلاً رفع یدین اور ترکِ رفع ہمیشہ سے ہے ایک جماعت ہر دور میں ایسی چلی آرہی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ رفع یدین کی احادیث معنًی متواتر ہیں جبکہ ترکِ رفع کی احادیث عملاً متواتر ہیں۔ یعنی ترکِ رفع میں تواتر تعامل بھی ہے اور تواترِ طبقہ بھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عالمِ اسلام کے دو بڑے مراکز مدینہ منورہ اور کوفہ تقریباً بلا استثناء ترکِ رفع پر عامل رہے ہیں۔ چنانچہ امام مالک رح نے ترک رفع کا مسلک اہلِ مدینہ کا تعامل دیکھ کر ہی اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ خلاصہ یہ ہے کہ عند الرکوع رفع یدین بلاشبہ احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح بلاشبہ ترک رفع احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔ مزید روایات ودلائل کے لئے امام طحاوی رح کی شرح معانی الآثار، اور علامہ نیموی عظیم آبادی کے آثار السنن کا مطالعہ کیا جائے، کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ترک رفع ثابت ہے۔

فقہائے احناف رح کے نزدیک رفع یدین کے نفسِ ثبوت میں نہ کوئی شبہ ہے نہ انکار بلکہ حنفیہ بقاءِ رفع اور اس کے دوام کا انکار کرتے ہیں یعنی اس کو منسوخ مانتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے بعد میں ترک فرمادیا اور حکم دیا اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز حرکت سے سکون کی طرف چلی ہے مثلاً پہلے کلام فی الصلوٰۃ جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا، واللہ اعلم۔

باب ۴۷۵ اِلیٰ اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ وَقَالَ اَبُوْ حُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِہٖ

رَفَعَ النَّبِیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم حذو منکبیہ۔

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قال اَخْبَرَنِی سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قال رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَھُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَلَا حِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔

باب، تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائے؟ اور حضرت ابو حمید ساعدی رضؓ نے اپنے ساتھیوں میں (یعنی صحابہ میں سے اپنے ساتھیوں کے درمیان) بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مونڈھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر یعنی اللہ اکبر سے نماز شروع کی تو تکبیر کہتے وقت آپ ؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے برابر کرلیا اور جب آپ ؐ نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تب بھی اسی طرح کیا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تب بھی اسی طرح کیا اور فرمایا ربنا ولک الحمد اور جب آپ ؐ سجدہ میں جاتے تو اس طرح نہیں کرتے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے) اور نہ اس وقت ایسا کرتے جب اپنے سر کو سجدے سے اٹھاتے۔

مطابقتہ للترجمہ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "حتی یجعلھما حذو منکبیہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۲ و مرّ ص۱۰۲، مسلم اول ص۱۶۸۔ ابوداؤد ص۱۰۴۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ تکبیر میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے؟ امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں مقصد کی وضاحت نہیں کی ہے بلکہ سوال قائم کردیا ہے، چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات مختلف ہیں (۱) الی المنکبین (۲) حذاء الاذنین، یعنی کانوں کے برابر (۳) الی فروع الاذنین یعنی کانوں کا بالائی حصہ۔

اسی اختلاف روایات کی بناء پر مسالک ائمہ مختلف ہیں لیکن امام بخاری رحؒ نے تحت الباب جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس سے امام بخاری رحؒ کا رجحان بخوبی معلوم ہوگیا کہ امام بخاری رحؒ کا مسلک یہی ہے کہ ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھایا جائے۔ واللہ اعلم

مذاہب ائمہؒ حنفیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے یعنی انگوٹھے کانوں کی لو تک پہونچ جائیں۔

(۲) مشہور یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منکبین یعنی مونڈھوں تک اٹھائے۔

شوافع وغیرہ کی دلیل حدیث الباب ہے۔

احناف رح کی دلیل حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبّر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ۔ (مسلم اول ص۱۶۸)

اسی کے مثل طحاوی رح نے حضرت براء رضؓ سے اور دار قطنی نے حضرت انس رضؓ سے نقل کیا ہے۔

لیکن امام نودی شافعی نے تو مسئلہ ہی صاف کر دیا ہے کہ اس مسئلہ میں احناف و شوافع میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں :۔

فالمشھور من مذھبنا ومذھب الجمھور انہ یرفع یدیہ حذو منکبیہ بحیث یحاذی اطراف اصابعہ فروع اذنیہ الخ۔

یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں کے برابر اس طرح اٹھایا جائے کہ انگلیوں کا بالائی حصہ کانوں کے اوپر تک پہونچ جائیں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر رہیں یہی حنفیہ کا مسلک مختار ہے۔ اس صورت میں تینوں طرح کی روایات میں تطبیق ہو گئی اور مذاہب ائمہ کا فرق بھی ختم ہو جاتا ہے۔

مرد و عورت کا فرق اب ایک مسئلہ رہ جاتا ہے کہ ہاتھ اٹھانے میں مرد اور عورت کے درمیان فرق ہے یا نہیں؟ احناف کہتے ہیں کہ فرق ہے۔ مرد تو اذنین تک اور عورت اپنے ہاتھوں کو مردوں کے مقابلہ میں کم اٹھائے گی اس لئے کہ عورت کے لئے اس میں ستر ہے۔

بابٌ ۴۷۶ رَفْعِ الْیَدَیْنِ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ۔

۷۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ قال حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قال حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عن نافعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَ اِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَ اِذَا قال سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ وَ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَ رَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِیِّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم رَوَاہُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عن اَیُّوْبَ عن نافعٍ عن ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم وَ رَوَاہُ ابْنُ طَھْمَانَ عن

اَیُّوبَ وَمُوسَی بنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَراً ۔
باب ، جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت نافع رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی نماز شروع کرتے) تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تب بھی رفع یدین کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے اس عمل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا، اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور ابراہیم بن طہمان نے اس کو ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اختصار کے ساتھ روایت کیا ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ
" واذا قام من الرکعتین رفع یدیہ "

تعدد موضعہ :- والحدیث ھنا ص۱۰۲ و مرّ ایضا ص۱۰۲ وابوداؤد اول ص۱۰۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ تین رکعت والی نماز یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کو پورا کر کے تشہد کے بعد اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا چاہیئے ۔ اور یہ صرف امام بخاری رحؒ کا مسلک ہے ، البتہ بعد کے بعض شوافع حضرات اور بعض حنابلہ بھی اس کے قائل ہیں حالانکہ امام شافعی رحؒ کی مشہور و معرکۃ الآرا کتاب "کتاب الام" میں تصریح ہے کہ رفع یدین صرف تین جگہ ہے ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت، ۲ رکوع میں جاتے وقت ، ۳ رکوع سے اٹھتے وقت ۔

اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ امام شافعی رحؒ بھی رفع عند القیام من الرکعتین کے قائل نہیں ہیں ۔
دراصل یہ حکم بھی ابتدائی ہے جیسے روایات سے فی کل خفض و رفع بھی رفع ثابت علیٰ ہذا عند السجود بھی روایات سے رفع ثابت ہے ۔ تو جس طرح رفع عند السجود اور عند کل خفض و رفع رفع یدین منسوخ ہے اسی طرح رفع عند القیام من الرکعتین بھی حضرت جابر بن سمرہ رضؓ وغیرہ کی روایت سے منسوخ ہے ۔ واللہ اعلم ۔

بابٌ[۴۷۷] وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

۷۱۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى

ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ وقال ابُوحَازِمٍ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا يَنْمِي ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم قال اِسْمٰعِيلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي۔

باب ، نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت سہل بن سعدرضؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہر آدمی نماز میں داہنے ہاتھ کو اپنی بائیں کلائی پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ حضرت سہل رضؓ اس بات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے، اسمٰعیل نے کہا یُنْمٰی ذٰلك یعنی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی جاتی تھی (یعنی منسوب کی جاتی تھی) اور انہوں نے یَنْمِی بصیغہ معروف نہیں کہا، یعنی اس طرح نہیں کہا کہ پہنچاتے تھے۔

فائدہ ابوحازم کے بصیغہ معروف کہنے سے بھی کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا حکم دیا جاتا تھا رفع کے حکم میں ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرىٰ فی الصلوٰة۔

تعدد موضعه: والحديث هنا ص۱۰۲ وخرّجه الترمذی فی الباب ص۳۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے اور اس مسئلہ میں امام بخاری رحؒ جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحاق وغیرہ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں چونکہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت جو رفع یدین کیا گیا تھا اس کے بعد نمازی کیا عمل کرے؟ وضع یا ارسال؟ یعنی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے یا دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے؟۔

امام بخاری رحؒ بتلا رہے ہیں کہ نقل وعقل دونوں کا تقاضا ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے، نقل کے لئے حدیث الباب کافی ہے۔

اور عقل کا تقاضہ ہے کہ احکم الحاکمین رب العالمین کے سامنے عبدیت کا ثبوت دینے کیلئے غایت تواضع کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور دست بستہ کھڑا ہونا اظہارِ تواضع وعبدیت کے لئے سب سے بہتر صورت ہے۔

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

مسالک ائمہ رحؒ جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ امام شافعی رحؒ امام احمدؒ اور اسحٰق رحؒ وضع یعنی ہاتھ باندھنے کو مستحب فرماتے ہیں۔

علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں " فعندنا یضع وبہ قال الشافعی واحمد واسحٰق وعامۃ اھل العلم وھو قول علی وابی ھریرۃ والنخعی والثوری " (عمدہ)

حافظ عسقلانی شافعیؒ بھی یہی فرماتے ہیں وھو قول الجمھور من الصحابۃ والتابعین (فتح الباری)

یہی امام مالکؒ سے ابن المنذر وغیرہ نے نقل کیا ہے، نیز یہی امام مالکؒ سے مؤطا امام مالک میں منقول ہے (مؤطا امام مالک ص۵۵ تا ص۵۶)۔

(۲) امام مالکؒ سے ابن القاسم نے ارسال نقل کیا ہے اور یہی اکثر مالکیہ کا مشہور مسلک ہے کما قال الحافظ و صار الیہ اکثر اصحابہ (فتح)

(۳) امام مالکؒ سے ایک قول فریضہ اور نافلہ میں فرق منقول ہے۔ (فتح)

علامہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں فکرہ ذالک مالک فی الفرض واجازہ فی النفل (بدایۃ المجتہد اول ص۹۹)

ومنھم من کرہ الامساک ونقل ابن الحاجب ان ذالک حیث یمسک معتمد القصد الراحۃ (فتح)

یعنی کراہت اس وقت ہے جبکہ استراحت کی نیت سے ہاتھ باندھے۔

دوسرا مسئلہ وضع کی کیفیت یعنی ہاتھ کس طرح باندھے؟ حنفیہ کے نزدیک سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھکر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑلے، بیچ کی تینوں انگلیاں (بنصر، وسطیٰ اور سبابہ) بائیں کلائی پر رکھے۔

تیسرا مسئلہ محل وضع یہ بھی اختلافی مسئلہ ہے کہ تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیئے یا فوق السرہ تحت الصدر؟

(۱) فعندنا تحت السرۃ الخ (عمدہ) امام اعظم ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، اسحٰق بن راہویہؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے۔

(۲) حضرات شوافعؒ کے نزدیک فوق السرہ تحت الصدر۔

(۳) امام احمدؒ سے تین روایتیں ہیں ایک قول حنفیہ کے مطابق، ایک قول امام شافعیؒ کے مطابق اور تیسرا قول یہ ہے کہ دونوں طریقوں میں اختیار ہے۔

ہماری دلیل عن علی رضؓ قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ۔ (مسند احمد جلد اول ص۱۱۱ حدیث ۸۷۵)۔

اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے تو وہ حدیث مرفوع کے

حکم میں ہوگی۔
دوسری دلیل :- حضرت وائل بن حجر رضؓ سے روایت ہے قال رأیتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینه علی شماله فی الصلوٰة تحت السرة، رواه ابن ابی شیبة واسناده صحیح۔
(آثار السنن علامہ شوق نیموی عظیم آبادی صـ۶۹ تا صـ۷۱)۔

بابُ[۴۷۸] الخُشُوعِ فِی الصَّلٰوۃِ۔

۷۱۱ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ قال حَدَّثَنِی مَالِکٌ عن اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الاَعْرَجِ عَن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال تَرَوْنَ قِبْلَتِی هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوعُکُمْ وَلَا خُشُوعُکُمْ وَاِنِّی لَاَرَاکُمْ وَرَاءَ ظَهْرِی۔
باب، نماز میں خشوع کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ یہاں (قبلہ کی طرف) ہے، خدا کی قسم تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر چھپا ہوا نہیں رہتا بلاشبہ میں تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "ما یخفٰی علیّ رکوعکم ولا خشوعکم"
تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا صـ۱۰۲ ومرّ صـ۵۹۔

۷۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قال حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال سَمِعْتُ قَتَادَةَ عن اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عن النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلم قال اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ والسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّی لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِی وَرُبَّمَا قال مِن بعدِ ظَهْرِی اِذَا رَکَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع اور سجدہ کو ٹھیک طور پر ادا کرو اس لئے کہ خدا کی قسم میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں اور کبھی یہ فرمایا کہ جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کرتے ہو تو میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله " اقیموا الرکوع والسجود " لانّ اقامة الرکوع والسجود لا تکون الّا بالسکون والطمانیة وهو الخشوع۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا صـ۱۰۲ ومرّ صـ۵۹ ویاتی صـ۱۰۳ وصـ۹۵۷ وصـ۹۸۳ ومسلم اول صـ۱۸۰۔

مقصد ترجمہ سابق باب تھا "وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ" یعنی رب العالمین کے سامنے دست بستہ (ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا جو صفت ہے عاجزی وزاری کرنے والے سائل کی۔

اب اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد نمازی کو خشوع وخضوع کی ترغیب ہے۔

خشوع دراصل جوارح سے ہوتا ہے مگر کامل خشوع یہ ہے کہ قلب وجوارح دونوں سے توجہ ہو، چونکہ خشوع وخضوع نماز کی روح ہے اس لئے نمازی کو اس طرح نماز پڑھنی چاہئے کہ قلب وجوارح سے پوری توجہ نماز کیطرف ہو۔ لیکن امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم متعین نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے خشوع ضروری ہونے کے باوجود فرض وواجب نہیں ہے کہ اس کے فوت ہونے سے نماز باطل وفوت ہو جائے گی۔ فقہائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ خشوع کے فوت ہونے پر بھی نماز ہو جائے گی۔ امام نووی رح نے تو اجماع نقل کیا ہے کہ خشوع واجب نہیں۔ (شرح مسلم صـ۲۰۸)

تشریح انی لاراکم من بعدی ای ورائ ظھری کما ورد فی روایۃ اخریٰ۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ مراد مِن بعد موتی ہے یعنی مرنے کے بعد میں تمہارے احوال پر مطلع ہوتا ہوں، وفیہ نظر۔ چونکہ اس صورت میں اذا رکعتم وسجدتم کا کوئی مطلب نہ ہوگا۔ باقی تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد دوم صـ۴۴۱۔

بابٌ ۴۷۹ مَا یَقْرَءُ بَعْدَ التَّکْبِیْرِ

۷۱۳ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

باب، تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھے؟

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کو الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العٰلمین۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا صـ۱۰۲ تا صـ۱۰۳ وخرّجہ مسلم اول صـ۱۷۲ ابوداؤد صـ۱۱۴

ترمذی صہ۳۴ والنسائی ایضاً۔

۷۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کچھ دیر سکوت فرماتے تھے ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا "تھوڑی دیر" تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جو قراءت اور تکبیر کے درمیان سکوت فرماتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں پڑھتا ہوں اللھم باعد الخ اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب کے درمیان تو نے کر دی ہے، اے اللہ مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک و صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اے اللہ میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان الحدیث یتضمن انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول بین التکبیر والقراءۃ ھذا الدعاء المذکور۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صہ۱۰۳ ومسلم اول صہ۲۱۹، ابوداؤد اول صہ۱۱۳ تا صہ۱۱۴ ابن ماجہ صہ۵۸ تا صہ۵۹ ایضا نسائی۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے یہاں بھی ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا ہے مگر باب کے تحت ذکر کردہ احادیث سے مقصد معلوم ہو رہا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس سلسلے میں توسع کو بیان کرنا ہے کہ کوئی دعا پڑھنا واجب و ضروری نہیں۔

نیز نہ کوئی خاص معین دعا ضروری ہے پھر قائلین دعا بھی دعا پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں چنانچہ امام بخاری رحؒ نے دو روایت ذکر کی ہے۔ پہلی روایت حضرت انس بن مالک رضؓ کی ہے جس میں کسی بھی

دعا کا ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی دعاء نہ پڑھے۔
اور دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ کی ہے جس میں ایک دعا مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بخاری نے دونوں طرح کی روایت ذکر کر کے اختلاف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بخاری رح کا مقصد فریقین کے دلائل کو ذکر کرنا ہے۔ اور اختلافِ ائمہ کی طرف اشارہ فرمار ہے ہیں اور یہ بھی کہ دعاءِ افتتاح واجب نہیں ہے۔

تشریح: یہاں ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے پہلے کچھ دعاء پڑھے یا نہیں؟

مذاہبِ ائمہ (۱) امام مالک رح کسی دعاء کے قائل نہیں ہیں بس تکبیر تحریمہ کے بعد الحمد للہ رب العلمین سے قرأت شروع کر دے حتیٰ کہ تعوذ و تسمیہ بھی نہ پڑھے۔
استدلال باب کی پہلی روایت حضرت انس بن مالک رضؓ کی حدیث سے ہے۔
(۲) جمہور ائمہ ثلاث رح اور اسحاق رح دعاء کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ باب کی دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔
پھر دعا کی تعیین میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔
حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی سبحانک اللھم وبحمدک الخ مستحب ہے۔
(۳) امام شافعی رح کے یہاں دعا توجیہ یعنی انی وجہت وجہی الخ پڑھنا مختار ہے۔

حنفیہ کی دلیل عن حمید الطویل عن انس بن مالک رضؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استفتح الصلوٰۃ قال سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الٰہ غیرک۔ (رواہ الطبرانی فی کتابہ المفرد فی الدعاء واسنادہ جید)۔
(آثار السنن جلد اول علامہ نیموی عظیم آبادی ص۷۲)

پھر علامہ نیموی رح نے دو اثر ذکر فرمایا ہے جن میں ایک حضرت عمر فاروق رضؓ اور دوسرا حضرت عثمان غنی رضؓ کے بارے میں تذکرہ ہے کہ وہ افتتاح صلوٰۃ میں ثنا پڑھا کرتے تھے۔ (آثار السنن اول ص۷۲)
امام مالک رح کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ آپ کی مستدل حدیث میں افتتاح سے مراد افتتاح قراءتِ جہریہ ہے لہٰذا قراءت سریہ اس کے منافی نہیں۔

بسملہ کا حکم یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ بسملہ قرآن اور سورہ فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں؟
دوسرا یہ کہ نماز میں اس کا کیا حکم ہے؟
تیسرا یہ کہ بسملہ بالجہر پڑھا جائیگا یا بالسر؟

اول مسئلہ | مسئلہ اختلافیہ ہے۔ حنفیہ نیز امام مالکؒ کے نزدیک بسملہ صرف سورہ نمل کا جزء ہے وہ بھی جزءِ آیت ہے انّہ من سلیمان وانّہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کے علاوہ کسی سورہ کا جزء نہیں البتہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قرآن مجید کا جزء ہے یعنی تسمیہ مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل وامتیاز کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک بسملہ سورہ فاتحہ کا جزء ہے۔

دوسرا مسئلہ:۔ جمہور اہل علم احناف وحنابلہؒ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

(۲) حضرات شوافعؒ چونکہ بسملہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانتے ہیں اس لئے پڑھنا واجب ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک بسملہ پڑھنا بدعت ہے۔

تیسرا مسئلہ:۔ تسمیہ مسنون ہے نماز خواہ جہری ہو یا سرّی ہر حال میں سرّاً پڑھنا مستحب ہے۔ اس مسئلہ میں ابن تیمیہ وغیرہ نے بھی حنفیہ کا مسلک اختیار کیا ہے، لیکن حضرات شوافعؒ چونکہ فاتحہ کا جزء مانتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک صلوٰۃ جہریہ میں جہر کے ساتھ اور صلوٰۃ سرّیہ میں سرّ کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ واللہ اعلم۔

بابٌ[۴۸۰]

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی صَلٰوۃَ الْکُسُوْفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّی الْجَنَّۃُ حَتّٰی لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَیْهَا لَجِئْتُکُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّی النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ اَیْ رَبِّ اَوَ اَنَا مَعَهُمْ فَاِذَا امْرَاَۃٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّۃٌ قُلْتُ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا لَا اَطْعَمَتْهَا وَلَا اَرْسَلَتْهَا تَاْکُلُ قَالَ

نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ خَشِيْشِ الْأَرْضِ أَوْ خِشَاشِ۔

باب، بلا ترجمہ۔

ترجمہ حدیث حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی چنانچہ آپ صؐ نے قیام فرمایا تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا تو دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ جنت مجھ سے قریب ہوگئی اتنی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تم کو لا دیتا، اور دوزخ بھی مجھ سے اتنی قریب ہوگئی کہ میں کہہ اٹھا کہ اے پروردگار کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ اچانک ایک عورت پر نظر پڑی، نافع نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا اس عورت کو بلّی نوچ رہی ہے (آنحضرتؐ فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی نہ تو اس نے اسے کھانا دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ کہیں سے کھالے، نافع نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ زمین کے کیڑے وغیرہ سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔

باب، بلا ترجمہ کالفصل من الباب السابق۔

بعض نسخوں میں یہاں لفظ باب بھی نہیں ہے جیسے عمدۃ القاری۔

اس صورت میں باب سابق "مایقرأ بعد التکبیر" ہی کی تیسری روایت مانی جائے گی اور حدیث کی مناسبت بقول علامہ قسطلانیؒ أی ربّ أوَ أنا معھم، سے ہے۔

اس میں أ ہمزۂ استفہام ہے اور واؤ عاطفہ ہے، ہمزۂ استفہام کا مدخول محذوف ہے، عبارت اس طرح ہوگی " أی ربّ اتعذ بھم و أنا معھم "، یعنی اے پروردگار کیا تو ان کو عذاب میں مبتلا فرمائیگا جبکہ میں ان کے ساتھ موجود ہوں۔

اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کر رہے ہیں اور اس وعدہ کیطرف اشارہ فرما رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو چیزوں کو عذاب الٰہی سے امن کا سبب بتایا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے " وما کانَ اللّٰہ لیعذّبھم و انت فیھم "۔ " وما کان اللّٰہ معذّبھم

وهم یستغفرون ۝ (سورۃ الانفال)
اور اگر باب ہو مگر بلا ترجمہ ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں ہے تو اس صورت میں کالفصل من الباب السابق ہوا کرتا ہے، یعنی فی الجملہ باب سابق سے تعلق بھی ہو، لیکن بظاہر یہاں کوئی تعلق و مناسبت ظاہر نہیں ہے۔

جواب ۱ : فاطال القیام سے مایقرأ بعد التکبیر ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ اطالتِ قیام دعا ہی کی وجہ سے ہوئی۔

جواب ۲ : اس حدیث میں ثنا اور تعوذ کا ذکر نہیں ہے تو ممکن ہے کہ اطالہ قیام کا سبب یہی ہو۔
۳ : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ای ربّ وانا معھم کہہ کر دعا فرمائی لہٰذا دعا ثابت ہوگئی۔ واللہ اعلم۔

صلوٰۃ کسوف صـ۱۴۱ میں مستقل عنوان "ابواب الکسوف کا،، آرہا ہے انشاء اللہ تفصیل سے بحث ہوگی۔

بابُ ۴۸۱ رَفعِ البَصَرِ اِلَی الاِمَامِ فِی الصَّلٰوۃِ وَقالتْ عَائِشَۃُ

قَالَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فِی صلٰوۃِ الکُسُوفِ رَأَیتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضاً حِیْنَ رَأَیْتُمُونِی تَاَخَّرْتُ ۔

۷۱۶۔ حَدَّثَنا مُوسیٰ قال حَدَّثنا عَبْدُ الوَاحِدِ قال حَدَّثنا الاَعْمَشُ عن عُمَارَۃَ بنِ عُمَیْرٍ عن اَبِی مَعْمَرٍ قال قُلْنَا لِخَبَّابٍ اَکَانَ رَسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّھرِ وَالْعَصْرِ قال نَعَمْ فقلنا بِمَ کُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذالکَ قال بِاضطِرَابِ لِحْیَتِہٖ ۔

باب، نماز میں امام کی طرف نظر اٹھانے کا بیان۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کو توڑ پھوڑ رہا ہے جس وقت تم نے دیکھا کہ میں (نماز میں) پیچھے ہٹا ہوں۔

ترجمہ حدیث ابو معمر سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خبّاب رضؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں کرتے تھے، تو ہم نے پوچھا کہ آپ لوگ اس کو کیسے معلوم کرتے تھے؟ تو فرمایا کہ آپ ؐ کی ڈاڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "باضطراب لحیتہ"

کیونکہ ڈاڑھی کا ہلنا ان لوگوں کو بغیر امام کی طرف دیکھے کیونکر معلوم ہو سکتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ امام کی طرف نظر کر لیتے تھے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۳ و یاتی ص۱۰۵ ایضاً ص۱۰۵ و ص۱۰۷ وابو داؤد ص۱۱۶۔

۷۱۷ ۔ حَدَّثَنا حَجَّاجٌ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال اَنْبَانَا اَبُو اِسْحٰقَ قال سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قال حَدَّثَنا البَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوبٍ اَنَّهُمْ كَانُوا اِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ قَامُوا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ ۔

ترجمہ حدیث حضرت براء بن عازب رضؓ نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں تھے کہ وہ لوگ (صحابہ رضؓ) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور آپؐ جب اپنا سر رکوع سے اٹھا لیتے تو سب کھڑے رہتے یہاں تک وہ یہ دیکھ لیتے کہ آپؐ سجدے میں چلے گئے (اس وقت صحابہ بھی سجدے میں چلے جاتے)۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "حتی یروہ قد سجد"۔

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۱ ومرّ ص۹۶ ویاتی ص۱۱۲۔

۷۱۸ ۔ حَدَّثَنا اِسْمٰعِيْلُ قال حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عبّاسٍ قال خَسَفَتِ الشَّمْسُ علی عهدِ النبیّ صلی الله علیه وسلّم فصلّٰى قالوا يا رسولَ اللهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فقال اِنِّي رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپؐ نے نماز پڑھائی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ (نماز میں) اپنی جگہ پر رہ کر کچھ لینے کو بڑھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تھا تو میں اس کا ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں اس کو لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس میں سے کھاتے رہتے (یعنی وہ کبھی ختم نہیں ہوتا)۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "رأیناک تکعکعت"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۱۰۳ ومرّ ص۶۲ ویاتی ص۱۴۳ وص۲۵۴ وص۷۸۲ تا ص۷۸۳ مطولاً۔

۷۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلوٰةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلٰثًا۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر آپ م منبر پر چڑھے اور آپ ص نے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کیا پھر فرمایا ابھی جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تو میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا جو اس دیوار کے قبلہ میں متمثل کردی گئیں تو میں نے آج کے دن کی طرح خیر و شر کبھی نہیں دیکھی آپ نے تین بار فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاشار بیدیہ قبل قبلۃ المسجد" مطلب یہ ہے کہ یہ اشارہ صحابہ نے دیکھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ اسی وقت دیکھ سکتے ہیں جبکہ آپ م کو دیکھ رہے ہوں۔

علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں فی وجہ المطابقۃ الخ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں امام کا اپنے آگے دیکھنا مذکور ہے اور جب امام کو آگے دیکھنا جائز ہوا تو مقتدی کو بھی اپنے آگے یعنی امام کو دیکھنا جائز ہوگا۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۱۰۳ ومرّ ص۵۹ ویاتی ص۹۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح اس ترجمہ سے مسئلہ اختلافیہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ نماز کی حالت میں مقتدی کی نظر کہاں ہو؟

مگر خود امام بخاری رح کا رجحان یہ ہے کہ مقتدی کی نظر امام کی طرف رہے۔

امام مالک رح فرماتے ہیں کہ مصلی کی نظر قبلہ کی جانب ہونی چاہئے اس لئے کہ اس کی وجہ سے امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے گا، بالخصوص بہرا آدمی کے لئے تو امام کی طرف نظر ضروری ہے۔

ائمہ ثلاث (امام اعظم، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ) کا مسلک یہ ہے کہ قیام کی حالت میں موضع سجود پر نظر رہے، رکوع کی حالت میں پیر کی انگلیوں پر، سجدے کی حالت میں ناک پر اور تشہد کی حالت میں اپنی گود پر نظر رہنی چاہئے لانہ غایۃ الخشوع۔

بہر حال جمہور کے نزدیک بھی اگر نظر بجانب امام یا بجانب قبلہ ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

تشریح مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد سوم باب ۴۴۲ حدیث ۶۶۳ ملاحظہ فرمالیا جائے۔

باب ۴۸۲ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَاءِ فِى الصَّلٰوةِ

۷۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِى صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِى ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْلَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ۔

باب، نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، پھر اس کے بارے میں آپ ص کی گفتگو سخت ہوگئی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس سے باز رہیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ
" یرفعون ابصارھم الی السماء فی صلوتھم "

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۳ تا ص۱۰۴ وابوداؤد ص۱۳۲
وابن ماجۃ فی الصلوٰۃ ص۷۴ والنسائی ایضا فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہ ہے وقال العینی رح وھذا لاخلاف فیہ۔

وقال ابن بطال وابن التین اجمع العلماء علیٰ کراھۃ النظر الی السماء فی الصلوٰۃ لھذا الحدیث۔ (عمدہ)

تشریح نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بالاتفاق مکروہ ہے جیسا کہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے چونکہ یہ ایک گونہ قبلہ سے انحراف ہے۔

دوسرا مسئلہ ہے خارجِ صلوٰۃ کا؟ یعنی نماز کے باہر دعاؤں میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا

کیا حکم ہے ؟ قاضی شریح وغیرہ نے مکروہ ہی کہا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے کیونکہ حدیث شریف کے جو الفاظ ہیں ما بال اقوام یرفعون ابصارہم الی السماء فی صلوتہم ۔ یعنی اس وعید میں نماز کی قید ہے پس نماز سے باہر جائز ہونا ہی چاہیئے لان السماء قبلۃ الدعاء کما ان الکعبۃ قبلۃ الصلوٰۃ (فتح) چونکہ آسمان قبلۃ الدعاء ہے جیسا کہ کعبہ قبلۃ الصلوٰۃ ہے لہٰذا یہ اجابت کے زیادہ لائق ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۸۳ الالتفات فی الصلوٰۃ

۷۲۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا ابُوالاَحْوَصِ قال حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بنُ سُلَيمٍ عن اَبِيهِ عن مَسْرُوقٍ عن عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم عن الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ فقَال هُوَ اخْتِلاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک اچک لینا ہوا کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے (کہ نماز کا ثواب کھودے یا کم کردے)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی "سألت رسول الله صلی الله علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوٰۃ الخ"۔

تعدد موضعہ :- والحدیث هنا صـ۱۰۴ و نسائی صـ۲۶۵، ابوداؤد صـ۱۳۱ ۔

۷۲۲ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم صَلّٰی فِی خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَقَالَ شَغَلَتْنِی اَعْلَامُ هٰذِهٖ اذْهَبُوا بِهَا اِلٰی اَبِی جَهْمٍ وَ أْتُونِی بِاَنْبِجَانِيَّةٍ ۔

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) ایسے چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش بنے ہوئے تھے (نماز سے فارغ ہوکر) آپؐ نے فرمایا کہ اس چادر کے نقوش نے مجھے مشغول کردیا اس چادر کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے انبجانی چادر لادو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ : علامہ عینیؒ فرماتے ہیں :
وجہ المطابقۃ للترجمۃ من حیث ان اعلام الخمیصۃ اذا لحظها

المصلی وهو علی عاتقه کان یلتفت الیها یسیرا الا تری انه صلی الله علیه وسلم خلعها وعلل بقوله "شغلتنی اعلام هذه" ولا یکون هذا الا بوقوع بصره علیها وفی وقوع بصره علیها التفات۔ (عمدۃ)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغلتنی اعلام ھذہ فرمایا معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نقش ونگار کو دیکھا ہے اور یہ دیکھنا نوع من الالتفات ہے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں التفات کا حکم انواع التفات پر مبنی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "الالتفات علی ثلثة اقسام"، (شرح تراجم)

(۱) التفات اگر گوشۂ چشم سے ہے یعنی کن انکھیوں سے دائیں یا بائیں نگاہ ڈالی تو یہ نگاہ ڈالنا اگر بلاضرورت ہے تو مکروہ تنزیہی ہے لانه ینافی الخشوع۔

نماز میں تو خشوع و توجہ الی اللہ علی وجہ الکمال مطلوب ہے، البتہ اگر گوشۂ چشم سے دیکھنا ضرورت کی بنا پر ہو تو لا باس بہ یعنی کوئی حرج نہیں، گوشۂ چشم سے دیکھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف جلد ثانی" باب حدیث کعب بن مالک کی طویل حدیث میں ص ۶۳۵ میں ہے فاسارقه النظر فاذا اقبلت علی صلوتی اقبل الی واذا التفت نحوه اعرض عنی الخ حضرت کعب بن مالک رض فرماتے ہیں کہ میں نماز میں کنکھیوں سے آپ ص کو دیکھتا رہتا جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آنحضور ص میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ ص کی طرف دیکھتا تو آپ ص چہرہ پھیر لیتے الخ۔ معلوم ہوا کہ گوشۂ چشم سے التفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا درجہ ہے تحویل وجہ کے ساتھ کہ گردن قبلہ سے منحرف ہو جائے لیکن سینہ کا انحراف بالکل نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۳) التفات میں سینہ بھی قبلہ سے منحرف ہو جائے تو یہ صورت حنفیہ، شافعیہ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔ مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہے مفسد صلوٰۃ نہیں۔

مالکیہ کے یہاں اگر مصلی دائیں بائیں مڑ جائے لیکن دونوں پاؤں قبلہ کی طرف قائم ہیں تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

حنابلہ کے یہاں استدبار قبلہ ہونے پر نماز باطل ہوگی، واللہ اعلم۔

تشریح اختلاس اور خلس از باب ضرب، اچانک کسی چیز کو اچک لینا، فریب سے جھپٹا مارنا، نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے شیطان خشوع وخضوع کو اچک لے جاتا ہے۔

باقی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۹۰ تا ص ۳۹۱۔

باب ۴۸۴ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهٖ، أَوْ يَرٰى شَيْئًا أَوْ بُصَاقًا

فِی الْقِبْلَۃِ وقال سھلٌ اِلْتَفَتَ اَبُوْبَکْرٍ فرأی النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنا قُتَیْبَۃُ قال حَدَّثَنا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قال رَأیٰ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نُخَامَۃً فِی قِبْلَۃِ الْمَسْجِدِ وَھُوَ یُصَلِّی بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ فحَتَّھا ثُمَّ قال حِیْنَ انْصَرَفَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ قِبَلَ وَجْھِہٖ فلا یَتَنَخَّمَنَّ اَحَدٌ قِبَلَ وَجْھِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ موسی بنُ عُقْبَۃَ و ابنُ اَبِی رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ۔

باب، اس بات کے بیان میں کہ کیا نمازی التفات کرسکتا ہے بسبب کسی ایسے حادثہ کے جو اثنائے نماز میں نازل ہو یعنی پیش آجائے (مثلاً کسی درندے کا یا زہریلے جانور کا آجانا) یا نمازی کوئی چیز دیکھے یا قبلہ کی جانب تھوک دے تو التفات جائز ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے نماز میں التفات کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا اور آپ صؐ لوگوں کے آگے (کھڑے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے آپ صؐ نے اس کو کھرچ دیا (صاف کردیا) پھر جب آپ صؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کی جانب ہوتا ہے اس لئے تم میں سے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے کی جانب کھنکار (بلغم) نہ ڈالے۔ اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور عبد العزیز بن ابی روّاد نے بھی نافع سے روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی الجزء الثالث منہا وھو قولہ "او بصاقا" (عمدۃ) فان قلت المذکور فی الترجمۃ البصاق وفی الحدیث النخامۃ واین التطابق؟ قلت المقصود المطابقۃ اصل الحدیث فان اخرج حدیث نافع عن ابن عمر ھذا ایضا فی باب حک البزاق بالید من المسجد ولفظہ عن عبد اللہ بن یوسف عن مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی بصاقاً فی جدار القبلۃ فحکہ۔ الحدیث۔ ولان حکم البصاق والنخامۃ واحد من حیثیۃ تعین الازالۃ منہا الخ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھہنا ص۱۰۴ ومرّ ص۵۸ ویاتی ص۱۶۲ وص۹۰۲ ومسلم اول ص۲۰۷ والنسائی ص۸۴۔

۷۲۴ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ أَبُوبَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلٰوتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ۔

ترجمہ | حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ (ایک روز) مسلمان فجر کی نماز میں (مشغول) تھے کہ اچانک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آگئے آپ ؐ نے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف دیکھا اس وقت مسلمان صف بستہ تھے آپ ؐ (یہ منظر دیکھ کر) ہنستے ہوئے مسکرائے اور حضرت ابوبکر رضؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ کے لئے (جگہ چھوڑ کر) صف میں مل جائیں ابوبکر رضؓ نے یہ سمجھا کہ آپ ؐ باہر تشریف لانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں نے (مارے خوشی کے) یہ قصد کیا کہ نماز میں مبتلائے فتنہ ہوجائیں (یعنی نماز توڑ دیں) پھر آپ ؐ نے اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز کو پورا کرلو اور پردہ گرادیا اور اسی دن کے آخر میں آپ ؐ نے وفات پائی ۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الصحابة لما كشف صلى الله عليه وسلم الستر التفتوا اليه وذٰلك لان الحجرة كانت عن يسار القبلة فالناظر الى اشارة من هو فيها يحتاج الى ان يلتفت ولولا التفاتهم مارأوا اشارته فصدق عليه الجزء الثاني من الترجمة ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ :- والحدیث ھہنا ص۱۰۴ ومرّ ص۹۳ تا ص۹۴ وفی المغازی ص۶۴۰ ۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحؒ کا یہ باب مثل استثناء ہے، مقصد یہ ہے کہ التفات کی مختلف قسمیں ہیں بعض قسم مفسد صلوٰۃ ہے اور بعض مکروہ۔ کما مرّ ۔

اب اس باب میں بعض التفات کو مستثنیٰ کرنا مقصود ہے کہ اگر التفات ضرورت کی بناء پر ہو تو جائز ہے۔

سوال :- ضرورت کے وقت جب التفات جائز ہے تو امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ ھَل کیوں بڑھایا؟

جواب :- یہ ھَل بمعنی قد ہے، یعنی بلاشبہ جبکہ ضرورت ہو تو التفات جائز ہے ۔ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیز حضرت ابوبکر رضؓ سے التفات ثابت ہے۔

۲ :- حضرت مصنف رحؒ نے حضرت سہل رضؓ کی معلق روایت ذکر فرمائی جس میں حضرت ابوبکر رضؓ کا التفات

مذکور ہے اور اس التفات میں احتمال ہے کہ یہ التفات الی القبلہ ہو جو مضر نہیں۔
لیکن یہ جواب قابلِ اعتراض ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو حجرہ سے تشریف لائے تھے اور حجرۂ مبارکہ بائیں جانب تھا لہذا صحابۂ کرام نے بائیں جانب التفات فرمایا۔
حضرت ابن عمر رضی کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوارِ قبلہ پر بلغم دیکھا۔ اس میں احتمال ہے کہ بالکل سامنے کے بجائے دائیں یا بائیں دیکھا اس تردد کی بنا پر بخاری نے لفظ ھل قائم کردیا۔
۳:۔ حضرت انس بن مالک رضی کی روایت ہے کہ (دوشنبہ کے دن) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجرۂ عائشہ کا پردہ اٹھایا اور حضرت ابوبکر رضی فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو حضرات صحابہ رضی نے رسول اکرم ص کو دیکھا۔
معلوم ہوا کہ التفات جائز ہے لیکن احتمال ہے کہ صحابہ نے گوشۂ چشم سے دیکھا اس لئے امام بخاری رح نے ھل قائم کردیا واللہ اعلم۔

باب ۴۸۵ وُجُوبِ الْقِرَأَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ فِي الصَّلَوٰتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتُ۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكٰى اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا اِلٰى عُمَرَ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ قَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ فَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ مَعْرُوْفًا حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِيْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهٗ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى اَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلٰثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَاَطِلْ فَقْرَهٗ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِيْ

دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

باب ، امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں قرارت کے واجب ہونے کا بیان حضر میں ہو یا سفر میں یا وہ نماز ہو جس میں جہر کیا جاتا ہے یا وہ نماز ہو جس میں سراً پڑھا جاتا ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضہ نے حضرت سعد رضہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمار بن یاسر رضہ کو ان لوگوں کا حاکم مقرر کر دیا۔

اہل کوفہ نے حضرت سعد رضہ کی (متعدد) شکایتیں کیں یہاں تک کوفہ والوں نے بیان کیا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھاتے تو حضرت عمر رضہ نے حضرت سعد رضہ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابو اسحٰق (یہ حضرت سعد رضہ کی کنیت ہے) یہ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ تم نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے؟ حضرت سعد رضہ نے کہا " خدا کی قسم میں تو ان کو اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایا کرتے تھے میں اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا تھا (مثلاً) عشاء کی نماز اس طرح پڑھاتا تھا کہ پہلی دو رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا (یعنی لمبا کرتا تھا) اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا، حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحٰق آپ کے بارے میں گمان غالب یہی ہے پھر حضرت عمر رضہ نے ایک آدمی یا چند آدمیوں کو حضرت سعد رضہ کے ساتھ کوفہ بھیجا تاکہ کوفہ والوں سے حضرت سعد رضہ (کی شکایتوں) کے بارے میں دریافت کریں (یعنی سوالات کر کے تحقیق کریں) ان لوگوں نے کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں حضرت سعد رضہ کا حال نہ پوچھا ہو سب لوگ ان کی عمدہ تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اس کی کنیت ابو سعدہ تھی اس نے کہا جب آپ نے ہم کو قسم دی ہے تو سچ تو یہ ہے کہ حضرت سعد رضہ لشکر کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے تھے مال غنیمت کی تقسیم میں برابری نہیں کرتے تھے اور فیصلہ میں انصاف نہیں کرتے تھے (یہ سنکر) ، سعد رضہ نے فرمایا میں تو بخدا تین بد دعائیں ضرور کروں گا کہ اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر دے اور اس کے فقر کو طویل کر دے اور اس کو فتنوں کا نشانہ بنا دے ، اس کے بعد جب اس شخص سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا کہ میں ایک مبتلائے فتنہ بوڑھا ہوں مجھے حضرت سعد رضہ کی بد دعا لگ گئی ہے عبد الملک نے کہا کہ میں نے اس کو بعد میں دیکھا بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں آنکھوں پر آگئی تھیں اور راستہ میں (کھڑا ہو کر) لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " فانی کنت اصلی بہم صلوٰۃ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وما اخرم عنہا الخ"۔

ترجمۃ الباب کی تشریح واضح رہے کہ ترجمۃ الباب چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ ۱ وجوب القراءۃ للامام ۲ وجوب القراءۃ للمقتدی، ۳ وجوب القراءۃ للحضر، ۴ فی السفر، ۵ جہری نمازمیں، ۶ سری نمازمیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ولا نزاع فی قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰتہ دائما وھو یدل علی وجوب القراءۃ لکن التطابق انما یکون فی الجزء الاول من الترجمۃ وھو قولہ وجوب القرأۃ للامام، وما اخرم عنہا "ای عن صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدل علی الجزء الخامس و السادس من الترجمۃ وھو الجھر فیما یجھر والمخافتۃ فیما یخافت ولا نزاع انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجھر فی محل الجھر ویخفی فی محل الاخفاء وھذا القول یدل ایضا علی الجزء الثالث والرابع لانہ یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یترک القراءۃ فی الصلوۃ فی الحضر ولا فی السفر لانہ لم ینقل ترکہ اصلاً ولم یبق من الترجمۃ الا الجزء الثانی وھو قرأۃ الماموم فلا دلالۃ فی الحدیث علیہ۔ (عمدہ ج ۶ ص ۴)

یعنی یہ ایک جامع باب ہے جو چھ مسائل پر مشتمل ہے۔

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی نماز میں قرأت کرتے تھے جو وجوبِ قرأت پر دلیل ہے اور ترجمہ کے جزءِ اول یعنی وجوب القراءۃ للامام کی مطابقت ہے۔

وما اخرم عنہا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے کوتاہی و کمی نہ کرتا تھا۔ اس سے ترجمہ کا پانچواں اور چھٹا مسئلہ ثابت ہوتا ہے، یعنی جہری نمازوں میں جہر کے ساتھ اور سری نمازوں میں سر کے ساتھ۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوں یا حضر میں ہر نماز میں قرأت کرتے تھے۔ یہ ترجمہ کے تیسرے اور چوتھے جزء پر دلیل ہے یعنی تیسرا اور چوتھا مسئلہ ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ قرأت ثابت نہیں ہے۔

اب صرف ترجمہ کا جزءِ ثانی باقی رہ گیا یعنی مقتدی کی قرأت؟ یہ مسئلہ حدیث کے کسی جزء سے ثابت نہیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۱۰۴ ویاتی فی "باب القراءۃ فی الظھر ص ۱۰۵ وفی باب یطول فی الاولیین ویحذف فی الاخریین ص ۱۰۶ ومسلم اول ص ۱۸۶ وابوداؤد اول فی باب تخفیف الاخریین ص ۱۱۷۔

۷۲۶۔ حَدَّثَنا علی بنُ عبدِ اللہِ قال حَدَّثَنا سُفْیٰنُ حَدَّثَنا الزُّھْرِیُّ عن

مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ اَنَّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لا صَلٰوةَ لِمَن لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "مطابقة الحديث للترجمة غيرظاهرة لان الترجمة اعم من ان تكون القراءة بالفاتحة اوبغيرها والحديث يعين الفاتحة۔ (عمدہ)

تعدد موضعه والحديث ههنا صـ۱۰۴ ومسلم اول صـ۱۶۹ وابوداؤد فى باب من ترك القرأة فى صلوته صـ۱۱۹، والترمذى فى "باب ما جاء فى القرأة خلف الامام صـ۴۱"

۷۲۷ - حَدَّثَنا محمّدُ بنُ بَشَّارٍ قال حدَّثَنا يحييٰ عن عُبَيْدِ اللهِ قال حَدَّثَنِي سَعِيدُ بنُ اَبِي سَعِيْدٍ عن اَبِيْهِ عن ابى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللهِ صلّى اللّٰه عليه وسلم دَخَلَ المَسْجِدَ فدَخَلَ رَجلٌ فَصَلّٰى فسَلَّمَ على النبيِّ صلى الله عليه وسلم فرَدَّ وقال اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّك لَمْ تُصَلِّ فرَجَعَ فصَلّٰى كما صَلّٰى ثمّ جاء فسَلَّمَ على النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال اِرْجِعْ فصَلِّ فاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثاً فقال وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ ما اُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي فقال اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً ثُمَّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ ارْفَعْ حتى تَطْمَئِنَّ جَالِساً وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک شخص (خلاد بن رافع رضؓ) داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (یعنی تمہاری نماز واجب الاعادہ ہے اس لئے دوبارہ پڑھو)۔ چنانچہ وہ شخص لوٹ کر گیا اور اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پس آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی تین بار ایسا ہی ہوا آخر اس شخص نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا لہٰذا آپ مجھے سکھا دیجئے تو

آپ ؐ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو پھر قرآن مجید میں سے جو تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو اس کو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک رکوع کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ثم اقرأ ما تیسر معك من القرآن" چونکہ یہ حضرت خلاد بن رافع رضؓ کا واقعہ ہے اور یہ واقعہ دن کی نماز کا ہے پس چھٹے جز (مایخافت) سے مطابقت ہے، یعنی سری نماز میں آنحضرت ؐ نے قرأت قرآن کا حکم دیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۴ تا ص۱۰۵ رباتی ص۱۰۹ وص۹۲۴ وص۹۸۶، ومسلم اول ص۱۷۰ و ابوداؤد فی "باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ص۱۲۴" ترمذی اول فی "باب ماجاء فی وصف الصلوٰۃ ص۴۰، واخرج النسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ ساری نمازوں میں قرأت ضروری ہے خواہ وہ حضری ہوں یا سفری اور خواہ وہ جہری ہوں یا سری امام اور مقتدی دونوں پر قرأت واجب ہے۔

الفاظ کی تحقیق وتشریح شکیٰ اھل الکوفۃ ای بعض اھل الکوفۃ۔ کوفہ کے معنی ہیں ریت کا گول سرخ ٹیلہ، تو چونکہ جہاں یہ آباد ہے وہاں پہلے گول ٹیلہ تھا اس لئے اس کا نام کوفہ پڑا۔ یہ کوفہ عراق کے ایک شہر کا نام ہے بلکہ عراق کا سب سے بڑا شہر ہے جو بغداد سے تیس۳۰ کوس یعنی تقریباً نوّے میل کے فاصلہ پر ہے یہی وہ اہم مقام ہے جس کو حضرت علی رضؓ نے اپنا دار الخلافہ بنایا اور وہیں واصل بحق ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ حضرت سعد رضؓ ۱۷ھ میں کوفہ کے گورنر بنائے گئے اور ۲۱ھ یا ۲۰ھ میں علیٰ اختلاف الاقوال معزول کئے گئے۔

بقیہ حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص۲۷۳۔

ابا اسحٰق: یہ ابو اسحاق حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی کنیت ہے کنی بذلك باکبر اولادہ۔ (عمدہ)

فعزلہ چند شر پسند عناصر نے حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس حضرت سعد رضؓ کی شکایت کی حضرت فاروق رضؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو بلا تحقیقِ حال بھی معزول کرنا درست ہے۔ (عمدہ)

مصلحت یہ تھی کہ فتنہ بڑھنے نہ پائے بلکہ فتنہ دب جائے۔ وقیل عزلہ ایثار القربۃ منہ لکونہ

من اھل المشورۃ وقیل ان مذھب عمرؓ ان لا یستمر بالعامل اکثر من اربع سنین۔ (عمدہ)
یعنی بعض حضرات نے عزل کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت عمرؓ کسی عامل کو ایک جگہ چار سال سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ مگر یہ وجہ اس لئے صحیح نہیں کہ حضرت معاویہؓ ۱۸ھ میں حضرت فاروقؓ کی طرف سے شام کے والی ہوئے اور حضرت فاروق اعظمؓ کی زندگی بھر شام کے والی رہے، سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی، واللہ اعلم۔

ما اخرم بفتح الھمزہ وکسر الراء ای لا انقص۔ ارکد فی الاولیین پہلی دو رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا یعنی قراءت لمبی کرتا تھا واخف فی الاخریین اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا، یعنی مختصر۔

قراءت خلف الامام

یعنی امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قراءت کرنے کا حکم؟

زمانۂ قدیم سے ہی یہ مسئلہ مختلف فیہ اور معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے، اس مسئلہ کو نماز کے اختلافی مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ہے، اس بارے میں روایات واحادیث میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض سے قراءت خلف الامام کی ممانعت اور بعض سے اجازت نیز بعض سے بظاہر تاکید مفہوم ہوتی ہے اس لئے یہ مسئلہ طویل المباحث اور معرکۃ الآراء بن گیا۔ اور چونکہ اس میں اختلاف صرف افضلیت کا نہیں ہے جواز وعدم جواز بلکہ وجوب وتحریم کا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر قلمی اور زبانی مناظرات کا بازار گرم رہا ہے اور اس پر فریقین کی طرف سے اتنی کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں جن سے ایک کتبخانہ تیار ہو سکتا ہے۔

سب سے پہلے اس موضوع پر مستقل رسالہ امام بخاریؒ نے القرأت خلف الامام لکھا جو جزء القراءۃ خلف الامام کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ان کے بعد امام بیہقی نے اس موضوع پر کتاب القراءۃ تحریر فرمائی۔

اس ابتدائی دور میں کسی حنفی عالم کی اس موضوع مستقل کتاب کا ذکر نہیں ملتا البتہ امام بیہقی نے اپنی کتاب القراءت میں بکثرت ایک حنفی عالم کی تردید کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے احناف میں سے کسی نے اس مسئلہ پر امام بیہقی سے پہلے کوئی کتاب لکھی تھی، پھر آخری دور میں غیر مقلدین نے اس مسئلہ کو بہت اچھالا۔

غیر مقلدین اور حنفیہ چونکہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ میں ہمیشہ حنفی مسلک ہی کی سیادت وقیادت رہی ہے اس لئے خاص طور سے حنفیہ کے خلاف بلکہ ائمہ مجتہدین وسلف صالحین کے خلاف محاذ قائم کیا اور ان کی نمازوں کے فاسد ہونے کا اعلان کیا تو محدثینِ عظام وعلماءِ کرام نے اس کے جواب میں متعدد کتابیں تالیف کیں۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی م ۱۳۰۴ھ نے امام الکلام فی القراءۃ خلف الامام اور اس کا حاشیہ غیث الغمام فی القراءۃ خلف الامام تحریر فرمایا۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رح م ۱۳۲۳ھ نے ھدایۃ المعتدی لکھی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح م ۱۲۹۷ھ نے توثیق الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام لکھی، حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رح محشی بخاری شریف م ۱۲۹۷ھ نے الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی لکھی، حضرت الشیخ المحقق محمد ہاشم سندھی رح م ۱۱۷۴ھ نے تنقیح الکلام فی القراءۃ خلف الامام اور علامہ ظہیر حسن نیموی بہاری نے متعدد رسالے تحریر فرمائے۔ اور حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیری رح نے فاتحۃ الخطاب فی فاتحۃ الکتاب اور فصل الخطاب فی امّ الکتاب دو رسالے لکھے، پھر حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رح مؤلف اعلاء السنن نے فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام تحریر فرمایا۔

پھر آخر میں ہمارے زمانے میں حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام کے نام سے دو جلدوں میں مفصّل و مدلل کتاب لکھی جسے اس موضوع کے مباحث کا جامع ترین ذخیرہ کہنا چاہئے جو بلاشبہ اعلیٰ علمی تحقیق اور مسکت جوابات پر مشتمل ہے، جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ ہم یہاں ان ہی اکابر بزرگوں سے نقل کرکے ضروری تحقیق اختصار کے ساتھ پیش کریں گے انشاء اللہ۔

تفصیل مذاہب حنفیہ کے نزدیک قراءتِ فاتحہ خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا) مکروہ تحریمی ہے خواہ جہری نماز ہو یا سرّی کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا جائز نہیں۔

سفیان ثوری رح، امام زہری رح، امام شعبی رح، ابراہیم نخعی رح، ابن ابی لیلیٰ رح، امام احمد رح فی روایۃ اور امام اوزاعی رح فی روایۃ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام محمد رح مؤطا میں لکھتے ہیں:۔

قال محمد لا قراءۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلک جاءت عامۃ الاٰثار وھو قول ابی حنیفۃ رح (مؤطا امام محمد مطبوعہ دیوبند ص ۹۶)

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنی چاہئے خواہ امام جہر سے قراءت کرتا ہو یا آہستہ، اسی طرح پر عام آثار دلالت کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رح کا مسلک و مذہب ہے۔

فائدہ اس سے امام محمد رح م ۱۸۹ھ کا مسلک بھی واضح ہو جاتا ہے کہ امام محمد رح بھی کسی نماز میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہ تھے اور یہی مضمون ان کی کتاب الآثار ص ۲۱ میں بھی منقول ہے۔ مؤطا امام محمد سے یہ بھی صاف ہو گیا کہ بعض بزرگوں نے جو امام محمد رح کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کو احتیاط کے طور پر جائز اور مستحسن سمجھتے ہیں یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابن ہمام رحمہ لکھتے ہیں "الاصح ان قول محمد رحمہ کقولہما"
علامہ ابن ہمام رحمہ م ۸۶۱ھ کی اس تحریر سے امام ابو یوسفؒ م ۱۸۳ھ کا مسلک بھی واشگاف اور آشکارا ہوگیا کہ وہ بھی جملہ نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے قائل نہ تھے۔
(۲) حضرت امام مالکؒ م ۱۷۹ھ بھی امام کے پیچھے جہری نمازوں میں مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے کے حق میں نہ تھے جیسا کہ مؤطا امام مالک ص ۲۹ میں ہے

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ قال وكان عبد الله بن عمر لا يقرء خلف الامام،

قال يحيي سمعت مالكا يقول الامر عندنا ان يقرأ الرجل وراء الامام فيما لا يجهر فيه الامام بالقراءة ويترك القراءة فيما يجهر فيه الامام بالقراءة۔

آخر میں یحییٰ (تلمیذ امام مالکؒ) فرماتے ہیں میں نے امام مالکؒ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ امام کے پیچھے سری نمازیں پڑھ لے اور جہری نماز میں قرأت چھوڑدے نہ پڑھے۔

(۳) امام احمد بن حنبلؒ المتوفی ۲۴۱ھ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرارت فاتحہ کے قائل نہ تھے بلکہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرارت کرنے کو شاذ اور خلاف اجماع فرماتے تھے ملاحظہ ہو مغنی ابن قدامہ جلد اول ص ۶۰۲، تحفۃ الاحوذی ج ۱، ص ۲۵۷، روح المعانی ج ۹، ص ۱۳۵۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

بخلاف وجوبها فی حال الجهر فانه شاذ حتى نقل احمد رحمہ الاجماع على خلافه (فتاویٰ ج ۲، ص ۱۴۹)

یعنی سورہ فاتحہ کا جہری نمازوں میں امام کے پیچھے بطور وجوب پڑھنا شاذ ہے حتیٰ کہ امام احمدؒ نے اس کے خلاف اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔

معلوم ہوگیا کہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جہری نمازوں میں مقتدی کو قرادت کی اجازت نہیں اور سری نمازوں میں اگرچہ سورہ فاتحہ پڑھنے کی اجازت ہے مگر پڑھنا واجب کسی کے نزدیک نہیں ہے چنانچہ مولانا مبارکپوری صاحبؒ لکھتے ہیں:۔

وكذلك الامام مالكؒ والامام احمدؒ لم يكونوا قائلين بوجوب قراءة الفاتحة خلف الامامؒ فى جميع الصلوات۔ (تحفة الاحوذى ج ۱ ص ۲۵۷)۔

امام ترمذی رحمہ نے امام احمدؒ کا قول نقل کیا کہ ارشاد نبویؐ لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی تنہا ہو تو اس کی نماز بغیر فاتحہ کے نہ ہوگی۔ (ترمذی اول صـ۴۲)

(۴) حضرت امام شافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ کی طرف مشہور قول کے مطابق یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی پر قراءتِ فاتحہ واجب ہے خواہ جہری نماز ہو یا سری یعنی جہری اور سری سب نمازوں میں قراءت فاتحہ خلف الامام واجب ہے۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ امام شافعیؒ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے وجوبِ قراءت کے قائل نہیں ہیں۔ امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلیؒ المتوفی ۶۲۰ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

وجملة ذالك ان القراءة غير واجبة على المأموم فيما جهر به الامام الخ۔

ترجمہ: اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقتدی پر قراءت واجب نہیں نہ جہری نمازوں میں نہ سری میں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے صراحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے جیساکہ علماء کی ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے

اور امام زہریؒ، ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور اسحٰقؒ اسی کے قائل ہیں۔
امام شافعیؒ اور داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی، عام ہے مگر جہری نمازیں اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور جہری نمازوں کے علاوہ یہ حدیث اپنے عموم پر باقی رہے گی۔

(احسن الکلام جلد اول مطبوعہ سہارنپور صـ۷۴ بحوالہ مغنی ابن قدامہ ج ۱ صـ۶۰۹)

نیز کتاب الام، میں خود امام شافعیؒ کے کلام سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے اس لئے کہ اس میں امام شافعیؒ تحریر فرماتے ہیں

ونحن نقول كل صلوٰة صليت خلف الامام والامام يقرأ قراءة لا يسمع فيها قرأ فيها۔ (كتاب الام ج ۷ ص ۱۵۳)

اور ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور امام ایسی قراءت کر رہا ہو جو سنی نہ جاتی ہو تو مقتدی اس نماز میں قرأت کرلے۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ جہری میں اگر مقتدی امام کی قراءت سن رہا ہو تو مقتدی کو قراءت نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ کتاب الام امام شافعیؒ کی کتبِ جدیدہ میں سے ہے نہ کہ کتبِ قدیمہ میں سے جیساکہ حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں۔

ثم انتقل منها الى مصر فاقام بها الى ان مات فى هذه السنة سنة اربع ومائتين وصنف بها كتابه الام وهو من كتبه

پھر حضرت امام شافعیؒ بغداد سے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں اقامت پذیر ہوئے حتی کہ ۲۰۴ھ میں اسی جگہ انکی وفات ہوئی اور مصر میں ہی انہوں نے کتاب الام تصنیف کی ہے اور

الجدیدۃ لانہا من روایۃ الربیع بن سلیمان وھو مصری فقد زعم امام الحرمین وغیرہ انہا من القدیم وھذا بعید وعجیب من مثلہ ۔ واللہ اعلم (البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰، ص۲۵۲)

وہ ان کی جدید کتابوں میں ہے کیونکہ اس کے راوی ربیع بن سلیمانؒ (م ۲۷۰ھ) ہیں جو مصری تھے ۔ اور امام الحرمین وغیرہ نے یہ قیاس کیا کہ یہ کتاب الام کتب قدیمہ میں ہے لیکن یہ امام الحرمین ایسے امام سے بڑی ہی بعید اور تعجب خیز بات ہے (یعنی صواب سے بہت دور اور نرالی بات ہے)۔

نیز بحر العلوم علامہ سیوطیؒ حسن المحاضرہ جلد اول ص۱۶۶ میں تحریر کرتے ہیں ۔

ثم خرج الی مصر وصنف بہا کتب الجدیدۃ کالام والامالی الکبریٰ الخ ۔

اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ کتاب الام، امام شافعیؒ نے مصر میں منتقل ہونے کے بعد تالیف کی لہذا یہ ان کی کتب جدیدہ میں سے ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ امام شافعیؒ کا قول جدید ہو نہ کہ قول قدیم ۔

نیز علامہ ابن تیمیہؒ بھی جہری نمازوں میں ترک قراءت خلف الامام کے قائل ہیں ۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں :

ونقل ابن تیمیۃؒ الاجماع عنہ یدل علی ان وجوب القراءۃ فی الجہریۃ خلاف الاجماع اولم یذھب الیہ احد من اھل الاسلام ۔ (فیض الباری ج ۲، ص۲۷۲)

علامہ ابن تیمیہؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے اجماع نقل کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جہری نمازوں میں وجوب قرارت اجماع کے خلاف ہے، یا اہل اسلام میں سے ایک شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے ۔

حافظ ابن القیمؒ المتوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں :

فقراءۃ الامام وسترتہ قراءۃ لمن خلفہ وسترۃ لہ ۔ (کتاب الروح لابن القیم ج ۱ ص۱۶۶)

یعنی امام کی قرارت مقتدی کی قرارت ہے، امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے (یعنی نہ انکو الگ قرارت کی ضرورت ہے اور نہ سترہ کی)

اس سے واضح ہوگیا کہ جہری نمازوں میں وجوب قراءت کا مسلک صرف امام بخاریؒ کا ہے اور امام بخاریؒ کی تقلید میں ہمارے زمانہ کے غیر مقلدین کا ہے یہاں تک کہ داؤد ظاہریؒ بھی اس کے قائل نہیں ۔ اس کے باوجود اکثر شوافع کا عمل اور قول بھی یہی دیکھا جاتا ہے کہ یہ حضرات تمام نمازوں میں قرارت فاتحہ خلف الامام کو فرض کہتے ہیں کہ بغیر اس کے نماز صحیح ہی نہ ہوگی ۔

چنانچہ شرح مہذب میں ہے ان مذھبنا وجوب قراءۃ الفاتحۃ علی الماموم فی کل الرکعات من الصلاۃ السریۃ والجھریۃ لھذا ھو الصحیح عندنا۔

امام ترمذی رح نے تو اور کمال کردیا کہ قائلینِ قراءت خلف الامام کے سلسلے میں صرف تکثیرِ سواد کے پیش نظر امام مالک رح، ابن مبارک رح، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ سب کو شمار کرلیا حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ جہری نماز میں ترک قراءت ہی کے قائل ہیں جیساکہ تفصیل کے ساتھ عرض کردیاگیا۔

قائلینِ قراءت فاتحہ خلف الامام کے دلائل

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوچکا کہ قراءت خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا) جمہور علماء اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی فرض و واجب نہیں۔ البتہ امام بخاری رح اور غیر مقلدین اس کے قائل ہیں۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے اگر مقتدی نے فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز باطل اور کالعدم ہوگی۔

اوّلاً تو ان کے جواب کے لئے یہی کافی ہے کہ جمہور علمائے اسلام و ائمہ مجتہدین کی تحقیق و تقریر سے معلوم ہوگیا کہ ان کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے ان کی مزید تردید میں وقت ضائع کرنا فضول ہے۔

ثانیاً یہ جماعت قرآن حکیم میں غور و فکر سے محروم ہے نیز حدیث دیکھتی اور پڑھتی ہے مگر فکر و تدبر سے محروم ہے البتہ امام بخاری رح کے دعویٰ اور دلیل کا جائزہ ضروری ہے۔

امام بخاریؒ کا دعویٰ اور دلیل

امام بخاری رح نے باب قائم کیا ہے کہ ساری نمازوں کے اندر خواہ وہ حضر کی ہوں یا سفر کی، اور خواہ وہ جہری نمازیں ہوں یا سرّی امام اور مقتدی دونوں پر قراءت کرنا واجب ہے۔

بخاری رح نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے جو تین روایات پیش کی ہیں ان میں پہلی روایت حضرت سعد بن ابی وقاص رض کی قراءت کا بیان ہے، یعنی اس روایت کا تعلق صرف امام سے ہے مقتدی کا کچھ نہیں۔

اور تیسری حدیث کا تعلق صرف منفرد سے ہے۔

البتہ دوسری حدیث جو حضرت عبادہ بن صامت رض کی ہے: قال علیہ السلام لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔

امام بخاری رح کے پاس بس ایک یہی صحیح حدیث زوردار دلیل ہے جو متفق علیہ ہے۔

اس کا صاف جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق صرف امام اور منفرد سے ہے مقتدی کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔

اس لئے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ کی حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہٗ قراءۃ۔ (ابن ماجہ ص۶۱ فی باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

بلکہ مقتدی کے لئے یہ حکم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا (ابن ماجہ ص۶۱)

تشریح حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث سے دو مسائل متعلق ہیں :۔

ایک یہ کہ نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے یا واجب ؟

احناف رحؒ کے نزدیک نفس قرات فرض ہے خواہ کوئی بھی سورت ہو یا کوئی بھی آیت ہو نماز کا رکن اور فرض ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن (پڑھ لیا کرو جو کچھ قرآن میں سے آسان ہو)۔

اس آیت کریمہ میں لفظ ما عام ہے جو قرآن حکیم کے چھوٹے سے چھوٹے حصے پر صادق ہے جسے قرآن کہا جا سکے اس کی مقدار فقہاء کرام نے ایک آیت رکھی ہے، اب آیت کا مفاد یہ ہوا کہ قرآن حکیم کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ وہ سورہ فاتحہ کی آیت ہو یا کسی دوسری سورہ کی۔ اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی (خواہ آیت کریمہ ہو یا خبر متواتر) کی ضرورت ہے اور یہ حدیث خبر واحد ہے جس سے وجوب ثابت ہو سکتا ہے۔

حضرات شوافع رحؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ رکن اور فرض ہے۔ اگر کوئی سارا قرآن پڑھ لے اور فاتحہ نہ پڑھے ترک فرض کی وجہ سے نماز قطعاً نہ ہوگی۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ لاصلوٰۃ میں لا نفیِ جنس (یعنی نفی حقیقت کے لئے) ہے

ہمارے نزدیک یہ لا نفیِ کمال کے لئے ہے۔

جیسے اس حدیث میں ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ (یعنی جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں ہے)

ایک دوسری حدیث میں ہے لاصلوٰۃ لجار المسجد **الا فی المسجد** (مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ اور کہیں نہیں)

ایک اور حدیث میں ہے لاصلوٰۃ لحضرۃ الطعام (کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں)

نیز قرآن حکیم میں ما تیسر میں ما عموم کے لئے قطعی ہے۔ اور حدیثِ عبادہ میں لاصلوٰۃ میں لا محتمل ہے لا نفیِ جنس بمعنی نفی جواز کے لئے اور لا نفیِ کمال کے لئے دونوں احتمال ہے۔ ظاہر ہے کہ قطعی

کو محتمل پر بلاشبہ ترجیح ہوگی۔

غرضیکہ حنفیہ ماثبت بالقرآن کو فرض اور ماثبت بالسنۃ کو واجب مانتے ہیں۔

نیز حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت ہے کہ:۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فناد فی المدینۃ انہ لاصلوٰۃ الا بقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد۔ (ابوداؤد مطبوعہ دھلی ص۱۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نکلو اور مدینہ میں اعلان کردو کہ نماز درست نہیں ہوتی مگر قرآن (پڑھنے) سے اگرچہ سورہ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی سورہ) ہو۔

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضؓ کی روایت ہے:۔

امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر۔ (ابوداؤد ج۱ ص۱۱۸)

ہمیں حکم دیا گیا کہ سورہ فاتحہ پڑھیں اور جو قرآن میں سے آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکیں)

مذکورہ دونوں حدیثیں شوافع وغیرہ کے خلاف ہیں کیونکہ ان حدیثوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ سورہ ملانا ضروری ہے، احناف کا یہی مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ دونوں واجب ہیں۔

نیز پہلی حدیث یعنی حدیث ابوہریرہ رضؓ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کی تعیین نہیں۔

دلائل احناف:۔ احناف کی سب سے پہلی دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت ہے:۔

واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہٗ وانصتوا۔ (اعراف آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو۔

یہ آیت تلاوتِ قرآن کے وقت استماع اور انصات کے وجوب پر صریح ہے کہ امام کا وظیفہ قرأت کرنا اور مقتدی کا وظیفہ خاموشی کے ساتھ توجہ کرنا ہے، مقتدیوں کے لئے آیت مذکورہ کی روشنی میں سننے اور خاموش رہنے کے علاوہ قرأت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ الحمد سے لیکر والناس تک سب قرآن ہے لیکن قرآن حکیم اور صحیح احادیث کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ قرآن مجید کا خاص اطلاق کس سورت پر ہوا ہے اور قرآن کا اولین اور بالذات مصداق کونسا حصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔ (پ۱۴ ع۶)

اور البتہ دی ہیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور دیا قرآن بڑے درجہ کا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اُمّ القرآن ھی السبع المثانی والقرآن العظیم۔ ام القرآن (سورہ فاتحہ) سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے (یعنی ان سات آیتوں اور قرآن عظیم کا مصداق سورہ فاتحہ ہے)۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۸۳)

بہرحال آیت مجمل اور حدیث پاک اس کی تفسیر ہے کہ اس سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔

اس سے مسئلہ بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ واذا قرئ القرآن کا اصلی اور بالذات مصداق صرف سورہ فاتحہ ہے لہٰذا یہ حکم سورہ فاتحہ پر خصوصاً اور دیگر سورتوں پر عموماً حاوی ہے۔

حنفیہ کی دوسری دلیل

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتمّ بہ فاذا کبّر فکبروا واذا قرأ فانصتوا (نسائی ص ۱۰۱) تحت تاویل قولہ عزوجلّ واذا قرئ القرآن فاستمعوالہٗ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

(مسلم اول ص ۱۷۴، ابن ماجہ ص ۶۱)

شوافع کا اعتراض

شوافع وغیرہ کی طرف سے یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ " اذا قرأ فانصتوا " کی زیادتی صحیح نہیں، کیونکہ یہی حدیث حضرت انس رضؓ سے مروی ہے (بخاری اول ص ۵۵ اور ابن ماجہ ص ۴۷)۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے (بخاری اول ص ۱۵۰) فلمّا انصرف قال انما جعل الامام لیؤتمّ بہ فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا۔

ان میں سے (یعنی حضرت انس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ میں سے) کوئی بھی " واذا قرأ فانصتوا " ذکر نہیں کرتا، لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

جواب:۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ تردّد کی گنجائش ہے اس لئے کہ ذخیرۂ احادیث میں ایسی بے شمار مثالیں جن میں کسی صحابی نے ایک زیادتی ذکر کی ہے اور کسی نے ذکر نہیں کی، ایسے ہی مواقع کے لئے زیادۃ الثقۃ مقبولۃ کا قانون بنایا گیا ہے۔

علامہ انور شاہؒ کی عجیب ونادر تحقیق

اس سلسلے میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک عجیب تحقیق بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انما جعل الامام لیؤتمّ بہ کی حدیث چار صحابہ کرام سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ، حضرت انس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ۔ ان میں سے حضرت ابوہریرہ رضؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کی حدیثوں میں واذا قرأ فانصتوا کی زیادتی موجود ہے۔ اور حضرت انس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کی حدیثوں میں یہ زیادتی موجود نہیں۔

احادیث کے تتبع اور غور کرنے سے اس امر کا یہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ایک مرتبہ "واذا قرأ فانصتوا" بھی شامل تھا اور ایک مرتبہ شامل نہیں تھا پہلی مرتبہ آپ ص نے یہ حدیث سقوط عن الفرس کے واقعہ میں ارشاد فرمائی جب آپ ص نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابۂ کرام نے اس وقت آپ ص کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی تو آپ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور نماز کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی اور آخر میں فرمایا واذا صلی جالساً صلوا جلوسا۔ کمافی روایۃ عائشہ رض بخاری اول ص۹۵ تا ص۹۶، ابوداؤد اول ص۸۹۔

اور حضرت انس رض کی روایت میں یہ الفاظ ہیں واذا صلی قاعدا فصلوا قعوداً اجمعون (ترمذی ج۱ ص۴۷)

اس موقعہ پر چونکہ آپ ص کا اصل منشا یہ مسئلہ بیان کرنا تھا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے اس لئے آپ ص نے ذکر میں تمام ارکان صلوٰۃ کا استیعاب نہیں فرمایا البتہ ضمناً بعض دوسرے ارکان کا بھی ذکر آگیا۔ بہرحال استیعاب چونکہ مقصود نہیں تھا اس لئے اس موقعہ پر آپ ص نے واذا قرأ فانصتوا کا جملہ ارشاد نہیں فرمایا۔ پھر اس موقعہ پر چونکہ حضرت انس رض اور حضرت عائشہ رض دونوں موجود تھے اس لئے انھوں نے "انما جعل الامام لیوتم بہ" کی حدیث کو "واذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی کے بغیر روایت کیا۔

اس موقعہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رض اور حضرت ابوہریرہ رض مدینہ طیبہ میں موجود نہیں تھے کیونکہ حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق سقوط عن الفرس کا واقعہ ۵ھ میں پیش آیا اس وقت تک حضرت ابوہریرہ رض مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے اس لئے کہ وہ ۷ھ میں اسلام لائے، اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رض بھی اس وقت حبشہ میں تھے اور وہ بھی ۷ھ میں حبشہ سے واپس آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض میں سے کوئی بھی سقوط عن الفرس کے موقعہ پر موجود نہیں تھے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرات جس حدیث کی روایت کر رہے ہیں وہ سقوط عن الفرس کے واقعہ کے بہت بعد یعنی ۷ھ میں یا اس کے بھی بعد ارشاد فرمایا گیا ہے اور اس وقت چونکہ اس حدیث کا منشا صرف بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم بیان کرنا نہیں تھا بلکہ یہ قاعدہ کلیہ بیان کرنا تھا کہ مقتدی کو امام کی متابعت کرنی چاہئے اس لئے اس موقعہ پر آپ ص نے تمام ارکان میں متابعت کا طریقہ بتایا اور واذا قرأ فانصتوا کا بھی اضافہ فرمایا لہٰذا حضرت انس رض اور حضرت عائشہ رض کی حدیث کا واقعہ بالکل جدا ہے اور اس کا سیاق بھی مختلف ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کی احادیث کا سیاق اور واقعہ بالکل دوسرا ہے اور پہلے واقعہ میں واذا قرأ فانصتوا کے موجود نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابوموسیٰ رض اور حضرت ابوہریرہ رض کی حدیث میں بھی یہ زیادتی ضعیف ہو۔

بالغرض اس زیادتی کو چھوڑ کر بھی دیکھا جائے تو "انما جعل الامام لیوتمّ بہ" مقتدی کے احکام کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ مقتدی کو کیا کرنا چاہئے ! اگر مقتدی پر قراءت ضروری ہوتی تو یہ ضرور بیان کیا جاتا کہ جب امام قراءت کرے تو تم بھی قراءت کرو، پس معلوم ہوا کہ مقتدی کیلئے قراءت ضروری نہیں ۔

احادیث کے ذخائر میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ کسی ایک صحیح حدیث میں بھی مقتدی کے لئے قراءت خلف الامام کے حکم کا ثابت نہ ہونا اس بات کی قوی اور واضح دلیل ہے کہ شریعت مقتدی کیلئے قراءت کو پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ ایسی احادیث موجود ہیں جو صراحت کے ساتھ مقتدی کو قراءت سے منع کرتی ہیں ۔

تیسری دلیل حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جھر فیہا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی منکم احد آنفا فقال رجل نعم انا یارسول اللہ قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جھر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالقراءۃ حین سمعوا ذٰلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مؤطا امام مالک ص۲۹ تا ص۳۰، ترمذی اول ص۴۲ وابوداؤد اول ص۱۲۰)

یہ حدیث حنفیہ کے مسلک پر صریح ہونے کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر رہی ہے کہ قراءت خلف الامام کو منازعۃ القرآن قرار دیئے جانے کے بعد صحابہ کرام نے قراءت خلف الامام کو ترک کر دیا تھا۔

اس حدیث میں یہ تاویل بھی نہیں ہوسکتی کہ اس میں قراءت سورہ خلف الامام سے منع کیا گیا ہے نہ کہ قراءت خلف الامام سے کیونکہ اس میں آپ نے مخالفت کی علت بھی بیان فرمادی ہے اور وہ ہے منازعۃ القرآن، اور یہ علت جس طرح قراءت سورہ میں پائی جاتی ہے اسی طرح قراءت فاتحہ میں بھی پائی جاتی ہے لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کا مدار ابن اکیمۃ اللیثی پر ہے جو مجہول ہے، لہٰذا یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن اکیمہ لیثی ثقہ راوی ہیں اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی راوی کی محدثین توثیق کریں تو اس پر جہالت کا الزام نہیں رہتا۔ اور ابن اکیمہ کے غیر مجہول اور ثقہ ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں ان کی یہ روایت ذکر کی ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مؤطا کی تمام روایات صحیح ہیں ۔

چوتھی دلیل حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کی حدیث ہے: قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ قال حدثنا ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبداللہ بن شداد بن الھاد عن جابر بن عبداللہ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلّٰی خلف الامام فانّ قراءۃ الامام لہٗ قراءۃ۔

(موطا امام محمد صـ۹۸)۔

یہ حدیث صحیح بھی ہے اور حنفیہ کے مسلک پر صریح بھی کیونکہ اس حدیث میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا گیا ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہو جاتی ہے لہذا مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں۔

پھر اس حدیث میں مطلق قراءت کا حکم بیان کیا گیا ہے جو قراءت فاتحہ اور قراءۃ سورہ دونوں کو شامل ہے لہذا دونوں میں امام کی قراءت حکماً مقتدی کی قراءت سمجھی جائے گی۔

مسلک احناف اور آثار صحابہ کرامؓ مختلف فیہ مسائل میں فیصلہ اس بنیاد پر بھی ہوتا ہے کہ اس بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مسلک اور معمول کیا تھا اس رُخ سے اگر دیکھا جائے تو بھی حنفیہ کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور بہت سے آثار صحابہ ان کی تائید میں ملتے ہیں۔

تنبیہ کتب حدیث میں مؤطا امام مالکؒ کا مقام و درجہ ذہن نشین کر لیا جائے کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ موطا کی تمام روایات صحیح ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کا اثر مؤطا امام مالک میں حضرت ابن عمرؓ کا اثر ان الفاظ سے منقول ہے:۔

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ وكان عبد الله بن عمر لايقرأ خلف الامام۔

امام مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کرنی چاہئے؟ تو فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قراءت کافی ہے اور جب تنہا نماز پڑھے تو قراءت کرے اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالک صـ۲۹ مطبوعہ اشرفی بک ڈپو دیوبند)

حضرت زید بن ثابتؓ کا اثر:۔

بسنده عن عطاء بن يسار أنه سأل زيد بن ثابت عن القراءة مع الامام فقال لاقراءة مع الامام في شئ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے قراءت خلف الامام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قراءت نہیں ہے۔

(مسلم اول صـ۲۱۵)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا اثر مؤطا امام مالک میں امام مالک رحمہ نے اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں موقوفاً ذکر کیا ہے اور امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں مرفوعاً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ واللفظ للموطا :۔

مالك عن ابن نعيم وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام۔ (مؤطا امام مالک صـ۲۸)

امام مالکؒ وہب بن کیسان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز کی کوئی رکعت پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) کو نہیں پڑھا تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (یعنی امام کے پیچھے ہو تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ " ترک القراءۃ خلف الامام " کا مسلک تقریباً اسّی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے جن میں حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

قراءت خلف الامام کی مذمت کے آثار

یہ بات انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ جہاں روایات و آثار سے قراءت خلف الامام کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہیں کچھ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے قراءت خلف الامام پر سخت نکیر اور مذمت پر مشتمل آثار بھی ثابت ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے :۔

قال ليت فى فم الذى يقرأ خلف الامام حجراً۔ (مؤطا امام محمد صـ۱۰۲)

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص قراءت خلف الامام کا عمل کرتا ہے کاش اس کے منہ میں پتھر ڈال دیئے جائیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے :۔

وددت ان الذى يقرأ خلف الامام فى فيه جمرة۔ (مؤطا امام محمد صـ۱۰۱ تا صـ۱۰۲)

میری خواہش یہ ہے کہ جو لوگ قراءت خلف الامام کرتے ہیں ان کے منہ میں انگارے ہوں۔

قراءت خلف الامام کے مسئلہ میں اپنے طرز و مزاج کے خلاف طویل بحث کردی ہے صرف اس لئے کہ ایک صحیح مسلک کی تحقیق و تشریح طلبہ کے سامنے آجائے اور اس نصر الباری کی تالیف صرف طلبہ کے لئے ہے۔

مزید تفصیل کے لئے عربی میں اعلاء السنن جلد چہارم اور معارف السنن جلد سوم کا مطالعہ کیجئے اور اردو میں مولانا محمد سرفراز خاں صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کی ضخیم کتاب " احسن الکلام فی ترک القراءت خلف الامام " کا مطالعہ کیجئے۔

باب ۴۸۶ القراءة فی الظهر

۷۲۸ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قال حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عن عبدِ الْمَلِكِ بنِ عُمَيرٍ عن جابرِ بنِ سَمُرَةَ قال سَعْدٌ كنتُ اُصَلِّى بِهِمْ صَلٰوةَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صَلاتَى العِشَاءِ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا كنتُ اَرْكُدُ فِى الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِى الْاُخْرَيَيْنِ فقال عُمَرُ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ۔

باب، ظہر کی نماز میں قرات کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے فرمایا (یعنی کوفہ والوں نے حضرت عمر رض سے حضرت سعد رض کی شکایت کی تو حضرت سعد رض نے شکایت کے جواب میں فرمایا) میں ان کوفہ والوں کو شام کی دو نمازیں (ظہر وعصر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھاتا تھا میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا پہلی دونوں رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا (یعنی دو رکعتوں کو لمبا کرتا تھا) اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا تو حضرت عمر رض نے فرمایا آپ کے بارے میں میرا بھی یہی خیال ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنت اركد فى الاوليين" لان ركود فيهما للقراءة۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۱۰۵ وقد مضى ص۱۰۴ ويأتى ص۱۰۶ ومسلم اول ص۱۸۶، ابوداؤد اول ص۱۱۷

۷۲۹ - حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قال حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عن يحيىٰ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِى قَتَادَةَ عن اَبِيهِ قال كان النَّبِىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَقْرَأُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِن صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِى الْاُولٰى وَيُقَصِّرُ فِى الثَّانِيَةِ وَيُسْمِعُ الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَكَانَ يَقْرَأُ فِى الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَكَانَ يُطَوِّلُ فِى الْاُولٰى وَكَانَ يُطَوِّلُ فِى الرَّكْعَةِ الْاُولٰى مِن صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِى الثَّانِيَةِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورۃ) پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں طویل قرات

کرتے تھے اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی آیت سنا دیتے تھے اور آپ ؐ عصر کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے (ہر رکعت میں ایک سورت) اور پہلی رکعت (دوسری رکعت سے) طویل پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت میں لمبی قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں اس سے کم۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یقرأ فی الرکعتین الاولیین من صلوٰۃ الظہر"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۵ و یاتی الحدیث فی باب القراءۃ فی العصر ص۱۰۵ وفی باب یقرأ فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب ص۱۰۷ وفی باب اذا اسمع الامام الاٰیۃ ص۱۰۷ وایضا ص۱۰۷ ومسلم اول ص۱۸۵، ابوداؤد اول ص۱۱۶ ۔

۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِی قال حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ قال حَدَّثَنِی عُمَارَۃُ عن اَبِی مَعْمَرٍ قال سَاَلْنَا خَبَّاباً اَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالعَصْرِ قال نَعَمْ قُلْنَا بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قال بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ۔

ترجمہ ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خبّاب رضؓ سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر میں قراءت کرتے تھے؟ حضرت خبّاب رضؓ نے فرمایا "ہاں" ہم نے کہا آپ لوگ کس چیز سے جانتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ ؐ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "یقرأ فی الظہر الخ"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۵ ومر ص۱۰۳ ویاتی ص۱۰۷، ابوداؤد ص۱۱۶ ۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمہ اور بعد والے ترجمے سے نمازِ ظہر وعصر میں اثباتِ قراءت ہے۔

(۲) ویحتمل ان یراد بہ تقدیر المقروء الخ یعنی یہ بھی احتمال ہے کہ بخاری رحؒ کا مقصد مقدارِ قراءت کو بیان کرنا ہو پھر خود ہی فرماتے ہیں والاول اظہر، چونکہ روایت سے احتمال ثانی کی تائید نہیں ہوتی ہے۔

(۳) علامہ عینی رحؒ نے مختلف روایات نقل کرکے بتلا دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ ظہر وعصر کی نمازوں میں قراءت کے قائل نہیں تھے۔

علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں والیٰ ھذہ الاحادیث ذھب قوم منھم سوید بن غفلۃ الخ تو ہو سکتا ہے کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد سوید بن غفلہ، حسن بن صالح اور ابراہیم بن علیہؒ وغیرہ کی تردید ہو۔

تشریح اس حدیث میں ہے کہ ابومعمر نے حضرت خباب رض سے نماز ظہر وعصر میں قراءت کے متعلق دریافت کیا تھا اس پر خبّاب نے فرمایا کہ ہاں حضور اقدس م قراءت کرتے تھے اور اس پر قرینہ وعلامت ریش مبارک کی حرکت کو بیان کیا۔

سوال:۔ اضطرابِ لحیہ تو اذکار ودعا سے بھی ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ بخاری رح نے اس کو ابو قتادہ رض کی روایت سے جس کو پہلے نقل کرچکے ہیں اس سے واضح کردیا کیونکہ حضرت ابو قتادہ رض کی روایت میں صراحۃً قراءت کا تذکرہ ہے پھر چونکہ صحابی کا بیان ہے کہ حضور م قراءت کرتے تھے، بس کافی ہے۔ واللہ اعلم

بابٌ [۴۸۷] القِرَاءَةِ فِی العَصْرِ

۷۳۱۔ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ یوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفْیٰنُ عنِ الْاَعْمَشِ عن عُمَارَةَ بنِ عُمَیْرٍ عن اَبِی مَعْمَرٍ قلتُ لِخَبَّابِ بنِ الْاَرَتِّ اَکانَ النَّبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالعَصْرِ قال نَعَمْ قلتُ بِایِّ شَیْءٍ کُنتُمْ تَعْلمونَ قِرَاءَتَهٗ قال بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِهٖ۔

باب، عصر کی نماز میں قراءت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت خبّاب بن ارت رض سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت کرتے تھے؟ فرمایا "ہاں" میں نے عرض کیا کہ آپ لوگ کس طرح آپ م کا پڑھنا معلوم کرلیتے تھے فرمایا آپ م کی ڈاڑھی کی حرکت سے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقة الحدیث للترجمة "یقرأ فی الظهر والعصر"

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ههنا ص۱۰۵ ومرّ ص۱۰۳ ویاتی ص۱۰۷۔

۷۳۲۔ حَدَّثَنا المَکِّیُّ بنُ اِبْرَاهِیْمَ عن هِشامٍ عن یَحْیَی بنِ اَبِی کَثِیْرٍ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ اَبِی قَتَادَةَ عن اَبِیْهِ قال کان النَّبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا۔

ترجمہ حضرت ابو قتادہ رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی (پہلی) ۲ دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سنا دیتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یقرأ فی الرکعتین من الظھر والعصر"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ومرّ ایضاً ص۱۰۵ ویاتی ص۱۰۷ ومسلم اول ص۱۸۵، ابوداؤد اول ص۱۱۶۔

مقصد اس باب کا مقصد وہی ہے جو باب سابق کا مقصد ہے، یعنی جو حضرات سرّی نمازوں میں قراءت کے منکر ہیں بخاری رحؒ نے روایات سے ان کی تردید کردی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ظہر اور نماز عصر میں قراءت ثابت ہے اور یہ دونوں سرّی نمازیں ہیں۔

ویسمعنا الاٰیۃ احیاناً اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قراءت فرمایا کرتے تھے اور اسماع آیت تعلیماً ہوا کرتا تھا ہوسکتا ہے کہ حضور اکرمؐ سے کبھی تعلیماً آمین بھی زور سے ہوجاتی تھی، واللہ اعلم۔

بَابُ^۴۸۸ الْقِرَاءَةِ فِی الْمَغْرِبِ۔

۷۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْہُ وَھُوَ یَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ یَابُنَیَّ لَقَدْ ذَکَّرْتَنِیْ بِقِرَاءَتِکَ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ اِنَّھَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ بِھَا فِی الْمَغْرِبِ۔

باب، نماز مغرب میں قراءت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ (میری والدہ) امّ الفضل نے ان کو (یعنی حضرت ابن عباس رضؓ کو) والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ اے میرے بیٹے تو نے یہ سورہ پڑھ کر مجھے یاد دلا دیا بلاشبہ یہی آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ اس سورت کو مغرب کی نماز میں پڑھ رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یقرأ بھا فی المغرب"

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ویاتی فی المغازی ص۶۳۷، ابوداؤد اول ص۱۱۷۔

۷۳۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ قَالَ قَالَ لِیْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَالَکَ

تَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ بِطُولَی الطُّولَیَیْنِ۔

ترجمہ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت زید بن ثابت رضؓ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم مغرب میں قصارِ مفصل (چھوٹی چھوٹی سورتیں) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا صـ۱۰۵ ، ابو داؤد اول صـ۱۱۸۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد مغرب کی نماز میں مقدارِ قراءت کو بیان کرنا ہے چونکہ نماز مغرب میں نفس قراءت کا ہونا متفق علیہ ہے۔

تشریح لقد ذکرتنی بقراءۃ تلک الخ اس روایت ام الفضل رضؓ سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز مغرب کی پڑھی ہے۔ نیز ام الفضل رضؓ کی یہ روایت کتاب المغازی میں ہے "ثم ما صلّی لنا بعدھا حتی قبضہ اللہ (بخاری ج ۲ صـ۶۳۷)

پھر اس کے بعد حضور اکرم صؐ نے ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی۔

لیکن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جو آخری نماز ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے (بخاری اول صـ۹۵) فی باب انما جعل الامام لیؤتم بہ ، بظاہر تعارض ہے۔

علامہ عینی رحؒ وغیرہ نے تطبیق دی ہے کہ اس روایت ام الفضل میں جس نماز کا ذکر ہے وہ گھر میں پڑھی گئی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نسائی شریف میں حضرت ام الفضل رضؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں "صلّی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ المغرب فقرأ المرسلات ما صلّی بعدھا صلوٰۃ حتی قبض صلی اللہ علیہ وسلم (نسائی صـ۱۱۳ فی "للقراءۃ فی المغرب بالمرسلات ")

اشکال اشکال یہ ہے کہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے قالت خرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وھو عاصب رأسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرأ بالمرسلات فما صلّاھا بعد حتی لقی اللہ عزّ وجلّ (ترمذی اول صـ۴۱)۔

اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صؐ بیماری میں ہمارے پاس نکل کر آئے اور بیماری کی وجہ سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے آپ صؐ نے مغرب کی نماز پڑھی جس میں مرسلات پڑھا۔

جواب :- خروج سے مراد خروج الی موضع الصلوٰۃ من موضع الاستراحت ہے۔

یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ حجرۂ مبارکہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے، فلا اشکال۔

طولی الطولیین طولیٰ بضم الطاء وسکون الواؤ بروزن فعلیٰ اطول کی تانیث ہے جیسے کبریٰ اکبر کی تانیث ہے ومعناہ اطول السورتین الطویلتین۔

مصداق کے سلسلے میں اقوال مختلف ہیں راجح قول یہ ہے کہ سورہ اعراف مراد ہے، قصار سے مراد قصارِ مفصل ہے۔

قرآن کے مختلف اجزاء شروع کی سات طویل سورتیں سورۂ بقرہ سے سورہ براءۃ تک یا سورہ انفال تک سبع طوال کہلاتی ہیں اگرچہ اس میں اقوال مختلف ہیں۔ اس کے لئے اتقان کا مطالعہ فرمایئے۔ سبع طوال کے بعد مئین وہ سورتیں کہلاتی ہیں جو سو آیتوں سے زائد پر مشتمل ہوں۔

مئین کے بعد واقع ہونے والی سورتیں مثانی کہلاتی ہیں۔ چونکہ یہ سورتیں سبع طوال اور مئین کی بہ نسبت بہت زیادہ دہرائی جاتی ہیں نیز ان میں اخبار وقصص کے ساتھ امثال کو دہرایا گیا ہے۔

اور مثانی کے بعد والی سورتیں ختم تک یعنی سورہ الناس تک مفصلات کہلاتی ہیں۔ مثانی ان سورتوں کو کہتے ہیں جن میں آیت کی تعداد سو سے کم ہو۔

پھر مفصلات کی ابتداء میں اختلاف ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں بارہ اقوال نقل فرمائے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک طوالِ مفصل کی ابتداء سورۂ حجرات سے آخر سورۂ بروج تک ہے۔ اور اوساطِ مفصل سورۂ طارق سے سورہ البلد یعنی لم یکن کے ختم تک، اور قصارِ مفصل سورہ اذا زلزلت سے سورہ ناس تک۔

مستحباتِ نماز اس پر تو حضرات ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ کسی نماز میں کسی سورہ کی تخصیص واجب نہیں نیز اس پر بھی اتفاق ہے کہ صبح کی نماز میں طوالِ مفصل اور مغرب میں قصارِ مفصل مندوب ومستحب۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المغرب قُل یٰاَیُّھا الکٰفرون وقل ھو اللہ احد (ابن ماجہ ص۶۰)

ظہر وعصر میں اختلاف ہے مالکیہ کے نزدیک عصر میں قصار مثل مغرب قصار افضل ہے۔

اور ظہر میں بھی اختلاف ہے طوال مفصل ہوگا اور بعض احناف نے اس میں اوساط فرمایا ہے۔

بہرحال یہ اقوال صرف افضلیت میں ہیں پھر اوقات واحوال کے اختلاف کو دخل ہے واللہ اعلم۔

باب ۴۸۹ الجهر في المغرب

۷۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ عن محمّدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ عن اَبِيهِ قال سمعتُ رسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ فِی المَغْرِبِ بِالطُّورِ۔

باب ، مغرب (کی نماز) میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب (کی نماز) میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا ۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ چونکہ حضرت جبیر بن مطعمؓ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مغرب کی نماز میں شریک بھی نہیں تھے بلکہ یہی سورہ طور سننے کا واقعہ قبولِ اسلام کا ذریعہ بنا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اکرم ؐ بلند آواز سے سورہ طور پڑھ رہے تھے ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۵ ویاتی ص۷۲۸ وفی المغازی ص۵۷۳ وفی تفسیر الطور ص۷۲۰ ومسلم اول ص۱۸۷ وابوداؤد اول ص۱۱۸ مسند امام احمد ، حدیث ۱۶۸۵۵ ۔

مقصد :۔ مقصد بالکل واضح ہے کہ مغرب کی نماز صلوٰۃ جہریہ میں سے ہے ۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں تطویلِ قراءت مثلاً سورہ اعراف یا سورہ طور یا سورہ مرسلات بیانِ جواز کے لئے تھا ۔ ۲ لعلمہ بعدم المشقۃ (عمدہ)، ۳ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پوری سورہ مراد نہ ہو بلکہ ان سورتوں کی کچھ آیات مراد ہوں جیساکہ حضور اقدس ؐ نے لمبی قراءت کی بناء پر حضرت معاذؓ پر عتاب فرمایا ہے ۔

بہر حال صلوٰۃ جہریہ مثلاً مغرب ، عشاء اور فجر میں اگر کسی نے بھول سے بالسِّر پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا ۔

بابٌ ۴۹۰ الجَهْرِ فِی العِشَاءِ

۷۳۶ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ قال حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عن اَبِيهِ عن بَكرٍ عن اَبِی رَافِعٍ قال صَلَّيْتُ مَعَ اَبِی هُرَيْرَةَ العَتَمَةَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فقلتُ لهُ قال سَجَدتُ خَلْفَ اَبِی القاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلا اَزَالُ اَسْجُدُ بِهَا حتی اَلْقَاهُ ۔

باب ، عشاء (کی نماز) میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث ابورافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے ان سے کہا (یعنی سجدہ کے بارے میں پوچھا) تو فرمایا کہ میں نے (اس سورہ میں) حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے لہذا میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ (میں مرجاؤں اور) ان سے جاملوں۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله "سجدتُ خلف ابی القاسمؐ" کیونکہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے قرارت نہ کرتے تو ابوہریرہؓ حضورؐ کے پیچھے سجدہ نہ کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرارت بالجہر فرمایا۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۱۰۵ ويأتی فی باب القراءة فی العشاء بالسجدة ص۱۰۶ وایضاً ص۱۴۶ وص۱۴۷۔

۷۳۲ - حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ البَرَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی الله عليه وسلم كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي العِشَاءِ فِي اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

ترجمہ عدی بن ثابت (تابعی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپؐ نے نماز عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون پڑھی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی "فقرأ فی العشاء الخ" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورۃ التین کی قرارت بلند آواز سے کی تھی جب ہی تو حضرت براءؓ کو معلوم ہوا کہ آپؐ نے سورہ والتین والزیتون پڑھی ہے۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۱۰۵ ويأتی الحديث فی باب القراءة فی العشاء ص۱۰۶ وفی التفسير ص۷۳۹ وفی التوحيد ص۱۱۲۶ ومسلم اول ص۱۸۷۔

مقصد: مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ عشاء کی نماز میں قرارت جہری ہوگی۔

تشریح حافظ عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے متعلق تراجم میں قرارت کا ترجمہ پہلے تھا اور جہر کا ترجمہ اس کے بعد۔ لیکن یہاں عشاء کی نماز کا معاملہ برعکس کردیا اور ظاہر ہے کہ مغرب اور صبح کی ترتیب ہی اولیٰ ہے، جہر فی العشاء کی ترتیب لعلہ من النساخ یعنی شاید کاتب کا تصرف ہو۔

لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہر فی المغرب کا ترجمہ چونکہ آیا تو جہر فی العشاء کو بھی ساتھ کر دیا۔ (عمدہ)

باب ۴۹۱ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ

۷۳۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قَالَ سَجَدْتُ فِيهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ ۔

باب ، عشاء کی نماز میں سجدہ ، والی سورت پڑھنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث ابو رافعؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے عرض کیا " یہ سجدہ کیا ہے ؟ " تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں (نماز میں) سجدہ کیا ہے اس لئے میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے جا ملوں ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في " فقرأ اذا السماء انشقت " فسجد يعني سجدة التلاوة ۔

تعدد موضعہ :۔ والحديث ههنا ص۱۰۶ ومرّ ص۱۰۵ و ياتي ص۱۴۶ و ص۱۴۷ ۔

مقصد حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہ صلوٰۃ مفروضہ میں سورِ سجدہ (جن سورتوں میں سجدہ ہے) کا پڑھنا مکروہ ہے امام بخاریؒ اس پر رد کرنا چاہتے ہیں اور فرمانا چاہتے ہیں کہ سورِ سجدہ کی تلاوت جائز اور ثابت ہے ، احناف و شوافع بھی بلا کراہت جائز کہتے ہیں ۔

اور بعض روایات میں اس کی تصریح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ مفروضہ میں سجدہ والی سورت پڑھی ہے ۔

باب ۴۹۲ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ

۷۳۹ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ

وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَداً اَحْسَنَ صَوْتاً مِنْهُ اَوْ قِرَاءَةً ۔

باب ، عشاء کی نماز میں قرات کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت براء رض نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا ہے اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی آواز یا اچھی قرات والا نہیں سنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یقرأ فی العشاء بالتین والزیتون "

والحدیث ھٰھنا ص۱۰۶ ومرّ الحدیث ص۱۰۵ ویاتی ص۴۳۹ وص۱۱۲۶ مسلم اول ص۱۸۷ ۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ عشاء کی نماز میں قرات ثابت ہے۔ روایت وہی ہے جو ص۱۰۵ میں باب الجہر فی العشاء کے تحت دوسری حدیث گذر چکی ہے البتہ اس روایت میں اور کتاب التوحید ص۱۱۲۶ کی روایت میں وما سمعت احداً الخ کا اضافہ ہے ترجمہ گذر چکا ہے ۔

صلوٰۃ جہریہ میں جہر کا حکم منفرد کو اختیار ہے کہ قرات بالجہر کرے یا بالسر لیکن امام کے لئے صلوات جہریہ میں جہر واجب ہے۔ امام بخاری رح کا بھی یہی مسلک معلوم ہوتا ہے جیسا کہ باب الجہر فی المغرب اور باب الجہر فی العشاء کے تراجم ابواب سے ظاہر ہے۔

حافظ عسقلانی رح اس مقام پر یعنی فتح الباری جلد ثانی ص۱۹۹ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وما سمعت احداً احسن صوتاً منہ ، اس پر کلام یعنی اس کی شرح کتاب التوحید کے آخر میں آئے گی انشاء اللہ، مگر وہاں پہنچکر یعنی فتح الباری تیرہویں جلد ص۴۴۵ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الماھر بالقرآن الخ کے تحت جب یہ حدیث آئی تو فرماتے ہیں وقد تقدم شرحہ فی کتاب الصلوٰۃ یعنی کتاب الصلوٰۃ میں اسکی شرح ہو چکی۔

حافظ عسقلانی رح سے فتح الباری میں متعدد مقام پر ایسا ہوا ہے کہ وعدہ کر لیا کہ آگے بیان کرونگا مگر پھر مقام پر پہونچ کر بھول گئے ہیں، واللہ اعلم۔

باب ۴۹۳ يُطَوِّلُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ

۷۴۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو

مَا اَقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَوْ ظَنِّيْ بِكَ ۔

باب، پہلی دو رکعتوں میں (قرارت) طویل کرنے اور آخری دو رکعتوں میں مختصر کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرضؓ نے حضرت سعد رضؓ سے فرمایا کہ (کوفہ کے) لوگوں نے تمہاری ہر چیز میں شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی، حضرت سعدؓ نے کہا بہرحال میں تو پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا تھا اور آخری دو رکعتوں میں اختصار کرتا تھا اور میں نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح اقتدار کی ہے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی حضرت عمرضؓ نے فرمایا آپ نے بالکل سچ کہا آپ کے بارے میں یہی گمان ہے یا (یہ کہا) میرا خیال یہی ہے ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی "فامدّ فی الاولیین واحذف فی الاخریین"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۶ ومرّ ص۱۰۴ بطولہ وص۱۰۵ مسلم اول ص۱۸۶، ابوداؤد اول ص۱۱۷ ۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد صاف ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت ضروری ہے اور آخری دو رکعتوں میں ضم سورت نہیں ہے اس لئے ان میں اختصار ہوجائیگا اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، امام بخاری رح بھی جمہور کے ساتھ ہیں ۔

امام بخاری رح نے یہاں کسی نماز کی تخصیص وتعیین نہیں کی اس سے ممکن ہے کہ ہر رباعی نماز مراد ہو کہ ہر چار رکعت والی نماز میں پہلی دو رکعتیں ضم سورہ کی وجہ سے طویل ہونگی اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ ہوگی اس لئے نسبۃً اختصار ہوگا، یہ روایت دو مرتبہ گذر چکی ہے ۔

باب ۴۹۴ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالطُّوْرِ ۔

۷۴۱ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا

يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ

باب ، فجر (کی نماز) میں قرات کا بیان۔ اور حضرت امّ سلمہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی نماز میں) سورۂ طور پڑھی۔

ترجمہ حدیث سیّار بن سلامہ کا بیان ہے کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمی رضؓ کے پاس گئے اور ان سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ آدمی نماز کے بعد مدینہ کے آخری کنارے تک پہونچ جاتا اور ابھی آفتاب زندہ ہوتا، سیار کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں حضرت ابو برزہ رضؓ نے کیا فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تہائی رات تک مؤخر کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہ کہ آپ ؐ اس (عشاء) سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ ؐ فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ ؐ دونوں رکعتوں میں یا دونوں رکعتوں میں سے ایک رکعت میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیات تک پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "وکان یقرأ فی الرکعتین الیٰ آخرہ"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۶ ومرّ ص۷۷ وص۷۸ وص۸۰ وص۸۰۔

۷۴۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفٰى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔

ترجمہ حدیث عطاء ابن ابی رباح رحؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نماز میں (قرآن مجید کی) قرات کی جاتی ہے پس جن (نمازوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بلند آواز سے پڑھ کر ہم کو سنایا ہم نے بھی تم کو سنایا اور جن نمازوں میں) ہم سے چھپایا ہم نے بھی تم سے چھپایا (یعنی آہستہ قرات کی) اور اگر تم سورہ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو

تو یہ کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھ لو (یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ بھی پڑھ لو) تو یہ بہتر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تفھم من قولہ " فی کلّ صلوٰۃ یقرأ " اس لئے کہ ترجمۃ الباب ہے "باب القراءۃ فی الفجر وھو داخل فی قولہ فی کل صلوٰۃ یقرأ "۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رہ نے گذشتہ ابواب میں ہر نماز میں الگ الگ قرات ثابت کیا ہے جس کی ابتداء باب القراءۃ فی الظھر سے کی۔

اب اس باب میں باب قراءۃ الفجر سے فجر کی نماز میں قرات کا ثابت کرنا مقصود ہے اور یہ اجماعی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ فجر کی نماز میں قرات ہے۔

تشریح وان لم تزد علی ام القرآن اجزأت اس سے حضرات شوافع رہ نے استدلال کیا ہے جو ضمّ سورت کے استحباب کے قائل ہیں ضمّ سورت کو واجب نہیں مانتے ہیں۔

جوابِ ۱: یہ حضرت ابوہریرہ رض کا قول ہے جو روایاتِ مرفوعہ کے مقابلے میں حجت نہیں۔

ضمِّ سورہ میں اقوالِ ائمہ حنفیہ اور بعض مالکیہ مثلاً ابن کنانہ اور امام احمد رہ فی روایۃٍ کے نزدیک پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ضمّ سورہ یا تین آیات کا ملانا واجب ہے۔

(۲) امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

جوابِ ۲: ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض اخریین کے متعلق فرماتے ہوں کہ صرف سورہ فاتحہ کافی ہے۔ ضمّ سورہ کے متعلق علامہ عینی رہ نے بہت سی احادیث و روایات نقل کرکے ثابت کیا ہے کہ ضمّ سورہ واجب ہے۔ مثلاً ترمذی صـ۳۲ پر حضرت ابوسعید خدری رض کی روایت ہے مفتاح الصلوٰۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم ولا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ اوغیرھا۔ مزید روایات کے لئے عمدۃ القاری دیکھئے۔

باب ۴۹۵ الجَھْرِ بِقِرَاءَۃِ صلوٰۃِ الفَجْرِ وقالت اُمُّ سَلَمَۃَ طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ والنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یصلّی یَقْرَأُ بِالطُّوْرِ۔

۷۴۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عن اَبِیْ بِشْرٍ عن سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال انْطَلَقَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ طَائِفَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَقَدْ حِیْلَ بَیْنَ الشَّیَاطِیْنِ

وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِيْنَ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ حِيْنَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

باب، نماز فجر کی قراءت میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان۔

اور حضرت ام سلمہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کے پیچھے سے (کعبہ کا) طواف کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) نماز پڑھا رہے تھے اور سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

تشریح کتاب الحج صفحہ ۲۱۹ کی روایت میں ہے حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے الخ۔

امام بخاری رحؒ نے حضرت ام سلمہ رضؓ کا اثر پیش کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس خبر میں جہر کا کوئی ذکر نہیں ہے؟

جواب:۔ حضرت ام سلمہ رضؓ کا یہ بیان کہ آپؐ سورہ طور پڑھ رہے تھے یہ ام سلمہ رضؓ نے اس وقت سنا جبکہ قراءت بالجہر ہو رہی تھی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ میں جانے کے ارادہ سے چلے اور (اس وقت) شیاطین اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی اور ان پر شہاب ثاقب پھینکے جانے لگے تھے تو شیاطین اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئے تو قوم نے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان

رکاوٹ ہو رہی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب (انگارے) پھینکے جارہے ہیں تو قوم نے کہا تمہارے درمیان اور آسمان کی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہوئی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی اہم نئی بات پیش آئی ہے اس لئے زمین کے مشرق و مغرب (یعنی ہر طرف) سفر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جو تمہارے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے (یہ سن کر وہ جنات چاروں طرف پھرنے لگے) ان میں سے جو جنات تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ گئے اور آپ ؐ اس وقت مقام نخلہ میں تھے اور آپ ؐ بازارِ عکاظ جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور آپ ؐ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب ان جنات نے قرآن مجید سنا تو ادھر کان لگا دیا (یعنی پوری طرح متوجہ ہو گئے) اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے چنانچہ وہیں سے اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے بس ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم ہرگز اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی نازل فرمائی قل اوحی الیّ، اور آپ ؐ پر جنوں کی گفتگو نقل کی گئی (یعنی جنوں نے جو بات اپنی قوم سے کہی تھی وہ وحی کے ذریعہ آپ ؐ کو بتلا دی گئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھو یصلی باصحابہ صلوٰۃ الفجر فلما سمعوا القرآن استمعوا لہ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۶ ویاتی فی التفسیر ص۷۳۲ ومسلم اول ص۱۸۴ ترمذی ثانی فی التفسیر ص۱۶۷۔

۷۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْمَا اُمِرَ وَسَكَتَ فِيْمَا اُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلقد کان لکم فی رسولِ اللہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن نمازوں میں (جہر کا) حکم دیا گیا ان میں آپ ؐ نے قرات کی اور جن نمازوں میں حکم ہوا (آہستہ پڑھنے کا) ان میں آپ ؐ نے سکوت کیا (یعنی آہستہ پڑھا) اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے اور بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں قابلِ تقلید نمونہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تظہر من قولہ "قرأ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فیما امر" لان معناہ جہر بالقراءۃ فیما امر بالقراءۃ وانّما صحّ

ان یقال معنی قرأ جهر بالقراءة لان معنی قسیمه وهو قوله "سکت فیما امر" ای اسرّ فیما امر بالاسرار القراءة ولا یقال معنی سکت ترك القراءة لانه صلی الله علیه وسلم کان لا یزال اماماً فلا بدّ له من القراءة سرا او جهرا وقد تظاهرت الاخبار وتواترت الآثار انه کان یجهر فی اولی العشاء والمغرب وفی الصبح فناسب الحدیث الترجمة من حیث ان الفجر داخل فی الذی جهر فیه و مما یؤکد ما قلنا قول ابن عباس فی آخر الحدیث "لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة" لانه قد ثبت بالروایات انه صلی الله علیه وسلم قرأ فی الصبح جهرا فهو کان مامورا بالجهر ونحن مامورون بالاسوة به فبیّن لنا الجهر وهو المطلوب ۔ (عمدہ)۔

والحدیث ههنا ص۱۰۶ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ فجر کی نماز میں جہری قرارت ہوگی کیوں کہ جنوں کا سننا بتلا رہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بلند آواز سے قرارت کر رہے تھے اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم ہے اس لئے فجر کی نماز میں جہری قرارت کی جائیگی ۔

تحقیق الفاظ حدیث ۷۴۳ عکاظ بضم العین المہملہ وتخفیف الکاف ، عرب کے بازاروں میں سے ایک بازار کا نام ہے جس میں خرید و فروخت کے علاوہ اہل عرب ہر سال اظہار فخر کے لئے جمع ہوتے اور شعراء کبار اپنا تازہ کلام پیش کرتے ۔

اس کے علاوہ دو بازار اور تھے مجنّہ اور ذوالمجاز ۔

شیاطین شیاطین شیطان کی جمع مکسر ہے ، اہل بصرہ کے نزدیک اس کا وزن فیعال ہے اور نون اصلی ہے از شطن یشطن باب نصر سے مشتق ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں ، تو چونکہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے اس لئے شیطان کو شیطان کہتے ہیں ۔

کوفیوں کے نزدیک اس کا وزن فعلان ہے اور نون زائد ہے اس صورت میں شاط یشیط سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں جلنے اور ہلاک ہونے کے ۔ چونکہ شیطان دنیا میں غصہ اور حسد میں جلا بھنا رہتا ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا اور ہلاک ہوگا ۔

عربی زبان میں ہر سرکش شیطان ہے خواہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے یا چوپایوں میں سے ہو ہر خبیث سرکش کو شیطان کہتے ہیں ، شیاطین مسلمان نہیں ہوتے ہیں ۔ اور جن عام ہے جن میں اگرچہ اکثر بدطینت ہوتے ہیں مگر جنات میں نیک طینت اور نیک طبیعت مسلمان بھی ہوتے ہیں بلکہ عابد و زاہد بھی ہوتے ہیں ، البتہ شیطان اور جن دونوں کی پیدائش آگ سے ہے کما فی القرآن الحکیم "خلق الجانّ من

مارج من مار۔ (سورۃ رحمان)

شہب انگارے شہاب کی جمع ہے جیسے کُتب کتاب کی جمع ہے، وہ تارے جو فضاء میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔

تشریح حدیث اول

یہ واقعہ سنہ نبوی کا ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس آرہے تھے اور سنہ نبوی میں معراج ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ ؐ طائف سے کبیدہ خاطر اور زخمی ہوکر مکہ مکرمہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے اور آپ کا ارادہ بازارِ عکاظ کا تھا کہ آپ ؐ نے مقام نخلہ میں قیام فرمایا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھا رہے تھے تو شہر نصیبین کے سات یا نو جن وہاں سے گذرے جو اس تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ آسمانی خبروں میں رکاوٹ کی وجہ کیا ہے؟۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ شیاطین آسانی کے ساتھ آسمانی خبریں لے آتے تھے آسمان میں تکوینی امور کے متعلق جو باتیں فرشتوں کے درمیان ہوتیں ان کو سنکر زمین کی طرف آتے اور کاہنوں کو بتایا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس طرح کے استراق سمع (یعنی شیاطین کا چوری چھپے فرشتوں کی بعض باتیں سننا) قدرت خداوندی نے بند کردیا اب جو بھی جن یا شیطان آسمان کا رُخ کرتا شہاب ثاقب اس کو مجروح یا ہلاک کر دیتا اس پر جنوں میں ایک بے چینی پھیل گئی اور یہ طے پایا کہ روئے زمین کا کونہ کونہ چھان ڈالو اور تلاش کرو کہ کیا ایسی نئی چیز پیش آئی ہے کہ اب ہم آسمان کی کوئی بات نہیں سُن سکتے تو ایک جماعت شہر نصیبین کے جنوں کی بھی نکلی ہوئی تھی اس کا گذر اس مقام سے ہوا جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے، جیسے ہی ان کے کان میں قرآن حکیم کی آواز پڑی تو سب کہنے لگے یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہمارا آسمان پر جانا بند ہوگیا، یہ لوگ اس پر فریفتہ ہوکر صدق دل سے ایمان لے آئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دل چھیر دینے والی قراءت تھی اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کلام تھا۔

پھر اپنی قوم کو بالخصوص ابلیس کو جاکر سب ماجرا سنایا، بیان کیا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ ولن نشرک بربنا احداً۔

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت، شیریں بیانی میں بے مثال ہے معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اس وجہ سے ہم تو سنتے ہی اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا قل اوحی الیّ ، الآیۃ

ایک چیستان یہاں ایک چیستان (پہیلی) یہ ہے کہ وہ حدیث بتلائیے جس کو محدثین نے اپنے اساتذہ سے سنا اور انہوں نے اپنے اساتذہ سے یہاں تک کہ وہ حدیث صحابہ کرام رضؓ سے سنی گئی اور پھر صحابہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور حضور اقدس صؐ نے اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے سنی وہ یہی حدیث ہے۔

اشکال:- حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ یہ لوگ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک ستارہ پھینکا گیا اور خوب چمکا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے تھے زمانہ جاہلیت میں جب ستارہ پھینکا جاتا ؟ تو لوگوں نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم۔ لیکن ہم زمانہ جاہلیت میں یہ کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا مرا ہے الحدیث (مسلم ثانی صـ۲۳۲، وترمذی جلد ثانی کتاب التفسیر سورہ سبا صـ۱۵۴ وغیرہ۔

اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس حدیثِ مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ شہب کا سلسلہ پہلے سے چلا آرہا ہے۔

جواب:- ستاروں کا ٹوٹنا پہلے سے تھا لیکن ان ستاروں سے رجم شیاطین کا کام بعثت سے ہوا ہے اس سے پہلے اور وجہ سے ہوگی۔

۲ بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ بعثت سے پہلے قلیل تھا بعثتِ نبوی کے بعد اس میں کثرت وزیادتی ہوئی واللہ اعلم۔

اشکال:- یہاں ایک اشکال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نماز کی فرضیت لیلۃ المعراج میں ہوئی ہے اور یہ واقعہ معراج سے قبل کا ہے۔

جواب:- لیلۃ المعراج سے پہلے بھی دو نمازیں فرض تھیں کما فی القرآن فسبّح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب، فلا اشکال۔

باب [۴۹۶] الجَمعِ بَیْنَ السُّوْرَتَیْنِ فِی رَکْعَۃٍ وَالقِرَاءَۃِ بِالخَوَاتِیْمِ وَ بِسُوْرَۃٍ قَبْلَ سُوْرَۃٍ وَ بِاَوَّلِ سُوْرَۃٍ۔

وَیُذْکَرُ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم المُؤْمِنُوْنَ فِی الصُّبحِ حتی إِذَا جَاءَ ذِکْرُ موسیٰ وَھَارُوْنَ اَوْ ذِکْرُ عِیْسیٰ اَخَذَتْہُ سَعْلَۃٌ فَرَکَعَ وَقَرَأَ عُمَرُ فی الرَّکْعَۃِ الاُوْلیٰ بِمِائَۃٍ وَ عِشْرِیْنَ اٰیَۃً مِنَ البَقَرَۃِ وَفِی الثَّانِیَۃِ بِسُوْرَۃٍ مِنَ المَثَانِی وَقَرَأَ

الاَحنفُ بِالکَہفِ فی الاُولیٰ و فی الثانیۃِ بِیُوسُفَ او یُونُسَ وَ ذَکَرَ اَنّہٗ صَلّی مَعَ عُمَرَ الصُّبحَ بِہِمَا وَ قَرَأَ ابنُ مَسعُودٍ بِاَربَعِینَ اٰیۃً مِنَ الاَنفالِ وفی الثانیۃ بِسُورَۃٍ مِنَ المُفَصَّلِ وقال قَتَادَۃُ فِیمَن یَقرَأُ بِسُورَۃٍ وَاحِدَۃٍ فِی رَکعَتَینِ او یُرَدِّدُ سُورَۃً وَاحِدَۃً فی رَکعَتَینِ کُلٌّ کِتابُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَقال عُبَیدُ اللّٰہِ عن ثابتٍ عن اَنَسٍ کانَ رَجُلٌ مِنَ الاَنصارِ یَؤُمُّھُم فی مَسجِدِ قُبَاءٍ وَکانَ کُلَّمَا افتَتَحَ سُورَۃً یَقرَأُ بِہَا لَھُم فِی الصَّلٰوۃِ مِمَّا یُقرَأُ بِہٖ افتَتَحَ بِقُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ حتّٰی یَفرُغَ مِنہَا ثُمَّ یَقرَأُ بِسُورَۃٍ اُخریٰ مَعَہَا وَکانَ یَصنَعُ ذٰلِکَ فِی کُلِّ رَکعَۃٍ فَکَلَّمَہٗ اَصحَابُہٗ وَقالوا اِنَّکَ تَفتَتِحُ بِھٰذِہِ السُّورَۃِ ثُمَّ لَا تَریٰ اَنَّہَا تُجزِئُکَ حتی تَقرَأَ بِاُخریٰ فَاِمَّا تَقرَأُ بِہَا وَ اِمَّا اَن تَدَعَہَا وَتَقرَأَ بِاُخریٰ فقال مَا اَنَا بِتَارِکِہَا اِن اَحبَبتُم اَن اَؤُمَّکُم بِذٰلِکَ فَعَلتُ وَاِن کَرِھتُم تَرَکتُکُم وَکانُوا یَرَونَ اَنَّہٗ مِن اَفضَلِہِم وَکَرِھُوا اَن یَؤُمَّھُم غَیرُہٗ فَلَمَّا اَتَاھُمُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخبَرُوہُ الخَبَرَ فقال یَا فُلَانُ مَا یَمنَعُکَ اَن تَفعَلَ مَا یَامُرُکَ بِہٖ اَصحَابُکَ وَمَا یَحمِلُکَ عَلیٰ لُزُومِ ھٰذِہِ السُّورَۃِ فِی کُلِّ رَکعَۃٍ فقال اِنِّی اُحِبُّہَا قال حُبُّکَ اِیَّاھَا اَدخَلَکَ الجَنَّۃَ۔

باب ، ایک رکعت میں دو سورتوں کو ایک ساتھ پڑھنے اور سورتوں کے آخری آیات پڑھنے اور ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنے (یعنی قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف پڑھنا مثلاً پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس ، اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق ۔ یا پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورہ یونس جو سورہ کہف سے پہلے ہے اس کو پڑھنا ، اور سورہ کی ابتدائی آیات کے پڑھنے کا بیان۔

اور حضرت عبداللہ بن سائب رضؓ (صحابی) سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ مؤمنون کی قراءت شروع کی یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ عؑ وحضرت ہارون عؑ یا حضرت عیسیٰ عؑ کے ذکر پر پہنچے تو کھانسی آگئی اور آپؐ رکوع میں چلے گئے ، اور حضرت عمرؓ نے (صبح کی نماز میں) پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس ۱۲۰ آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مثانی کی ایک سورت پڑھی ، اور احنف بن قیس (مخضرمی) نے فجر کی پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورہ یوسف یا سورہ یونس پڑھی اور

بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ فجر کی نماز ان ہی دو سورتوں سے پڑھی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورہ انفال کی چالیس آیات اور دوسری رکعت میں مفصل کی ایک سورہ پڑھی، اور قتادہ رح نے اس شخص کے بارے میں جو دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو (آدھی آدھی تقسیم کرکے) پڑھے یا ایک ہی سورت پوری کو دونوں رکعتوں میں دہرائے فرمایا کہ یہ سب اللہ عزوجل کی کتاب ہے (یعنی کوئی قباحت نہیں) اور عبید اللہ عمری نے ثابت سے انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص مسجد قباء میں لوگوں کی امامت کرتا تھا اس کی عادت تھی کہ جن نمازوں میں قراءت (بلند آواز سے) کی جاتی ہے ان میں جب وہ کوئی سورہ شروع کرنا چاہتا تو پہلے قل ھو اللہ احد سے قراءت شروع کرتے یہاں تک کہ جب اس (سورہ اخلاص) سے فارغ ہو جاتے تو اس کے ساتھ دوسری سورت پڑھتے اور وہ ہر رکعت میں یہی کرتے تو ان کے ساتھیوں نے ان سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور کہا کہ آپ اسی سورہ سے نماز شروع کرتے ہیں پھر آپ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سورت آپ کے لئے کافی ہے یہاں تک کہ آپ پھر دوسری سورت پڑھتے ہیں اس لئے آپ آئندہ یا تو اسی سورہ کو پڑھا کریں اور یا اس کو چھوڑ دیں اور کوئی دوسری سورہ پڑھیں، اس پر انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں قل ھو اللہ احد کو نہ چھوڑوں گا، اگر تمہیں پسند ہو کہ میں اس طرح تم لوگوں کی امامت کرتا رہوں تو کروں گا اور اگر تمہیں ناپسند ہو تو میں امامت چھوڑ دوں گا، اور مقتدیوں کا ان کے بارے میں یہ خیال تھا کہ وہ ان میں سب سے افضل ہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کو امام بنانا گوارہ نہ تھا پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس (یعنی قباء والوں کے پاس) تشریف لائے تو انھوں نے آپ م سے یہ حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے فلاں تمہارے اصحاب تم سے جو بات کہتے ہیں اس کے کرنے سے کیا چیز مانع ہے اور ہر رکعت میں اسی سورہ کی پابندی کرنے پر تمہیں کیا چیز آمادہ کرتی ہے؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے محبت ہے آپ م نے فرمایا اس سورت کی محبت تمہیں جنت میں داخل کر دے گی۔

۷۴۵۔ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُرَّةَ قال سَمِعتُ أبَا وَائِلٍ قال جاءَ رَجُلٌ إلى ابنِ مسعودٍ فقال قَرأتُ المُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ في رَكعَةٍ فقال هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظائِرَ الَّتِي كانَ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ المُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ في كُلِّ رَكعَةٍ۔

ترجمہ ابو وائل (شقیق بن سلمہ) کا بیان ہے کہ ایک شخص (نہیک بن سنان) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آج کی رات میں نے مفصل کی ساری سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہے

تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ شعر کی طرح جلدی جلدی پڑھا ہوگا اور میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک ایک رکعت میں) ملا کر پڑھتے تھے پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں کہ ہر رکعت میں آپ دو دو سورتیں پڑھتے تھے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة "كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرن بينهن الخ" یعنی ترجمۃ الباب کا پہلا جز جمع بین السورتین ہے۔ اس حدیث کی مطابقت جزء اول سے ہے۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۱۰۷ ويأتي الحديث في فضائل القرآن ص۷۴۷ وص۷۵۴ ومسلم اول ص۲۷۴۔ ابوداؤد اول ص۱۹۸۔

مقصد ترجمہ یہ ترجمۃ الباب چار اجزاء پر مشتمل ہے یعنی بخاریؒ نے اس ترجمہ میں چار مسائل ذکر فرمائے ہیں، مقصد واضح ہے کہ ذکر کردہ تمام صورتیں جائز ہیں اور نماز بلا شبہ درست ہوگی۔

۲ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں نے ناجائز کہا ہے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب کا پہلا مسئلہ ہے ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث تحت الباب سے ثابت ہے، نیز حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی۔

یہ صورت ائمہ اربعہ کے یہاں جائز ہے لیکن فرائض میں ایک سورہ پر اکتفاء کرنا اولیٰ ہے یہی جمہور ائمہ (امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ) کا مذہب فلا كراهة ايضا عند الجمهور وعن مالك في المشهور كراهته۔ (عمدہ)

دوسرا مسئلہ ہے القراءة بالخواتيم یعنی سورت کے آخری آیات کا پڑھنا اور اوائل کا چھوڑ دینا یہ صورت بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا ترجمہ چار اجزاء پر مشتمل ہے جس میں سے اس دوسرے جزء (یعنی دوسرے مسئلہ القراءة بالخواتيم) کی کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے اور لکھا کہ بعض نے (یعنی حافظ عسقلانیؒ نے) جو یہ کہا کہ اوائلِ سورۃ کے پڑھنے سے اس کی دلیل بن جاتی ہے کیونکہ اوائل ہو یا اواخر سورت کا بعض ہے، علامہ فرماتے ہیں کہ اس توجیہ سے بہتر یہ ہے کہ قتادہ کے قول سے اس کی دلیل لی جائے كل كتاب الله سب ہی کتاب اللہ ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

تیسرا مسئلہ بسورة قبل سورة یعنی قرآن مجید کے خلافِ ترتیب بدل کر پڑھنا، احناف و حنابلہ کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

چوتھا مسئلہ باول سورة یعنی سورہ کے ابتدائی آیات کو پڑھنا یہ بھی عند الجمہور جائز ہے۔

اب امام بخاری رحمہ کے پیش کردہ دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

ویذکر عن عبد الله بن السائب الخ یہ تعلیق مسلم اول ص ۱۸۶ میں موصولاً مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا ہے کہ صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مؤمنون کی تلاوت فرمائی جب اس سورہ کی پینتالیسویں آیت ۴۵ ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ھٰرون الآیۃ یا پچاسویں آیت وجعلنا ابن مریم وامہ الآیۃ پر پہونچے تو کھانسی کی وجہ سے آپ ﷺ نے رکوع فرمالیا۔

وقرأ عمر الخ اس سے ترجمۃ الباب کا آخری جزء یعنی چوتھا مسئلہ ثابت ہوا کہ اوائل سورت کا پڑھنا جائز ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جن میں آیات کی تعداد سو ۱۰۰ سے کم ہو۔

اجزاء قرآنی سبع طول اور مئین وغیرہ کی تفصیل باب ۴۸۸ میں گذر چکی ہے۔

وقرأ الاحنف الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ نے اس سے ترجمۃ الباب کا تیسرا مسئلہ ثابت کیا ہے لیکن ائمہ مجتہدین کے یہاں اس میں تفصیل ہے۔

ہمارے یہاں اور حنابلہ کے یہاں مکروہ ہے کہ ترتیب قرآنی کے خلاف پڑھا جائے وعد اصحابنا هذا الصنيع مكروها (عمدہ)۔

امام مالک رحمہ اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک بھی خلاف اولیٰ ہے واللہ اعلم۔

احنف :۔ احنف بن قیس اسمه ضحاك والاحنف لقب ادرك النبي صلى الله عليه وسلم ولم يسلم (یعنی اسلام کی حالت میں زیارت نہیں ہوئی)۔ تہذیب التہذیب جلد اول ص ۱۹۱۔

والاحنف بن قيس مخضرم وقد راى النبي صلى الله عليه وسلم ولكن قبل اسلامه (فتح جلد اول ص ۷۱)۔ لیکن علامہ عینی رحمہ نے صحابی لکھا ہے (عمدہ جلد ۶ ص ۴۱)

حدیث ۷۴۵ جاء رجل یہ نہیک بن سنان بجلی ہیں کما فی روایۃ مسلم ص ۲۷۴۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ سے کہا کہ آج رات میں نے مفصل کی تمام سورتیں (یعنی چھیاسٹھ سورتیں سورہ حجرات سے ختم قرآن تک) ایک ہی رکعت میں پڑھ لی اس پر حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ھذاً کھذ الشعر" علامہ عینی رحمہ فرماتے ہیں ھذاً" بفتح الهاء وتشديد الذال من هذ يهذ هذاً۔ والتقدير اتهذ هذا وحرف الاستفهام فيه محذوف الخ۔

ھذ کے معنی اسراع شدید کے ہیں یعنی جلدی جلدی پڑھنا۔ حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے کہ جلدی جلدی پڑھ لی جیسے اشعار یاد کرتے ہیں، اگرچہ جائز تو ہے لیکن خوبی کی بات یہ ہے کہ غور وفکر سے پڑھنا چاہیے۔

اشکال: یہاں اشکال یہ ہے کہ شعر تو ترتیل کے ساتھ اطمینان سے پڑھا جاتا ہے اس میں جلدی کہاں ہوتی ہے؟ اس اشکال کے پیش نظر حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ بال کاٹنے کی طرح سے جلدی جلدی کچ کچ کرڈالا مگر مجھ کو کہیں اس کی تائید نہیں ملی (تقریر بخاری جلد سوم ص۴۳۶)

اقول: اس صورت میں بجائے شعر بکسر الشین کے بفتح الشین پڑھنا پڑیگا جو کسی روایت یا ناقلین روایت سے ثابت نہیں جبکہ معلوم ہے کہ روایات کے باب میں سماع ہی اصل ہے، اور نہ ہی یہ مطلب شروح بخاری میں کہیں ملتا ہے، واللہ اعلم۔

اصل جواب یہ ہے کہ یہاں مراد وہ اشعار ہیں جو اپنے اساتذہ یا بڑے بڑے شعراء کے اشعار یاد کرتے ہیں اور جو اشعار مجلس میں سنانے کے لئے پڑھتے ہیں وہ ترتیل و ترنم کے ساتھ اطمینان سے پڑھتے ہیں فلا اشکال۔

باب ۴۹۷ یَقْرَأُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔

۷۴۶ - حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ وَیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی مَالَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ وَهٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰکَذَا فِی الصُّبْحِ۔

باب، آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوقتادہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک سورت) پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور (کبھی) کوئی آیت ہم کو سنادیتے تھے اور پہلی رکعت کو اتنا طول دیتے تھے جتنا دوسری رکعت کو نہیں دیتے تھے اور اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھہنا ص۱۰۷ و مر ص۱۰۵، مسلم اول ص۱۸۵، ابوداؤد ص۱۱۶۔

مقصد ترجمہ: ۱ امام بخاری رح کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو اخریین میں قرأت کے قائل نہیں

ہیں۔ جس کی تفصیل باب ۴۸۶ القراءۃ فی الظہر میں گذر چکی ہے۔
بخاری ؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اخریین میں سورہ فاتحہ کی قرارت ثابت ہے۔
جمہور ائمہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اخریین میں سورہ فاتحہ کی قرارت ہے۔
۲ یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ اخریین میں صرف سورہ فاتحہ کی قرارت ہوگی ضم سورہ نہیں ہوگا، جمہور ائمہ امام اعظمؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ وغیرہ کا مذہب یہی ہے کہ اخریین میں صرف سورہ فاتحہ پر اکتفاء ہوگا۔ امام شافعیؒ کا ایک قول یعنی قولِ جدید میں ضم سورہ کے قائل ہیں، امام بخاری ؒ اس قول کا رد کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر فقہاءِ شافعیہ کے یہاں قولِ قدیم ہی مفتی بہ ہے جو جمہور کے مطابق ہے۔

باب ۴۹۸ مَن خَافَتَ القِرَاءَةَ فِي الظُّهرِ وَالعَصرِ۔

۷۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الاَعمَشِ عَن عُمَارَةَ بنِ عُمَيرٍ عَن اَبِي مَعمَرٍ قَالَ قُلنَا لِخَبَّابٍ اَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقرَأُ فِي الظُّهرِ وَالعَصرِ قَالَ نَعَم قُلنَا مِن اَينَ عَلِمتَ قَالَ بِاضطِرَابِ لِحيَتِهِ۔

باب، ان لوگوں کا بیان جنھوں نے ظہر اور عصر میں آہستہ قرارت کی۔

ترجمہ حدیث ابو معمرؒ نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت خباب رضؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قرارت کرتے تھے؟ حضرت خباب رضؓ نے فرمایا کہ ہاں قرارت کرتے تھے۔ ہم نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو فرمایا آپ ﷺ کی ڈاڑھی کی حرکت سے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقة الحديث للترجمة فی " یقرأ الظهر والعصر الیٰ آخر الحدیث "

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ههنا ص۱۰۷ ومرّ الحدیث ص۱۰۳ وص۱۰۵۔ ابوداؤد ص۱۱۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری ؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ ظہر و عصر کی نماز میں اخفاء ہوگا یعنی قرارت سرّی ہوگی اور فجر میں جہر ہے اور مغرب وعشاء کے اولیین میں جہر ہوگا۔

لیکن اگر کسی نے صلوٰۃ سریہ میں جہر کر دیا یا برعکس تو اس میں اختلاف ہے، حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک چونکہ صلوٰۃ جہریہ میں جہراً اور صلوٰۃ سریہ میں سرّاً پڑھنا واجب ہے اس لئے خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور حضرات شوافع کے نزدیک سرّی نمازوں میں سرّاً اور جہری نمازوں میں جہراً پڑھنا سنت ہے

اس لئے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا، واللہ اعلم۔

بابٌ إذا أسمعَ الإمامُ الآيةَ۔ [۴۹۹]

۷۴۸ ۔ حدَّثنا محمدُ بنُ يوسفَ قال حدَّثنا الأوزاعيُّ قال حدَّثني يحيى بنُ أبي كثيرٍ قال حدَّثني عبدُ اللهِ بنُ أبي قتادةَ عن أبيه أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ يقرأُ بأمِّ الكتابِ وسورةٍ معَها في الركعتينِ الأوليينِ من صلوةِ الظهرِ وصلوةِ العصرِ ويُسمِعُنا الآيةَ أحياناً وكانَ يُطيلُ في الركعةِ الأولى۔

باب ، اگر امام (سرّی نمازمیں) کوئی آیت سنادے ؟ (تو کوئی مضائقہ نہیں)

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک اور سورہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا دیتے تھے اور آپ پہلی رکعت میں طول دیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ویسمعنا الآیۃ احیاناً"۔

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھہنا صـ۱۰۷ ومرّ الحدیث صـ۱۰۵ ویاتی صـ۱۰۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی شخص سرّی نماز میں ایک آدھ آیت جہر کردے تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ مکروہ۔

روایت گذر چکی ہے اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر صلوٰۃ سریہ میں جہراً قرارت کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ لیکن یسمعنا الآیۃ سے مراد اگر ایک آدھ لفظ ہو تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ روایت بالمعنی کی وجہ سے راوی کی تفسیر کا احتمال ہے۔

نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تعلیم ہو کہ سرّی نمازوں میں بھی قرارت ہے، واللہ اعلم۔

بابٌ يُطوِّلُ في الركعةِ الأولى۔ [۵۰۰]

۷۴۹ ۔ حدَّثنا أبو نُعيمٍ قال حدَّثنا هشامٌ عن يحيى بنِ أبي كثيرٍ عن عبدِ اللهِ بنِ أبي قتادةَ عن أبيهِ أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم

كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

باب، پہلی رکعت کو طویل کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی رکعت میں (قراءت) طویل کرتے تھے اور دوسری رکعت کو (پہلی رکعت کے اعتبار سے) کم کرتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " کان یطول فی الرکعۃ الاولیٰ "۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۰۷ ومر ص۱۰۵ " ص۱۰۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں تطویل ہوگی یہی مذہب ہے امام احمد بن حنبل رح اور امام محمد رح کا یعنی امام بخاری رح امام احمد رح وغیرہ کی موافقت وتائید کررہے ہیں۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک صرف نماز فجر کی پہلی رکعت میں تطویل ہوگی۔

ویطیل الرکعۃ الاولیٰ من الفجر علی الثانیۃ اعانۃ للناس علیٰ ادراک الجماعۃ ورکعتا الظھر سواء وھٰذا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وقال محمد رح احب الیّ ان یطیل الرکعۃ الاولیٰ علی الثانیۃ فی الصلوات کلھا الخ۔ (ھدایۃ کتاب الصلوٰۃ)

اور صاحب ہدایہ رح فرماتے ہیں کہ حق قراءت میں دونوں رکعتیں برابر ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلوٰۃ الظھر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعتین قدر ثلاثین اٰیۃ الخ (مسلم شریف اول ص۱۸۶)

صحیح مسلم شریف کی حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں میں قراءت برابر ہے۔ اب رہا جن روایتوں میں پہلی رکعت کے طویل ہونے کی بات کہی گئی ہے اس کا جواب صاحب ہدایہ رح نے دیا ہے

والحدیث محمول علی الاطالۃ من حیث الثناء والتعوذ والتسمیۃ الخ۔

البتہ نماز صبح کی تطویل پر سب کا اتفاق ہے کہ نوم اور غفلت کا وقت ہے اور عہد رسالت سے یہ عمل متوارث ہے، واللہ اعلم۔

باب ۵۰۱ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّامِينِ

وقال عطاءٌ آمِين دُعاءٌ اَمَّنَ ابنُ الزُّبَيرِ وَمن وَرَاءَهُ حتى إنّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً وَكَانَ اَبُوهُرَيرَةَ يُنَادِي الإمَامَ لاَ تَفُتْنِي بِآمِيْنَ وَقال نَافِعٌ كانَ ابنُ عُمَرَ لايَدَعُهُ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعتُ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ خَبَراً ۔

۷۵۰ ۔ حَدَّثنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيِّبِ وَ اَبِي سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عن اَبِي هُرَيرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قال إذَا اَمَّنَ الإمَامُ فَاَمِّنُوا فإنَّهُ مَن وَافَقَ تَامِينُهُ تَامِينَ المَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ قال ابنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يقولُ آمِينَ ۔

باب ، امام کا بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان ۔

اورعطاء (ابن ابی رباح) نے کہا کہ آمین دعا ہے ، حضرت ابن زبیرؓ اوران لوگوں نے جوان کے پیچھے (یعنی مقتدی حضرات نے) آمین کہی (اتنے بلند آواز سے) کہ مسجد گونج اٹھی ، اور حضرت ابوہریرہ رضؓ امام کو آواز دیتے (یعنی کہدیا کرتے) کہ (یہ خیال رکھنا کہ) میری آمین فوت نہ ہونے دینا اور نافع رحؒ نے کہا حضرت ابن عمرؓ آمین نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیا کرتے تھے اور میں نے ان سے اس بارے میں ایک حدیث سنی ہے ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوجائے گا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے ۔ ابن شہاب (امام زہریؒ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے ۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه صلى الله عليه وسلم امر القوم بالتامين عند تامين الامام (عمدہ) ۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۸ ويأتي في الدعوات ص۹۴۷ ومسلم اول ص۱۷۶ ابوداؤد اول ص۱۳۵ ۔ ترمذی اول ص۳۴ ۔

مقصد ترجمہ :۔ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ آمین امام اور مقتدی سب

کو کہنا ہے اور بالجہر یعنی بلند آواز سے کہنا ہے اور اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے چند آثار اور ایک روایت ذکر کی ہے لیکن اس مقصد کو ثابت کرنے کے جو دلائل پیش فرمائے ہیں تقریباً ناکام رہے ہیں جیسا کہ تشریحات سے معلوم ہوگا۔

تشریح آمین کے بارے میں سات مباحث ہیں ۱ آمین عربی ہے یا غیر عربی؟ ۲ قرآن کا جزء ہے یا نہیں؟ ۳ لغوی تحقیق، ۴ آمین کے معنی ۵ اس کا حکم کیا ہے یعنی مذاہب ائمہ ۶ کیسے کہیگا؟ ۷ جہراً یا سراً؟ اور یہی ساتویں بحث معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے۔

اب ہر ایک کو بالاختصار بیان کیا جارہا ہے۔

(۱) عربی ہے یا غیر عربی؟ بعض حضرات نے اسے عربی زبان کا لفظ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اسم فعل ہے اس کی تحقیق ۳ میں ہوگی۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ فارسی ہے اور معرب ہے ہمیں کا۔ مفتی تقی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں "لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بائبل کے مختلف صحیفوں میں یہ کلمہ بعینہا اسی طرح موجود ہے۔

نیز حافظ ابن حجرؒ نے "المطالب العالیہ" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ آمین سنکر مسلمان ہوا تھا۔ (درس ترمذی ج ۱ ص ۵۱۳)

(۲) قرآن مجید کا جزء ہے یا نہیں؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں لاخلاف ان آمین لیس من القرآن حتی قالوا بارتداد من قال انہ منہ (عمدۃ پاکستانی جلد ۶ ص ۴۸)

(۳) آمین ہمزہ کے مد اور تشدید میم کے ساتھ۔ ۲ اَمین قصر ہمزہ اور تخفیف میم ۳ آمین ہمزہ کے مد اور تخفیف میم کے ساتھ اور یہی لغت فصیح تر ہے وفی آمین لغتان المد والقصر والمد افصح۔ (شرح مسلم ص ۱۷۴)

اور پہلا یعنی آمّین بتشدید المیم شاذ اور مردود ہے۔ علامہ عینیؒ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان التشدید لحن العوام وھو خطأ فی المذاھب الاربعۃ۔

نیز بعض حضرات سے منقول ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے ولا آمّین البیت الحرام (پارہ ۶، رکوع ۵)

اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کا لفظ ہو اور معنی میں فساد نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) آمین کے معنی، علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں ومعناہ عند الجمھور "اللھم استجب" وقیل ھو اسم من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق عن ابی ھریرۃ باسناد ضعیف وانکرہ

جماعة منهم النووی الخ (قس)

(۵) شرعی حکم کیا ہے؟ جمہور کے نزدیک ہر نماز میں آمین کہنا سنت ہے وانہ مسنون فی حق المنفرد والامام والماموم والقاری خارج الصلوٰۃ الخ (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ جمہور (امام اعظمؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ وفی روایۃ امام مالکؒ) کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا منفرد، امام اور مقتدی سب کے حق میں سنت ہے۔

امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ آمین غیر امام کے لئے ہے یعنی صرف مقتدی کا وظیفہ ہے اور استدلال کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضؓ کی اس مرفوع حدیث سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین الخ (بخاری ص۱۰۸)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تقسیم کار کردی گئی ہے کہ امام کا کام یہ ہے کہ ولا الضالین کہے اور مقتدی کا کام یہ ہے کہ آمین کہے والقسمة تنافی الشرکة (عمدہ)

امام محمدؒ نے مؤطا میں امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق نقل کیا ہے فاما ابوحنیفة فقال یؤمّن من خلف الامام ولا یؤمّن الامام (مؤطا امام محمد ص۱۰۵)

لیکن خود امام محمدؒ نے ہی کتاب الآثار میں امام صاحبؒ کا مسلک جمہور کے مطابق بیان کیا ہے، چنانچہ کتاب الآثار میں لکھتے ہیں عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم النخعی قال اربع یخافت بهن الامام سبحانك اللهم والتعوذ وبسم الله وآمین ثم قال وبهذا ناخذ وهو قول ابی حنیفة رح۔

(التعلیق المجد حاشیہ مؤطا امام محمد ص۱۰۵)

اور کتاب الآثار ہی کے قول کو ظاہر الروایہ قرار دیکر عام اصحاب متون نے بھی اختیار کیا ہے وهو المختار للفتویٰ۔

جمہور مالکیہ کے استدلال کا جواب یہ دیتے ہیں کہ درحقیقت حدیث کا مقصد وظائف کی تقسیم نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں بیک وقت آمین کہیں اس کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ جس وقت امام ولا الضالین کہکر فارغ ہو اسی وقت فوراً آمین کہدیا جائے تاکہ دونوں کی تامین ایک ساتھ واقع ہو اس لئے کہ امام بھی اسی وقت آمین کہیگا چنانچہ سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں فان الملائكة تقول آمین وان الامام یقول آمین، نیز بخاری کی تحت الباب حدیث میں تصریح ہے ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا امّن الامام فامّنوا الخ اس میں تامین امام کی تصریح ہے نیز اس میں یہ بھی مصرح ہے کہ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول آمین۔ یہ تمام روایات جمہور کے مسلک پر بالکل واضح ہیں۔

واوجبه الظاهریة الخ (اوجز جلد اول ص۲۵)

یعنی اکثر ظاہریہ نے یہ واجب قرار دیا ہے۔ اور فرقہ امامیہ کہتے ہیں کہ آمین کہنا بدعت ہے چونکہ کلام ناس ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور ابن حزم ظاہری رح سے منقول ہے کہ امام کے لئے تو سنت ہے اور مقتدیوں کے لئے فرض (عمدہ)

(۶) مذکورہ تقریر سے اس کا بھی جواب معلوم ہو گیا کہ آمین امام، مقتدی اور منفرد سب کا وظیفہ ہے اور سب کے حق میں سنت ہے۔

(۷) کیسے کہیگا یعنی جہراً یا سراً ؟ اس باب کے مباحث میں سے یہی مسئلہ یعنی آمین کے جہر و اخفاء کا مسئلہ معرکۃ الآراء مسائل میں سے کہلاتا ہے بقول حضرت شیخ الحدیث رح کے کہ جہلاء نے اس مسئلہ کو حد سے زائد بڑھادیا ورنہ دراصل اتنا اہم مسئلہ نہیں تھا۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ آمین سراً و جہراً دونوں طرح سے جائز ہے صرف افضلیت میں اختلاف ہے نیز اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ سری نمازوں میں آمین بالسر ہے اختلاف صرف صلوات جہریہ کے اندر ہے کہ جہری نمازوں میں جہراً آمین کہنا افضل و بہتر ہے یا سراً ؟۔

امام اعظم ابوحنیفہ رح اور سفیان ثوری رح و جملہ فقہاء کوفہ و فی قول امام مالک رح اور امام شافعی رح فی قول جدید آمین بالسر کے قائل ہیں جیساکہ کتاب الام میں ہے ولا احب ان یجهروا بها الخ (کتاب الام ج ۱ ص ۹۵)۔ یعنی آمین اس طرح کہیں کہ وہ اپنے آپ کو سنائیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ آمین بلند آواز سے کہیں اور اگر کہہ بھی لیں تو کوئی حرج نہیں۔

واضح رہے کہ کتاب الام امام شافعی رح کی آخری تالیف ہے جب مصر آگئے تھے اور تادم حیات مصر ہی میں رہے جیساکہ قراءت خلف الامام میں مذکور ہو چکا۔

امام شافعی رح کا قول قدیم آمین بالجہر ہی کا تھا پھر مصر میں آپ نے اپنے قول قدیم سے رجوع فرمالیا، بہت ممکن ہے کہ بعد میں جب احناف کے دلائل پر غور فرمایا تو رجوع کرلیا یا اور وجہ ہو مگر رجوع ثابت ہے۔

حیرت ہے کہ حضرات شوافع رح نے امام شافعی رح کے آخری اور جدید قول کو چھوڑ کر قدیم قول کو اختیار کر کے اختلاف کو باقی رکھا فیا للعجب واللہ اعلم۔

وقال جماعة يخفيها وهو قول ابى حنيفة والكوفيين واحد قولى مالك والشافعى فى الجديد وفى القديم يجهر (عمدہ)

حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں امام شافعی رح کا قول قدیم یہ ہے کہ جہری نمازیں آمین جہراً کہے والجهر للماموم ذهب اليه الشافعى فى القديم وعليه الفتوىٰ (فتح)

خلاصہ یہ ہے کہ امامین الہمامین (امام اعظمؒ اور امام مالکؒ) آمین بالسر کے قائل ہیں اور حنابلہ بالجہر کے قائل ہیں یہی امام بخاریؒ کا مذہب ہے کہ امام اور مقتدی دونوں جہری نماز میں جہراً کہیں گے اس دعویٰ کے اثبات میں بخاریؒ نے چند آثار موقوفہ اور ایک مرفوع حدیث سے استدلال فرمایا ہے مع جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا استدلال: حضرت عطاء ابن ابی رباحؒ کے اثر سے ہے، عطاء فرماتے ہیں آمین دعاء ہے۔

جواب: ظاہر ہے کہ دعاء میں اصل اخفاء ہے لقولہ تعالیٰ "اُدعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ" معلوم ہوا کہ آمین جب دعاء ہے تو خفیۃً یعنی سراً ہونی چاہیے۔ پس امام بخاریؒ کا آمین بالجہر کے لئے استدلال تعجب خیز ہے یہ حنفیہ کی دلیل ہے۔

دوسرا استدلال امّن ابن الزبیر ترجمہ گذر چکا ہے۔ امام بخاریؒ کے ذکر کردہ دلائل میں سے یہی ایک اثر ہے جس میں آمین بالجہر کی تصریح ہے یعنی اس اثر سے آمین بالجہر کا ثبوت مل گیا۔

جواب ۱: آمین بالجہر کے ثبوت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے نفس ثبوت کے قائل جمہور (حنفیہ ومالکیہ وغیرہ) بھی ہیں بحث تو افضلیت میں ہے جو اس اثر سے ثابت نہیں۔

اس لئے کہ امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا عمل ذکر فرمایا ہے "امّن ابن الزبیر" ترجمہ گذر چکا ہے۔ یہاں تو تعلیق ہے لیکن اس اثر کو عبدالرزاق نے اپنے مُصَنَّف میں موصولاً ذکر کیا ہے۔ (عمدہ)

جواب ۲: حضرت علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں لعلہ حین کان یقنت فی الفجر الخ (فیض) یعنی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ کا یہ عمل اس زمانے کی بات ہو جب عبدالملک کے خلاف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے اور عبدالملک بھی ان کے خلاف قنوت پڑھوا رہا تھا یعنی دونوں طرف قنوت پڑھا جا رہا تھا ایسے وقت میں انتہائی جوش وخروش کے ساتھ بآواز بلند سب کے سب آمین کہتے ہوں گے جس سے مسجد گونج جاتی ہوگی۔

معلوم ہوا کہ یہ وقتی بات تھی اور قنوت نازلہ کا موقع تھا۔

۳: اگر مان لیا جائے کہ یہ ولا الضالین کے بعد والی آمین ہے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں ہے تو زیادہ سے زیادہ جہر کرنا معلوم ہوا لیکن نفس جہر موضوع بحث نہیں ہے اولویت وافضلیت پھر بھی ثابت نہیں۔

۴: حضرت ابن زبیرؓ کے کچھ تفردات ہیں جو اکابر صحابہ سے الگ ہیں مثلاً عیدین میں اذان واقامت کے قائل تھے تو ہوسکتا ہے کہ آمین بالجہر بھی ان کے تفردات میں سے ہو واللہ اعلم۔

تیسرا استدلال وکان ابوہریرۃ ینادی الامام الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تعلیق مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً مذکور ہے۔

عن ابی هریرۃ رضؓ انه کان یؤذن بالبحرین الخ (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ بحرین میں حضرت ابوہریرہ رضؓ مؤذن تھے اور علاء بن حضرمی امام تھے حضرت ابوہریرہ رضؓ نے امام سے یہ شرط کر رکھی تھی کہ دیکھئے میری آمین فوت نہ ہونے پائے، اور بیہقی میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ مروان کے مؤذن تھے، چونکہ مروان نماز شروع کرنے میں عجلت کرتا تھا تو حضرت ابوہریرہ رضؓ نے یہ شرط رکھی کہ آپ نماز شروع میں اتنی جلدی نہ کریں کہ میری آمین فوت ہو جائے کیونکہ مقتدی کی آمین کا امام اور فرشتوں کے ساتھ موافقت مغفرتِ ذنوب کا موجب ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے آمین بالجہر کا اثبات کہاں ہوتا ہے؟ اس سے تو یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کو امام کے پیچھے فاتحہ کی فکر نہ تھی بلکہ صرف آمین کی فکر تھی۔

بہرحال اس اثر سے بھی آمین بالجہر کا اثبات نہیں چہ جائیکہ افضلیت ثابت ہو۔

چوتھا استدلال

وقال نافع کان ابن عمر لا یدعه الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔ اس سے بھی آمین بالجہر کا اثبات ممکن نہیں البتہ نفس آمین کا اثبات ضرور ہے جس کا انکار نہیں۔

سمعت منه فی ذلك خبرًا الخ اس میں دو نسخہ ہے ۱ خیرًا بالیاء آخر الحروف معنی ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے اس کی فضیلت سنی ہے۔ ۲ دوسرا نسخہ ہے خبرًا بفتح الباء الموحدہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے اس بارے میں ایک حدیث سنی ہے، (عمدہ)

پانچواں استدلال حدیث ۷۵۰

اذا امن الامام فامنوا الخ یعنی جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کی تامین (آمین کہنا) ملائکہ کی تامین کے موافق ہوگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

بلا شبہ حدیث صحیح ہے لیکن اس سے اصل مقصد تامین کی فضیلت کا بیان ہے اور مقتدیوں کو آمین کہنے کی ترغیب دی جا رہی ہے چنانچہ امام ترمذی رحؒ اس حدیث کو باب ماجاء فی فضل التامین کے ذیل میں لائے ہیں اور اس سے تامین کی فضیلت ہی مراد لی ہے اس سے آمین بالجہر پر استدلال کرنا محلِ نظر ہے۔

اگر امام بخاری رحؒ کی طرف سے یہ تشریح کی جائے کہ اذا امن الامام کے معنی ہیں جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس سے ثابت ہوگیا کہ امام آمین بالجہر (یعنی زور سے) کہے تاکہ مقتدیوں کو امام کے آمین کہنے کا علم ہو جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اصولِ مسلمہ ہے کہ الحدیث یفسر بعضه بعضًا خود امام بخاری رحؒ ایک باب کے بعد حضرت ابوہریرہ رضؓ ہی سے حدیث نقل فرما رہے ہیں اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم

ولا الضالین فقولوا آمین (بخاری ص۱۰۸)
معلوم ہوا کہ امام کے ولا الضالین پڑھنے سے مقتدیوں کو آمین کہنے کا وقت معلوم ہو جائیگا لہذا اس کا زور سے کہنا ضروری نہ ہوا۔

ع۲ اس حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ اذا امّن الامام ای اذا اراد الامام التامین فامنوا جیسے اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ کے معنی ہیں اذا اردت القرآن الخ نیز اذا قمتم الی الصلوٰۃ ای اذا اردتم الی الصلوٰۃ وغیرہ۔

امام نووی رح فرماتے ہیں انہ ینبغی ان یکون تامین الماموم مع تامین الامام لاقبلہ ولا بعدہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واما روایۃ اذا امّن فامنوا فمعناھا اذا اراد التامین، (شرح مسلم ص۱۷۶)
اور اس صورت میں جملہ احادیثِ صحاح میں تطبیق بھی ہو جائے گی، واللہ اعلم۔

ع۳ امام بخاری رح نے اس باب میں جو حضرت ابوہریرہ رض کی حدیث پیش کی ہے اس حدیث میں ہے من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ الخ۔
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت میں بہت بڑی اور عظیم فضیلت ہے کہ تمام گذشتہ گناہوں کی معافی ہو جائے گی۔
اور معلوم ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں تو فرشتوں کی تامین سے پوری موافقت کا تقاضا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وقت اور فعل کی موافقت کے ساتھ ساتھ وصف میں بھی موافقت ہو کہ جیسے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں تمام نمازی آہستہ آمین کہیں۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ائمہ مجتہدین بالخصوص متبوعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف احادیث کے اختلاف کا عکس ہوا کرتا ہے۔ اختلافِ روایات کی وجہ سے ائمہ کے اقوال مختلف ہوتے ہیں۔
یہاں آمین بالجہر والسر کے سلسلے میں بھی دونوں طرح کی روایات ہیں ائمہ کرام رح نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ایک کو اصل قرار دیا اور دوسرے کو عارض پر محمول کیا۔
احناف کے اصول میں یہ ہے کہ روایاتِ متعارضہ میں اوفق بالقرآن کو لیتے ہیں۔
امام مالک رح کے اصول میں یہ ہے کہ وہ اہلِ مدینہ کے عمل کو لیتے ہیں چونکہ مدینہ منورہ مہبطِ وحی ہے۔
شافعیہ اور حنابلہ کے اصول میں یہ ہے کہ جس روایت میں وسائط کم ہوں اس کی صحت و قوت دیکھکر لیتے ہیں بس ائمہ کرام رح اپنے اصول کے پیشِ نظر اپنے اصول کے موافق ترجیح دیتے ہیں۔

آمین بالسر کے دلائل

امامین الہامین (امام اعظمؒ اور امام مالکؒ) کے نزدیک آمین بالسر افضل ہے
دلیل ۱: آمین بالسر اوفق بالقرآن ہے، قال اللہ تعالیٰ:-

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ - (الاعراف) اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے بیشک وہ حد سے نکل جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آمین دعا ہے۔

(۲) دوسری دلیل حضرت سمرہ بن جندب رضؓ کی حدیث ہے انہ حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبّر وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین الخ (ابوداؤد اول ص ۱۱۳ فی "باب السکتۃ عند الافتتاح") ترمذی اول ص ۳۴ ومسند احمد بن حنبل حدیث ۲۰۳۴۱۔

یعنی حضرت سمرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد رکھا ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد (یہ سکتہ تو ثنا پڑھنے کے لئے تھا) اور ایک سکتہ (یعنی دوسرا سکتہ) غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کے بعد (یہ سکتہ آمین کہنے کے لئے تھا)۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ ولا الضالین کے بعد سکتہ ہوتا تھا اگر آمین بالجہر ہوتا تو سکتہ کا کوئی مطلب نہیں رہتا، نیز یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ولا الضالین کے بعد جو سکتہ تھا وہ امام کے لئے آمین کہنے کے لئے نہ تھا بلکہ سانس درست کرنے کے لئے تھا۔ اور یہ کہا جائے کہ امام کو آمین بالجہر کہنی ہے اس سکتہ کے بعد تو تقدم المقتدی علی الامام فی التامین لازم آئے گا یعنی مقتدی پہلے آمین کہے اور امام بعد میں اور یہ حدیث صحیح اور صریح کے معارض ہے جو بخاری اِسی ص ۱۰۸ میں ابوہریرہ رضؓ کی حدیث آرہی ہے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ لے فقولوا آمین فاء تعقیب بلا تاخیر کے لئے ہے یعنی تم بھی آمین کہو تو جب مقتدی کی تامین سورۂ فاتحہ کے ختم پر سکتہ امام کے وقت میں ہوجائے گی اور امام اسی سکتہ کے بعد آمین کہیگا تو تقدم علی الامام کا پایا جانا ظاہر ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے پس ماننا پڑیگا کہ یہ سکتہ آمین کے لئے تھا۔

(۳) تیسری دلیل حضرت وائل بن حجر رضؓ کی حدیث ہے جو دو سندوں سے مروی ہے:
ایک حضرت سفیان رحؒ، دوسرے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شعبہؒ۔ امام ترمذی رحؒ نے دونوں کا ذکر کیا (ترمذی اول ص ۳۴)

حضرت سفیان رحؒ کی حدیث میں ومدّ بہا صوتہ ہے، اور حضرت شعبہ رحؒ کی روایت کے الفاظ ہیں وخفض بہا صوتہ۔

شافعیہ اور حنابلہ سفیان ثوری رحؒ کی روایت کو ترجیح دیکر شعبہ رحؒ کی روایت کو چھوڑ دیتے ہیں جبکہ

حنفیہ و مالکیہ شعبہ کی روایت کو اصل قرار دیکر سفیان کی روایت میں تاویل کرتے ہیں کہ اس میں مدّ سے مراد جہر نہیں بلکہ آمین کو بالمد پڑھا۔ ۲ آمین کی یاء کو کھینچ کر پڑھا البتہ یہ بھی احتمال ہے جیسا کہ حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ مدّ بہا صوتہ کے معنی ہیں بلند آواز سے آمین کہا۔

تو معلوم ہوا کہ مدّ بہا کے معنی میں تین احتمال ہے فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

بخلاف خفض بہا صوتہ کے کہ بالاتفاق ایک ہی معنی متعین ہیں۔

امام ترمذی شافعیؒ نے سفیانؒ کی روایت کو ترجیح دینے کے لئے شعبہ کی روایت پر چار اعتراضات نقل کئے ہیں جن میں تین اعتراض تو اس مقام پر (یعنی باب ماجاء فی التامین میں) نقل کئے ہیں جو دراصل امام بخاریؒ کی طرف ہیں اور ایک اعتراض یعنی چوتھا اعتراض امام ترمذیؒ نے "علل کبیر" میں ذکر کیا ہے۔

(۱) امام شعبہ سے سلمہ بن کہیل کے استاذ کا نام ذکر کرنے میں غلطی ہوئی ہے سلمہ نے عن حجر العنبس فرمایا ہے حالانکہ وہ حجر بن العنبس ہے مطلب یہ ہے کہ حجر کی کنیت ابو العنبس نہیں بلکہ ابو السکن ہے۔

(۲) امام شعبہؒ نے حجر بن العنبس اور صحابیٔ رسول حضرت وائل بن حجرؓ کے درمیان علقمہ بن وائل کا واسطہ بڑھا دیا ہے حالانکہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے کما رواہ سفیانؒ۔

(۳) شعبہ نے حدیث کے متن میں مد بہا صوتہ کے بجائے خفض بہا صوتہ روایت کیا ہے حالانکہ روایت مدّ بہا صوتہ ہے۔

(۴) چوتھا اعتراض امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب "العلل الکبیر" میں امام بخاریؒ کے ہی حوالہ سے نقل کیا ہے کہ علقمہ بن وائل کا اپنے والد حضرت وائلؓ سے سماع ثابت نہیں اس لئے کہ حضرت وائلؓ علقمہ کی پیدائش سے چھ ماہ قبل وفات پا چکے تھے۔ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں ان تمام اعتراضات کا تفصیل سے جواب دیا ہے (عمدہ ج ۶ ص ۵۱)

جوابات

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دراصل حجر کے باپ اور بیٹے دونوں کا نام عنبس تھا لہٰذا ان کو حجر ابو العنبس کہنا بھی صحیح ہے اور حجر بن العنبس بھی۔

(یہ بات اگرچہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں معیوب ہے لیکن عرب میں پسندیدہ اور بکثرت رائج تھی)۔

چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں یہ روایت سفیان کے طریق سے نقل کی ہے اور اس میں حجر بن العنبس کے بجائے حجر ابی العنبس ذکر کیا ہے جیسا کہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ نے ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے ابوداؤد اول ص ۱۳۴)۔ چنانچہ حافظ عسقلانی نے بھی تہذیب التہذیب میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

نیز عرب میں ایک شخص کی دو کنیتیں ہوا کرتی تھیں، ابو التراب اور ابو الحسن حضرت علی رضؓ کی کنیتیں تھیں اسی طرح حجر کی کنیت ابو العنبس بھی ہے اور ابو السکن بھی۔

لہٰذا شعبہ کی روایت پر اس اعتبار سے اعتراض صحیح نہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب دوسرا اعتراض یہ ہے کہ شعبہ نے سند میں علقمہ کا اضافہ کردیا ہے۔

جواب:۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ ایک راوی کسی روایت کو بالواسطہ سنتا ہے پھر بلا واسطہ بھی، اور دونوں طرح سے اسے روایت کرتا ہے، یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے حجر بن العنبس کو حدیث کا سماع علقمہ بن وائل اور وائل بن حجر دونوں سے محقق ہے حضرت حجر خود فرماتے ہیں کہ میں نے اوّلاً علقمہ کے واسطہ سے سنا جیساکہ مسند احمد مجلد بیک جلد صـ۲۰۳۰ میں متعدد روایات ہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ اعتراض تعجب خیز ہے کہ حضرات محدثین نے شعبہ کو امیر المؤمنین فی الحدیث قرار دیا ہے اور ان کی امامت و ثقاہت مسلّم ہے۔

ممکن ہے کہ بجائے حضرت شعبہ کے حضرت سفیان ثوریؒ سے متنِ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہو چونکہ سفیان ثوری رحؒ اپنی جلالتِ قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے تھے قال الذھبی فی المیزان انہ ربما کان یدلّس عن الضعفاء الخ۔ وقال الحافظ فی التقریب کان ربما دلّس، حاشیہ آثار السنن جلد اول صـ۹۷ اور عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

اور حضرت شعبہ رحؒ کی عادت مطلقاً تدلیس کی نہ تھی اس کے باوجود اخبار سے روایت کر رہے ہیں نیز سفیان ثوریؒ اگرچہ آمین بالجہر کے راوی ہیں لیکن خود ان کا مذہب شعبہ کی روایت کے مطابق آمین بالسر کا ہے۔

علامہ شوق نیموی عظیم آبادی کی رائے علامہ شوق رحؒ نے نہایت عمدہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ مدِّ صوت رفعِ صوت سے مراد رفع یسیر لیا جائے یعنی معمولی سا جہر کہ قریب کے لوگ سن لیں، اور خفضِ صوت سے مراد لیا جائے کسی قدر آہستہ یعنی زیادہ شور نہ ہو بلکہ دونوں کے درمیان ہو۔

ان تمام مباحث و قیل و قال کے بعد یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں جواز و عدم جواز کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بالاتفاق جہراً و سراً تامین جائز ہے صرف اولویت و افضلیت کا اختلاف ہے، واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰۲ فَضْلِ التَّامِيْنِ۔

۷۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

باب، آمین کہنے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں پھر ان دونوں میں سے ایک کی آمین دوسرے کے موافق ہوگئی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ اس لئے کہ آمین کہنے کی فضیلت موجب مغفرت ہے۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ وخرجہ النسائی فی فضل التامین ص۱۰۷ تا ص۱۰۸۔

مقصد ترجمہ مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ آمین کہنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے کہ اس سے بڑی فضیلت کیا ہوگی کہ ایک مختصر اور آسان لفظ پر گناہ کی مغفرت کا انتظام ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے بھی امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد آمین بالجہر ہو چونکہ آمین پر قول کا اطلاق کیا گیا ہے اور قول سے متبادر الی الجہر ہی ہوتا ہے۔

لیکن یہ بعید ہے چونکہ روایت میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، نیز لفظ قول سے جہر ہی کا مراد ہونا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔

فوافقت احدٰھما الاخریٰ، اب موافقت فی الاخلاص ہے یا موافقت فی الوقت؟

ظاہر ہے کہ فرشتوں کا اخلاص نہایت اعلیٰ ہے عام مسلمانوں کے لئے اس کا حاصل کرنا نہایت مشکل ہے اس لئے موافقت فی الوقت آسان ہے، واللہ اعلم۔

بَابٌ ۵۰۳ جَهْرِ الْمَأْمُومِ بِالتَّأْمِينِ

۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب، مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان۔

باب، صف میں پہونچنے سے پہلے رکوع کر لینے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوبکرہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں پہونچے کہ آپؐ رکوع میں تھے تو ابوبکرہ رضؓ نے صف تک پہونچنے سے پہلے رکوع کرلیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے شوق کو اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی " فرکع قبل ان یصل الی الصف "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ والنسائی ص۱۰۱ فی " الرکوع دون الصف "
ابوداؤد ص۹۹ باب الرجل یرکع دون الصف۔

مقصد ترجمہ یہاں امام بخاریؒ کا ترجمۃ الباب ہے اذا رکع دون الصف۔
یعنی اگر کوئی شخص صف تک پہونچنے سے پہلے نیت باندھ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے؟ یعنی یہ رکعت معتبر ہوگی یا نہیں؟

امام بخاریؒ نے حکم کو حذف کردیا یعنی حکم بیان نہیں کیا، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اختلاف مشہور ہے۔ جمہور کے نزدیک انفراد خلف الصف مکروہ تنزیہی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ و اسحاقؒ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید و موافقت ہے چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضؓ کی روایت لاکر تائید کردی۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں حضرت ابوبکرہ رضؓ کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرہ رضؓ وضو کرکے مسجد پہونچے تو نماز شروع ہوگئی تھی اور آنحضرتؐ رکوع میں تھے، تو حضرت ابوبکرہ رضؓ کو یہ خوف ہوا کہ اگر میں نے صف تک پہونچنے کے بعد نماز کی نیت باندھی تو میری رکعت فوت ہوجائے گی اس لئے ابوبکرہ رضؓ نے صف تک پہونچنے سے پہلے صف کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی اور رکوع کرلیا اور رکوع ہی کی ہیئت میں چل کر صف میں شامل ہوگئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ سے فرمایا زادك الله حرصا ولا تعُد، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شوق اور حرص علی الخیر کی تحسین فرمائی اور نماز کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ نماز ہوگئی اعادہ واجب نہیں۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں اذا رکع المصلی دون الصف ای قبل وصوله الی الصف جاز مع الکراھة (قس)
لیکن خلافِ قاعدہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ امام بخاری رضؓ نے یہ حدیث ذکر کرکے جمہور ائمہ ثلاثہ رحؒ کی موافقت کی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوجائے گا اس کے پچھلے گناہ بخشدیئے جائیں گے۔ اس روایت میں سُمَی مولیٰ ابی بکر کی متابعت محمد بن عمرو نے بہ سند ابوسلمہ عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نعیم المجمر نے بہ سند ابوہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقولوا آمین"۔
علامہ عینی رح لکھتے ہیں "قال ابن المنیر مناسبۃ الحدیث للترجمۃ من جھۃ ان فی الحدیث الامر بقول آمین الخ (عمدہ)۔

یعنی ابن المنیر رح نے ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت اس طرح بتلائی کہ حدیث میں "فقولوا" ہے یعنی آمین کہنے کو کہا گیا ہے اور قول جب مقام خطاب میں ہو تو جہر ہی پر محمول ہوتا ہے۔

لیکن علامہ عینی رح نے اس کو نقل کرکے اس پر نقد کیا ہے کہ مطلق قول کا اطلاق جہر اور اخفاء دونوں پر ہوتا ہے، نیز علامہ عینی رح کے علاوہ اور حضرات نے بھی تنقید کی ہے چنانچہ تشہد، ربّنا لک الحمد اور درود کے بارے میں بھی لفظ قولوا آیا ہے۔

پس یہ بات کہ جب قول بولا جائے تو بالجہر ہی مراد ہو مسلّم نہیں ہے جیساکہ حدیث میں آیا ہے اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد، تو زور سے کہنا چاہیئے۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھھنا ص۱۰۸ ویاتی فی تفسیر الفاتحۃ ص۶۴۲ ومسلم اول ص۱۷۶۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ مقتدی کو جہراً آمین کہنا چاہیئے۔
لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث سے امام بخاری رح آمین بالجہر ثابت کرسکے یا نہیں؟ علامہ عینی رح کے نقد سے معلوم ہوگیا کہ بالجہر ثابت نہیں کرسکے واللہ اعلم۔

باب ۵۰۴ إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ۔

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْأَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَّصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ زَادَكَ اللهُ حِرْصاً وَلَا تَعُدْ۔

فائدہ حافظ عسقلانی رح نے یہاں امام بخاری رح پر نقد کیا ہے کہ اس باب کا مناسب موقع ابواب الامامۃ تھا جیساکہ بہت پہلے ص۱۰۰ پر ایک مستقل باب گذرا "المرأۃ وحدھا تکون صفاً" وہیں اس باب کو لانا چاہئے تھا۔ علامہ عینی رح نے تو بہت تعاقب کیا ہے لیکن علامہ قسطلانی رح نے نہایت مختصر اور عمدہ جواب دیا ہے فرماتے ہیں اجیب بان المناسبۃ بینھا وبین السابق من حیث ان الرکوع یکون بعد القراءۃ۔ (قس)

لا تعُد اس لفظ کو تین طرح پڑھا گیا ہے ۱ بفتح التاء وضم العین عاد یعود عوداً سے صیغہ نہی مطلب یہ ہوگا کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا یعنی صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع نہ کرنا یہی روایت اکثر و اشہر ہے۔ علامہ عینی رح فرماتے ہیں "فی جمیع الروایات بفتح التاء وضم العین من العود" (عمدہ)۔

۲ لا تَعْدُ عدا یعدو عدواً سے صیغۃ النہی، یعنی آئندہ نماز کے لئے دوڑ کر مت آنا جیساکہ حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تاتوھا وانتم تسعون الخ (ابن ماجہ ص۵٦ تا ص۵۷) یعنی جب نماز کی اقامت کہدی جائے تو دوڑ کر مت آؤ الخ۔

۳ لا تُعِدْ، اعاد یعید اعادۃ سے نہی کا صیغہ ای لا تعد تلک الصلوٰۃ یعنی اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

باب ۵۰۵ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي الرُّكُوْعِ قاله ابنُ عبّاسٍ عنِ النبيّ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِيْهِ مَالِكُ بنُ الْحُوَيْرِثِ۔

۷۵۴ ۔ حَدَّثَنا اِسْحٰقُ الوَاسِطِيُّ قال حَدَّثَنا خالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عن اَبِی العَلَاءِ عن مُطَرِّفٍ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قال صَلّٰى مَعَ عَلِيٍّ بِالْبَصْرَةِ فقال ذَكَّرَنا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فذَكَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ۔

باب، رکوع میں تکبیر کو پورا کرنے کا بیان۔ اس کو حضرت ابن عباس رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور اس سلسلے میں مالک بن حویرث نے بھی روایت کی ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ انہوں نے بصرہ میں حضرت علی رض کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا کہ اس شخص (حضرت علی رض) نے ہمیں وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر حضرت عمران رض نے بیان کیا کہ حضرت علی رض جب بھی اٹھتے تھے اور جب بھی جھکتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کان یکبّر کلّما رفع" فانہ عبارۃ عن تکبیر الرکوع (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ ویاتی فی باب اتمام التکبیر فی السجود ص۱۰۸ ۔
وفی باب یکبر وھو ینھض من السجدتین ص۱۱۴ ۔

۷۵۵ ۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عن ابنِ شہابٍ عن اَبِی سَلَمَۃَ عن اَبِی ھُرَیرَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّی بِھِمْ فَیُکَبِّرُ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّی لَاَشْبَھُکُمْ صَلٰوۃً بِرَسُولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔

ترجمہ | حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب جھکتے تھے اور جب اٹھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے کہ میری نماز بہت مشابہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہ نسبت تمہاری نماز کے ۔

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فیکبر کلما خفض ورفع" ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ ویاتی ص۱۰۸ تا ص۱۰۹ وص۱۱۰
فی باب یھوی بالتکبیر حین یسجد ومسلم ص۱۶۹ ۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحؒ کا مقصد اتمام تکبیر سے کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں ۔
۱۔ شیخ المشائخ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں "المراد بالاتمام الاتیان بہ من غیر ان یحذف کما شاع ذلک فی امارۃ بنی امیۃ الخ (شرح تراجم)
یعنی نماز کے تمام تکبیرات انتقالات کو بغیر حذف و ترک کے عدد کو پورا کیا جائے جس میں ایک تکبیر رکوع کی بھی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ قیام سے رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہو اور رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد سجدہ میں جاتے وقت بھی تکبیر کہو ۔

امام بخاری رحؒ نے اتمام التکبیر فی الرکوع ، اور اس کے بعد اتمام التکبیر فی السجود پر مستقل باب قائم کیا ہے ۔ چونکہ خلافت بنی امیہ کے دور میں رکوع میں جاتے وقت اسی طرح قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت تکبیرات ترک کر دیتے تھے اس لئے بخاری رحؒ نے ترک تکبیر پر رد کرنے کے لئے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ جو شرط صلوٰۃ ہے اس کے علاوہ تکبیرات رفع و خفض بھی سنت ہے ترک نہ کیا جائے ۔

۲ ابوداؤد جلد اول ص۱۲۲ میں حضرت عبدالرحمٰن ابن ابزیٰ رضؓ سے روایت ہے انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان (ص) لا یتم التکبیر یعنی جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر نہیں کہتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو تکبیر نہیں کہتے ۔

امام بخاری رحؒ نے اس باب سے اس روایت کی تضعیف کی اور رد فرمادیا وقد نقل البخاری

فی التاریخ عن ابی داؤد الطیالسی انه قال هذا عندنا باطل (حاشیہ لامع)

تشریح ظاہریہ اور امام احمدرح کے نزدیک تکبیراتِ انتقالات واجب ہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم رح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہیں۔ چنانچہ حدیث الباب کی دونوں حدیث میں حضرت علی رضؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی نماز کا ذکر ہے کہ ہر خفض و رفع کے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔

۲ـ اتمامِ تکبیر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ تکبیر کو لمبا کر کے پوری حرکتِ انتقالیہ پر ممتد کر دیا جائے یعنی لفظ اللہ کو دراز کیا جائے کہ قیام سے رکوع تک اسی طرح قومہ سے سجدہ تک کے پورے وقت کا احاطہ کرلے کہ رکوع یا سجدہ میں جانے تک تکبیر دراز ہونی چاہئے البتہ یہ ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ لفظ اللہ کے پہلے الف کو ہرگز دراز نہ کرے ورنہ جملہ سوالیہ ہو جائے گا اور فسادِ معنی کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ صرف لفظ اللہ کے لام کو دراز کرے۔

بعض حضرات نے ابوداؤد کی روایت لایتم التکبیر کی توجیہہ یہ کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بیانِ جواز کے لئے ایسا کیا ہو یا پوری طرح جہر نہ کیا ہو اور راوی حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضؓ کے پیچھے ہونے کی وجہ سے آواز نہ پہونچی ہو۔ واللہ اعلم۔

بَابُ ۵۰٦ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ۔

۷۵٦۔ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيْرٍ عن مُطَرِّفِ بنِ عبدِ اللهِ قال صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَا وَعِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ فكانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ كَبَّرَ وَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ فقال قد ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ محمدٍ صلى الله عليه وسلم اَوْ قال لَقَدْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ محمدٍ صلى الله عليه وسلم۔

باب، سجدوں (کے وقت) میں تکبیر کے پورا کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت مطرف بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ (حضرت علی رضؓ) جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (قعدہ کرکے تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے تکبیر کہتے پھر جب حضرت علی رضؓ نماز پڑھا چکے تو عمران بن حصین رضؓ نے

میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اس شخص (حضرت علی رض) نے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی یا یہ کہا کہ بیشک انہوں نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اذا سجد کبّر "۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ ومرّ آنفا ص۱۰۸ و یاتی ص۱۱۴۔

۷۵۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قال اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عن اَبِی بِشْرٍ عن عِكْرِمَةَ قال رَأَيْتُ رَجُلاً عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِی كُلِّ خَفْضٍ وَّ رَفْعٍ وَ اِذَا قَامَ وَ اِذَا وَضَعَ فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فقال اَوَ لَيْسَ تِلْكَ صَلٰوةُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا اُمَّ لَكَ۔

ترجمہ حضرت عکرمہ رح کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو مقام (یعنی مقام ابراہیم) کے پاس (نماز پڑھتے) دیکھا کہ وہ ہر جھکنے اور اٹھنے میں تکبیر کہتے اور جب کھڑے ہوتے اور جب سجدہ میں جاتے (تو بھی ہر مرتبہ تکبیر کہتے)، میں نے (بطور تعجب) حضرت ابن عباس رض سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا تیری ماں نہ رہے کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی " یکبر فی کل خفض و رفع و اذا قام و اذا وضع (ای اذا سجد "۔

والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸۔

مقصد ترجمہ مقصد کی وضاحت باب سابق میں گذر چکی ہے اور مزید اس باب سے امام بخاری رح تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کو سجدہ تک ممتد وحاوی ہونا چاہیے۔

تشریح: رایت رجلاً رجل سے مراد حضرت ابو ہریرہ رض ہیں۔

بابٌ ۵۰۷ التَّكْبِيْرِ اِذَا قَامَ مِنَ السُّجُوْدِ۔

۷۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قال حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ عن عِكْرِمَةَ قال صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فقلتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَحْمَقُ فقال ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِی الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم وقال مُوسٰى حَدَّثَنَا اَبَانُ قال حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ.

باب ، سجدوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ میں ایک بوڑھے شخص (یعنی حضرت ابوہریرہ رض) کے پیچھے (ظہر کی) نماز پڑھی تو انھوں نے بائیس ۲۲ مرتبہ اللہ اکبر کہا تو میں نے حضرت ابن عباس رض سے کہا کہ یہ بزرگوار احمق معلوم ہوتے ہیں تو حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے یہ تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔

اور موسیٰ ابن اسماعیل نے کہا کہ ہم سے یہ حدیث ابان نے بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا قتادہ نے کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا۔

مطابقة للترجمة :- مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فكبر ثنتين وعشرين تكبيرة" والحديث هٰهنا ص۱۰۸ ۔

۷۵۹ ۔ حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ قال أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ الحارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقولُ كان رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إذا قامَ إلى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يقولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يقولُ وَهُوَ قائِمٌ رَبَّنا لَكَ الحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِى ثُمَّ يُكَبِّرُ حين يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حتى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بعدَ الجُلوسِ وقال عبدُ اللهِ بنُ صالِحٍ عنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الحَمْدُ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے (یعنی تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا لک الحمد کہتے پھر جب (سجدہ کے لئے) جھکنے لگتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تکبیر کہتے پھر دوسرے سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے پھر جب (سجدہ سے) سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر آپ م پوری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ آپ م نماز سے فارغ ہو جاتے اور آپ م جب دو رکعتوں سے بیٹھ کر (یعنی تشہد میں بیٹھنے کے بعد) اٹھتے تو تکبیر کہتے ۔ اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے "ربنا ولک الحمد"

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ثم یکبر حین یرفع راسہ "۔
تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ تا ص۱۰۹ ومسلم اول ص۱۶۹۔

مقصد ترجمہ مقصد بالکل واضح ہے کہ امام بخاری ؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ انتقالاتِ نماز میں تکبیر ہوگی بالخصوص سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر لوگوں نے چھوڑ رکھا تھا، بخاری ؒ نے تصریح کردی کہ سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر ہوگی۔

اشکال: ص۱۱۴ پر ایک باب ہے " باب یکبر وھو ینھض من السجدتین "۔
اب اشکال یہ ہے کہ بظاہر تکرار معلوم ہو رہا ہے کیونکہ یہاں من السجود ہے اور ص۱۱۴ میں من السجدتین ہے اور ظاہر بات ہے کہ نہوض (اٹھنا) سجدتین ہی سے ہوگا ایک سجدہ کرکے اٹھنا نہیں ہوگا لہٰذا دونوں باب میں کوئی فرق بظاہر نہیں ہے۔

جواب: امام بخاری ؒ نے یہاں تو صرف یہ بیان کیا ہے کہ سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہی جائیگی اور ص۱۱۴ پر آنے والے باب میں محلِ تکبیر بیان کیا گیا ہے چونکہ اس میں اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اٹھنے کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں تکبیر ہوگی جیسے پہلی رکعت میں قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ ہے امام بخاریؒ ان حضرات کے خلاف فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تشہد سے اٹھنے کے ساتھ ساتھ تکبیر ہوگی۔
نیز دونوں باب میں یہ فرق ہے کہ یہاں پہلی رکعت میں اٹھنے کا بیان ہے اور ص۱۱۴ کے باب میں رکعتین کے بعد اٹھنے کا بیان ہے، فلا اشکال۔

تشریح باب کی پہلی روایت میں ہے یکبر ثنتین وعشرین تکبیرۃ "۔
بائیس ۲۲ تکبیرات کا مطلب یہ ہوا کہ یہ چار رکعت والی نماز تھی چنانچہ بعض روایت میں ظہر کی صراحت ہے ہر رکعت میں پانچ تکبیریں ہوں گی تو چار رکعت میں بیس ہوئیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری دو رکعتین کے بعد تشہد سے اٹھتے ہوئے، اس لئے ہر چار رکعت والی نماز میں تعداد بائیس ۲۲ ہوجائے گی۔
اور تین رکعت والی نماز میں سترہ ۱۷ اور دو رکعت والی نماز میں کل گیارہ تکبیر ہوگی۔

وقال موسیٰ حدثنا ابان الخ اس سند کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قتادہ کا سماع عکرمہ سے معلوم ہو جائے چونکہ قتادہ میں تدلیس کی شکایت ہے، واللہ اعلم۔

باب ۵۰۸ وَضۡعِ الۡاَکُفِّ عَلَی الرُّکَبِ فِی الرُّکُوۡعِ وقال ابُوۡ حُمَیۡدٍ فِیۡ اَصۡحَابِہٖ اَمۡکَنَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَیۡہِ مِنۡ رُکۡبَتَیۡہِ۔

۷۶۰ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الۡوَلِیۡدِ قال حَدَّثَنَا شُعۡبَۃُ عن اَبِیۡ یَعۡفُوۡرٍ قال سَمِعۡتُ

مُصْعَبَ بنَ سَعْدٍ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي أَبِي وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

باب، رکوع میں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا بیان۔ اور حضرت ابو حمید رضؓ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے (جو صحابہ تھے) یہ بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر جما دیئے۔

ترجمہ حدیث مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ) کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہتھیلیوں کو ایک دوسرے سے ملایا اور انہیں اپنی دونوں رانوں کے درمیان دبالیا تو میرے والد نے (اس عمل سے) منع کیا اور فرمایا کہ ہم پہلے ایسا کرتے تھے پھر ہم اس سے منع کر دیئے گئے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " وأمرنا أن نضع ایدینا علی الرکب "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹، مسلم اول ص۲۰۲، ابوداؤد اول ص۱۲۶ باب تفریع ابواب الرکوع والسجود ووضع الیدین علی الرکبتین - والترمذی ص۳۵۔

مقصد امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ رکوع میں امساک بالرکب یعنی اپنے دونوں ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑنا مسنون ہے اور تطبیق منسوخ ہے۔

تشریح تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے کفین کو ملا کر ایک کی انگلیاں دوسرے میں داخل کر کے قینچی کرلیں جیسے تشبیک میں ہوتا ہے اور پھر دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے بیچ میں دبا لیا جائے۔

امام بخاری رحؒ نے ابوحمید ساعدی رضؓ کے بیان سے یہ ثابت کیا ہے کہ رکوع میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر دونوں گھٹنوں کو مضبوط پکڑلیں اور اس مسئلہ میں جمہور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ البتہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ اور ان کے بعض اصحاب تطبیق کے قائل تھے۔

بعض حضرات سے منقول ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کو نسخ کا علم نہ ہوسکا ہو! لیکن علامہ عینی رحؒ اس جواب سے خوش نہیں ہیں۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضؓ تخییر کے قائل ہوں کہ دونوں صورتوں میں اختیار ہے بہرحال حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے جب نقل کیا گیا تو فرمایا "صدق اخی" میرے بھائی نے سچ کہا ہے کنا نفعلہ فنہینا عنہ۔ اور ظاہر ہے کہ جب صحابی کہے نُہینا تو حکماً مرفوع ہوگا یعنی ہمیں حضور اکرم ﷺ نے منع کر دیا۔

بہر حال جمہور کے یہاں تطبیق منسوخ ہے کسی کے یہاں معمول بہا نہیں ہے واللہ اعلم۔

بَابُ (۵۰۹) إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ۔

۷۶۱ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلاً لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللهُ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب (نمازی) جب پوری طرح رکوع نہ کرے ؟

ترجمہ حدیث زید بن وہب رح نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رض نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ کو پوری طرح ادا نہیں کر رہا ہے حضرت حذیفہ رض نے اس سے کہا " تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم (اس حالت میں) مر گئے تو تمہاری موت اس طریق پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "لا يتم الركوع"
حدیث الباب میں رکوع کے ساتھ سجود کا ذکر بھی ہے لیکن چونکہ ص۱۱۲ پر مستقل باب آرہا ہے "باب اذا لم يتم سجوده" اس لئے امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں صرف رکوع کے ذکر پر اکتفا فرمایا ہے۔

تعدد موضعہ:- والحديث ههنا ص۱۰۹ ومر ص۵۶ ويأتى ص۱۱۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے ترجمہ میں کوئی حکم نہیں لگایا جیسا کہ ان کی اکثر عادت ہے کہ مسائل مختلفہ میں کوئی حکم نہیں لگاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح شرح تراجم میں فرماتے ہیں " والمؤلف ساق الكلام على وجه يحتمل المذهبين"

ع۱ یا اذا کا جواب اس لئے ذکر نہیں فرمایا چونکہ آئندہ باب (یعنی ایک باب کے بعد باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا يتم ركوعه بالاعادة) سے معلوم ہو جائیگا کہ اتمام رکوع نہ کرنے سے اعادۂ صلوٰۃ ہوگا۔

تشریح یہاں سے امام بخاری رح تعدیل ارکان کا مسئلہ بیان فرمار ہے ہیں اور اسی کی اہمیت بتلانے کے لئے یہ ترجمہ قائم کیا ہے۔

مذاہب ائمہ ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود اطمینان سے ادا کرنا فرض ہے مثلاً رکوع کے بعد مکمل طور پر پورا کھڑا ہونے کے بعد سجدہ میں جانا

اسی طرح ایک سجدہ کے بعد دوسرے سجدہ میں جانے سے قبل پورے طور پر بیٹھ کر سجدہ کرنا فرض ہے اگر ایک سجدہ کے بعد ہاتھ سجدہ گاہ میں سے صرف سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کرلیا تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعدیلِ ارکان واجب ہے اور ما صلیت یا فضل فانك لم تصل کو نفیِ کمال پر محمول کرتے ہیں جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ اور لا دین لمن لا عہد لہ۔

ولو مت مت علیٰ غیر الفطرۃ ، فطرۃ سے مراد یہاں سنت ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اسی حالت میں مرگیا تو تارکِ سنت ہوکر مرے گا، واللہ اعلم۔

باب ۵۱۰ اِسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ رَكَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ۔

باب، رکوع میں پیٹھ کو (سر کے) برابر رکھنے کا بیان۔

اور حضرت ابوحمید رضؓ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی پیٹھ کو اتنا جھکا دیا کہ سر کے برابر کردیا۔

مقصد یہ باب سابق کا تکملہ ہے مقصد بالکل واضح ہے کہ رکوع میں صرف کمر کو ذرا سا جھکا دینا کافی نہیں ہے بلکہ اتنا جھکا دیا جائے کہ پیٹھ سر کے برابر ہوجائے۔

تشریح اس تعلیق کو امام بخاریؒ نے آگے ص۱۱۴ پر باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

باب ۵۱۱ حَدِّ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالِاعْتِدَالِ فِيهِ وَالِاطْمَأْنِينَةِ۔

۷۶۲ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

باب، رکوع کے پورا کرنے اور اس میں اعتدال و اطمینان کی حد کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت براء رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپ ؐ کے سجدے اور دونوں سجدوں کے درمیان کی نشست اور جب آپ ؐ رکوع سے اٹھتے تھے (یعنی قومہ) سب قریب قریب برابر ہوتے تھے سوائے قیام اور تشہد کے قعود کے۔

مطابقتہ للترجمۃ:- یہاں بخاری کے نسخے مختلف ہیں بعض نسخہ میں مثلاً بخاری کی قدیم شرح کرمانی میں

یہ حدیث حضرت براء رضؓ باب سابق استواء الظہر فی الرکوع ہی کے تحت ہے اور یہاں یہ باب حدّ اتمام الرکوع الخ نہیں ہے۔

اس صورت میں مطابقت اس طرح ہوگی کہ بخاری نے یہاں دو مسئلہ بیان کیا ہے ۱ رکوع میں اس طرح جھکنا چاہئے کہ پیٹھ، کمر سب سر کے برابر ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ رکوع کی حدِ معتبر یہ ہے کہ اس میں اعتدال اور طمانینت ہونی چاہئے۔

پہلے مسئلہ کو حضرت ابو حمید ساعدی رضؓ کی روایت سے ثابت کیا ہے، اور دوسرے مسئلہ کو حضرت براء رضؓ کی روایت سے ثابت کیا کہ رکوع، جلسہ اور قومہ سب برابر ہوتے تھے۔

معلوم ہوا کہ سب میں اعتدال تھا اس سے صرف قیام للقراءۃ اور قعود للتشہد مستثنیٰ ہے کہ یہ طویل ہوتے تھے۔ برابری ممکن نہیں۔

اس تقریر سے علامہ ناصر الدین بن منیر کا اعتراض بھی جاتا رہا چونکہ نسخے مختلف ہیں تو یہ حدیث براء رضؓ دوسرے باب کے مطابق ہے۔

اور اگر ہمارے نسخہ کا اعتبار ہو کہ حضرت براء رضؓ کی حدیث کے لئے مستقل باب ہے "حدّ اتمام الرکوع الخ" کا اس صورت میں مناسبت بالکل واضح ہے کہ رکوع، سجدہ وغیرہ ایک دوسرے کے مساوی و برابر ہوتے تھے یہ بھی تو ایک حد ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹ وص۱۱۰ وص۱۱۳ ومسلم شریف ص۱۸۹۔

مقصد باب سابق سے معلوم ہوا تھا کہ ارکانِ نماز (رکوع، سجدہ وغیرہ) میں اعتدال و اتمام مطلوب ہے۔ اب یہ بتلا رہے ہیں کہ اس اتمام کی حد کیا ہے؟ یعنی رکوع کرنے والے کو یا سجدہ کرنے والے کو کس حد پر کہا جائیگا کہ اس نے رکوع کی سنت پوری کرلی یا سجدہ کا اتمام کرلیا۔

حاصل یہ ہے کہ نمازی جب رکوع میں جائے تو جھکنے کی حرکت بالکل ختم ہو جائے اور رکوع میں اس طرح سکون ہو جائے کہ سر سے لیکر پیٹھ اور کمر بالکل برابر ہو جائے علیٰ ہٰذا سجدہ وغیرہ۔

بعد والے ابواب بھی اسی تعدیل ارکان سے متعلق ہیں جو آرہے ہیں۔ ع غ چلمل۔

باب ۵۱۲ أَمْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالْإِعَادَةِ۔

۷۶۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ

عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فردَّ عَلَيْهِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال ارْجِعْ فصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فصَلَّى ثمَّ جاءَ فسَلَّمَ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال ارْجِعْ فصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثلثاً فقال وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فعَلِّمْنِي فقال إذَا قُمْتَ إلَى الصَّلٰوةِ فكَبِّرْ ثمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ ثمَّ ارْكَعْ حتى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثمَّ ارْفَعْ حتى تَعْتَدِلَ قائماً ثمَّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثمَّ ارْفَعْ حتى تَطْمَئِنَّ جالساً ثمَّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

باب ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو جس نے رکوع کو پوری طرح ادا نہیں کیا دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دینا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک شخص (حضرت خلاد بن رافع رضؓ) مسجد میں آئے اور انھوں نے نماز پڑھی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلام کیا آپؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا (آپؐ نے سلام کا جواب دے کر) پھر فرمایا تم لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اسی طرح تین مرتبہ (آپؐ نے) فرمایا پھر اس شخص نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ مجھے تعلیم فرما دیجئے تو آپؐ نے فرمایا " جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر (اللہ اکبر) کہو پھر قرآن مجید کے جس حصہ کا پڑھنا تمہارے لئے آسان ہو (یعنی جو تجھ کو یاد ہو) وہ پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان ہو جائے پھر رکوع سے اٹھ جاؤ یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان پیدا ہو جائے پھر سجدہ سے اٹھ جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان پیدا ہو جائے پھر پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان امر النبى صلى الله عليه وسلم لذلك الرجل بقوله " ارجع فصلّ فانك لم تصلّ " امر بالاعادة لانه لم يتم الركوع والسجود۔

تعدد موضعه :- والحديث ههنا ص۱۰۹ ومر ص۱۰۴ تا ص۱۰۵ ويأتى ص۹۲۴ وص۹۸۶

مسلم اول ص۱۷۰، ابوداؤد اول ص۱۲۴، ترمذی اول ص۴۰ و آثار السنن جلد اول ص۱۱۳۔

مقصد ترجمہ یہ ترجمہ شارحہ ہے اسی ص۱۰۹ میں ایک باب بخاری رح نے قائم کیا تھا "باب اذا لم یتم الرکوع" وہاں اذا کا جواب ذکر نہیں کیا تھا اس باب میں اس کو بیان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدوی صحابی (خلاد بن رافع رض) کو رکوع اور سجدہ وغیرہ میں تعدیل و اطمینان میں کوتاہی دیکھ کر اعادہ کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے یہی امام بخاریؒ اور ائمہ ثلاث کا مذہب ہے احناف کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

تشریح طرفین کے نزدیک تعدیلِ ارکان واجب ہے دلیل آیت قرآنی ہے کہ صرف رکوع کا حکم ہے اور رکوع کے معنی مطلقاً انحناء کے ہیں پس قرآن مجید سے ثابت شدہ فرض اور حدیث پاک سے واجب، چونکہ اخبار احاد سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تعدیلِ ارکان چھوڑ دے تو ذمہ سے فریضۂ صلوٰۃ تو ساقط ہو جائیگا لیکن نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ امام صاحب رح سے ایک روایت فرضیت کی اور ایک روایت سنیت کی بھی ہے لیکن مذہب مختار وجوب ہی کا ہے۔

فصلی الخ حافظ نے نسائیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ دو رکعتیں تحیۃ المسجد تھیں۔

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نفل شروع کر کے باطل کرنے پر اعادہ واجب ہے لقولہ تعالیٰ "لا تبطلوا اعمالکم"

رہا فرضیت پر استدلال فانك لم تصل سے؟

جواب:۔ نفی کمال پر محمول ہے کما مر، اور اس کی دلیل حضرت خلاد رض ہی کا واقعہ ہے جو ترمذی جلد اول ص۴۰ میں حضرت رفاعہ بن رافع رض کی روایت ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فاذا فعلت ذٰلك قد تمّت صلٰوتك وان انتقصت منه شيئا انتقصت من صلٰوتك الخ۔

اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیلِ ارکان کے ترک پر بطلان صلوٰۃ کا حکم نہیں لگا بلکہ نقصان کا حکم لگایا اور صحابہ کرام رض نے بھی اس کا مطلب یہی سمجھا کہ تعدیلِ ارکان کے ترک سے پوری نماز باطل نہیں ہوگی البتہ اس میں نقصان آجائیگا اگر تعدیل فرض ہوتا تو نماز ناقص نہیں باطل ہو جاتی، واللہ اعلم۔

بابُ (۵۱۳) الدُّعاءِ فِی الرُّکوعِ۔

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ

اَبِی الضُّحٰی عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَۃَ رض قالتْ کان النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فِی رُکُوعِہٖ وَسُجُودِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

باب، رکوع میں دعاء کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور اپنے سجدوں میں یہ پڑھتے تھے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی۔

اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور اے ہمارے پروردگار میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اے اللہ مجھے بخشدے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹ ویاتی ص۱۱۳ ویاتی فی المغازی ص۶۱۵ وفی کتاب التفسیر ص۷۴۲ ومسلم اول ص۱۹۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بھی دعاءِ مغفرت جائز ہے جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہوا۔

اگر منفرد ہے تو بلا شبہ درست ہے لیکن اگر امام ہے تو مقتدی کی رعایت کرنی ہوگی۔

حضرت امام مالک رح سے منقول ہے کہ سجدہ میں تو دعا درست ہے اور رکوع میں مکروہ، چونکہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے فاما الرکوع فعظموا فیہ الرب واما السجود فاجتھدوا فی الدعاء (مسلم ج ۲ ص۱۹۱) (رکوع میں خدا کی تعظیم بجالاؤ اور سجدہ میں دعا کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرو)۔

بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث مسلم سے رکوع میں دعا کا عدم جواز یا مکروہ ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے یعنی بخاری رح اس وہم کو دور کرنا چاہتے ہیں واللہ اعلم۔

باب ۵۱۴ مَایقولُ الإمَامُ وَمَن خَلْفَہٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ

۷۶۵۔ حَدَّثَنا آدمُ قال حَدَّثَنا اِبنُ اَبِی ذِئْبٍ عن سَعِیْدٍ المُقْبُرِیِّ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قال کانَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قال سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قال اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الحَمْدُ وَکانَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَکَعَ رَفَعَ رَاْسَہٗ یُکَبِّرُ وَ اِذَا قامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ قال اللّٰہُ اَکْبَرُ۔

باب، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد امام اور مقتدی کیا دعاء پڑھیں؟

ترجمہ حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن

حمدہ کہتے تو (اس کے بعد) اللھم ربنا ولک الحمد (بھی) کہتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دونوں سجدوں سے (فارغ ہوکر) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، ترجمۃ الباب دُو چیزوں پر مشتمل ہے ۱ مایقول الامام، ۲ مایقول مَن خلفہ ای المقتدی۔

حدیث الباب کی مطابقت جزء اول سے تو ظاہر ہے۔ اور جزء ثانی کے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابواب سابقہ میں گذر چکا ہے "انما جعل الامام لیؤتم بہ" بس اس سے جزء ثانی کی مطابقت و مناسبت نکالی جا سکتی ہے، یا مطابقت بالالتزام یوں بھی ہو سکتی ہے کہ ارشاد نبوی ہے صلوا کما رأیتمونی اُصلی یعنی جیسے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح تم لوگ بھی نماز پڑھو۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹۔

مقصد ترجمہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ تومہ یعنی رکوع سے اٹھنے کے بعد امام کیا کہے؟ امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح یعنی امامین الہامین کے نزدیک امام فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہے، اور مقتدی فقط اللھم ربنا ولک الحمد کہے۔

لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا ولک الحمد" (بخاری ص۱۰۹)۔ اگلے باب میں حضرت ابوہریرہ رض کی روایت آرہی ہے جس میں وظائف کی تقسیم ہے کہ امام کا وظیفہ تسمیع (سمع اللہ لمن حمدہ) ہے اور مقتدی کا وظیفہ تحمید (اللھم ربنا ولک الحمد) ہے۔

امام شافعی رح، امام احمد رح اور صاحبین رح کے نزدیک امام تسمیع و تحمید دونوں کہے گا۔

امام بخاری رح بھی اسی کے قائل ہیں یعنی شوافع رح کی موافقت کر رہے ہیں۔

تشریح امام بخاری رح نے اس باب میں جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں فقط امام کا ذکر ہے حدیث میں مقتدی کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن امام بخاری رح نے اس حدیث پر مَن خلفہ کا اضافہ کرکے اپنا رجحان ظاہر فرمایا ہے، البتہ منفرد دونوں (تسمیع و تحمید) کو جمع کریگا اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

بابٌ ۵۱۵ فَضْلِ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

۷۶۶ ۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن سُمَیٍّ عن اَبِی صَالِحٍ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔

باب ، اللھم ربنا ولك الحمد کی فضیلت کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ اللھم ربنا لك الحمد کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق ہو جائیگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ " غفر لہ ما تقدم من ذنبہ "

تعدد موضعہ : والحدیث ھٰھنا ص ۱۰۹ ویاتی ص ۴۵۸ ۔

مقصد امام بخاری رحؒ کا مقصد تو ترجمہ ہی سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد ان کلمات کے کہنے کی فضیلت و ثواب کو بیان کرنا ہے ۔

لیکن حیرت ہے کہ حدیث پاک میں تقسیم وظیفہ کی تصریح ہے کہ امام کا وظیفہ تسمیع اور مقتدی کا وظیفہ تحمید ہے ۔ یعنی حدیث میں وظائف کی تقسیم ہے والقسمۃ تنا فی الشرکۃ ، اور یہ دلیل ہے امام مین الھامین کی ، کما مر ۔

تشریح اور امام بخاری رحؒ اور حضرات شوافع کے قول کے مطابق اگر امام تسمیع و تحمید دونوں کو جمع کرے گا تو عظیم اشکال یہ ہے کہ امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی ربنا لك الحمد پھر امام ربنا لك الحمد کہے گا تو امام کی تحمید مقتدی کی تحمید سے مؤخر ہو جائے گی اور یہ وظیفہ اقتدار کے خلاف ہے ۔

دوسری بحث یہ ہے کہ تحمید کن الفاظ میں افضل ہے عند الاحناف سب سے افضل اللھم ربنا ولك الحمد ہے یعنی جن کے الفاظ زیادہ ہوں وہ اعلیٰ و افضل ہوگا واللہ اعلم ۔

باب
علی ۵۱۶

۷۶۷ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَأُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ۔

باب ، بلا ترجمہ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب کردوں گا (یعنی میں تم لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھلاؤنگا) چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نماز ظہر اور نماز عشاء اور نماز فجر کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد دعاء قنوت پڑھتے تھے اور اہلِ ایمان کے لئے دعا کرتے تھے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ قال الحافظ "کذا للجمیع بغیر ترجمۃ الا للاصیلی فحذفہ" یعنی بخاری شریف کے جملہ نسخ میں یہ باب بلا ترجمہ ہے، اصیلی نے تو لفظ باب کو بھی حذف کر دیا ہے۔

حافظ عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ راجح یہ ہے کہ لفظ باب ہونا چاہیئے کیونکہ اس باب کے تینوں روایات میں سے کسی روایت میں اللھم ربنا ولک الحمد کی فضیلت کا اثبات نہیں ہے اس لئے یہاں لفظِ باب ہونا چاہیئے تاکہ یہ باب کالفصل من الباب السابق ہوجائے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۹ تا ص۱۱۰ ایضا ص۱۱۰ و یاتی ص۱۳۶ وص۲۱۰ تا ص۲۱۱ وص۴۷۹ وص۶۵۵ وص۶۶۱ وص۹۱۵ وص۹۴۶ وص۱۰۲۶۔

۷۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ۔

ترجمہ حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) فجر اور مغرب (کی نماز) میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ یہ باب بلا ترجمہ ہے کمامرّ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا ص۱۱۰ و یاتی فی الوتر ص۱۳۶۔

۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ

قال من المتكلم قال انا قال رأيت بضعة وثلثين ملكا يبتدرونها ايهم يكتبها اول۔

ترجمہ حدیث حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رض سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو آپ ص کے پیچھے ایک شخص (خود رفاعہ رض) نے ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہا پھر جب آپ ص نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟" تو اس شخص نے عرض کیا کہ میں تھا، آپ ص نے فرمایا کہ میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کے سلسلے میں مسابقت کر رہے تھے کہ اس کو کون پہلے لکھے۔

مطابقة للترجمة: مطابقة الحديث للترجمة "قد بيناه في اول الباب"

تعدد موضعه: الحديث ههنا صنا۱۱۰۔

مقصد ترجمہ باب کے تحت مذکور ہو چکا ہے کہ یہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے۔ یعنی من وجہٍ باب سابق سے تعلق ہے کہ اللھم ربنا لک الحمد کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے جیسا کہ تیسری روایت حضرت رفاعہ بن رافع رض کی روایت تحمید موجود ہے البتہ کچھ مزید کلمات ہیں۔ اور من وجہٍ باب سابق سے الگ ہے کہ تحت الباب کی دو روایات میں تحمید کا ثبوت نہیں ہے بلکہ قنوت کا ذکر ہے اس لئے لفظ باب بڑھا کر باب سابق سے فصل کر دیا ہے۔

حاشیہ کا نسخہ "باب القنوت" ہے حافظ عسقلانی رح کا رجحان یہ ہے کہ یہ درست نہیں (فتح)۔

شیخ الحدیث رح بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں بلکہ یہ تو (یعنی باب القنوت) ابواب الوتر میں ہونا چاہئے، (تقریر بخاری)۔

تشریح اگر باب القنوت کا نسخہ صحیح مان لیا جائے جیسا کہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رح کا رجحان ہے تو اس کی توجیہ یہ ہوگی یعنی بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہوگا کہ قنوت بعد الرکوع ہونا چاہئے۔

قنوت نازلہ تفصیل تو اپنی جگہ آئیگی انشاء اللہ۔ یہاں صرف یہ عرض ہے کہ احناف ومالکیہ کے نزدیک عند النوازل وحوادث فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھا جائے گا۔

(۲) حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ تمام نمازوں میں ہوگا۔

دراصل قنوت نازلہ کا مدار حوادث کی شدت وضعف، قلت وکثرت پر ہے اگر حالات زیادہ سے زیادہ خراب ہوں تو عند الاحناف بھی تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے حفاظت فرمائے آمین۔

باب ۵۱۷ الطَّمَانِيْنَةِ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وقال اَبُوْحُمَيْدٍ رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاسْتَوٰى حتى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهٗ۔

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيْدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن ثَابِتٍ قال كان اَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلوٰةَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فكَانَ يُصَلِّي فاِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حتى نقولَ قَدْ نَسِيَ۔

باب، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ میں اطمینان کا بیان (یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا) اور حضرت ابوحمید رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آگیا

ترجمہ حدیث ثابت بنانی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضؓ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتاتے تھے چنانچہ آپ نماز پڑھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ہم دل میں کہتے کہ آپ (سجدہ میں جانا) بھول گئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا رفع راسہ من الرکوع قام حتی نقول قد نسی"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۱۰ و یاتی ص۱۱۳۔

۷۷۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيْدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الحَكَمِ عن ابنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ البَرَاءِ قال كَانَ رُكُوْعُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَسُجُوْدُهٗ وَ اِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ۔

ترجمہ حضرت براء رضؓ (ابن عازب) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپؐ کا سجود اور جب آپؐ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے (یعنی قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ لما کان رکوعہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفع راسہ منہ قریبا من السواء وکان یطمئن فی رکوع الخ (عمدۃ)

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۱۰ ومرّ ص۱۰۹ ویاتی ص۱۱۳۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن اَيُّوْبَ عن اَبِي قِلَابَةَ قال كَانَ مَالِكُ بنُ الحُوَيْرِثِ يُرِيْنَا كَيْفَ كَانَ صلوٰةُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَ ذَاكَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلوٰةٍ فَقَامَ فَاَمْكَنَ القِيَامَ

ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ فَانصَبَّ هُنَيَّةً قال فصلّى بنا صَلوٰةَ شَيْخِنا هٰذا أَبِي يَزِيدَ وَكَانَ أَبُو يَزِيدَ إِذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الآخِرَةِ اسْتَوَى قَاعِداً ثُمَّ نَهَضَ۔

ترجمہ ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ ہمیں (نماز پڑھ کے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت دکھلاتے تھے اور یہ دکھانا نماز کے وقت کے علاوہ میں تھا چنانچہ (ایک روز) حضرت مالک بن حویرث رضؓ کھڑے ہوئے اور اچھی طرح سیدھے کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور اچھی طرح سے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابوقلابہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ نے ہمارے اس شیخ ابو یزید کی طرح نماز پڑھی اور ابو یزید جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو اچھی طرح بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "ثم رفع راسہ فانصبّ ھنیّۃ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھھنا ص۱۱۰ ومر ص۹۳ ویاتی ص۱۱۳ وص۱۱۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ ابواب سابقہ میں رکوع اور سجود میں طمانینت (اطمینان و اعتدال) کو بیان کر چکے ہیں اب اس باب سے قومہ میں اطمینان کو ثابت فرما رہے ہیں اور اسی اطمینان کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ کی تعلیق کو ذکر فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا۔

تشریح امام بخاری رحؒ نے حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ کی مذکورہ تعلیق کو آگے چل کر ص۱۱۴ میں "باب سنۃ الجلوس فی التشہد" کے تحت موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

حتی نقول قد نسی یعنی اعتدال و اطمینان طویل کرتے تھے الخ

حنفیہ کے نزدیک بھی یہ اعتدال جائز ہے جبکہ مقتدی نہ گھبرائیں۔

حضرات شوافع رحؒ کے نزدیک فی قول مفسد صلوٰۃ ہے اور یہی شوافع رحؒ کے نزدیک مشہور ہے۔

حنابلہ کے یہاں مستحب ہے۔

حنفیہ و مالکیہ فرماتے ہیں کہ نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ جائز ہے کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خاص تجلی ہوتی تو ایسا ہوا کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ قد نسی کہتے تھے ورنہ اگر ہمیشہ یا اکثر عادت شریفہ یہ ہوتی تو قد نسی کہنے کی کیا ضرورت ہوتی کیونکہ وہ تو روز کی عادت ہوتی۔

صلوٰۃ شیخنا ھٰذا اس سے مراد حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ ہیں جن کی کنیت ابو یزید ہے۔

روایت میں جلسۂ استراحت کا تذکرہ ہے جو عند الشوافع مستحب ہے لیکن احناف کے نزدیک مستحب نہیں ہے الّا لعذر۔ چونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہؓ ینھضون علیٰ صدور قدمیہ۔ واللہ اعلم

باب ۵۱۸ يَهْوِيْ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَسْجُدُ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ لَصَلٰوتَهٗ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ۔

باب ، جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور نافع رحؒ نے کہا کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے۔

ترجمہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمان اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے فرض ہو یا غیر فرض، رمضان میں ہو یا غیر رمضان۔

چنانچہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر سجدہ کرنے سے پہلے ربنا ولک الحمد کہتے پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ کر کے کھڑے ہونے لگتے تو اللہ اکبر کہتے اور وہ نماز کی ہر رکعت میں ایسا ہی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجاتے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے " قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ مشابہت میں تم سب سے زیادہ قریب ہوں بلاشبہ آپ ؐ کی نماز اسی طرح تھی یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے، ابوبکر اور ابوسلمہ دونوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہ چند لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور ان کا نام لے کر فرماتے اے اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ کفار مضر پر اپنی پکڑ سخت کردے اور ان کو ایسے قحط میں مبتلا کردے جیسا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا (حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ) مشرق میں رہنے والے کفار مضر اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ثم یقول اللہ اکبر حین یھوی ساجداً "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۱۱۰، مرّ الحدیث صـ۱۰۸ وصـ۱۰۸ وصـ۱۰۹ تا صـ۱۰۹، ابوداؤد صـ۱۲۱ فی باب اتمام التکبیر، وقال ابوھریرۃ الخ مرّ صـ۱۱۰ ویاتی صـ۱۳۶ وصـ۴۱۰ وصـ۴۷۹ وفی التفسیر صـ۶۵۵ وصـ۶۶۱ وصـ۹۱۵ وصـ۹۴۲ وصـ۱۰۲۶۔

۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قال سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يقولُ سَقَطَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عن فَرَسٍ وَرُبَّمَا قال سُفْيٰنُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عليه نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَقَعَدْنَا وقال سُفْيٰنُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قال إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ

فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَكَذَا جَاءَ بِهِ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَنَا عِنْدَهُ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْأَيْمَنُ ۔

ترجمہ امام زہری رح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رض کو فرماتے ہوئے سنا کہ (ایکمرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے اور کبھی سفیان نے عن فرس کے بجائے مِن فرس کہا، تو آپ ص کی داہنی جانب چھل گئی تو ہم لوگ آپ ص کی عیادت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو آپ ص نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی جب آپ ص نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربّنا ولك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو (سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کیا) معمر نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے ؟ تو علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے کہا "جی ہاں" اس پر سفیان نے کہا کہ بیشک معمر نے یاد رکھا۔ اسی طرح زہری رح نے ولك الحمد کہا اور مجھے یاد ہے کہ زہری نے من شقہ الایمن (یعنی آپ ص کا داہنا پہلو چھل گیا تھا) کہا تھا، پھر جب ہم زہری کے پاس سے نکلے تو ابن جریج نے کہا کہ امام زہری رح نے فجحش ساقہ الایمن کہا تھا جبکہ میں (سفیان) زہری کے پاس تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "واذا سجد فاسجدوا "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۱۱۰ تا صـ۱۱۱، مرّ الحدیث صـ۵۵ وصـ۹۶ وصـ۱۰۱ ویاتی صـ۱۵۰ وصـ۲۵۶ وصـ۳۳۵ وصـ۴۸۳ وصـ۴۹۷ وصـ۹۸۹۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ھوی اور تکبیر کی معیت کا لزوم بتلانا ہے۔
ھوی یھوی ھویًا کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا، جھکنا۔

ترجمہ ہے یھوی بالتکبیر حین یسجد یعنی جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور حدیث پاک کے الفاظ ہیں یقول اللہ اکبر حین یھوی ساجدًا یعنی جب سجدہ کے لئے جھکے تو اللہ اکبر کہے۔ پس صاف معلوم ہوا کہ جھکنے کا فعل اور تکبیر کا قول بالکل ساتھ ساتھ ہوگا تقدیم وتاخیر نہ ہوگی۔
چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "غرضہ من ھٰذا العقد انّ

التکبیر ینبغی ان یکون مقارناً للھوی من غیر تقدیم وتاخیر۔ (شرح تراجم)

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر نقل فرمایا ہے یضع یدیہ قبل رکبتیہ۔ اب سوال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب اور اثرِ ابنِ عمر میں مناسبت کیا ہے؟

جواب:۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "لان للھوی الی السجود صفتین صفۃ قولیۃ وصفۃ فعلیۃ الخ (عمدہ)۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہوی یعنی سجدہ کے لئے جھکنے کی دو صفتیں ہیں ۱ قولی، ۲ فعلی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے جب ترجمہ میں صفتِ قولیہ کو بیان کیا کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے تو یہ صفت قولیہ کو بیان کرنے کے بعد سجدہ میں جانے کی دوسری صفت کی وضاحت کے لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر پیش کرکے صفتِ فعلیہ کو بیان کردیا کہ فعل سجدہ اس طرح ہوگا کہ پہلے دونوں ہاتھ رکھے جائیں گے پھر دونوں گھٹنے۔

وضع الرکبتین قبل الیدین او بالعکس رکوع سے فراغت کے بعد سیدھے کھڑے ہوکر سجدہ میں جانے کا طرز کیا ہوگا؟ اس میں تین اقوال ہیں:۔

(۱) امام مالک رحمہ اللہ اور فی روایۃ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک وضع الیدین قبل الرکبتین ہوگا۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ فی المشہور وجمہور فقہاء کے نزدیک وضع الرکبتین قبل الیدین ہوگا۔

(۳) امام مالک رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مصلی کو اختیار ہے۔

حضرات مالکیہ رحمہم اللہ کا استدلال ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں تعلیقاً ذکر کیا ہے دوسرا استدلال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ۔ ابوداؤد ج۱ ص۱۲۲ ونسائی اول ص۱۲۳۔

جواب:۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ذلک لانہ کان ثقیلاً الخ (لامع ج۱ ص۳۱۹)۔ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بدن بھاری تھا اور پیروں میں بھی ضعف تھا اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تشہد میں چار زانو ہوکر بیٹھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے جس میں ہے کنا نضع الیدین قبل الرکبتین فامرنا بوضع الرکبتین قبل الیدین۔ (ابن خزیمہ)۔

۲ یہ روایت مقلوب ہے کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کے الفاظ اسی کے برخلاف ہیں اذا سجد احدکم فلیبدأ برکبتیہ قبل یدیہ ولا یبرک کبروک الفحل۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ وجمہور کا استدلال حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے جو ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے، شارح بخاری علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمہور کہتے ہیں "یضع اولاً فی الارض من اعضاء السجود ما ھو اقرب الی الارض" یعنی اعضاءِ سجود میں سے جو عضو زمین سے قریب ہو

اس کو عمل سجدہ میں مقدم رکھا جائیگا اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کے برعکس ہوگا یعنی اٹھتے وقت جو عضو آسمان سے قریب ہوگا اس کو مقدم رکھا جائے گا واللہ اعلم۔

اللّٰھم انج الولید الخ یہاں دو مسائل ہیں ۱ قنوت نازلہ کا ؟ اس کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۱۴۰۔

دوسرا مسئلہ اللھم اجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف الخ یہ بحث کتاب الاستسقاء میں آئیگی انشاء اللہ۔

باب کی دوسری روایت میں ہے کذا جاء بہ معمر یہ سفیان بن عیینہ کا مقولہ ہے ،سفیان نے جب اپنے شاگرد علی بن مدینی سے یہ روایت بیان کیا تو بیان کرنے کے بعد سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کہ تم نے یہ روایت معمر سے بھی سنی ہے تو کیا جیسے میں نے بیان کیا ہے اسی طرح معمر نے بھی بیان کیا ؟ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے جواباً کہا "جی ہاں" سفیان کو جب تائید ملی تو سفیان نے معمر کی تعریف کی قال لقد حفظ یعنی سفیان نے کہا کہ معمر نے یاد رکھا یعنی اس کو صحیح یاد ہے۔

قال الزھری ولك الحمد یعنی زہریؒ نے اس روایت میں " ولک الحمد" واؤ کی زیادتی کیساتھ فرمایا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زہری کے بعض شاگردوں نے بغیر واؤ کے صرف لك الحمد نقل کیا ہے۔

حفظت من شقہ الایمن سفیان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ زہریؒ سے شقہ الایمن ہی یاد کیا ہے ،لیکن ہمارے سبق کے ایک ساتھی ابن جریج بھی تھے جب ہم دونوں سبق سے اٹھ کر چلے تو ابن جریج نے فجحش ساقہ الایمن نقل کیا حالانکہ مجھے خوب یاد تھا کہ شقہ الایمن کہا ہے۔

قال ابن جریج وانا عندہ الخ: وانا عندہ یہ مقولہ سفیان کا ہے اور عندہ کی ضمیر کا مرجع زہری ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سفیان کہتے ہیں کہ میں زہری کے قریب تھا اور ابن جریج پیچھے دور میں تھے اس لئے میں پورے وثوق واعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ زہری نے شقہ الایمن ہی کہا تھا۔ کیونکہ میں زہری کے قریب تھا۔

عندہ کے مرجع میں یہ احتمال بھی ہے کہ مرجع ضمیر ابن جریج ہوں ، مطلب یہ ہے کہ میں ابن جریج کے پاس تھا الگ نہیں تھا اس لئے یہ وہم بھی ختم ہوگیا کہ شاید بعد میں ابن جریج نے کچھ سن لیا ہو۔
واللہ اعلم۔

فہرست عناوین نصر الباری جلد سوم

عناوین	صفحہ

